# إعانة الراجي

## على

# تصريح السراجي

المعروف بـ مسائل وراثت

www.KitaboSunnat.com

وراثت کے مسائل پر
طبقہ کے اہل علم کے لیے ایک مفید کتاب

فضیلۃ الشیخ محمد یعقوب حفظہ اللہ تعالیٰ
بن
مولوی فضل الٰہی الہاشمی القریشی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاثریۃ، جہلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# اِعَانَةُ الرَّاجِي

## عَلٰى

# تَصْرِيْحِ السِّرَاجِي

المعروف بہ

## مَسَائِلِ وِرَاثَت

وِرَاثَت کے مَسَائِل پر
ہر طبقہ کے اَہلِ عِلم کے لیے ایک مُفید کِتاب

مصرحہ

فَضِیْلَۃُ الشَّیْخ مُحَمَّد یَعْقُوْب حَفِظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی
بن
مولوی فَضل الٰہی الہاشمی القرشی
شَیْخ الحَدِیْث جَامِعَۃ العُلُوم الاَثَرِیَّۃ، جہلم

www.KitaboSunnat.com

ناشر: فضیلۃ الشیخ احمد علی بن علی محمد فاضل جامعۃ ام القریٰ مکۃ المکرمۃ اُستاذ: جامعۃ العلوم الاثریۃ جہلم، پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25215
1-(27

جملہ حقوق محفوظ


نام کتاب: اعانة الراجي على تصريح السراجي

بار اول: تعداد 1000

مصرحہ: فضیلۃ الشیخ پیر محمد یعقوب صاحب مدظلہ بن مولوی فضل الٰہی الہاشمی القرشی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاثریۃ۔ جہلم پاکستان

ناشر: فضیلۃ الشیخ احمد علی بن علی محمد۔ فاضل جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرمۃ
استاذ جامعۃ العلوم الاثریۃ جہلم پاکستان

کمپوزنگ: القمر کمپوزنگ سنٹر۔ القمر منزل ڈارسٹریٹ ساندہ کلاں لاہور

سرورق ڈیزائن: حافظ محمد علی فیصل و حافظ محمد عبدالصمد فاروق

سرورق جدید: رئیس الخطاطین عبدالرشید قمر خطاط۔ لاہور القمر منزل ڈارسٹریٹ
ساندہ کلاں لاہور۔ فون و فیکس 7243742 - 7243686

اہتمام طباعت: رئیس الخطاطین عبدالرشید قمر خطاط۔ لاہور
فون و فیکس 7243742 - 7243686

طباعت: القمر پرنٹنگ ایجنسی حمید سنٹر، رائل پارک لاہور

صفحات: چار صد

قیمت: 300 روپے

ملنے کے پتے:
فاروقی کتب خانہ اردو بازار لاہور — نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
سبحانی کتب خانہ اردو بازار لاہور — مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

ملک کے تمام دینی کتب خانوں سے طلب فرمائیے


المکتبۃ النعمانیۃ
2117

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# "الانتساب"

ادعو اللّٰه راجيًا اَنْ يجعل ثواب هذا العمل القليل
لی ولوالدی وللمومنين الی يوم الحساب الجليل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست


| عنوان | صفحات |
|---|---|
| الانتساب | 3 |
| مقدمہ | 25 |
| علم الفرائض کی تعریف' موضوع اور غرض | 29 |
| تعریف الارث | 30 |
| اسباب الارث [قرابت حقیقیہ' نکاح اور ولاء] | 30 |
| تعریف الولاء' وحکم الولاء | 30 |
| ارکان الارث [مورث' وارث اور موروث | 31 |
| شروط الارث [وفاۃ المورث' ثبوت حیاۃ الوارث عند وفات المورث اور علم بجہۃ القرابۃ وبجہۃ الارث] | 31 |
| الفرق بین المحروم والمحجوب | 32 |
| مصنف السراجی کے حالات زندگی | 35 |
| فضیلۃ علم المیراث | 39 |
| الفرائض نصف العلم | 39 |
| اسلام میں عورت کا مقام فی المیراث | 40 |
| ترکہ میت سے متعلق حقوق اربعہ | 43 |
| تجہیز وتکفین' قرضہ کی ادائیگی اور اس میں فقہاء کا اختلاف' وصیت کی ادائیگی | 43 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| ما بقی مال کی ورثاء میت میں تقسیم بالترتیب | 45 |
| صاحب سراجی اور صاحب المواریث کے ہاں ورثاء اور ان کی ترتیب میں فرق | 48 |
| تصریح علی الحقوق الاربعہ | 50 |
| وصیت بالتبرعات ووصیت بالقرض' زمانہ صحت اور مرض کے دیون | 52 |
| تنبیہات | 56 |
| فصل فی الموانع | |
| اقسام الموانع [مانع عن الموتشیۃ' مانع عن الوراثیۃ] | 58 |
| بعض اہل علم کے ہاں موانع کی مزید تین اصناف | 60 |
| تصریح علی الموانع | 60 |
| الفرق بین المنع والحجب | 60 |
| قتل عمد' قتل شبہ بالعمد' قتل خطاء اور قتل بالسبب کی وراثت میں اختلاف آئمہ | 62 |
| قتل بالبغاوت میں اختلاف | 63 |
| مجنون نیز بچہ اگر کسی کو قتل کر دیں تو ان کی توریث میں آئمہ کا اختلاف | 63 |
| کیا مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟ | 66 |
| احناف اور شوافع کا تین طریق پر جواب | 66 |
| حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تائید | 67 |
| کیا مسلمان مرتد کا وارث ہو سکتا ہے؟ | 68 |
| کفار کا آپس میں ایک دوسرے کا وارث ہونا | 68 |
| ملاحظات | 70 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| باب معرفۃ الفروض ومستحقیہا | 72 |
| ⬅ وراثت میں باپ کی تین حالتیں | 74 |
| ⬅ چار مسائل میں دادا باپ سے جدا حیثیت رکھتا ہے | 76 |
| ⬅ ماں کی طرف سے بہن بھائیوں کی تین حالتیں | 77 |
| ⬅ خاوند کی وراثت میں دو حالتیں | 78 |
| ⬅ تصریح | 78 |
| ⬅ اصحاب الفروض کی ترتیب میں تقدم وتاخر کی معقول وجہ | 79 |
| ⬅ فوائد | 80 |
| ⬅ اولاد الام کے بالاصل والفرع ساقط ہونے کی معقول وجہ | 80 |
| فصل فی النساء | |
| ⬅ زوجات (بیویوں) کی وراثت میں دو حالتیں | 82 |
| ⬅ حقیقی بیٹیوں کی تین حالتیں | 82 |
| ⬅ دو بیٹیوں کو ثلثان ملنے کی وجوہات ثلثہ | 83 |
| ⬅ پوتیوں کی وراثت میں چھ حالتیں۔ | 85 |
| ⬅ دو بیٹیوں کی موجودگی میں پوتے کا اپنے درجہ کی پوتیوں کو عصبہ بنانے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عام صحابہ سے اختلاف | 86 |
| ⬅ بعض متاخرین کے ہاں اسفل غلام اعلیٰ درجہ کی پوتیوں کو عصبۃ نہیں بناتا اور اس کا جواب | 88 |
| ⬅ مسئلہ تشبیب | 89 |
| ⬅ تنبیہ | 90 |
| ⬅ عینی بہنوں کی وراثت میں پانچ حالتیں | 92 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| فوائد | 92 |
| استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہما | 94 |
| جواب عن الاستدلال | 94 |
| علاتی بہنوں کی وراثت میں سات حالتیں | 96 |
| ملاحظہ | 97 |
| ماں کی' وراثت میں تین حالتیں | 99 |
| ماں کے لئے دو بہن' بھائیوں کے حاجب ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نظریہ | 99 |
| مذہب الزیدیۃ وتردید الزیدیۃ | 101 |
| اکثر صحابہ اور فقہاء کے ہاں' ماں کو احد الزوجین کے ساتھ مابقی کا ثلث ملے گا' لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں جمیع مال کا ثلث ملے گا۔ | 104 |
| ابو اصم کے ہاں مع الزوج ماں کو مابقی کا ثلث اور مع الزوجۃ جمیع کا ثلث | 104 |
| تردید الاصم | 105 |
| جدات (دادیوں/نانیوں) کی وراثت میں دو حالتیں ہیں | 108 |
| "تصریح" | 109 |
| باپ کی موجودگی میں ام الاب (دادی) کے وارث ہونے میں اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم | 111 |
| اقرب الی المیت جدہ کا خواہ وہ کسی بھی جانب سے ہو' ابعد کے لئے حاجب ہونے میں آئمہ کا اختلاف | 112 |
| جدۃ ذات القرابتین وذات القرابات کی وضاحت | 114 |
| باب العصبات | |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| تعریف العصبۃ لغۃً واصطلاحًا | 115 |
| عصبات نسبیہ کی اقسام ثلٰثہ | 116 |
| اعتراض وجواب | 116 |
| عصبہ بنفسہ کی اقسام اربعہ | 116 |
| فرع کی اصل پر تقدیم کی وجہ | 117 |
| عصبۃ بغیرہ کی اصناف اربعۃ | 119 |
| تعصیب الاخت مع الاخ | 120 |
| تعریف العصبۃ مع غیرہ | 121 |
| بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور حنفیہ کے ہاں مولیٰ العتاقۃ ذووا الارحام اور اصحاب الرد پر وراثت میں مقدم ہو گا' لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں موخر | 122 |
| عورت تین صورتوں کے علاوہ ولاء کی مالک نہیں۔ | 125 |
| قرابت کی انواع ثلٰثہ | 129 |
| ملاحظہ | 131 |
| تصریح | 132 |
| عصبات کی وراثت کے دلائل | 132 |
| ملاحظہ | 133 |
| فوائد | 134 |
| صورۃ مسئلۃ القضاۃ | 134 |
| وجہ التسمیہ | 134 |
| ضابطہ | 135 |
| اعتراض وجواب | 135 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| شروط العصبۃ بالغیر ثلاثۃ | 136 |
| وجہ التسمیہ | 136 |
| ملحوظہ | 137 |
| عصبۃ بالغیر ومع الغیر میں فرق | 138 |
| جہات مختلفہ سے وراثت۔ "الوراثۃ من الجھات المختلفۃ" | 138 |
| **باب الحجب** | |
| حجب کی تعریف لغوی اور اصطلاحی نیز اس کی اقسام | 140 |
| حجب نقصان سے متاثر ہونے والے افراد | 140 |
| حجب حرمان سے متاثر ہونے والے دو فریق | 141 |
| فریق ثانی کے حجب کے دو ضابطے | 141 |
| محروم کے حاجب ہونے میں اختلاف | 144 |
| ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں محروم کے حاجب ہونے کی دلیل | 144 |
| محجوب بالاتفاق حاجب ہے۔ | 145 |
| تصریح | 146 |
| حجب حرمان اور حجب نقصان میں فرق | 147 |
| ملاحظہ | 147 |
| الاخ المبارک ووجہ التسمیۃ | 149 |
| الاخ المشئوم | 149 |
| ملاحظہ | 149 |
| المسألۃ المشترکہ | 150 |
| اختلاف فی المسئلۃ | 150 |
| صورۃ المسئلہ علی المذاہب المختلفہ | 151 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| مسئلہ مذکورہ کی شرائط ثلثہ | 151 |
| ضابطہ اولیٰ وثانیہ | 152 |
| اصطلاحات | 152 |
| باب مخارج الفروض | |
| مخارج اور فروض کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 153 |
| فروض مقدرۃ کی دو انواع | 153 |
| فروض مقدرہ کی انفرادی اور اجتماعی صورت میں مخارج کا تعین | 154 |
| تصریح | 158 |
| سبب الانواع | 158 |
| تسمیۃ النوع الاول بالاول | 159 |
| فروض کی تقسیم میں بھی پانچ ضوابط کی ضرورت پڑتی ہے۔ | 159 |
| حاصل کلام | 160 |
| تنبیہ | 160 |
| فروض ستہ میں سے ہر ایک کے ورثاء کی فہرست | 161 |
| نصف کے مستحق | 161 |
| ربع کے مستحق | 162 |
| ملاحظہ | 162 |
| ثمن کے مستحق | 162 |
| ثلثان کے مستحق جو سبھی عورتوں میں سے ہیں۔ | 162 |
| ثلث کے مستحق | 163 |
| ضابطہ | 163 |
| ملاحظات | 164 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| عمریتان' غراوان' غرابتان' وتسمی غریمتان | 164 |
| آراء الصحابہ فی مسئلۃ العمریۃ | 165 |
| سدس کے مستحق | 165 |
| ملاحظہ | 167 |
| باب العول | |
| عول کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 168 |
| عول کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آنا | 168 |
| مجموع المخارج سبعۃ | 170 |
| وجہ الحصر | 170 |
| چار مخارج میں عول ممکن نہیں اور تین میں ممکن ہے۔ | 171 |
| مسئلہ شریحیہ' وتسمی بام الفروخ | 173 |
| مسئلہ دینار یہ | 174 |
| مسئلہ منبریہ ووجہ تسمیتہا | 174 |
| تصریح | 175 |
| حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عول سے انکار اور ان کے ہاں مسئلہ عولیہ کا حل | 175 |
| شبہۃ وازالۃ الشبہۃ | 178 |
| فوائد | 179 |
| تنبیہات اربعۃ | 179 |
| فصل فی معرفۃ التماثل والتداخل والتوافق والتباین بین العددین | |
| تعریف العدد | 181 |
| تعریف التماثل | 181 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| اعتراض وجواب | 181 |
| تعریف التداخل | 182 |
| "تداخل العددین المختلفین" میں عددین کو اختلاف سے مقید کرنے کی وجہ | 182 |
| تعریف توافق العددین | 184 |
| فائدہ | 185 |
| تعریف التباین | 186 |
| تفصیل | 186 |
| تصریح | 187 |
| تنبیہ تستعمل التوافق فی معنیین | 188 |
| وجہ ضبط النسب فی الاربعۃ ۔ وجہ حصر | 188 |
| **باب التصحیح** | |
| تصحیح کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 190 |
| تصحیح کے سات قواعد وضوابط [پہلے تین کا تعلق ورثاء اور انکے حصص سے ہے جبکہ دوسرے چار کا تعلق ورثاء اور بعض دوسرے ورثاء کے روس سے ہے۔] | 190 |
| قاعدہ اولیٰ | 190 |
| قاعدہ ثانیہ | 192 |
| قاعدۃ ثالثہ | 195 |
| وجہ الحصر | 197 |
| دوسری قسم کے ضوابط میں سے اولیٰ | 198 |
| ضابطہ ثانیہ | 200 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| ضابطہ ثالثہ | 202 |
| ضابطہ رابعہ | 205 |
| ان چار ضوابط میں چاروں نسبتیں معتبر ہیں جبکہ پہلی قسم کے تین ضوابط میں تداخل معتبر نہیں۔ | 206 |
| تصریح | 207 |
| معرفۃ اصل المسئلہ | 207 |
| القسم الاول | 207 |
| القسم الثانی | 207 |
| القسم الثالث | 208 |
| کیفیۃ التصحیح | 209 |
| غرض من التصحیح | 209 |
| **فصل** | |
| تصحیح سے فریق کے افراد کا حصہ معلوم کرنے کے طرق ثلثہ | 210 |
| طریق اول | 211 |
| طریق ثانی | 212 |
| تنبیہ | 212 |
| طریق ثالث | 213 |
| فائدہ | 213 |
| امثلۃ التوضیح لتصحیح المسائل ۔ مسائل کی تصحیح کی وضاحتی مثالیں | 213 |
| **فصل فی قسمۃ التركات بين الورثۃ والغرماء** | |
| تنبیہ | 219 |
| تنبیہ | 221 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| تصحیح سے واحد وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریق | 221 |
| مکمل فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریق | 223 |
| ملاحظہ | 223 |
| ترکہ سے ہر قرض خواہ کے حصہ کی معرفت کا طریق | 225 |
| ملاحظہ | 226 |
| اگر ترکہ میں کسر ہو تو ترکہ اور عدد مسئلہ کو کسر کے مخرج کے مطابق بسیط کرلیا جائے گا۔ | 227 |
| تنبیہ | 227 |
| توضیح | 228 |
| ملاحظہ | 228 |
| تصریح | 228 |
| تعریف الترکہ و تقسیمھا | 228 |
| ترکہ کی تقسیم کا طریق اول | 228 |
| طریق الثانی | 230 |
| الدینارۃ الصغری و الکبری و تسمی الاولیٰ بام الفروج' وام الارامل' وبالسبعۃ عشریۃ | 231 |
| صورۃ الثانیہ ۔ ای الکبری | 233 |
| ملاحظہ | 234 |
| وجہ تسمیتھا | 234 |
| فصل فی التخارج | |
| تخارج کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 235 |
| تصریح | 238 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| شروط التخارج | 238 |
| ملاحظہ | 238 |
| **باب الرد** | |
| رد کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 239 |
| آئمہ کا اختلاف فی الرد | 239 |
| حجۃ المانعین | 240 |
| حجۃ المجوزین | 240 |
| مسائل الرد ووجہ الحصر | 242 |
| قسم اول | 244 |
| قسم الثانی | 244 |
| ملاحظہ | 245 |
| تنبیہ | 246 |
| قسم ثالث | 247 |
| قسم رابع | 248 |
| نتیجۃ | 249 |
| تنبیہ | 252 |
| تصریح | 253 |
| شروط الرد | 253 |
| ملاحظہ | 254 |
| حکم القسم الثالث | 254 |
| حکم القسم الرابع | 255 |
| تنبیہ | 257 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| باب مقاسمۃ الجد | |
| اختلاف الصحابۃ والآئمۃ فی مقاسمۃ الجد۔ صحابہ اور آئمہ کا اختلاف | 258 |
| سبب الاختلاف | 258 |
| مقاسمۃ کے مجوزین کے ہاں مسائل الجد میں قدرے دقّت ہے۔ | 261 |
| ملاحظہ | 262 |
| تفسیر المقاسمہ | 263 |
| علاتی عینیوں کے ساتھ جد کو نقصان پہنچانے کی حد تک تو شریک ہیں لیکن حصہ سے محروم | 263 |
| دادے اور بھائیوں کے ساتھ اصحاب الفروض میں سے کسی کے شریک ہونے کی صورت میں | 268 |
| عند زید بن ثابت رضی اللہ عنہ الاخت لیست صاحبۃ فرض مع الجد الا فی مسئلۃ الاکدریۃ | 268 |
| تنبیہ | 269 |
| اعتراض وجواب | 270 |
| وجہ تسمیۃ | 270 |
| ملاحظہ | 271 |
| تصریح | 272 |
| تحقیق الآئمۃ فی میراث الجد مع الاخوۃ | 273 |
| تنبیہات | 278 |
| باب المناسخۃ | |
| مناسخہ کے لغوی اور اصطلاحی معانی | 280 |
| تصریح | 282 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| مناسخہ کی تین حالتیں | 282 |
| نقشہ کی وضاحت | 287 |
| باب ذووی الارحام | |
| ذو رحم کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم | 291 |
| ذووا الارحام کی اقسام اربعۃ | 291 |
| ذووا الارحام کی تقدیم وتاخیر میں امام ابو حنیفہ صاحب سے مختلف روایات میں تطبیق | 292 |
| فصل فی الصنف الاول | |
| صنف اول کی حالات اربعۃ ۔ صنف اول کی چار حالتیں | 295 |
| آخری دو حالتوں میں اختلاف الصاحبین | 296 |
| امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اولاد البنات کے اصول مختلفہ میں پہلے ترکہ کی تقسیم ہو گی۔ | 297 |
| تصریح | 297 |
| امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں تقسیم ترکہ میں صفت اصل کی اور تعداد فروع کی معتبر ہوگی | 301 |
| تصریح | 301 |
| ملاحظہ | 302 |
| فصل | |
| الجہات معتبرۃ فی الفروع عند ابی یوسف وعند محمد رحمہما اللہ فی الاصول | 303 |
| تصریح | 303 |
| فصل فی الصنف الثانی | |
| تصریح | 308 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| صنف ثانی کے ورثاء ذیل کے ضابطہ کے مطابق ترکہ کے وارث ہوں گے۔ | 308 |
| خلاصہ | 311 |
| ضابطہ | 311 |
| فصل فی الصنف الثالث | |
| صنف ثالث دس قسم کے افراد پر مشتمل ہے۔ | 312 |
| تصریح | 314 |
| ذووا الارحام کی برابری کی صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اعتبار اقوی فی القرابۃ کا ہوگا۔ | 314 |
| تصریح | 317 |
| تصریح | 319 |
| فصل فی الصنف الرابع | 321 |
| یہ صنف بھی دس قسم کے افراد پر مشتمل ہے۔ چار من جہت الاب اور چھ من جہۃ الام | 321 |
| فصل فی اولاھم | |
| صنف رابع کی آٹھ حالتیں | 324 |
| امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ کی تصحیح 36 سے ہو گی۔ | 329 |
| دفع دفل مقدر | 332 |
| التصریح علی الاقسام الاربعۃ | 333 |
| ذووا الارحام کی توریث کے دلائل | 333 |
| استدلال بالکتاب | 333 |
| استدلال بالسنۃ | 334 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| استدلال بالمعقول | 335 |
| مانعین توریث کی حجت کے وجوھات | 335 |
| اول اصل ضابطہ توریث | 336 |
| ثانی | 336 |
| ثالث | 336 |
| مذاہب مختلفہ میں ترجیح | 336 |
| کیفیۃ توریث ذوي الارحام | 338 |
| اھل الرحم ووجہ تسمیتھم | 338 |
| ملاحظہ | 338 |
| اھل التنزیل ووجہ تسمیتھم | 339 |
| استدلال الترجیح | 340 |
| اھل القرابۃ | 341 |
| الفرق بین اھل التنزیل واھل القرابۃ | 341 |
| ملاحظہ | 342 |
| شروط التوریث | 342 |
| ملاحظہ | 343 |
| الاقسام المتعددہ | 343 |
| خاتمہ | 343 |
| فصل فی الخنثیٰ | |
| خنثیٰ کا لغوی اور اصطلاحی معنی | 345 |
| اختلاف العلماء فی توریث الخنثیٰ | 347 |
| مذہب الشافعیۃ | 347 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| مذہب المالکیۃ | 347 |
| مذہب الاحناف | 347 |
| تنبیہات | 351 |
| تصریح بالامثلہ | 352 |
| فصل فی الحمل | |
| اختلاف الآئمۃ فی مدۃ وضع الحمل | 354 |
| اختلاف الآئمۃ فی حصہ الموقوف للحمل | 356 |
| مسائل حمل کی تصحیح میں ضابطہ | 362 |
| تصریح | 367 |
| لارث الحمل شرطان | 368 |
| احوال الجنین خمسۃ | 369 |
| ملاحظہ | 372 |
| فصل فی المفقود | |
| فقہاء کی اصطلاح میں مفقود کی تعریف | 374 |
| حکم المفقود | 374 |
| تصریح | 375 |
| اختلاف الفقہاء فی مدۃ تحقق موت المفقود | 376 |
| عند الاحناف | 376 |
| عند المالکیۃ | 376 |
| عند الشافعیۃ | 376 |
| عند الحنابلہ | 377 |
| مفقود کی توریث میں دو حالتوں کا خیال ضروری ہے۔ | 378 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| عنوان | صفحات |
|---|---|
| مفقود الخبر کے ساتھ دوسرے ورثاء تین حالات سے خالی نہیں | 379 |
| اصل (ضابطہ) فی تصحیح مسائل المفقود | 381 |
| فصل فی المرتد | |
| مرتد کے مال کی پوزیشن | 384 |
| مرتدۃ کے مال مکسوب کی پوزیشن | 387 |
| فصل فی الاسیر | |
| تعریف الاسیر | 388 |
| حکم الاسیر | 388 |
| فصل فی الغرقی والحرقی والهدمی | |
| قاعدہ لمیراث الغرقی والحرقی والهدمی | 390 |
| تجزیۃ الوراثت | 393 |
| اصحاب الفروض | 393 |
| العصبات | 393 |
| ذووا الارحام کی اقسام | 394 |
| حصص اصحاب الفروض | 396 |
| حصص العصبات | 398 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم .. اما بعد!

## صاحب تصریحات کے متعلق مختصر حالات

نسب : محمد یعقوب بن مولوی فضل الٰہی صاحب بن علی احمد صاحب القرشی الھاشمی

تعلیم : جامعہ محمدیہ چوک نیائیں' اوڈانوالہ حسین پور' ضلع فیصل آباد

اساتذہ عظام : مشہور اساتذہ کرام میں سے :

* جناب شیخ الشیوخ الحاج حافظ محمدصاحب گوندلوی' گوجرانوالہ۔ (تعلیمی دور کا اکثر حصہ ان کی خدمت میں گذرا)
* جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی۔
* جناب الحافظ محمد اسحاق صاحب۔ حسین خانوالہ ضلع لاہور۔
* جناب مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانوی۔
* جناب مولانا عبد الرحمٰن صاحب لکھوی۔ وغیرھم

ہمارے یہ اساتذہ اور شیوخ تعریف وتوصیف سے بالا ہیں۔ ان کی جتنی بھی صلاحیتوں کا ذکر کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر اساتذہ مرحومین کو ان کی لغزشوں کو معاف کرتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ (آمین) جناب حافظ محمد اسحاق صاحب ابھی زندہ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور مزید زندگی عنایت فرمائے۔ (آمین)

ابتدائی تعلیم : حضرت مولانا عبد الجبار صاحب بن مولانا نور محمد صاحب آف جہلم سے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاصل کی۔ مولانا عبد الجبار صاحب کو مناظر اسلام جناب مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ اور دونوں باپ بیٹا کا حضرت مولانا مرحوم ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے اٹھنا' بیٹھنا کثرت سے تھا۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا رحم وکرم فرمائے۔ (آمین)

ازدواجی زندگی : کا آغاز تقریباً 1960ء کے لگ بھگ ہوا۔

آباء اجداد : صرف اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب مرحوم' آباء اجداد سے محفوظ روایت سنایا کرتے تھے کہ ہمارا خاندان ارض حجاز سے ساحل بمبئی پر اترا۔ پھر وہاں سے راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان کے مضافات "میانی" میں' یہاں خاندان کا شغل پیری مریدی رہا۔

خاندان کا وہ حصہ جس سے ہمارا تعلق ہے سکھوں کے دور حکومت میں' سکھ حکمران کی بیمار بیوی کے کامیاب علاج پر ایک مربعہ اراضی انعام میں ملنے پر جہلم کے مضافات "چک دولت" اور پھر وہاں سے "چک حافظاں" میں آباد ہوئے' جو اب تک بفضلہ آباد چلا آرہا ہے۔

محمد یعقوب القرشی الھاشمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقدمہ

الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان وعلمه البیان' وجعل له نسبًا وصهرًا من الاحسان' وبین لهٗ فی کتابه ارث البیان' وصلی اللّٰہ علٰی رسوله الخاتم المبعوث الی الانام' وعلٰی اٰلهٖ واصحابه والذین اتبعوهم باحسان' وعلٰی ائمة المحدثین الذین سعوا فی تبلیغ دینه تحریرًا وتحدیثًا لتکون الوزن فی المیزان' صلٰوة وسلامًا کثیرًا کثیرًا۔ اَما بعد!

فقد قال اللّٰہ تعالٰی:

ولقد کرمنا بنی اٰدم وحملناهم فی البر والبحر ورزقنٰهم من الطیبات وفضلناهم علٰی کثیر ممن خلقنا تفصیلاً (سورۃ اسراء:۷۰)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات' عقلمند' سوچ وبچار کا مالک' تمدنی زندگی کا خواہش مند پیدا کیا ہے۔ ان اوصاف کا یہ تقاضا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے نفع ونقصان پر جبلّۃً یا بعض دوسرے اسباب کی بنیاد پر نظر رکھے۔

انسان جبلّۃً چاہتا ہے کہ اس کی اولاد' ماں باپ' بہن بھائی' اور خویش واقارب کسی بھی قسم کے نقصان سے دوچار نہ ہوں' بلکہ محفوظ رہیں' یہ نہیں چاہتا کہ اس کے اقارب چوری'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈاکہ زنی' آفات سماویہ اور اسی قسم کے دوسرے اسباب کا شکار ہوں۔ اگر وہ ان مصائب کا شکار ہوتے ہیں تو وہ خود حزن وملال کا شکار ہو جاتا ہے اور ان کے محفوظ رہنے سے خوش وخرم رہتا ہے۔

اور پھر روز اول ہی سے انسان اپنی تمدنی زندگی اور خواہش کے باعث ایک دوسرے سے تالیف' زیارۃ اور مواساۃ خیر خواہی کو پسند کرتے چلا آرہا ہے۔ لہٰذا اپنی جبلت اور ان اسباب اختیاریہ کی وجہ سے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اس کا مال ومتاع' جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نیز نقود ضائع نہ ہونے پائیں بلکہ اقارب میں تقسیم ہو جائیں۔

اب اگر اس کی جائیداد کو اقارب میں بلا ضابطہ تقسیم کیا جائے تو بے انصافی کا امکان ہے جس سے فسادات کا جنم لینا یا کم از کم فسادات پر مبنی جذبات کا پیدا ہو جانا ایک یقینی امر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قانون وراثت کو آیات وراثت:

(۱) "یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ.....الخ" (نساء:آیت۱۱)

(۲) "وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ .....الخ" (نساء:آیت:۳۳)

(۳) "یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَةِ .....الخ" (نساء:آیت:۱۷۶)

(۴) "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ ....." (احزاب:آیت:۶)

میں نازل فرما کر اس کا سد باب فرما دیا اور انسان کی جبلی خواہش اور اس کی نفسیات کا خاص خیال رکھتے ہوئے اس کی جائیداد کو اس انداز میں تقسیم کیا جس سے اس کے دل ودماغ کو سکون واطمینان نصیب ہو۔

انسان چاہتا ہے ورثہ میں سب سے مقدم اس کی اولاد ہو لیکن ساتھ ہی اس کے والدین اور میاں بیوی بھی محروم نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے والدین اور میاں بیوی کا مناسب حصہ متعین کرنے کے بعد مابقی جو اکثر احوال میں زیادہ ہوتا ہے اولاد کو عصبتاً دیا اور اولاد میں لڑکے کو بنسبت لڑکی کے دوگنا جو انصاف کے تقاضے کے عین مطابق ہے کیونکہ لڑکے کی ذمہ داریوں کے مقابلے میں لڑکی کی ذمہ داری نہ ہونے کے برابر ہے۔

یہ ہی کوئی کم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے طرز عمل کے خلاف اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیا ورنہ جہلاء تو اسے اس قابل ہی نہ سمجھتے تھے کہ اسے میت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مال سے کچھ دیا جائے کیونکہ نہ ہی تو وہ دشمن سے قبیلے کا دفاع کر سکے اور نہ ہی قبیلے کے کسی اہم کام میں کام آسکے۔ ان کے نزدیک تو وراثت میں حق کا معیار خاندان' قبیلے اور قوم کے اہم امور میں قوم کا ہاتھ بٹانا تھا اور بس۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس معیار کو معیار وراثت قرار نہیں دیا بلکہ میت کی قرابت کو قرار دیا اور اقرباء میں سے بھی جو زیادہ اقرب المیت ہو گا وہ اولیٰ بالوراثت ہو گا۔

نیز صلہ رحمی کا بھی یہ تقاضا ہے کہ میت کے ورثاء اس کے مال وجائیداد سے محروم نہ رہیں بلکہ عدل وانصاف کے تقاضے کے مطابق ان میں میت کامال تقسیم ہو۔

سابقہ آیات کے علاوہ بھی کچھ آیات میراث کے بارے قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے اجمالاً بلا تفصیل مسئلہ وراثت کا پتہ چلتا ہے اور جن سے مال میت میں اس کے اقرباء کے حق وراثت کی وضاحت ہوتی ہے۔ گو ان میں ورثاء کے حصص کی حد بندی اور مقدار کا ذکر نہیں لیکن ان آیات سے مسئلہ وراثت کی تائید ضرور ہوتی ہے اور ان کی تفصیل "یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" نیز "ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد .....الخ" آیات سے ملتی ہے۔

تائیدی آیات:

(۱) "للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه اوکثر نصیبًا مفروضا" (النساء)

(۲) "واولو الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتاب اللّٰہ' ان اللّٰہ بکل شیئی علیم" (انفال)

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کمزور انسانوں' بچوں اور عورتوں سے ظلم وتعدی کو دور کرتے ہوئے' عدل وانصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے' ان کے حقوق فی الوارثت کا اعلان فرمایا' جہاں اللہ تعالیٰ نے مردوں کی توریث کو بیان فرمایا وہاں عورتوں کی توریث کا بھی اعلان فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بڑے' مذکر مونث میں کوئی فرق نہیں بیان کیا' جیسے بڑے اور مذکر وارث تیسے چھوٹے اور مونث بھی وراث' خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ' مورث (میت) کسی کو حق دینے میں راضی ہو یا نہ ہو' بہرحال اللہ تعالیٰ نے بچوں اور عورتوں کو بھی مال میت میں وارث بنا کر ظلم وجور کا خاتمہ کر دیا۔

دوسری آیت سے اس حکم کا اشارہ ملتا ہے کہ میت کے مال کے حق دار اس کے قریبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رشتہ دار ہیں نہ ایسے افراد جنھیں میت سے قرابت حاصل نہیں۔ خیال رہے شروع اسلام میں ہجرۃ اور مواخاۃ اسلامیہ کی بنیاد پر مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے وارث بنتے' نیز حجۃ اللہ مبحث "الفرائض" میں شاہ صاحب کے بیان کے مطابق:

"وکان اول ما نزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجوب الوصیۃ للاقربین من غیر تعیین ولا توقیت لان الناس احوالھم مختلفۃ فمنھم من ینصرہ احد اخویہ دون الاخر' ومنھم من ینصرہ والدہ دون ولدہ' وعلی ھذا القیاس"

"شروع اسلام میں قریب المرگ انسان کے لئے اپنی ضرورت کے مطابق مال میں کمی بیشی کی تعیین وتوقیت کے بغیر اقرباء کے لئے وصیت لازمی تھی۔ کیونکہ ہر انسان کی حالت ایک جیسی نہیں ہوتی کوئی زیادہ محتاج اور کوئی کم"

زیادہ محتاج خدمت' ضرورت مند انسان کی حالت کا تقاضا یہ ہوتا کہ وہ ایک قریبی رشتہ دار کے لئے بوجہ اس کی زیادہ خدمت اور اعانت کے اسے وصیت میں زیادہ حصہ دیتا۔ اور غیر محتاج' اعانت سے مستغنی انسان کی حالت کا تقاضا محتاج کی حالت سے برعکس ہوتا' لہٰذا وہ اس رشتہ دار کے لئے کم مال کی وصیت کرتا کوئی کسی کی کم خدمت کرتا اور کوئی زیادہ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے مال کی تقسیم میں بااختیار چھوڑا۔ جیسے چاہے مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مال میں وصیت کرے کسی کے حق میں کم اور کسی کے حق میں زیادہ۔

یہ قدرتی بات ہے انسان زیادہ خدمت گار کو زیادہ ہی دینا پسند کرتا ہے۔ اور کم خدمت گار کو کم۔ لہٰذا جو بھائی اور بیٹا زیادہ خدمت کرتا اسے دوسرے بھائی اور بیٹے کی نسبت زیادہ حصہ وصیت میں دیتا۔ اور اگر اس کی وصیت میں گناہ یا زیادتی کی کوئی صورت ہوتی تو قاضی اس کی وصیت میں اصلاح کر دیتا اور یہ حکم یوں جاری رہا۔

پھر اسلام کے مشرق ومغرب میں پھیل جانے پر مصلحت کا یہ تقاضا ہوا کہ میراث کی تقسیم میں نہ ہی تو مالک کا کوئی اختیار ہو اور نہ ہی قضاۃ کو بلکہ اس کا اختیار عرب وعجم کی عادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شریعت کو حاصل ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے وراثت میں ورثاء کے حصص متعین کرتے ہوئے صاحب مال اور قضاۃ کے تصرف کو " "واولو الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ من الموءمنین والمھاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفًا" اسورۃ احزاب) کی آیت سے منسوخ قرار دے دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیات وراثت کا نزول اللہ تعالیٰ کی جملہ نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے جس سے ہر حق دار کو اس کا پورا حق ملا اور نوع انسانی میت کے مال کی تقسیم میں فسادات سے محفوظ ہو گئی۔ اسی لئے صحابہ نے علم الفرائض میں خوب دلچسپی لی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فاعلم ان الفرائض کان جل علم الصحابة وعظیم مناظرتهم' ولکن الناس قد ضیعوه" (تفسیر قرطبی جلد۵/۵۶)

نیز اس علم سے صحابہ کی دلچسپی کا ایک اور سبب آیت المواریث کا شان نزول اور زمانہ جاہلیت کا طرز عمل بھی ہو سکتا ہے۔

جہلاء کے طرز عمل کا ذکر تو پیچھے گذر چکا ہے کہ وہ مال وراثت میں صنف نازک کو کوئی اہمیت نہ دیتے اور اس کا اثر کچھ دور اسلام میں بھی رہا حتی کہ اس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آیت "یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" نازل فرمائی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد میں شہادت کے بعد ان کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ شکایت لے کر آئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سعد کی دو بیٹیاں ہیں جن کے چچا نے سعد کے تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے اور بیٹیوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا' آخر ان کے بیاہ شادی پر بھی تو مال کی ضرورت ہو گی۔ تو آپ نے فرمایا "یقضی اللّٰہ فی ذالک" (صحیح بخاری) تو پھر یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم یہ خطرہ محسوس کرتے تھے کہ کہیں اس میں ایک طرف دلچسپی نہ لینے اور دوسری طرف لوگوں کو حرص بالمال کے باعث یہ علم مٹ نہ جائے لیکن بالآخر جیسا کہ علامہ قرطبی نے فرمایا لوگ اس علم کو ضائع کر بیٹھے۔

خیال رہے کہ کسی بھی علم کی معرفت کے لئے اس کی تعریف' موضوع اور غرض وغایت سے معرفت ضروری ہوا کرتی ہے۔ جس سے علم کی صحیح شکل وصورت اور اس کے فوائد سامنے آجانے سے علم کے متعلق انسان کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا علم الفرائض کی تعریف' موضوع اور غرض مندرجہ ذیل ہوں گے:

تعریف علم الفرائض:..... "هو علم ما یبحث فیه عن الورثة وحسابه"

موضوع:..... "ترکة المیت"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غرض: "ایصال حصة الوارث الی الوارث التی هو یستحقها"

نیز تعریف الارث' اسباب الارث' ارکان الارث' شروط الارث اور ترکہ کی معرفت بھی علم المیراث میں کوئی کم اہمیت کے علمی معلومات نہیں لہٰذا ان کا ذکر بھی خالی از فوائد نہ ہو گا۔

(ا) تعریف الارث: میراث لغۃً "وَرِثَ یَرِثُ" سے مصدر ہے جس کا لغوی معنی "انتقال الشئی من ید الی ید" ہے' خواہ شی کا تعلق مال سے ہو یا علم اور مجد شرافت سے جیسے "العلماء ورثة الانبیاء" میں مراد علم کی وراثت ہے نہ کہ مال کی' کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت میں مال نہیں ہوتا۔

بہرحال ارث میں کسی شی کا انتقال ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ اور اس کا اصطلاحی معنی "انتقال الملکیة من المیت الی ورثة الاحیاء" ہے۔ یعنی میت کی کسی مملوکہ شیی کی ملکیت کا اس کے زندہ ورثاء کی طرف منتقل ہونا۔ خواہ شی مملوکہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ یا پھر کوئی حق شرعی جیسے ولاء کا "انتقال الی الابن بعد وفات الاب"

(۲) اسباب الارث: وراثت کے اسباب تین ہیں جن میں سے کسی ایک کے پائے جانے پر ہی انسان مال میت کا وارث ہو سکتا ہے۔

(i) قرابت حقیقیہ: یعنی کسی کے نسب سے تعلق رکھنے والے انسان جیسے والدین' اولاد' بھائی اور چچے وغیرہم

(ii) نکاح: یعنی عقد زوجیت' نکاح صحیح قائم "بین الزوجین ولو لم یحصل بعده دخول" صحیح نکاح کا وجود خواہ زوج دخول سے قبل ہی وفات پا جائے۔

(iii) ولاء: اسے "ولاء العتق" اور "ولاء النعمة" سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

تعریفها: "هی لحمة کلمة النسب وهی صلة ورابطة بین المعتِق والمعتَق" یعنی ولاء معتِق اور معتَق کے درمیان ایک تعلق کا نام ہے جو غلام کی آزادی کے بعد قائم ہو جاتا ہے۔

حکمها: "یرث بسببها للعتِق اذا لم یکن للعبد المعتق وارث اصلاً" یعنی اس تعلق کے باعث معتِق' معتَق کا وارث بن جاتا ہے جبکہ معتق کا کوئی اپنا وارث نہ ہو' نہ ہی قرابتاً اور نہ ہی زواجاً۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) ارکان الارث: "وارکان الارث ثلٰثة" یعنی کسی کو وارث قرار دینے کے لئے تین امور کا پایا جانا ضروری ہے:

(i) المورث: "وھو المیت الذی یستحق منه غیره الارث بعد الموت" انسان کا وفات پاجانا جس کے بعد ہی کوئی دوسرا مستحق انسان اس کے ترکہ کا وارث بن سکے۔

(ii) الوارث: وارث مستحق کا موجود ہونا جو سابقہ اسباب ارث کی بنیاد پر وارث بن سکے۔

(iii) الموروث: "ھو الشیئ الذی یترکه المیت" یعنی وہ ترکہ جسے میت چھوڑ جائے۔ خیال رہے موروث کو ارث' تراث' میراث اور ترکہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں وراثت کے وہ ارکان ہیں جن میں سے اگر ایک بھی نہ پایا جائے تو انسان کسی کا وارث نہیں ہو سکتا۔ تمام کے تمام پائے جانے سے ہی وارث مورث کے مال موروث کا اپنے حصہ کے مطابق وارث ہوتا ہے۔

(۴) شروط الارث: وراثت میں جیسے ارکان ثلاثہ کا بتمامہ پایا جانا ضروری ہے ایسے ہی شروط ثلاثہ کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔

(i) وفاة المورث حقیقةً او حکمًا:

جب تک مورث بالفعل یا مفقود الخبر ہونے کی صورت میں قاضی کے حکم وفیصلہ سے میت متصور نہ ہو اس وقت تک اس کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جا سکتا لہٰذا انسان کی حقیقی موت یا بالقرائن قاضی کا حکم بالموت تقسیم سے قبل پایا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان زندگی میں اپنے مال کا مالک اور اس میں متصرف ہوتا ہے لہٰذا کوئی دوسرا انسان اس کے مال میں متصرف نہیں ہو سکتا۔ ہاں وفات کے بعد انسان اپنے مال میں تصرف سے عاجز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا ملک ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

(ii) ثبوت حیاة الوارث عند وفاة المورث:

چونکہ مورث کی موت کے بعد ہی اسکے ترکہ کا ملک وارث کی طرف منتقل ہو سکتا ہے لہٰذا مورث کی وفات کے وقت وارث کا زندہ ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی طرف بطریق الوراثت ترکہ کا ملک منتقل ہو سکے۔ نیز اگر وہ زندہ نہ ہو گا تو وہ مردہ ہو گا اور مردہ میں ملک کی اہلیت موجود نہیں ہوتی لہٰذا وہ وارث نہ ہو گا۔ اسی لئے اگر چند رشتہ دار اقارب اکٹھے کسی حادثہ کا شکار ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کس نے پہلے اور کس نے بعد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وفات پائی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے اپنے زندہ ورثاء ہی وارث ہوں گے۔ یہ مسئلہ آگے "فصل فی الغرقی والموتی والهدنی" میں بھی آرہا ہے۔

(iii) العلم بجهة القرابة وبجهة الارث:

چونکہ قرابت کی جہات مختلف ہیں اور ان کے اختلاف کی بنیاد پر احکام وراثت بھی مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا جہت قرابت کا علم بھی ضروری ہے۔ آیا وارث اور مورث میں جہت قرابت علاقہ زوجیت کی ہے' یا نسب اخوت وبنوت کی' یا پھر ولاء کی۔ نیز درجہ قرابت کا علم بھی ہونا چاہئے کیونکہ اس کے تفاوت سے بھی حکم میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ جیسے حقیقی' علاتی اور اخیافی بھائیوں کے درجات مختلفہ کے باعث ان کی وراثت کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً اخیافی بالفرض وارث ہوتے ہیں جبکہ عینی بالتعصیب اور عینیوں کی موجودگی میں علاتی محجوب' لیکن اخیافیوں کو ثلث ملتا ہے۔

محجوب کے ذکر سے محجوب ومحروم کے درمیان فرق کا بیان مناسب ہے:

"الفرق بين المحروم والمحجوب"

اگر انسان میں مانع من الارث کوئی ایسا سبب پایا جائے جو اسے وراثت سے روک دے تو اسے اصطلاح میراث میں محروم کہا جاتا ہے اور ایسا انسان دوسرے کی وراثت میں اثر انداز نہیں ہو سکتا اور اس کا وجود عدم برابر سمجھا جاتا ہے جیسے:

قاتل کا قتل اور اختلاف دین۔ اس سے قاتل اور کافر' مقتول اور مسلمان رشتہ دار کے ترکہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر انسان کسی دوسرے اقرب الی المیت یا اقوی انسان کے پائے جانے کے باعث وارث نہ ہو سکے تو اسے اصطلاح فن میں محجوب کہا جاتا ہے جیسے:

علاتی بھائی' عینیوں کے نہ ہونے کی صورت میں میت کے ترکہ کے وارث ہوتے ہیں لیکن ان کی موجودگی میں لاوارث۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے:

محروم میں ذاتی طور پر کوئی ایسی وصف موجود ہوتی ہے جس سے وہ محروم عن الوراثت ہو جاتا ہے لیکن محجوب میں یہ صورت نہیں ہوتی بلکہ کوئی دوسرا اقرب یا اقوی انسان اس کے راستے میں حائل ہو تو وہ محجوب عن الوراثت ہو جاتا ہے اور کبھی محروم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اطلاق محجوب پر مجازا ہوتا ہے۔

ترکہ کی تقسیم چونکہ حساب سے تعلق رکھتی ہے اور اکثر متعلمین حساب سے دلچسپی نہیں لیتے لہٰذا میراث سے دلچسپی رکھنے والے بعض اصحاب کی دیرینہ استدعاء پر کتاب کے مسائل کی ایسی وضاحت کر دی گئی ہے جس سے اس کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے لیکن اس اعتراف کے ساتھ کہ سہو کا ہر انسان سے امکان ہے لہٰذا جناب کی کسی بھی سہو کی اطلاع پر ممنون ہوں گا۔

کتاب کے آخر میں وراثت کا تجزیہ "تجزیۃ الوراثت" کے عنوان سے پیش کر دیا گیا ہے جس سے ورثاء' ان کے مرتبہ فی الوراثت کا تقدم تاخر اور ان کے حصص کا تھوڑی سی توجہ سے باآسانی علم ہو جاتا ہے۔

کتاب کی تصریحات میں ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی کی مطبوع کتاب سامنے رہی۔

---------- وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب ----------

**محمد یعقوب**

**بن**

**مولوی فضل الٰہی القرشی الھاشمی**

جک حافظاں من مضافات جھلم

شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ جھلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حیات مصنف "السراجی"

کتاب کا دوسرا نام فرائض السراجیہ ہے جو شیخ سراج الدین محمد بن محمود بن عبد الرشید سجاوندی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

کتاب اپنے فن میں جامع اور ترتیب میں احسن ہے۔ انسان کی وفات سے پیدا ہونے والے مسائل تجہیز و تکفین سے لے کر قرض کی ادائیگی' وصیت پر عمل' ترکہ کی تقسیم میں اصحاب الفروض' عصبات اور ذووا الارحام تک کے ورثاء کی وراثت نیز بیت المال' حرقی' غرقی اور مفقود الخبر تک کا ذکر اس میں مفصل ملتا ہے اور جہاں کہیں کسی مسئلہ میں اختلاف ہے اس کی بھی نشان دہی موجود ہے۔

اس کی جامعیت اور حسن ترتیب کے باعث کافی اہل علم نے اس کی شروحات لکھیں۔ صاحب "کشف الظنون" کی تحقیق میں ۳۶ کے لگ بھگ اس کی شروحات لکھی گئیں۔ اور اس کی احادیث کی تخریج شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغاً نے کی جبکہ ترکی زبان میں اس کو شیخ عبد اللطیف بن حاجی احمد المتوفی ۸۷۴ھ نے نقل کیا۔

شیخ سراج الدین کے کوائف کے بارے میں تاریخ ساکت ہے ممکن ہے شیخ نے گوشہ نشینی کو پسند کرتے ہوئے اخفاء اور عدم شہرت کو اچھا سمجھا ہو۔ تاہم کتاب کی شروحات سے جو ۶۵۸ھ تا ۱۰۶۴ھ تک لکھی گئیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا تعلق ساتویں صدی کے نصف اول سے ہے۔

صاحب "کشف الظنون" نے شارحین میں ابو الحسن حیدرہ بن عمر الصنعانی کا ذکر بھی کیا ہے جن کا سن وفات ۳۵۸ھ ہے لیکن ان کے علاوہ باقی ماندہ تمام شارحین ساتویں صدی کے نصف اول سے بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ شیخ سراج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الدین ساتویں صدی کے نصف اول یا اس سے بھی قدرے قبل ہوئے ہیں لیکن چوتھی صدی سے ان کا تعلق کمزور ہے۔

شیخ اسماعیل باشا بغدادی "اسماء المولفین و آثار المصنفین" میں لکھتے ہیں:

"السجاوندی محمد بن محمد بن عبد الرشید المتوفی فی حدود سنة ست مائة وقیل سنة سبع مائة" (جلد نمبر۲)

یعنی شیخ سراج الدین سجاوندی کی وفات چھٹی صدی یا ساتویں صدی سے تعلق رکھتی ہے اور قرین قیاس بھی یہ ہی ہے کیونکہ اکثر شارحین کا زمانہ ساتویں صدی کے نصف ثانی سے شروع ہوتا ہے' اگر کتاب اس سے قبل زمانہ میں موجود ہوتی تو اس کی شروحات کا وجود بھی ساتویں صدی سے قبل ہوتا۔

خیال رہے صاحب "کشف الظنون" نے شیخ سراج الدین کے والد ماجد کا نام "محمود" نقل کیا ہے جبکہ شیخ اسماعیل نے "اسماء المولفین واثار المصنفین" میں "محمد"۔ ہو سکتا ہے یہ کسی کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہو یا پھر وہ دونوں ناموں سے مشہور ہوں۔ شیخ سراج الدین کی تصانیف جو شیخ اسماعیل باشا نے شمار کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تجنیس فی الحساب
(۲) رسالة فی الجبر والمقابلة
(۳) فرائض السراجیة
(۴) ذخائر نثار فی اخبار السید المختار ﷺ
(۵) عین المعانی فی تفسیر السبع المثانی
(۶) کتاب الوقف والابتداء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# اعانة الرّاجی
## علی
# تصریح السّراجی

## المَعْرُوف به
## مسَائِل ورَاثت

مصرّحه
مُحَمّد یَعقُوب
بن
مولوی فضل الٰهی القرشی الهاشمی
جک حافظاں من مضافات جهلم
شیخ الحدیث جامعه علوم اثریه جهلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین حمد الشاکرین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر البریۃ محمد واٰلہٖ الطیبین الطاھرین' قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانھا نصف العلم

---

فضیلۃ علم المیراث ..... نہایت اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کے بعد مصنف علم الفرائض کی ضرورت اور فضیلت کو بیہقی کی مذکورہ روایت سے بیان کرتے ہیں جس سے اس کی اہمیت وفضیلت کا پتہ چلتا ہے۔ مکمل روایت یوں ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تعلموا الفرائض وعلموہ' فانہ نصف العلم وانہ ینسی' وھو اول ما ینزع من امتی"

یعنی(علم میراث کو پڑھو اور پڑھاؤ کیونکہ یہ نصف علم کے برابر ہے اور اس کے بھول جانے کا خطرہ بھی ہے' بلکہ یہ پہلا علم ہو گا جو میری امت سے چھن جائے گا"

چونکہ اس کا تعلق مال میت سے ہے جس سے انسان کا لگاؤ اور محبت غلو کی حد تک ہوتا ہے اور جس کی تحصیل میں انسان ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کرتا ہے اور اس کا دل ودماغ چاہتا نہیں کہ مال ودولت ہاتھ سے جائے لہٰذا ایک وقت آئے گا جبکہ انسان کی تمام تر دلچسپی مال ودولت کے لالچ میں اس علم سے ختم ہو کر رہ جائے گی اور جب کسی علم سے دلچسپی ہی نہ رہے تو وہ علم باقی کیسے رہ سکتا ہے؟

جیسے آج وہ کتنے انسان ہیں جو بچیوں کو بخوشی ان کا شرعی حصہ دینے پر آمادہ ہیں۔ بلکہ سرکاری قانون سے قبل ہر حیلے اور بہانے سے ان کو محروم رکھا جاتا لہٰذا' جائیداد اور مال کے بعض انسانوں کے ہاتھ میں چلے جانے کے خطرے کے باعث جن کے ہاتھ میں چلے جانے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسان پسند نہیں کرتا۔ علم میراث سے دلچسپی کمزور پڑ جائے گی تو علم آہستہ آہستہ ختم ہو گا۔

ایسے ہی امام دارمی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ذیل کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموه الناس' فاني مقبوض والعلم سيقبض' ويظهر الفتن حتى يختلف اثنان في فريضة لايجد ان احدًا يفصل بينهما"

آپ نے فرمایا:" علم المیراث (حصص کی تقسیم) کو سیکھو اور آگے دوسروں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ اس دنیا سے میرا رخصت ہو جانا ایک یقینی امر ہے اور اس علم کے ختم ہو جانے' نیز فتنوں کے ظاہر ہونے کا امکان ہے حتی کہ مسئلہ وراثت میں دو انسانوں کے اختلاف کو مٹانے کے لئے کوئی عالم میراث نہ ملے گا جو ان کے اختلاف کو بالعلم دور کر سکے"

ان دونوں روایات میں سے پہلی روایت میں علم المیراث کو "نصف العلم" قرار دینے سے جہاں اس کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے وہاں اس کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے اور دوسری روایت تو اس کی اہمیت میں بالکل واضح ہے۔

علم المیراث کو نصف علم قرار دینے کی وجہ یہ ہی ہو سکتی ہے کہ انسان کی دو حالتوں "حالة الحياة وحالة الممات" میں سے اس کا تعلق اس کی حالت ممات سے ہے لہٰذا اس کی دو حالتوں کے اعتبار سے یہ علم نصف علم ہی ہوا جبکہ دوسرے تمام علوم انسان کی دوسری حالت "حیاۃ" سے تعلق رکھتے ہیں۔

نتیجتاً دوسرے تمام علوم نصف کے برابر اور علم المیراث اکیلا ہی نصف کے برابر' اور اس کی فضیلت واہمیت کا اندازہ آپ کو اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اسلام سے قبل وراثت میں عورت کا کوئی مقام ہی نہ تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں عورت اس لئے وراثت سے محروم سمجھی جاتی کہ وہ قبیلے کی حمایت میں اس کے دشمن سے مدافعت نہ کر سکتی اور عرب یہ سمجھتے کہ:

"كيف نعطي المال من لا يركب فرسا ولا يحمل سيفا' ولا يقاتل عدوا فكانوا يمنعونها من الارث كما يمنعون الوليد الصغير" (المواريث:١٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یعنی ہم اس ذات (عورت) کو مال وراثت کیسے دیں جو تلوار سے مسلح گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتی"

آگے صاحب المواریث لکھتے ہیں:

"ومن هنا يعلم الباحث المنصف ان الشريعة الاسلامية جاءت والعرب تظلم النساء ولا تعطيهن من ميراث ازواجهن او ابائهن شيئًا فقررت الشريعة السمحة بهٰذهِ الآيات الكريمة لهن حقًا في الميراث' ياخذنه بعزة وكرامة"

"یعنی ایک منصف مزاج انسان بخوبی پہچان سکتا ہے کہ عرب جہلاء کا عورت پر کس قدر ظلم تھا کہ اسے اپنے خاوند اور آباؤ اجداد کی وراثت سے محروم رکھا جاتا لیکن یہ شریعت اسلامیہ ہی ہے جس نے وراثت کی آیات میں اسے وراثت کا پورا پورا حق دیا ہے اور آج وہ بڑی عزت واحترام سے اپنا حق وصول کر رہی ہے"

تو اس صورت حال سے عورت کو وراثت میں جو مقام حاصل ہوا اس سے علم المیراث کی فضیلت اور اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

یہ اسلام ہی کا قانون وراثت ہے جس نے عورت سے ظلم وعدوان کو دور کرتے ہوئے اسے وارث بنایا اور اس کا اپنی اپنی جگہ ایک مخصوص حصہ متعین فرمایا۔ لیکن آج بعض بدمزاج غلط فکر کے مالک انسان عورت کو اسلام سے گمراہ کرنے کے لئے یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ اسلام نے وراثت میں عورت کا حصہ بنسبت مرد کے کم رکھا ہے لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ مرد پر عورت کے مقابلے میں مصارف کی جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' ان کے ہوتے ہوئے اس کے پاس کچھ بچتا ہی نہیں' بخلاف عورت کے اسے جو کچھ بھی وراثت میں ملتا ہے وہ سبھی کا سبھی اس کے پاس محفوظ رہ سکتا ہے۔

ذرا غور فرمائیے بچے کو باپ کی جائیداد سے بچی کی بنسبت دوگنا ملتا ہے لیکن بچے پر بیوی بچوں کے نان ونفقہ اور بیوی کے مہر کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے جبکہ بچی پر یہ کوئی ذمہ داری نہیں بلکہ وہ خاوند سے نان ونفقہ کے ساتھ ساتھ مہر کو بھی وصول کرتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ بچے نے خواہ دوگنا ہی پایا لیکن مصارف میں صرف ہو گیا اور بچی نے بیشک اس سے نصف پایا لیکن ذمہ داری کے نہ ہونے کے باعث مصارف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے محفوظ پایا لہٰذا ایسی فکر رکھنے والے انسانوں کا طرز عمل سادہ لوح عورت کو گمراہ کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قال علماءونا رحمهم اللّٰه تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول: يبدء بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضٰى ديونه من جميع مابقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة

---

وفات پاجانے والے انسان کے ترکہ سے مندرجہ ذیل چار حقوق بالترتیب تعلق رکھتے ہیں:

اولاً: سب سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین کے اخراجات بلا اسراف وتبذیر پورے کئے جائیں۔ خیال رہے کہ تجہیز سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کی میت وقت وفات سے لے کر دفن تک محتاج ہو۔ مثلاً غسل، کفن اور دفن کے اخراجات اور یہ اخراجات میت کی مالی پوزیشن کے مختلف ہونے کے باعث مختلف ہوں گے، نیز مرد وزن کے اعتبار سے بھی مختلف۔

ثانیاً: میت کے قرضہ کی تجہیز و تکفین کے بعد مابقی مال سے ادائیگی خواہ اس میں تمام مال میت صرف ہو جائے لقوله عليه الصلوٰة والسلام:

"نفس المومن معلقة بدينه حتى يقضى عنه" (مسند امام احمد)

"یعنی مومن کا نفس دین سے نجات نہیں پاسکتا جب تک وہ ادا نہ کر دیا جائے یا (صاحب دین سے معاف نہ کروا لیا جائے)"

خیال رہے دین سے مراد دین العباد ہے جس کا مطالبہ کرنے والا کوئی انسان ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا دین جس کا مطالبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں۔ اس کی ادائیگی احناف کے نزدیک ترکہ سے نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قرضے کی ادائیگی بھی ایک عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت ان کے ہاں نیت واختیار کے بغیر ادا نہیں ہو سکتی اور میت سے چونکہ نیت واختیار ممکن نہیں لہٰذا اس سے قرضہ کی ادائیگی بھی ممکن نہیں۔

بہر حال ایسا انسان جس نے اللہ تعالیٰ کے قرضہ کو زندگی میں ادا نہیں کیا مثلاً زکوٰۃ، کفارات اور نذور کو وہ عند اللہ گنہگار اور قابل مواخذہ ہے تاہم اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو گا چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے یا اپنے کرم ولطف سے معاف فرما دے۔

اور جمہور فقہاء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قرضے کی ادائیگی بھی ترکے سے ایسے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واجب اور ضروری ہے جیسے دیون الناس کی خواہ میت وصیت بھی نہ کرے حتی کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک "یجب اخراجها قبل دیون العباد" یعنی دین اللہ کو دیون الناس سے پہلے ادا کرنا چاہئے۔ اور مالکیہ کے ہاں "بعد دیون العباد" "لوگوں کے قرضے کی ادائیگی کے بعد" اور حنابلہ کے ہاں: "تتساوی هی دیون العباد" "دونوں قرضوں کی حیثیت برابر ہے" لہٰذا انسان کو اختیار ہے خواہ اللہ تعالیٰ کا قرضہ پہلے ادا کرے خواہ انسانوں کا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے قرضہ کی ادائیگی بھی ضروری اور لازمی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے دین وقرضہ کی ادائیگی کی انسان وصیت کر جائے تو پھر بلا اختلاف تمام آئمہ کے نزدیک اس کی ادائیگی ترکہ سے واجب ہے۔

ثَالِثًا: قرضہ کی ادائیگی کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس مابقی کے ثلث (ایک تہائی) سے وصیت کا نفاذ یعنی وصیت پر عمل کرنا۔ اور اگر وصیت ثلث سے زیادہ ہو تو اس کا زیادتی میں نفاذ ورثاء کی اجازت کے بغیر ناممکن ہو گا کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آپ کا یہ ہی فرمان تھا: "الثلث: والثلث کثیر' انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرهم عالة یتکففون الناس" لہٰذا ثلث سے زیادہ میں وصیت نادرست ہو گی۔

رَابِعًا: تجہیز وتکفین' قرضے کی ادائیگی اور مابقی کے ثلث میں وصیت کے نفاذ کے بعد جو مال بچے گا اس کی تقسیم ورثاء میں کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق ایسے ہوگی جس کا ذکر آگے بالترتیب آرہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"فیبدء باصحاب الفرائض' وھم الذین لھم سھام مقدرۃ فی کتاب اللّٰہ تعالٰی ثم بالعصبات من جھۃ النسب' والعصبۃ کل من یاخذ ما ابقتہ اصحاب الفرائض وعند الانفراد یحرز جمیع المال ثم بالعصبۃ من جھۃ السبب' وھو مولی العتاقۃ ثم عصبتہ علی الترتیب ثم الرد علی ذوی الفروض النسبیۃ بقدر حقوقھم"

---

خیال رہے! کہ تمام ورثاء درجہ میں برابر نہیں بلکہ ان کے کچھ مراتب ہیں جن کے مطابق ان میں مال تقسیم ہو گا۔ لہٰذا:

اَولاً: سب سے پہلے مقدم اصحاب الفروض ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے حصص کتاب وسنت اور اجماع امت میں مقرر اور متعین ہیں۔

ثَانِیًا: عصبات نسبیہ ہیں۔ "والعاصب النسبی ھو کل قریب یاخذ ما ابقتہ الفرائض ویحوذ کل المال عند الانفراد" عصبہ نسبی' ہر اس انسان کو کہا جاتا ہے جو اصحاب الفروض کو ان کے حصص دیئے جانے کے بعد مابقی کا مالک ہو اور اصحاب الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں تمام مال متروکہ کا مالک ہو۔ جیسے بیٹا' پوتا' حقیقی بھائی اور چچا وغیرہ۔

ثَالِثًا: عصبہ سببی "وھو المعتق رجلاً کان اوامراۃ" یعنی جس کے عصبہ ہونے کا کوئی خارجی سبب ہو جیسے مولی عتاقت یعنی معتِق جس نے کسی کو آزاد کیا ہو۔ اگر معتِق کے اپنے ورثاء نہ ہوں تو اس کی جائیداد کا مالک بوجہ "وِلاء" معتق ہو گا۔ لیکن اس کا فی زمانہ کوئی وجود نہیں۔

رَابِعًا: اور اگر مولی عتاقت (معتِق) موجود نہ ہو تو پھر اس (معتِق) کے عصبات اسی ترتیب کے مطابق جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یعنی اولاً اس کا عصبہ نسبی مالک ہوگا وہ نہیں تو پھر اس کا عصبہ سببی۔

خَامِسًا: "الرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقھم" عصبات نسبیہ اور سببیہ کے نہ ہونے پر مابقی مال کو دوبارہ اصحاب الفروض پر ان کے حصص کے مطابق رد کیا جائے گا۔ مثلاً:

جب میت کے ورثاء میں والدہ اور حقیقی بہن ہو تو انہیں ثلث اور نصف مال میت سے دینے کے بعد جو سدس بچے گا اسے بھی والدہ اور بہن ہی پر لوٹا دیا جائے گا' لیکن ان کے حق کے مطابق' جس کی صورت یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مابقی سدس یعنی چھ حصوں میں سے ایک حصہ (جو ورثاء کو دینے کے بعد بچ گیا) اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر کے تین بہن کو اور دو والدہ کو دے دیئے جائیں گے۔

"ثم الرد علی ذوالفروض النسبیة" میں "النسبیة" کی قید سے پتہ چلتا ہے کہ "رد" کی صورت میں مال ان اصحاب الفروض کو ملے گا جو نسبی ہوں گے' نہ کہ جو اصحاب الفروض سببی ہوں گے' جیسے "زوجین"۔ میاں بیوی۔ یہ اصحاب الفروض سے تو ہیں لیکن سببی لہٰذا' رد میں "زوجین" شریک نہ ہوں گے۔

لیکن متاخرین حنفیہ کے نزدیک "موصی لہٗ بجمیع المال" کے بعد بیت المال کی بجائے مال زوجین پر رد کیا جائے گا' کیونکہ ان کے زمانہ میں بیت المال کا کوئی وجود نہ تھا' یا اگر تھا تو اس کی کوئی صورت شرعی نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم ذوی الارحام ثم مولٰی الموالاۃ ثم المقر لہ بالنسب علی الغیر بحیث لم یثبت نسبہ باقرارہ من ذٰلک الغیر اذا مات المقر علٰی اقرارہ

---

سادِسًا: "ثم ذوی الارحام" سابقہ اقسام ورثاء کے نہ ہونے پر "ذووا الارحام" کا مقام ہو گا۔ "ذو الرحم" ہر اس انسان کو کہتے ہیں جو نہ "ذو سہم" ہو اور نہ ہی "عصبۃ" ان کی توریث میں اختلاف ہے' احناف ان کی توریث کے قائل ہیں' جبکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' امام مالک' اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں' ان کے ہاں اصحاب الفروض اور عصبات کے نہ ہونے پر مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

اس مسئلہ کی تفصیل اور اقسام آگے باب "ذوی الارحام" میں آئے گی۔

سَابِعًا: "مولٰی موالاۃ" ساتویں نمبر پر مولٰی موالات کو میت کا مال ملے گا۔ "مولٰی موالات" ہر اس انسان کو کہتے ہیں جسے مرنے والے نے اپنی زندگی میں "انت مولای ترثنی اذا مت' وتعقل عنی اذا جنیت" کہا ہو' یعنی میرے مرنے کے بعد تم میرے وارث ہو گئے اور کسی "جنایت" پر تم ہی نے میری طرف سے دیت بھی دینی ہو گی۔

خیال رہے "توارث بالموالاۃ" شروع زمانہ ہجرت میں تو تھا لیکن بعد میں "والوا الارحام بعضھم اولٰی ببعض [1]" کے نازل ہونے پر منسوخ ہو گیا۔

ثَامِنًا: آٹھویں نمبر پر "مقرلہ بالنسب علی الغیر" کا درجہ ہو گا۔ یعنی ایسا انسان جس کے لئے نسب علی الغیر کا میت نے زندگی میں اقرار کیا ہو۔

جیسے کسی اجنبی غیر معروف کو یوں کہنا..... "ھٰذا اخی او عمی" یہ میرا بھائی ہے' یا چچا' تو بھائی کہنے میں اس اجنبی کا کہنے والے کے باپ سے نسب کا اقرار ہوا' جبکہ چچا کہنے سے اس کے دادے سے نسب کا اقرار ہوا' کیونکہ معنی "ھٰذا اخی" کا یہی تو ہے "ھٰذا ابن ابی"

تو ایسی صورت میں اقرار کرنے والے میت انسان کی جائیداد کا' وہ انسان جس کے حق میں اس نے اقرار کیا ہے وارث ہو جائے گا' لیکن جیسا کہ ذکر ہوا ہے' آٹھویں درجہ پر۔

---

(1) سورۃ الانفال من الآیۃ :۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم الموصٰی له بجمیع المال' ثم بیت المال'

---

خیال رہے! اس توریث کے لئے چار قیود ہیں' جن کے پائے جانے کے بغیر "مقرلہ" وارث نہ ہو سکے گا اور وہ یہ ہیں:

(۱) "ان یکون المقرله مجهول النسب" یعنی جس کے حق میں اقرار کیا گیا ہے وہ مجہول النسب انسان ہو' یعنی اس کا نسب نامہ کوئی نہ پہچانتا ہو۔

(۲) "ان یکون الاقرار بنسبه من المقر' متضمنا بنسبه علی الغیر" یعنی مقر جس انسان کی نسب کا اقرار کر رہا ہے اس کا نسب غیر سے ثابت ہو رہا ہو' نہ کہ مقر سے' جیسے کہ "هٰذا اخی" کی صورت میں۔

(۳) "ان یکون ذٰلک الاقرار بحیث لا یثبت به نسبه من ذٰلک الغیر اذا لم یصدقه الغیر" یعنی صرف "مقر" کے اقرار سے ہی "مقرلہ" کا نسب نامہ غیر سے ثابت نہ ہو جب تک "غیر" اس کے نسب کا اقرار نہ کرے۔

(۴) "ان یموت المقر علی اقراره" یعنی اقرار کرنے والا موت تک اپنے اقرار پر قائم رہے۔

یہ وہ چار قیود ہیں جن کے ہوتے ہوئے کسی مقر کی جائیداد سے مقرلہ وارث ہو سکتا ہے۔ بصورت دیگر وراثت ممکن نہیں۔

تَاسِعًا: "ثم الموصٰی له بجمیع المال" پھر آٹھوں قسم کے ورثاء کے عدم میں اس انسان کا حق ہو گا جس کے لئے مرنے والا اپنے جمیع مال کی وصیت کر گیا ہو۔

عَاشِرًا: "ثم بیت المال" سب سے آخر میں اگر سابقہ نو اقسام میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر "بیت المال" مالک ہو گا۔

خیال رہے اگر عصبۂ سببی (مولی العتاقة" اور اس کے عصبہ کو ایک شمار کیا جائے تو پھر اقسام نو (۹) ہوں گی ورنہ دس (۱۰)۔

صاحب السراجی نے ورثاء کی جو فہرست علی الترتیب پیش کی ہے صاحب مواریث نے اس سے قدرے مختلف بیان کی ہے۔ دونوں کو ذرا ایک نظر ملاحظہ فرمائیے:

مصنف سراجی اور صاحب مواریث کے ہاں ورثاء اور ان کی ترتیب میں فرق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| صاحب السراجی | صاحب المواریث |
|---|---|
| ۱۔ اصحاب الفروض | ۱۔ اصحاب الفروض |
| ۲۔ عصبات نسبیة | ۲۔ عصبات نسبیة |
| ۳۔ عصبة سببی مولی العتاقة (معتق) | ۳۔ رد علی ذوی الفرض |
| ۴۔ عصبة مولی العتاقة | ۴۔ ذووا الارحام |
| ۵۔ رد علی ذوی الفروض (بلا زوجین) | ۵۔ رد علی احد الزوجین |
| ۶۔ ذووا الارحام | ۶۔ عاصب سببی |
| ۷۔ مولٰی موالاة | ۷۔ موصٰی له بما زاد علی الثلث ولو بجمیع المال |
| ۸۔ مقرله بالنسب علی الغیر | ۸۔ بیت المال |
| ۹۔ موصٰی له بجمیع المال | |
| ۱۰۔ بیت المال | |

صاحب سراجی ورثاء کی فہرست میں مقرلہ بالنسب' علی الغیر کو بیان کرتے ہیں جبکہ صاحب المواریث اس کا ذکر نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے ورثاء میں شمار نہیں کرتے۔ ایسے ہی مولی موالاۃ کا بھی صاحب سراجی ذکر کرتے ہیں لیکن ان کی توریث بالاتفاق "و اولوا الارحام بعضهم اولٰی بعض" (الانفال:۷۵) سے منسوخ ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر ورثاء کی فہرست میں مناسب نہیں۔ اسی لئے صاحب المواریث نے اس کا بھی ذکر نہیں کیا۔

ہاں صاحب المواریث پانچویں نمبر پر "رد علی الزوجین" میں زوجین کو حق دار سمجھتے ہیں جبکہ صاحب سراجی انہیں حق دار (وارث) نہیں سمجھتے۔ باقی ترتیب دونوں کی ایک جیسی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ صاحب سراجی عصبہ سببی کو تیسرے درجہ پر سمجھتے ہیں جبکہ صاحب المواریث چھٹے درجہ پر

"رد علی الزوجین" کو ذکر کرنے اور عاصب سببی (معتق) کو چھٹے درجے پر بیان کرنے میں صاحب المواریث کی رائے وزنی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ موصٰی له بجمیع المال اور بیت المال سے زوجان بہرحال بہتر ہیں کیونکہ موصی لہ بجمیع المال کا رشتہ دار ہونا ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں۔ وہ غیر بھی ہو سکتا ہے اور بیت المال سے تو رشتہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

ایسے ہی عاصب سببی (معتق) بھی ذووا الفروض فی الرد' احد الزوجین اور ذووا الارحام سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس کا مقام چھٹا ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ان ورثاء کا تعلق میت سے رشتے کا ہے جبکہ عاصب سببی کا ایسا تعلق ضروری نہیں۔ وہ غیر رشتہ دار بھی ہو سکتا ہے۔

"تصریح"

اہل علم کے ہاں وفات پا جانے والے انسان کے ترکہ میں بالترتیب یوں عمل ہو گا۔

اَوّلاً..... میت کی تجہیز و تکفین جس میں نہ اسراف سے کام لیا جائے اور نہ کمی سے۔ یعنی جس حیثیت کا انسان مالک ہو اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ اچھی حیثیت کا ہو' تو اچھی تجہیز و تکفین اور کمزور حیثیت کا مالک ہو' تو ادنی مناسب اور اگر میانہ حیثیت کا ہے تو میانہ۔

مرد کے لئے تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ کپڑے جس میں ایک خرقہ' اگر یہ میانہ قیمت کے ہوں تو پھر یہ میانہ کفن ہو گا۔

خیال رہے! "تجہیز" سے مراد وہ تمام امور ہیں جن کی میت کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ حتی کہ قبر اور سواری کے اخراجات بھی اس میں داخل ہوں گے۔ بعض اہل علم کے خیال میں مرد کو ایسے قیمتی کپڑے میں کفن دینا چاہئے جس قسم کا وہ جمعہ اور عید میں استعمال کیا کرتا' اور عورت کو ایسے کپڑے میں جو وہ اپنے والدین کی زیارت وملاقات میں استعمال کیا کرتی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس قسم کے کپڑے میں انسان کو کفن دینا چاہئے جسے وہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات میں استعمال کیا کرتا۔

اور اگر میت مدیون ہو تو پھر اسے اہل علم کے ہاں ادنی کفن دیا جانا چاہئے اور وہ مرد کے لئے دو کپڑے اور عورت کے لئے تین کپڑے ہیں تاکہ غرماء کے لئے کچھ نہ کچھ ترکہ سے بچ جائے' اور ایسی صورت میں غرماء کو قیمتی تکفین پر اعتراض کا بھی حق حاصل ہے۔

اور اگر میت مفلوک الحال ہے تو پھر اس کی تجہیز و تکفین کی ذمہ داری اس انسان پر ہو گی جو اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہو گا۔ خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت غنی ہو یا فقیر ہر حالت میں اس کی تجہیز کی ذمہ داری خاوند پر ہے لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موت سے علاقہ زوجیت منقطع ہو جانے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باعث وہ بری الذمہ ہے۔ احناف کے ہاں مفتی بہ قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اگر نادار میت کے نفقہ کا ذمہ دار انسان بھی موجود نہ ہو' یا ہو لیکن وہ بھی فقیر اور محتاج ہو' تو ایسی صورت میں اس کی تجہیز و تکفین بذمہ بیت المال ہو گی۔ لیکن ان دنوں جبکہ بیت المال کا کوئی انتظام وانصرام نہیں' اس کی ذمہ داری حکومت وقت یا پھر اہل محلّہ' اہل قریہ پر ہو گی۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! بعض ایسے حقوق جن کا تعلق میت کے مال سے اس کے ترکہ بننے سے پہلے ہو وہ امام رضی الدین کے ہاں تجہیز و تکفین پر مقدم ہوں گے۔ لہٰذا تجہیز و تکفین کی ابتداء علی الاطلاق نہ ہو گی بلکہ اضافی ہو گی' جیسے وہ دین جس کا تعلق میت کی کسی شی مرہون سے ہو بشرطیکہ میت کے لئے اس شی مرہون کے علاوہ کوئی دوسری شی موجود نہ ہو۔

یہ ہی حال میت کے غلام کی جنایت کی دیت کا ہے جس نے مولیٰ (میت) کی زندگی میں جنایت کی ہو اور میت کا کوئی اور مال غلام کے علاوہ نہ ہو۔

مبیع محبوس بالثمن جبکہ مشتری اس کی قیمت کی ادائیگی سے قبل وفات پاجائے اور غلام ماذون مدیون جبکہ اس کا مولیٰ وفات پاجائے اور اس کے ترکہ میں غلام کے علاوہ کوئی اور شئ نہ ہو۔

یہ دین اور حقوق کی وہ صورتیں ہیں جو امام رضی الدین کے ہاں میت کی تجہیز و تکفین پر مقدم ہیں' کیونکہ ان کے ہاں یہ حقوق میت کے مال کے ترکہ بننے سے پہلے اس کی زندگی میں اس سے متعلق تھے۔ یعنی مال تو ترکہ اس وقت بنتا ہے جب انسان وفات پاجاتا ہے اور یہ حقوق اس کی زندگی میں اس کے مال سے متعلق تھے۔ لہٰذا ان کا تعلق ترکہ سے نہ ہو گا بلکہ ترکہ کے ترکہ بننے سے قبل ہو گا۔ لہٰذا ان کی ادائیگی ترکہ میں کسی قسم کے تصرف سے قبل حتی کہ تجہیز و تکفین سے بھی قبل ہو گی' کیونکہ وہ اشیاء جن سے غرماء کے دین کا تعلق ہے وہ متعین اور موجود ہیں لہٰذا ان پر حق غرماء کا ہی مقدم ہونا چاہئے۔ نتیجتاً یوں سمجھئے کہ میت اس مذکورہ صورت میں اشیاء مذکورہ کی قیمت ادا نہ کرنے کے باعث ان کی مالک ہی نہیں تو پھر ان اشیاء سے اس کی تجہیز و تکفین کیسے ہو سکتی ہے؟

ثانیاً: تجہیز و تکفین کے بعد جو مال بچے اس میں سے غرماء کے دیون ادا ہوں گے' تجہیز سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قضاء دین کی تاخیر کی معقول وجہ یہ ہے کہ کفن میت کے لئے وہ مقام رکھتا ہے جو لباس زندہ انسان کے لئے۔ لہٰذا جیسے زندہ کا لباس دین پر مقدم ہے تیسے میت کا کفن دین پر مقدم ہے۔ اسی لئے زندہ انسان کے لباس کو دین کی ادائیگی میں فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ وہ قادر علی الکسب ہی کیوں نہ ہو۔

اور دین کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہو گی اگرچہ اس کا ذکر وصیت کے ذکر سے کتاب اللہ میں موخر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

"رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بدء بالدین قبل الوصیۃ" (ترمذی' ابن ماجۃ)

گو دین عملاً وصیت پر مقدم ہے لیکن آیت میں وصیت کی تقدیم کا عقلاً نکتہ یہ ہے کہ وصیت کا حصول بلاعوض ایسے ہی ہے' جیسے میراث کا۔ لہٰذا اس پر عمل ورثاء کے لئے شاق گذرتا ہے' جو تفریط کا منفذ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اسے دین پر ذکر میں مقدم لاکر اللہ تعالیٰ نے اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی ہے اور اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ اس کی ادائیگی وجوب اور مسارعت میں دین سے کم نہیں۔ بخلاف دین کے جس سے ورثاء مطمئن ہوتے ہیں اور اس کی ادائیگی میں بھی قلبا کوئی رکاوٹ نہیں پاتے کیونکہ انہیں علم ہوتا ہے کہ مورث نے اپنی کسی ضرورت میں غرماء سے دین لیا ہوا ہے۔

نیز وصیت دو صورتوں سے خالی نہیں وصیت بالتبرعات یا بالفروض تبرعات کی صورت میں اگر ترکہ وصیت اور دین کے لئے کافی ہو تو فبھا ونعمت' نہیں تو دین کی ادائیگی مقدم ہو گی۔ کیونکہ دین کی ادائیگی فرض ہے جبکہ وصیت مذکورہ کی ادائیگی تطوع اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فرض تطوع سے اقویٰ ہے' اور اگر وصیت بالفرض ہے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے جیسے نماز' صیام' حج' نذر اور کفارہ تو اس صورت میں بھی دین العباد کی ادائیگی اس وصیت پر مقدم ہو گی اگرچہ یہ دین اور وصیت فرضیت میں برابر ہیں کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی میں انسان پر جبر ہو سکتا ہے جبکہ حقوق اللہ میں نہیں۔ لہٰذا دین العباد اس وصیت سے اقوی ہو گا۔

اگر وصیت بالفرض کا تعلق زکوٰۃ سے ہو' تو اجبار میں دین العباد اور زکوٰۃ کی ادائیگی اگرچہ برابر ہیں لیکن پھر بھی دین العباد اس لئے اقویٰ ہے کہ قاضی جب مدیون کے مال میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کوئی ایسی چیز پائے جو دین کے ہم جنس ہو تو اسے وہ مالک کی رضا مندی کے بغیر بھی لے کر غریم کو دے سکتا ہے' جبکہ قاضی اور حاکم کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔

نیز جب اللہ تعالیٰ کا حق اور کسی انسان کا حق ایک چیز میں جمع ہو جائیں اور وہ چیز دونوں حقوق کی ادائیگی میں وافی نہ ہو تو حقوق العباد کو مقدم سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ انسان محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ محتاج نہیں بلکہ وہ مستغنی ہے۔

"تقديم الدين على الوصية" کی وجوہات کے بیان کے بعد قضاء دین کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ اگر دین دین العباد سے ہو اور تجہیز و تکفین کے بعد مال اتنا بچ جائے کہ وہ دین کی ادائیگی کے لئے وافی ہو تو فبها ونعمت مکمل دین ادا کر دیا جائے۔

بصورت دیگر اگر مابقی مال دین کے لئے وافی نہ ہو اور غریم بھی ایک ہی ہو تو مابقی تمام اسے ادا کر دیا جائے گا اور جو دین میں سے باقی رہ جائے گا وہ غریم کی مرضی پر منحصر ہو گا۔ چاہے میت کو معاف کر دے یا الی دار الجزاء خاموش رہے۔

اگر غرماء زیادہ ہوں تو مابقی غیر وافی مال کو غرماء میں ان کے قرضہ کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔ خواہ ان کا دین میت کے زمانہ صحت سے متعلق ہو جو بالبیّنۃ یا بالاقرار ثابت ہو' یا زمانہ مرض سے' جو میت کے زمانہ مرض میں اس کے اقرار سے ثابت ہو۔

اگر میت پر زمانہ صحت اور مرض کے دونوں قرض لازم ہوں' تو زمانہ صحت کے دیون بوجہ اقویٰ ہونے کے زمانہ مرض کے دیون سے مقدم ہوں گے۔ کیونکہ زمانہ مرض کا اقرار بالدین زمانہ صحت کے اقرار بالدین سے کمزور ہے جس کا ثبوت زمانہ مرض میں مریض کو ثلث مال سے زیادہ میں تصرف سے مجور قرار دینے سے ملتا ہے۔

اور جب کوئی مریض اپنے زمانہ مرض میں کسی ایسے دین کا اقرار کرے جس کا ثبوت کسی ایسی شی سے مل رہا ہے جو مریض کے ملک میں ہو یا اسے وہ ہلاک کر چکا ہو تو ایسا دین بھی دین صحت کے حکم میں ہو گا۔ کیونکہ اس کا ثبوت اس کے اقرار کے علاوہ بھی شی کے معائنہ سے مل رہا ہے۔

اور اگر دین کا تعلق حقوق العباد سے نہ ہو بلکہ حقوق اللہ سے ہو جیسے نماز' حج وغیرہ تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر اس کی ادائیگی کے لئے وصیت کر گیا ہے تو اسے حقوق العباد (اگر ہوں) کی ادائیگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد مابقی کے ثلث مال سے عند الحنفیہ ادا کر دیا جائے' جیسے اگر کسی سے نمازیں رہ جائیں تو ہر نماز کے بدلے نصف صاع گندم کا کسی فقیر کو دیا جائے اور ایسے ہی کسی مسافر کا روزہ رہ جائے اور قضاء کے بغیر وہ وفات پاجائے تو میت کی وصیت کے مطابق نصف صاع گندم کا ہر روزہ کے بدلے محتاج کو دیا جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں مسافر کے روزوں کے بدلے جب متمکن ہونے کے باوجود وہ روزہ نہ رکھ سکے' ولی روزے رکھے جس کی دلیل یہ ہے:

"انه ﷺ لما سئل عن ذٰلک قال ان مات قبل ان یطیق الصوم فلا شئی علیه وان اطاقه ولم یصم فلیقض عنه"

امام شافعی رحمہ اللہ "فلیقض عنه" سے مراد وارث کی قضاء ہے جو روزہ رکھنے سے ہو گی۔

اور احناف کے نزدیک قضاء سے مراد قضاء بالاطعام ہے جس کی دلیل ان کے ہاں ایک مرفوع روایت ہے جس کے الفاظ ہیں "لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد" لیکن امام زیلعی نے "نصب الرایة" میں اور علامہ عینی نے "بنایة" میں اسے غریب قرار دیا ہے۔

نیز وہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ فانی کے حق میں جب فدیہ روزہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے تو ایسے انسان کے حق میں بھی اطعام روزہ کے قائمقام کیوں نہ ہو گا؟ لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اس لئے کہ شیخ فانی تو مطیق نہیں' بخلاف مسئلہ مذکور کے جس میں انسان مطیق ہے اور اس کے باوجود وہ روزہ رکھنے سے قاصر رہا۔

(۴) اور اگر میت حقوق اللہ کے بارے میں وصیت نہ کرے تو پھر ان کی ادائیگی عند الحنفیہ ورثاء پر واجب نہ ہو گی۔ ہاں مستحب ہو گی۔

ثالثاً: میت کے دین کی ادائیگی کے بعد مابقی مال کے ثلث' سے اس کی وصیت کو ادا کیا جائے گا نہ کہ جمیع مال کے ثلث سے کیونکہ تجہیز و تکفین اور قضاء دیون تو میت کی ایسی ضرورتیں ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ لہٰذا یوں سمجھئے کہ مابقی مال ہی میت کا مال ہے جس کے ثلث میں وہ تصرف کر سکتا ہے۔

نیز اگر اسے جمیع کے ثلث میں تصرف بالوصیت کا حق حاصل ہوتا تو پھر ممکن ہے۔ جمیع کا ثلث تجہیز و تکفین اور قضاء دیون کے بعد مابقی جمیع کو اپنے ضمن میں لے لیتا اور ورثاء کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے کچھ بھی نہ بچتا جس سے وہ بالکلیہ محروم رہ جاتے۔ لہٰذا' انہیں محرومیت سے بچانے کے لئے شریعت نے بابقی کے ثلث میں وصایا کے تصرف کی اجازت دی۔

متن کی عبارت سے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ دین کی ادائیگی کے بعد ما بقی کے ثلث میں وصیت کا نفاذ ارث پر مقدم ہو گا کیونکہ تنفیذ وصایا کا ذکر ارث سے قبل اسی پر دال ہے۔ خواہ وصیت مطلقہ ہو یا معینہ۔ سید شریف رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔

بعض اہل علم کے ہاں اس میں قدرے تفصیل ہے۔

اگر وصیت معینہ ہو گی' تو وہ ارث پر مقدم ہو گی' اور اگر مطلقہ ہو گی بایں طور کہ میت ثلث مال یا ربع مال سے وصیت کر جائے تو اس صورت میں موصی لہ دوسرے ورثاء کے ساتھ وراثت میں شریک ہو گا' اور اسے تقدم حاصل نہ ہو گا۔ دین کی ادائیگی کے بعد مابقی ورثاء اور موصی لہ میں ان کے حصص کے مطابق مال تقسیم ہو گا۔

اس شیوع اور عدم تقدم پر دلالت اس امر سے ملتی ہے کہ وصیت کے بعد اگر بالفرض ہبہ وغیرہ سے میت کے مال میں اضافہ ہو جائے تو موصی لہ بھی ورثاء کے ساتھ اضافے میں شریک ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر کمی ہو جائے تو کمی میں بھی۔ مثلاً اگر وصیت کے بعد مال ایک ہزار سے تین ہزار ہو جائے تو موصی لہ کو تین ہزار کا ثلث ملے گا' اور اس کے برعکس صورت میں اگر تین ہزار کی بجائے ایک ہزار رہ جائے' تو اسے ایک ہزار ہی کا ثلث ملے گا۔ جب حصے کی کمی بیشی میں وہ دوسرے ورثاء کے ساتھ شریک ہے' تو پھر تقدم کا کیا معنی؟

لیکن بعض اہل علم کی یہ بات کمزور ہے۔ اس لئے کہ موصی لہ نے تو دین کے بعد مابقی کا ثلث وصیت کے مطابق وصول کرنا ہے۔ خواہ اس میں اضافہ ہو یا نہ۔

رَابِعًا: تجہیز' دین اور وصیت سے جو ترکہ بچے گا اسے ورثاء میت میں کتاب وسنت اور اجماع امت کے ضابطے کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا' جیسے بیٹی' ام اور زوجین وغیرہ کی ارث کتاب اللہ سے' جدات کی سنت سے اور جد' ابن الابن اور بنت الابن کی اجماع امت سے ثابت ہے۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! اجماع امت سے مراد اس کا متبادر مفہوم جمیع امت کا اتفاق نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ایک ایسا معنی ہے جو کسی بھی مجتہد کے اجتہاد کو شامل ہو۔ لہٰذا' اس معنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مصنف کی کلام مختلف فیہ وارث "ذووا الارحام" اور "مولی الموالاۃ" کو بھی شامل ہو گی جن کے وارث ہونے میں تمام امت کا اتفاق نہیں۔ بلکہ بعض کے ہاں وہ وارث ہیں۔

حقوق ثلاثہ مذکورہ کے بعد مابقی مال کو ان ورثاء میں بالترتیب تقسیم کیا جائے گا جن کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔

ساتویں نمبر پر مصنف نے مولی موالاۃ کا بیان فرمایا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب انسان کسی کو یوں کہے:

"انت مولای ترثنی اذا مت و تعقل عنی اذا جنیت وقال الاخر قبلت"

"کہ جب میں وفات پا جاؤں تو تم میرے وارث ہو گے اور اگر زندگی میں کوئی جنایت کر بیٹھوں تو تم میری جنایت کی دیت دو گے"

جب دوسرا انسان اس بات کو قبول کرے تو اس کی وفات پر اس کے مال کا وہ وارث ہو گا' اور یہ ہی وارث علم الفرائض کی اصطلاح میں "مول موالاۃ" کہلاتا ہے۔

اور اگر دوسرا انسان بھی مجہول النسب ہو اور وہ بھی پہلے سے ایسا ہی کہے جیسے اس نے دوسرے سے کہا تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث "مولی موالاۃ" ہوں گے۔

امام شعبی' امام شافعی رحمہما اللہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاں ولاء العتاقۃ کا تو ثبوت ہے لیکن مولی موالاۃ کا نہیں۔ لہٰذا وہ وارث بھی نہیں۔ لیکن احناف مولی موالاۃ کی وراثت کو تسلیم کرتے ہیں۔

دسویں نمبر پر جب متقدمین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ترکہ کو بیت المال کے سپرد کر دیا جائے گا تاکہ جمیع اہل اسلام کے رفاعی امور کے کام آسکے اور یہ بیت المال کے سپرد کرنا "علی سبیل الارث للمسلمین" نہ ہو گا۔ بلکہ یہ ایسے ہی ہو گا جیسے لاوارث ذمی کا ترکہ بیت المال کے سپرد کیا جاتا ہے' حالانکہ مسلمان اس کا وارث نہیں۔

اور اس مال میں میراث کے جاری نہ ہونے کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ اس مال میں مسلمان مذکر اور مونث برابر ہیں۔ جبکہ میراث میں مونث مذکر کے برابر نہیں۔

"تنبیہات"

(۱) خیال رہے عند الشافعیہ اگر بیت المال منظم ہو تو وہ ذووا الارحام اور اصحاب الرد پر مقدم ہو گا اور غیر منظم ہونے کی صورت میں ترکہ اولاً ذووا الفروض النسبیۃ پر ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے حصص کے مطابق رد کرنے کے بعد' اگر بچ جائے تو ذووا الارحام کو دے دیا جائے گا۔

(۲) شوافع کے ہاں مولی موالاۃ' مقرلہ اور موصی لہ بجمیع المال وارث نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فَصْلٌ فِیْ الْمَوَانِع

## "المانع من الارث اربعة"

(۱) الرق: وافرا کان او ناقصًا۔

(۲) والقتل الذی یتعلق به وجوب القصاص او الکفاره

(۳) اختلاف الدینین

(۴) واختلاف الدارین' اما حقیقة کالحربی' والذمی او حکما' کالمستامن والذمی' او الحربیین من دارین مختلفین' والدار انما تختلف باختلاف المنعة' والملک لانقطاع العصمة فیما بینهم ۔

---

"موانع" جمع "مانع" کی ہے جس کا لغۃ معنی "حائل" ہے اور اصطلاحًا "ما ینتفی لاجله الحکم عن شخص" یعنی ایسے امر اور شئے کو کہتے ہیں جس کے باعث کوئی حکم کسی انسان سے منتفی ہو جائے۔

## موانع کی دو اقسام ہیں

(۱) المانع عن المورثیة اور وہ "نبوت" ہے' جیسے بخاری شریف میں آمدہ روایت سے ثابت ہے:

"قال النبی صلی الله علیه وسلم: لا نورث' ماترکناه فهو صدقة" (۱)

"یعنی اللہ کے نبی مورث نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ فی سبیل اللہ صدقہ ہوتا ہے۔"

(۲) المانع عن الوارثیة: وهو ماتفوت به اهلیة الارث یعنی ایسا "مانع" اور "حاجب" جس کے ہوتے ہوئے وارث وارث نہ رہے۔

خیال رہے یہ دوسری قسم ہی یہاں "باب میراث" میں مراد ہے' جس کی ماتن نے چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصناف بیان کی ہیں اور جن کی تفصیل یوں ہے:

(۱) الرق: وافرًا کان او ناقصًا: غلامی خواہ وہ مکمل غلامی ہو' جیسے کہ خالص مکمل غلام' یا ناقص' جیسے "مدبر" اور "معتق بالاقساط"۔

(۲) "والقتل الذی ....." یعنی ایسا قتل جس پر قصاص یا کفارہ لازم ہو۔ قتل عمد میں قصاص ہو گا' جبکہ قتل خطاء میں کفارہ (۱۰۰) میانے اونٹ' قتل عمد کی صورت' سوچ سمجھ کر کسی کو قتل کرنا' اور قتل خطاء' جس میں کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ خطاء انسان مارا جائے' جیسے کسی شئے کو شکار سمجھ کر تیر پھینکے لیکن وہ نفس الامر میں انسان ہو' جو تیر یا بندوق لگنے سے مرجائے۔

خیال رہے! قتل بالسبب' قتل عمد اور خطاء میں داخل نہیں' جیسے کسی انسان کے کنوئیں میں اس کے مورث کا گر کر مرجانا' پہلی دو صورتوں میں تو وارث اپنے مورث کا وارث نہ ہو سکے گا لیکن تیسری صورت' مورث کی وراثت سے مانع نہیں۔

(۳) اختلاف الدینین' یعنی اسلام و کفر میں وارث' و مورث کا مختلف ہونا' نہ مسلمان کافر کا وارث اور نہ کافر مسلمان کا' ہاں کافر' کافر کا وارث ہو سکتا ہے جیسے مسلمان مسلمان کا' لیکن جب دونوں کافر دو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہوں تو پھر وہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے' جیسے:

(۴) واختلاف الدارین اما حقیقۃ' کالحربی والذمی .... سے معلوم ہوتا ہے یعنی دو کافر جو دو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہوں وہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے' خواہ ان کا "اختلاف دارین" حقیقی ہو' جیسے دار الکفر کا حربی کافر اور دار الاسلام میں بالاجازۃ رہنے والا کافر۔ یا "اختلاف دارین" حکمی ہو جیسے۔ مستامن' اور "ذمی"۔

"مستامن" وہ کافر ہے جو کچھ دیر کیلئے تجارۃ وغیرہ کی غرض سے دار الاسلام میں رہتا ہو اور ذمی وہ کافر ہے جو دار الاسلام کا باشندہ ہو اور اسلامی آئین و قانون کو تسلیم کرتا ہو۔ ایسے دو کافر بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے' خواہ وہ آپس میں رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

"اختلاف دارین" کی ایک تیسری صورت بھی ہے جبکہ دو حربی کافر دو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہوں' ان میں بھی توارث نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خیال رہے "اختلاف دارین" کا تحقق دو امر پر مبنی ہے:۔

(۱) دونوں کی عسکری (فوجی) طاقت علیحدہ علیحدہ ہو۔

(۲) بادشاہ علیحدہ علیحدہ ہوں۔ کیونکہ ..... ان دونوں صورتوں میں وہ ایک دوسرے کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں۔

یہ وہ چار موانع کی صورتیں ہیں جن کو ماتن نے بیان کیا ہے' لیکن بعض علماء نے مزید تین اور بھی موانع بیان کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) "الارتداد" یعنی انسان کا مرتد ہو جانا۔ مرتد ہو جانے پر مرتد اپنے مورث کا وارث نہیں بن سکتا۔

(۲) "الجهالة بتاريخ الموت" یعنی وارث اور مورث کی موت ووفات کا تقدم وتاخر کے اعتبار سے علم نہ ہو' ایسی صورت میں بھی وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے جس کی تفصیل "باب الغرقٰی" میں آئے گی۔

(۳) "جهالة الوارث" یعنی وارث کسی دوسرے انسان سے مشتبہ ہو جائے' پتہ نہ چل سکے کہ "اہل وارث" کون ہے' جیسے کسی آزاد عورت اور لونڈی کا ایک ہی مظلم جگہ میں بچے جننا' لیکن معلوم نہ رہے کہ کونسا بچہ کس عورت کا ہے؟

آخری دونوں صورتیں چونکہ توہم پر مبنی ہیں لہٰذا بعض علماء نے ان کو موانع میں شمار نہیں کیا۔

"تصریح"

"الفرق بين المنع والحجب" منع اور حجب میں فرق صرف اتنا ہے کہ "حجب جلب النفع لنفسه ودفع الضرر والنقصان عن ذاته" کو کہتے ہیں۔ یعنی حجب میں حاجب کے لئے نفع یا ضرر ونقصان سے دفاع ہوتا ہے جبکہ منع میں یہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ کسی امر آخر کے لئے ہوتا ہے' جیسے جنایت اور انقطاع عصمت کی بنیاد پر کسی کو توریث سے ممنوع اور نااہل قرار دے دینا۔

"انواع الموانع اربعة" قدرے ان کا ذکر گذر چکا ہے لیکن مزید تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

الاول:

"الرق" پہلا مانع غلامی ہے خواہ غلام کامل ہو یا ناقص جیسے مدبر' مکاتب اور ام ولدہ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کی وجہ یہ ہے کہ غلام جب مطلقاً ملک کے اسباب بیع' شراء' ہبہ' ہدیہ وغیرہ میں سے کسی بھی سبب کے باعث مال کا مالک نہیں ہو سکتا تو بالارث بھی مالک نہ ہو گا۔ لہٰذا غلامی غلام کے لئے عن الارث مانع ہو گی۔

نیز جمیع مال جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ دراصل اس کے مولیٰ کا ہوتا ہے اگر بالفرض اسے اپنے اقرباء کا وارث بنایا جائے تو اس کا حصہ اس کے مولیٰ کے قبضہ میں ہی جائے گا جس سے توریث الاجنبی بلاسبب لازم آئے گی' جو اپنی جگہ پر باطل ہے۔

"فائدہ"

معتق البعض امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مکمل مملوک کے قائمقام ہو گا خواہ اس پر ایک ہی درہم باقی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا نہ وہ کسی کا وارث ہو سکے گا اور نہ ہی حاجب۔ بخلاف صاحبین کے ان کے نزدیک وہ آزاد ہو گا۔ لہٰذا وہ وارث بھی ہو گا اور حاجب بھی۔ ذیل کی روایت سے امام صاحب کے قول کی تائید ہوتی ہے:

"عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال المکاتب عبد مابقی علیه من مکاتبته درهم" (ابو دائود' کتاب العتق)

"یعنی مکاتب غلام ہی ہو گا خواہ اس کی مکاتبت سے ایک ہی درہم باقی رہتے ہوئے (وہ وفات پا جائے یا عاجز آجائے)"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی موطا میں یہی قول ہے: "قال مالک وهو رائی" (موطا) حضرت عبد اللہ بن عمر' عمر' زید بن ثابت' حضرت عائشہ' سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے: "انهم قالوا المکاتب عبد ما بقی علیه درهم" یعنی ایک درہم کے ادا نہ کرنے پر بھی مکاتب غلام ہے۔ امام عطاء' قتادۃ' ثوری' اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی یہ ہی نظریہ ہے۔

وهٰکذا اخرج البخاری رحمۃ اللہ علیہ فی صحیحه تعلیقًا قالت عائشة رضی اللہ عنہا هو عبد ما بقی علیه شئی وقال ابن رشد اتفقوا علی انه یخرج من الرق اذا ادی جمیع الکتابة' واختلفوا اذا عجز عن البعض' فقال الجمهور هو عبد ما بقی علیه من کتابه شئی و روی عن السلف المتقدم سوی ذٰلک اربعة اقوال:احدها: ان المکاتب یعتق بنفس الکتابة والثانی: یعتق عنه بقدر ما ادی والثالث:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يعتق ان ادىٰ النصف او اكثر والرابع: يعتق ان ادىٰ الثلث الا فهو عبد

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک)

ابن رشد فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مکاتب اگر جمیع مال کتابت ادا کر دے تو وہ آزاد ہو گا لیکن ان کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اگر وہ کچھ مال کی ادائیگی رہتے ہوئے عاجز آجائے یا وفات پاجائے تو اس کی کیا پوزیشن ہو گی؟

جمہور کا تو یہ مسلک ہے کہ ایک درہم بھی باقی رہ جانے پر وہ غلام ہی ہو گا۔ جمہور کے علاوہ اہل علم کے اس میں چار اقوال ہیں:

(۱) مکاتب بوقت کتابت نفس کتابت سے آزاد ہو جائے گا اور مال کتابت اس کے ذمہ قرض ہو گا۔

(۲) جتنی اقساط اس نے ادا کر دیں اسی تناسب سے وہ آزاد ہو گا اور مابقی غلام۔

(۳) اگر نصف مال کتابت یا اس سے زیادہ ادا کر چکا ہے تو پھر وہ آزاد' ورنہ غلام۔

(۴) مال کتابت سے ثلث یا زیادہ ادا کر چکا ہے تو وہ آزاد' بصورت دیگر' وہ غلام۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایسے مکاتب کی بیع کو جائز قرار دیتے ہیں' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے ہاں غلام ہی ہو گا۔ نتیجتاً جب ایسا مکاتب آزاد نہیں تو وہ کسی مورث کا وارث بھی نہیں۔ صاحبین نے چونکہ اقوال اربعۃ مذکورہ میں سے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لہٰذا ان کے نزدیک وہ آزاد ہو جائے گا اور وہ وارث بھی ہو گا۔

الثانی:

موانع ارث میں سے ثانی عند الحنفیۃ ایسا قتل ہے جس پر قصاص یا کفارہ واجب ہو۔ قتل جس پر قصاص واجب ہوتا ہے وہ قتل عمد ہے' جس کا تحقق تلوار جیسے ہتھیار یا کسی ایسی چیز سے ہو گا جو تلوار جیسی تیز دھار ہو۔ خواہ وہ لکڑی ہی کیوں نہ ہو یا پتھر۔ اس کا موجب قصاص اور گناہ ہے لیکن کفارہ نہیں۔

صاحبین کے نزدیک انسان کی ایسی ضرب جس سے غالباً مضروب انسان ختم ہو جائے' قتل عمد میں داخل ہے۔ خواہ وہ شئے تیز دھار نہ بھی ہو' جیسے بڑا پتھر اور وہ قتل جس پر کفارہ لازم آتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شبہ العمد بایں طور کہ انسان عمداً کسی ایسی چیز سے ضرب لگائے جس سے غالباً مضروب

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انسان کی موت واقعہ نہیں ہوتی لیکن واقعہ ہو جائے۔ اس کا موجب "دیت علی العاقلة" گناہ اور کفارہ ہے لیکن اس میں قصاص نہیں۔

(۲) قتل الخطاء جس کی صورت یہ ہے کہ انسان تیر یا گولی تو چلائے کسی شکار پر' لیکن اتفاق سے وہ لگ جائے کسی انسان کو' یا سوار انسان کی سواری کسی کو کچل دے' مثلاً گھوڑے' کار اور گاڑی کے نیچے آکر کوئی انسان کچلا جائے' یا پھر کسی کے ہاتھ سے کسی وزنی چیز کے گرنے سے کوئی کچلا جائے۔ خطاء کی ان صورتوں کا موجب کفارہ اور دیت علی العاقلۃ ہے لیکن گناہ نہیں۔

ان مذکورہ صورتوں میں یعنی قتل عمد' شبہ العمد اور خطاء میں حنفیہ کے نزدیک قاتل میراث سے محروم ہو گا بشرطیکہ قتل شرعاً ناجائز ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض اہل مدینہ نیز امام اوزاعی رحمہ اللہ کے ہاں قتل عمد میں قاتل مورث کی میراث سے محروم ہو گا لیکن قتل خطاء میں صرف دیت میں اپنے حصہ سے محجوب ہو گا اور باقی ماندہ اموال مورث میں اپنے حصہ کا وہ حق دار ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یوں ہی مروی ہے۔

اگر قاتل' مورث کو قصاصاً' حدا یا دفاعاً عن نفسہ قتل کرے جو قتل حق کی اقسام ہیں تو ایسی صورت میں قاتل مورث کے ترکہ سے محروم نہ ہو گا۔ بلکہ اسے اس کا حصہ ملے گا۔

ایسے ہی اگر سلطان عادل' اپنے مورث باغی کو قتل کر دے تو وہ بھی اس کی میراث سے محروم نہ ہو گا' اور اگر باغی' اپنے مورث سلطان کو قتل کر دے تو اس کی توریث میں عند الحنفیۃ اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے ہاں وہ میراث سے محروم نہ ہو گا۔ لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں وہ محروم ہو گا۔

قتل کی چار اقسام قتل عمد' شبہ عمد' قتل خطاء نیز قتل حق کے حکم کے بیان کے بعد قتل بالسبب میں بھی یہی حکم ہے کہ قاتل' مقتول مورث کا وارث ہو گا جیسے کوئی کسی کے کھودے ہوئے کنوئیں میں گر کر مر جائے تو اس میں دیت علی العاقلہ تو ہو گی لیکن قصاص اور کفارہ نہ ہو گا لیکن حافر ایسے مورث کا وارث ضرور ہو گا۔

یوں ہی اگر قاتل بچہ یا کوئی مجنون ہو تو بھی حنفیہ کے نزدیک قاتل' مقتول مورث کی میراث سے محروم نہ ہو گا۔ شوافع کے ہاں حافر بئر' مجنون اور صبی پر قصاص اور کفارہ تو نہ ہو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گا صرف دیت علی العاقلہ ہی ہو گی' لیکن وہ ایسے مورث کی میراث سے محروم ہوں گے جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

"القاتل لایرث من المقتول" (ترمذی' ابن ماجه)

اس سے علی الاطلاق معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کا قتل خواہ کسی بھی حیثیت میں ہو وہ مقتول کے ترکہ کا وارث نہیں' لیکن احناف کے ہاں اس روایت کے عموم سے قاتل بحق کا اخراج اس لئے ہے کہ قتل پر وراثت سے محرومی قتل محظور کے باعث ہے اور یہ قتل محظور نہیں' بلکہ درست اور جائز ہے کیونکہ قاتل نے مقتول کو کسی جائز حد' قصاص یا اپنے دفاع میں قتل کیا ہے۔ لہٰذا قاتل بحق' مقتول کے ترکہ کا وارث ہو گا۔

اور مسبّب کا اخراج:

اَولاً: اس لئے ہے کہ وہ حقیقتاً قاتل نہیں جیسے اپنی ارض مملوکہ میں کھودے ہوئے کنوئیں میں اگر کوئی گر کر مرجائے تو حافر پر کوئی مواخذہ نہیں۔ حالانکہ قاتل خواہ کسی کو ارض مملوکہ میں قتل کرے یا غیر مملوکہ میں وہ قابل مواخذہ ہے۔

ثانیاً:

اس لئے کہ کنوئیں میں گر کر مرنے والے انسان کے قتل کو اگر وقت حفر سے متصل قرار دیا جائے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ مقتول اس وقت موجود نہیں بلکہ وہ بعد میں گرا ہے۔ لہٰذا' قاتل کو قاتل نہیں قرار دیا جا سکتا' اور اگر قاتل کو مقتول کے وقوع فی البئر کے وقت کے اعتبار سے قاتل قرار دیا جائے تو ضروری نہیں کہ قاتل اس وقت زندہ موجود بھی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وفات پاچکا ہو۔ لہٰذا تسبیب کی صورت میں قاتل جب حقیقتاً قاتل نہ ہو گا' تو وہ مقتول مورث کے ترکہ سے بھی محروم نہ ہو گا۔

خیال رہے! ایسی صورت میں گو قاتل حقیقتاً قاتل نہیں لیکن مقتول کی دیت علی العاقلہ محض اس کے دم کو بطلان سے بچانے کے لئے ہے تاکہ ایک انسان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

"تنبیہ"

خیال رہے مخطی کی صورت مسبّب سے قدرے مختلف ہے کیونکہ وہ مباشر للقتل ہے لہٰذا' اس پر کفارہ اور حرمان عن الوراثت دونوں لازم ہوں گے۔ صبی اور مجنون کا اخراج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن الحدیث اس بنیاد پر ہے کہ میراث سے حرمان' دراصل قتل محظور پر سزا کے طور پر ہے جبکہ بچے اور مجنون کے کسی فعل کو شرعاً محظور ہونے کے ساتھ متصف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ شرعاً مکلف ہی نہیں بخلاف مخطی کے جو شرعاً مکلف ہے لہٰذا اس کا حکم بچے اور مجنون سے وراثت میں مختلف ہو گا۔

احناف کے ہاں خطاءً مقتول کی دیت کا حکم وہی ہے جو اس کے باقی ماندہ اموال کا۔ یعنی جیسے اس کے دوسرے اموال سے دیون کی ادائیگی اور وصایا کا نفاذ ہوتا ہے تیسے ہی دیت کے مال سے بھی یہ ادا ہو سکیں گے اور جو کوئی انسان اس کے دوسرے اموال کا مالک ہے وہ اس کی دیت کا بھی اپنے حصہ کے مطابق مالک اور وارث ہے' خواہ ورثاء میں میاں' بیوی ہی سے کوئی کیوں نہ ہو۔

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں زوجان ایک دوسرے کی دیت کے وارث نہ ہوں گے۔ کیونکہ بالموت ان میں علاقہ زوجیت منقطع ہو چکا ہے اور دیت کا ثبوت ووجوب موت کے بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا' علاقہ زوجیت کے منقطع ہوجانے کے بعد جو چیز واجب اور ثابت ہو گی اس میں زوجان کیسے شریک اور وارث ہوں گے؟

احناف اپنے مدعی کے ثبوت میں آپ کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں:

"انه ﷺ امر بتوریث امراة اشیم الضبابی من عقل زوجها موطا امام مالک"

"یعنی آپ نے اشیم رضی اللہ عنہ کی عورت کو اس کی دیت میں وارث بنایا جو خطاء مقتول ہوئے"

نیز احناف کے ہاں آپ کے فرمان: "من ترک مالاً او حقًّا فلورثته" (ابو دائود) سے زوجان کا حق ایک دوسرے کے قصاص میں ثابت ہے کیونکہ وہ بھی ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ جب ایک دوسرے کے قصاص میں وہ حق دار ہوں گے تو ظاہر ہے دیت میں بھی وہ ایک دوسرے کے حق دار اور وارث ہوں گے۔

عند المالکیه قتل عمد ہی صرف وراثت سے مانع ہے اس کے علاوہ قتل کی کوئی صورت مانع من الارث نہیں۔

حنابلہ کے ہاں ہر وہ قتل جس میں قصاص' دیت یا کفارہ لازم آئے وہ ارث سے مانع ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ مانع نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الثالث:

موانع ارث میں ثالث' وارث اور مورث کا اختلاف دین ہے۔ لہٰذا' کافر مسلمان کا وارث نہ ہو گا۔ لقولہ تعالیٰ: "ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلاً" حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم' امام شافعی اور احناف رحمہم اللہ کے نزدیک مسلمان کافر کا بھی اور آپ کے فرمان: "لایتوارث اھل ملتین شتّٰی" (ابو دانود' دارمی) کے مطابق وارث نہیں ہو سکتا۔ نیز آپ کے قول: "لایرث المسلم الکافر ولا الکافر لمسلم" (متفق علیہ) کا تقاضا بھی یہی ہے۔

ابو طالب کے ترکہ میں سے آپ کا عقیل اور طالب کو دینا' لیکن حضرت علی اور جعفر کو (جو مسلمان تھے) نہ دینا اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمان کا کافر کے ترکہ میں حق نہیں۔ اگر مسلمان کا کافر کے ترکہ میں کوئی حق ہوتا تو آپ انہیں محروم نہ رکھتے اور یہ ہی آئمہ' اربعہ نیز جمہور کا مسلک ہے۔

اس کے برعکس حضرت معاذ بن جبل' معاویہ بن ابی سفیان' حسن بصری' محمد بن حنفیہ' محمد بن علی بن حسین اور مسروق رضی اللہ عنہم کے نزدیک آپ کا فرمان: "الاسلام یعلو ولا یعلٰی" (طبرانی فی الاوسط' بیھقی دلائل النبوۃ) کے مطابق کافر مسلمان کا تو وارث نہیں۔ لیکن مسلمان کافر کا وارث ہے۔

احناف اور شوافع کی طرف سے اس کا جواب تین طریق پر دیا جاتا ہے۔ جس کا حاصل مقصد مخالفین کی بیان کردہ حدیث کی تاویل پر مبنی ہے:

طریق اول:

حدیث میں اسلام سے مراد نفس اسلام ہے نہ کہ توارث یعنی جب کوئی بچہ کسی ایسے میاں بیوی کے درمیان مولود ہو' جن میں سے ایک مسلمان ہو تو وہ اس حدیث کے پیش نظر مسلمان کے تابع ہو گا۔

طریق ثانی:

علو سے مراد علو بحسب الحجۃ ہے نہ کہ بحسب التوارث' یعنی اسلام اپنی حجت میں کفر پر غالب ہے۔

طریق ثالث:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علو سے مراد علو بحسب القهر والنصرة ہے یعنی بالآخر مسلمان ہی کفار پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غلبہ اور نصرت پاتے ہیں یا پھر آخرت میں ان کا انجام کافر کے مقابلہ میں بہتر ہو گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی روایت مذکورۃ الاسلام یعلو ولا یعلی" کو "فوائد ابو یعلی الخلیلی" کے حوالے سے نقل کیا ہے جس سے قبل ایک ایسا واقعہ منقول ہے جس سے ان اصحاب کی تائید ہوتی ہے جو مسلمان کو کافر کے ترکہ سے وارث بنانے کے قائل نہیں۔ واقعہ کی روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

"ان عائذ بن عمر والمزنی جاء یوم الفتح مع ابی سفیان بن حرب' فقال الصحابة هٰذا ابو سفیان وعائذ بن عمرو' فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هٰذا عائذ بن عمرو وابو سفیان' الاسلام اعز من ذٰلک' الاسلام یعلو ولا یعلی" (فتح الباری جزء الثالث' کتاب الجنائز)

"یعنی فتح مکہ کے دن جب حضرت عائذ بن عمرو (جو مسلمان تھے) ابو سفیان بن حرب (جو اس وقت ابھی کافر تھے) کے ساتھ آپ کے پاس آئے تو صحابہ نے ابو سفیان کا نام حضرت عائذ سے پہلے بیان کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عائذ کا نام پہلے لیا اور ابو سفیان کا بعد میں' اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ متقدم فی الذکر کو طبعًا جو فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ متاخر کو نہیں۔ لہٰذا' آپ نے عائذ کے نام کی تقدیم سے صحابہ کی اصلاح فرمائی"

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت کا تعلق میراث سے نہیں بلکہ ایسے امور سے ہے جن سے کسی کی عزت واحترام مترشح ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسے امور میں اہل اسلام کو غیر مسلموں پر تقدیم حاصل ہو گی۔ نیز اس واقعہ سے احناف اور شوافع کی مذکورہ تین تاویلات بھی میراث کے مقابلے میں زیادہ اقرب الی الصحۃ ہوں گی۔

حافظ صاحب نے محلی ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک روایت ابن عباس سے موقوف بھی نقل کی ہے جس سے سابقہ تین تاویلات میں سے پہلی تاویل کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اذا اسلمت الیهودیة والنصرانیة تحت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اليهودی او النصرانی يفرق بينهما' الاسلام يعلو ولا يعلٰی" (فتح الباری' کتاب الجنائز)

"یعنی اسلام کے علو کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان عورت کافر کے ہاں نہ رہے۔ لہٰذا ان میں تفریق ضروری ہو گی۔ اسی تقاضے کے مطابق مولود بھی خیر الابوین کے تابع ہو گا"

احناف کے ہاں مسلمان کافر کا وارث تو نہیں لیکن مرتد کا وہ وارث اس کی حالت اسلامیہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ حالت ارتداد کے اعتبار سے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ مسلمان ایک مسلمان کے ترکہ کا وارث ہو رہا ہے' نہ کہ کسی کافر کے ترکہ کا۔

اسی حالت اسلامیہ کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ مسلمان اس کے اس ترکہ کا تو وارث ہو گا جو اس نے حالت اسلامیہ میں کمایا ہو گا' اور جو حالت کفر میں اس نے حاصل کیا ہو گا' وہ عام مسلمانوں کے لئے فئ ہو گا۔ لیکن صاحبین کے نزدیک چونکہ مرتد کو حالت ارتداد پر قائم رہنے کی اجازت نہیں بلکہ بالجبر اسے حالت اسلام پر لانا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے ترکہ میں اہل اسلام ہی کا سا حکم ہو گا۔ یعنی ان کے ہاں حالت اسلام اور حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال اس کے مرنے کے بعد مسلمان وارثوں کے لئے ہو گا لیکن مرتد اپنے مسلمان وارث کے ترکہ سے منتفع نہیں ہو سکتا۔

جمہور فقہاء مالکیہ' شافعیہ اور صحیح مذہب حنابلہ میں مسلمان مرتد کا وارث نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کافر ہے۔ لہٰذا اس کا مال مسلمانوں کے لئے غنیمت ہو گا' اور وہ بیت المال کو دے دیا جائے گا۔ احناف کی رائے حضرت ابوبکر' علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ چونکہ فی زمانہ بیت المال کا وجود نہیں لہٰذا' احناف کے مسلک پر عمل ارجح الی الصحت ہو گا۔

"توارث الکفار فیما بینھم" کفار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے' خواہ ان کی دیانات اور علل مختلف ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ شرعاً ان کی دیانات مختلفہ "الکفر ملة واحدة" کے باعث ایک ہی ہیں۔ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ "مختصر" میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو القاسم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے ہیں ذکر کرتے ہیں۔

بعض فقہاء کے ہاں یہود اور نصاریٰ کا توارث بوجہ اتفاق علی التوحید' اقرار بنبوۃ موسیٰ علیہ السلام والتوراۃ تو درست ہے لیکن ان کے اور مجوس کے درمیان نادرست کیونکہ مجوس توحید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے منکر اور دو الٰہین "یزدان" خالق خیر اور "اہرمن" خالق شر کے معتقد ہونے کے ساتھ ساتھ کسی نبی اور کسی کتاب منزل کے قائل بھی نہیں۔ لہٰذا وہ اہل کتاب سے ایک علیحدہ ملت پر ہوں گے۔

بعض فقہاء کا یہ بھی خیال ہے کہ یہود اور نصاریٰ میں بھی توریث نادرست ہے۔ کیونکہ ان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے بارے اختلاف ہے۔ لہٰذا' یہ بھی ایک ملت نہ ہوں گے' بلکہ دو ملتیں' جن میں توارث نادرست ہو گا۔ اور اہل الاھواء' جو کتاب وسنت کی تاویلات میں تو مختلف ہیں لیکن انبیاء اور کتب منزلہ کے معترف' وہ ایک ہی ملت پر ہیں۔ لہٰذا' ان کا آپس میں توارث صحیح ہو گا۔

الرابع:

موانع ارث میں سے رابع عند الحنفیہ اختلاف الدارین ہے۔ خواہ یہ اختلاف حقیقتاً ہو یا حکماً جیسے کوئی حربی دار الکفر سے تعلق رکھنے والا جو دار الحرب میں وفات پا جائے اور اس کا باپ اور بیٹا جو دار الاسلام میں بلحاظ ذمی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ یا دار الاسلام میں وفات پاجانے والے ذمی کا باپ اور بیٹا جو دار الحرب میں رہ رہے ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہو سکتا کیونکہ ذمی دار الاسلام میں رہنے والوں میں سے ہے جبکہ حربی دار الحرب میں رہنے والوں میں سے۔ یہ دونوں اگرچہ کفر کے باعث متحد فی الملّت ہیں لیکن حقیقتاً متحد فی الدار نہیں۔ لہٰذا' نہ ان میں ولایۃ ہو گی اور نہ ہی توارث۔

اور اختلاف الدراین حکماً کی واضح صورت یوں ہو گی کہ کوئی حربی دار الاسلام میں امان لے کر داخل ہو اور اس کا کوئی وارث پہلے سے دار الاسلام میں بطور ذمی زندگی بسر کر رہا ہو۔ اب یہ حقیقتاً تو ایک دار (دار الاسلام) سے تعلق رکھتے ہیں لیکن حکماً وہ دارین سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ مستامن حکماً دار الحرب سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لئے تو وہ دار الحرب کو واپس جا سکتا ہے اور دار الاسلام میں ہمیشہ کے لئے نہیں ٹھہر سکتا۔ بخلاف ذمی کے جو دار الاسلام میں ہمیشہ کے لئے ٹھہر سکتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں بھی ان کے درمیان توارث نہ ہو گا بلکہ مستامن کے مرنے پر اس کا ترکہ اس کے ان ورثاء کو دیا جائے گا' جو دار الحرب میں رہتے ہوں گے۔

اختلاف الدارین حکما کی دوسری مثال "او الحربیین من دارین مختلفین" قدرے غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واضح ہے۔ اس لئے کہ اگر "دارین مختلفین" سے مراد ان کے مختلف ممالک ہوں' جیسے ایک ہند میں اور دوسرا چین میں رہتا ہو تو پھر یہ اختلاف الدارین حکماً کی مثال نہ ہو گی' بلکہ اختلاف الدارین حقیقتاً کی ہو گی۔ لہٰذا' اس مثال کو "او حکماً" سے پہلے ذکر کرنا مناسب تھا۔ یا پھر اس کی صحت کے لئے اس تاویل کا سہارا لینا پڑے گا کہ تمام دنیا کے کفار چونکہ "الکفر ملة واحدة" کے اصول کے مطابق ایک ہیں لہٰذا' ان کا دار بھی باوجود مختلف ممالک میں ہونے کے حقیقتاً ایک ہی ہے۔ ہاں حکماً مختلف ہے اور اگر "من دارین مختلفین" سے مراد دو ایسے حربی ہوں جو حقیقتاً دو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہوں لیکن وہ دار الاسلام میں بالاستیمان رہتے ہوں تو دار الاسلام ان کا حقیقتاً دار واحد ہو گا لیکن وہ حکماً "من دارین المختلفین" ہوں گے۔ اس لحاظ سے یہ مثال اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہو گی اور اس کی تائید "من دارین" کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے لیکن اس صورت میں "او الحربین" کی جگہ "او المستامنین" کہنا اولیٰ اور بہتر تھا' لیکن ممکن ہے' اس اولویت کو ترک کرنے سے ماتن' اس بات پر اشارہ کرنا چاہتے ہوں کہ یہ مثال اختلافین یعنی اختلاف حقیقی اور اختلاف حکمی دونوں کی ہو سکتی ہے۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ حربیین اگر دیار مختلفہ میں رہتے ہوں تو یہ اختلاف حقیقی ہو گا اور اگر دار الاسلام میں رہتے ہوں تو پھر ان کا اختلاف حکمی ہو گا۔ بہرحال ان دونوں صورتوں میں وہ باوجود آپس میں رشتہ دار ہونے کے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

ہاں اگر وہ حربی مستامن دار الاسلام کے ذمی بن جائیں' تو پھر وہ دار واحد سے تعلق رکھنے کے باعث ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

ایسے ہی اگر دونوں مستامن حربی ایک ہی دار الکفر سے تعلق رکھتے ہوں تب بھی وہ عدم اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

"ملاحظات"

(۱) خیال رہے! اختلاف دارین کا تحقق فوج' بادشاہ اور انتظامیہ کے مختلف ہونے پر مبنی ہے کیونکہ وہ اسی لحاظ سے ایک دوسرے کے خلاف زور آزمائی کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے مال ومتاع کو نقصان پہنچانے کے ساتھ لوٹ مار بھی کر سکتے ہیں اس قسم کے اہل الدارین میں وراثت کا سلسلہ منقطع ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہاں اگر یہ صورت حال نہ ہو' بلکہ وہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوں تو پھر ان کا دار دارواحد ہو گا' جس کے باعث ان میں وراثت منقطع نہ ہو گی۔

(۲) نیز اس قسم کا اختلاف دارین صرف کفار میں مانع عن التوارث ہو گا نہ کہ مسلمانوں میں' کیونکہ اسلام ایک ایسی جامع شئے ہے جس کے باعث مختلف ممالک میں رہنے والے مسلمان ایک ہی دار میں متصور ہوتے ہیں۔ بخلاف دار الحرب کے جس کی یہ پوزیشن نہیں۔

مختلف ممالک میں رہنے والے کفار کا جبکہ ان کی افواج' بادشاہ اور انتظامیہ مختلف ہو' ایک دار یعنی دار واحد نہیں ہو سکتا لہٰذا' وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے لیکن یہ فرق کوئی معقول نظر نہیں آتا کیونکہ کفار بھی "الکفر ملة واحدة" کے باعث مختلف ممالک میں رہنے کے باوجود دار واحد میں متصور ہو سکتے ہیں جیسے مسلمان اسلام کی جامعیت کے باعث مختلف ممالک میں رہنے کے باوجود عند الاحناف دار واحد میں متصور ہوتے ہیں۔

لہٰذا' ایسی صورت میں اگر مسلمان ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں تو کفار کے توارث میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس کمزوری نیز اس مانع رابع کے مانع ہونے پر کسی منقول دلیل کے نہ ہونے کے باعث' اس کا مانع عن الارث ہونا خدشہ سے خالی نہیں۔ اسی لئے "صاحب المواریث" اور "عدة الباحث" نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## باب معرفة الفروض ومستحقيها

"الفروض المقدرة فی کتاب اللّٰه تعالٰی ستة"

(۱) النصف (۲) والربع (۳) والثمن (۴) والثلثان (۵) والثلث (۶) والسدس علی التضعیف' والتنصیف

واصحاب هٰذه السهام اثناء عشر نفرًا' اربعة من الرجال' وهم:

(۱) الاب (۲) والجد الصحیح' وهو اَب الاب' واَن علا' (۳) والاخ لاِمّ (۴) والزوج

وثمان من النساء' وهن:

(۱) الزوجة (۲) والبنت (۳) وبنت الابن وان سفلت (۴) والاخت لِاَب وأُم (۵) والاخت لاب (۶) والاخت لام (۷) والام (۸) والجدة الصحیحة۔ وهی التی لا یدخل فی نسبتها الی المیت جد فاسد

---

## باب معرفۃ الفروض .....

"الفروض المقدرۃ" یعنی سہام مقررۃ فی کتاب اللہ چھ ہیں: نصف' ربع' ثمن' ثلثان' ثلث اور سدس۔ ان حصص کو ابتداء سے آخر تک تضعیفاً بھی شمار کیا جا سکتا ہے اور آخر سے ابتداء کی جانب تنصیفاً بھی' یعنی نصف ربع کا دوگنا ہے' اور ربع ثمن سے دو گنا اور سدس ثلث کا نصف ہے۔ جیسے ثلث ثلثان کا نصف۔

ان اسہام مقدرہ کے مالک بارہ (۱۲) قسم کے انسان ہیں جن میں سے چار مردوں سے اور آٹھ عورتوں میں سے ہیں۔

مردوں میں سے ایک باپ' دوسرا جد صحیح (باپ کا باپ)' تیسرا اخیافی بھائی اور چوتھا خاوند ہے۔ عورتوں میں سے آٹھ مندرجہ ذیل ہیں:

زوجہ' بیٹی' پوتی خواہ اس سے بھی نیچے پڑپوتی۔ عینی بہن' علاتی بہن' اخیافی بہن' ماں اور جدہ صحیحہ یعنی دادی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"جدة صحيحة" وہ ہے جس کی میت کی نسبت میں جد فاسد نہ آئے یعنی نانا واقع نہ ہو۔ اب مصنف ان بارہ "اصحاب الفروض" کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* اما الاب فله احوال ثلث:

(۱) الفرض المطلق' وهو السدس' وذٰلک مع الابن او ابن الابن' وان سفل

(۲) والفرض والتعصيب معًا' وذٰلک مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت

(۳) والتعصيب المحض' وذٰلک عند عدم الولد وولد الابن وان سفل

---

مردوں میں سے سب سے پہلے "والد" ہے جس کی تین مختلف حالتیں ہیں:

(۱) فرض مطلق (۲) فرض اور تعصیب (۳) تعصیب مطلق

پہلی حالت میں اسے سدس (چھٹا حصہ) میت کے مال سے ملے گا' جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا یا اس سے بھی کوئی نیچے ہو گا۔ ایسی صورت میں جائیداد کے چھ حصے بنا کر ایک باپ کو اور باقیماندہ پانچ حصے بیٹے' پوتے یا پڑپوتے کو (جو بھی ہو گا) دے دیئے جائیں گے۔

دوسری صورت میں "فرضیت" اور "عصوبت" دونوں کی بنیاد پر اسے حصہ ملے گا' جیسے مرنے والے کی صرف بیٹی یا پوتی یا اس سے بھی نیچے کسی لڑکی کے ساتھ۔

بیٹی یا پوتی کو علی سبیل الفرضیۃ جمیع مال میت سے نصف ملے گا اور باپ کو علی سبیل الفرضیہ سدس (چھٹا حصہ) اور مابقی ثلث علی سبیل العصوبۃ لہٰذا مسئلہ کی صورت چھ سے ہو گی اور مال کی تقسیم اس طرح ہو گی:

اصل مسئلہ (۶) سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| بیٹی | نصف (۳) | علی سبیل الفرضیة |
| باپ | سدس (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| باپ | مابقی (۲) | علی سبیل العصوبة |

تیسری صورت میں اسے محض "عصبہ" ہونے کی بنیاد پر (جبکہ میت کی اولاد' پوتے یا ان سے نیچے کوئی نہ ہو) اصحاب الفروض کے حصص کے بعد مابقی سارے کا سارا ملے گا' جیسے "فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث" یعنی مرنے والے کی اولاد نہ ہو اور صرف اس کے والدین ہی ہوں تو ماں کو ثلث مال دینے کے بعد باقی دو تہائی مال عصبہ ہونے کی بنیاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر باپ کو ملے گا جس کی تقسیم کی صورت (۳) سے ہو گی، یعنی جمیع مال تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے گا پھر ماں کو ثلث ایک تہائی (۳/۱) باقی باپ کو دو تہائی (۳/۲) دیا جائے گا۔

| اصل مسئلہ (۳) سے | | |
|---|---|---|
| ورثاء | حصص | سبب |
| ماں | ثلث (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| باپ | ثلثان (۲) | علی سبیل العصوبة |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* والجد الصحيح كالاب الا فی اربع مسائل وسندکرها فی مواضعها۔ ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔
* ویسقط الجد بالاب' لان الاب اصل فی قرابة الجد الی المیت والجد الصحیح هو الذی لا تدخل فی نسبته الی المیت ام
* واما لاولاد الام فاحوال ثلٰث:

(۱) السدس للواحد

(۲) والثلث للاثنین فصاعدًا' ذکورهم واناثهم فی القسمة' والاستحقاق سواءٌ

(۳) ویسقطون بالولد و ولد الابن' وان سفل وبالاب والجد بالانفاق

---

(والجد الصحیح کالاب .....)

چار مسائل کے علاوہ باقی ماندہ جمیع مسائل میں جد صحیح باپ کے نہ ہونے کی صورت میں باپ ہی کے قائم مقام ہے اور جن چار مسائل میں وہ باپ سے جدا حیثیت میں ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) دادی باپ کی موجودگی میں وارث نہیں' جبکہ دادا کے ساتھ وہ بھی وارث ہے۔

(۲) متوفی کے والدین اور احد الزوجین کی موجودگی میں والدہ کو احد الزوجین کا فرضی حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا اس سے ثلث ملے گا یعنی مابقی کا ثلث۔ جبکہ باپ کی بجائے دادا کی موجودگی میں اسے جمیع مال متروکہ سے ثلث ملے گا۔

(۳) باپ کی موجودگی میں عینی اور علاتی سبھی بھائی ساقط ہوتے ہیں لیکن دادا کی موجودگی میں وارث' ہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ساقط۔

(۴) معتق کا باپ بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی ولاء کا مالک ہے۔ لیکن دادا معتق کے بیٹے کی موجودگی میں غیر مالک۔

خیال رہے! "ویسقط الجد بالاب" دادا باپ کی موجودگی میں ساقط ہے' کیونکہ باپ دادے کی میت سے رشتہ داری کے تعلق میں اصل ہے' یعنی میت اور دادے کے تعلق میں باپ کا واسطہ لازماً آتا ہے۔ لہٰذا' باپ کے ہوتے ہوئے' جو اقرب الی المیت ہے۔ دادا کیسے وارث ہو؟ اور وراثت میں یہ ایک ضابطہ ہے کہ "اقرب" کے ہوتے ہوئے "ابعد"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محروم ہے' ہاں اس اصل کے خلاف اگر کوئی نص موجود ہو تو وہ معمول بہا ہو گی جیسے "اولاد الام مع الام" یعنی اخیافی بھائی جو ماں کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہیں۔

"والجد الصحیح هو الذی ....." "جد صحیح" وہ ہے جس کے میت کی طرف منسوب کرنے میں "ام" نہ آئے اگر آئے گی تو وہ "جد فاسد" ہو گا۔

"واما لاولاد الام ....." اخیافی بہنوں اور بھائیوں کی تین حالتیں ہیں:

(۱) اگر ایک بہن یا بھائی ہو گا تو اسے سدس' چھٹا حصہ' جمیع مال میت سے علی سبیل الفرضیۃ ملے گا' جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وان کان رجل یورث کلالة او امراة وله اخ او اخت: فلکُلِّ وَاحِدٍ منهما السدس" سے ثابت ہے۔

(۲) دو یا دو سے زیادہ کو ثلث بمطابق "فان کانوا اکثر من ذٰلک فهم شرکاء فی الثلث"۔ یاد رہے اخیافی بہن بھائی ثلث کی تقسیم میں برابر ہوں گے کیونکہ ان کا انتساب الی المیت جب ماں کی وساطت سے ہے تو پھر مذکر کو مونث پر فضیلت کیسے حاصل ہو گی' سبھی برابر ہوں گے۔

(۳) متوفی کی اولاد' پوتوں' باپ اور دادا میں سے کسی ایک کی موجودگی میں یہ محروم ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* واما للزوج فحالتان:

(۱) النصف: عند عدم الولد وولد الابن۔ وان سفل

(۲) والربع: مع الولد او ولد الابن۔ وان سفل۔

---

"واما للزوج فحالتان ....." اصحاب الفروض میں سے چوتھا خاوند ہے' جس کی دو حالتیں ہیں:

(۱) نصف' جبکہ متوفاۃ کی اولاد اور پوتے نہ ہوں۔ (۲) "ربع" جبکہ متوفاۃ کی اولاد ہو۔

"تصریح"

نصف کا ذکر کتاب اللہ میں تین مقامات پر ہے:

(۱) "وان كانت واحدة فلها النصف"

(۲) "ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد"

(۳) "وله اخت فلها نصف ماترك"

ربع کا ذکر دو مقام پر:

(۱) "فان كان لهن ولدٌ فلكم الربع مما تركن"

(۲) "ولهن الربع مماتركتم ان لم يكن لكم ولدٌ"

ثمن کا ذکر ایک جگہ پر:

(۱) "فان كان لكم ولدٌ فلهن الثمن مما تركتم"

ثلثان کا ذکر بھی دو مقام پر:

(۱) "فان كن نساء فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك" (فی حق البنات)

(۲) "فان كانتا اثنتين فلهما الثلثان" (فی حق الاخوات)

ثلث کا ذکر بھی دو مقام پر:

(۱) "وان لم يكن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث"

(۲) "فان كانوا (اولاد الام) اكثر من ذلك فهم شركاء فی الثلث"

سدس کا ذکر تین مقامات پر:

(۱) "ولابويه لكل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولدٌ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) "فان کان له اخوة فلامه السدس"

(۳) "وله اخ او اختٌ (من اولاد الام) فلکل واحد منهما السدس"

یہ تمام فروض مذکورہ سورۃ نساء کی آیت ۱۱ اور ۱۷۵ میں مذکور ہیں۔

"وجہ الترتیب" اصحاب الفروض کی مذکور فی المتن ترتیب میں تقدم وتاخر کی معقول وجہ یہ ہے:

* باپ کی تقدیم دادے پر تو اس لئے ہے کہ دادا مجوب بالاب ہے اور یہ امر واضح ہے کہ حاجب مجوب سے درجہ میں اقرب الی المیت ہوتا ہے۔ لہٰذا' اس کا ذکر دادا' سے پہلے ہی مناسب ہے۔
* ایسے ہی دادا چونکہ اخیافی بھائی بہنوں کے لئے حاجب ہے لہٰذا' اس کا ذکر بھی اخیافیوں سے قبل مناسب ہے۔
* اولاد الام کی تقدیم علی الزوج اس لئے کہ ان کا رشتہ میت سے نسبی ہے جبکہ زوج کا سببی۔
* زوجہ کی تقدیم علی البنت کی اولاً..... وجہ یہ ہے کہ وہ ولادت میں اصل ہے' جس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس اولیت سے اسے اولاد پر اولیت حاصل ہے۔ ثانیاً..... تاکہ اس کا ذکر زوج کے ذکر سے قریب ہی ہو۔
* بیٹی کو پوتی سے تقدم اقرب الی المیت ہونے کی وجہ اور بیٹی کے عدم کے وقت اس کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ہے۔
* حقیقی بہن کی پوتی سے تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ وہ پوتی کی بنسبت میت سے ابعد ہے' کیونکہ پوتی جزء المیت ہے جبکہ بہن جزء اب المیت۔
* اور حقیقی بہن کی علاتی سے تقدیم ایک تو قوت قرابت کی بنیاد پر ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ علاتی اس کے نہ ہونے پر اس کے قائم مقام ہے۔
* علاتی بہن کی اخیافی پر تقدیم بوجہ باپ کی اقویٰ قرابت کے ہے اور اخیافی بہن کی علی الام اس لئے ہے کہ دو اخیافی بہنیں ماں کے لئے ثلث سے الی السدس حاجب ہیں اور حاجب کو جیسا کہ گزر چکا ہے علی المحجوب تقدیم حاصل ہے۔
* ماں کا جدۃ پر تقدم اس لئے ہے کہ وہ جدۃ کی بنسبت اقرب الی المیت ہے خیال رہے!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصحاب الفروض میں مردوں کے گروپ میں باپ کی تقدیم سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورتوں کے گروپ میں ماں کا ذکر بھی باقی ماندہ عورتوں کے ذکر پر مقدم ہو کیونکہ ماں کے حصہ کی معرفت جب اخوات کے وجود کی معرفت پر من وجہ موقوف ہے تو ان سے قبل ماں کا ذکر کیسے ممکن ہے؟

"فوائد"

(۱) جدۃ کی "تقیید بالصحیحۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ جدہ غیر صحیحۃ اصحاب الفروض سے نہیں' جیسے جد فاسد بلکہ یہ دونوں ذووا الارحام سے ہیں جن کی وراثت بالقرابت ہے نہ کہ بالعصوبت اور بالفرض۔

(۲) جدۃ فاسدۃ وہ ہے جس کے انتساب الی المیت میں جد فاسد آئے اور جد فاسد وہ جس کے انتساب الی المیت میں ام آئے' اس لحاظ سے جدۃ صحیحۃ منسوب الی المیت بواسطہ اناث یا بواسطہ ذکور یا بمخلوط الاناث والذکور ہو سکتی ہے جیسے علی الترتیب ذیل کی امثلہ سے واضح ہے:

* کام الام وام ام الام نانی اور نانی کی ماں۔
* کام الاب وام اب الاب دادی اور دادے کی ماں۔
* کام ام الاب' دادی کی ماں جو ذکر واشی دونوں کی وساطت سے منسوب ہے۔

ان تینوں طرح کا انتساب رکھنے والی جدۃ "جدۃ صحیحۃ" ہو گی اور "جد صحیح" کی طرح صاحب فرض۔ جدۃ فاسدۃ کے انتساب میں' جد فاسد کے باعث' وہ منسوب الی المیت ذکور واناث دونوں سے ہو گی۔ جیسے: کام اب الام و ام اب ام الاب نانے کی ماں اور دادی کی دادی۔

ان دونوں کے انتساب میں جد فاسد موجود ہے اور دونوں کا انتساب بالذکر والانثی ہے۔ لہٰذا' یہ جدۃ فاسدۃ' جد فاسد کی طرح صاحب فرض نہیں۔

"وجہ سقوط اولاد الام بالاصل والفرع"

اولاد الام بالولد وولد الابن وبالاب وبالجد ساقط ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ارث ایسے مورث سے مشروط ہے جو وصف کلالۃ سے متصف ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرء ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت" اور آپ کی حدیث: "الکلالۃ من لیس لہ ولدٌ ولا والدٌ" مراسیل ابو داؤد' سے ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب یہ شرط بوجہ اصل اور فرع کے پائے جانے سے مفقود ہو گی تو اولاد الام وارث کیسے ہو گی؟ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ ساقط الاعتبار عن الارث ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فَصل فیْ النسَاء

(۱) اما للزوجات فحالتان:

* الربع' للواحد فصاعدة عند عدم الولد وولد الابن وان سفل
* والثمن' مع الولد او ولد الابن۔ وان سفل

(۲) واَما لبنات الصلب' فاحوال ثلث:

* النصف للواحدة
* الثلثان للاثنتين فصاعدة
* مع الابن للذكر مثل حظ الانثيين وهو يعصبهن

---

## النساء من اصحاب الفروض

اب عورتوں میں سے اصحاب الفروض کا بالترتیب مصنف بیان کرتے ہیں:

(۱) زوجات:

بیویوں کے لئے خواہ ایک ہو یا زیادہ دو حالتیں ہیں:

* ربع' چوتھا حصہ' جمیع مال میت سے۔ (جبکہ میت کی اولاد یا پوتے یا ان سے بھی نیچے کوئی نہ ہو)
* ثمن' آٹھواں حصہ۔ جبکہ میت کی اولاد یا پوتے موجود ہوں' خواہ میت کی اولاد وارث بننے والی بیوی' سے ہو یا کسی دوسری مطلقہ بیوی سے جس کی عدت ختم ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرامین "ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد" اور "فان كان لكم ولدٌ فلهن الثمن" ان ہی مذکورہ دو حالتوں کی وضاحت کرتے ہیں جن میں "للذكر مثل حظ الانثيين" کی رعایت موجود ہے۔

خیال رہے! معتدہ بطلاق رجعی ومعتدہ بطلاق الفار عدت میں وارث ہوں گی اور اگر کوئی ایسی صورت ہو جس میں طلاق کا مطالبہ عورت کی جانب سے ہو جیسے "خلع" وغیرہ تو ایسی صورت میں وہ وارث نہ ہو گی۔

"واما لبنات الصلب ....." حقیقی بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) میت کی ایک بیٹی ہو تو اسے جمیع ترکہ کا نصف مثلاً اگر ایک بیٹی اور چچا ہوں تو مال کی تقسیم یوں ہوگی۔ کل مال کا نصف بیٹی کو اور مابقی بوجہ عصبہ ہونے کے چچا کو۔

اصل مسئلہ (۲) سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| بیٹی | نصف (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| چچا | مابقی نصف (۱) | علی سبیل العصوبة |

(۲) جب بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں گی تو انہیں جمیع سے دو تہائی مال ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: "فان کن نساءاً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک" سے صراحتاً تو "فوق اثنتین" کا حکم معلوم ہو رہا ہے کہ انہیں دو تہائی میت کے ترکہ سے ملے گا لیکن دو کے حکم میں اختلاف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں دو کا حکم وہ ہی ہے جو ایک کا یعنی ان کو بھی ترکہ میں سے نصف ملے گا جیسے واحدۃ کو نصف ملتا ہے۔ اس لئے کہ "فوق اثنتین" کے الفاظ ظاہراً اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ ثلثان دو سے زیادہ کا حق ہے نہ کہ دو کا۔

باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک دو اور جماعت کے حکم میں کوئی فرق نہیں جیسے جماعت کو ثلثان ملتا ہے تیسے دو بیٹیوں کو بھی ثلثان ملے گا جس کی تین وجوہات ہیں:

الوجه الاول وجه الاشارة:

اللہ تعالیٰ نے بیٹوں اور بیٹیوں کے اختلاط کی صورت میں ترکہ کی تقسیم کا جو ضابطہ "للذکر مثل حظ الانثیین" بیان فرمایا ہے۔ اس اختلاط کا ادنیٰ مرتبہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ ظاہر ہے جب بیٹے کو اس ضابطہ کے مطابق دوگنا ملے گا تو وہ بیٹی کے حصہ کے مقابلہ میں ثلثان ہو گا اور بیٹی کو اس کے مقابلہ میں نصف' ایک ثلث تو اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جب بیٹیاں دو ہوں گی تو انہیں ثلثان ملے گا۔

اولاً: اس لئے کہ جب دو بیٹیاں ایک بیٹے کے قائم مقام ہیں تو پھر جو کچھ ایک بیٹے کو ملے گا وہی کچھ دو بیٹیوں کو بھی' بیٹے کے نہ ہونے پر ملنا چاہئے۔

ثانیاً: اس اعتبار سے کہ جب بیٹے کے مقابلہ میں ایک بیٹی کو ایک ثلث ملتا ہے تو دو کو' بیٹے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے نہ ہونے پر دوگنا (ثلثان) ملنا چاہئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دو کے حکم کو بیان کرنے کی ضرورت نہ محسوس کرتے ہوئے مافوق کا حکم بیان فرمایا۔

یعنی جب لڑکیاں جماعت کی صورت میں ہوں' خواہ وہ کتنی ہی تعداد میں کیوں نہ ہوں' انہیں اتنا کچھ ہی ملے گا جتنا دو کو ملتا ہے۔ یعنی ثلثان اس سے زیادہ کی وہ حق دار نہیں۔

الوجه الثاني:

جب دو بہنیں میت کا اصل اور فرع نہ ہونے پر ثلثان کا حق رکھتی ہیں تو دو بیٹیاں جو ان سے زیادہ اقرب الی المیت ہیں وہ کیونکر ثلثان کی حق دار نہ ہوں گی؟

الوجه الثالث:

متوفی کی مخلوط اولاد میں جب ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوں جو آپس میں بہن بھائی ہیں تو بہن کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول کے مطابق بھائی کے مقابلہ میں ایک ثلث ملتا ہے تو کوئی وجہ نہیں اسے دوسری بہن کے ساتھ جب بھائی نہ ہو ثلث نہ ملے۔ ایسے ہی دوسری بہن کو بھی اپنی پہلی بہن کے ساتھ ثلث ملے گا۔ نتیجتاً دونوں بہنوں کا حق بھائی کے نہ ہوتے ہوئے ثلثان ہو گا۔ ایک بہن کو اس ضابطہ کے مطابق ایک ثلث ملتا ہے تو دو بیٹیوں کو بیٹے کے نہ ہونے کی صورت میں دو ثلث ملنا چاہئے۔

(۳) تیسری حالت میں جب بیٹی' بیٹیوں کے ساتھ میت کے بیٹے بھی ہوں تو پھر مال کی تقسیم "علی سبیل العصوبة" "للذکر مثل حظ الانثیین" ہو گی' یعنی بیٹا بیٹیوں کو عصبہ بنا دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) وبنات الابن كبنات الصلب' ولهن احوال ست:

* النصف للواحدة
* والثلثان للاثنتين فصاعدة' عند عدم بنات الصلب
* ولهن السدس مع الواحدة الصلبية تكملة للثلثين
* ولا يرثن مع الصلبيتين
* الا ان يكون بحذائهن او اسفل منهن غلامٌ فيعصبهن والباقي بينهم للذكر مثل حظ الانثيين
* ويسقطن بالابن

---

"وبنات الابن كبنات الصلب ....."

پوتیوں کی وراثت میں کل چھ حالتیں ہیں' تین سابقہ بیٹیوں والی اور تین مزید' لہٰذا اب بالترتیب مصنف ان کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) پہلی حالت میں بیٹی کی مانند اگر ایک پوتی ہو تو اسے نصف جمیع مال میت سے ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں گی تو انہیں جمیع مال سے ثلثان۔ یعنی جمیع مال سے دو تہائی ملے گا' ان دو حالتوں میں انہیں مذکورہ حصہ تب ہی ملے گا جبکہ حقیقی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں نہ ہوں' اگر دو حقیقی بیٹیاں ہوں گی تو وہ بالکلیہ محروم ہوں گی۔

(۳) اگر حقیقی بیٹی ایک ہو جسے جمیع مال میت سے نصف ملتا ہے تو پھر پوتیوں کو تکملہ ثلثان کی بنیاد پر سدس۔ یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔ اس لئے کہ بیٹیوں کے حق ثلثان سے جب ایک بیٹی صلبی کو نصف' ترکہ سے ملے گا تو باقی ان کے حق سے سدس ہی بچے گا جو پوتیوں کو دیا جا سکتا ہے خواہ پوتی ایک ہو یا زیادہ۔

بیٹی اور پوتیوں کے ثلثان کے بعد جو ترکہ میں سے ثلث بچے گا وہ اولیٰ عصبۃ کو دیا جائے گا۔ اولی عصبۃ کے عدم پر اسے دوبارہ بیٹی اور پوتیوں پر ان کے حصص کے مطابق رد کر دیا جائے گا۔

"تنبیہ"

خیال رہے! پوتیاں ایک صلبی بیٹی کے ساتھ ذوات الفروض سے ہوں گی لہٰذا' بیٹی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصف حصہ کے بعد وہ سدس "تکملة للثلثین" وصول کریں گی۔ اگر پوتیوں کے ساتھ ان کے درجہ میں کوئی پوتا بھی ہو تو پھر وہ عصبات میں سے ہوں گی۔ لہٰذا بیٹی کے نصف کے بعد مابقی ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین عصبة" تقسیم ہو گا۔ اور اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی ایسا پوتا بھی ہو جو درجہ میں ان سے اسفل ہو تو پھر بیٹی کو نصف اور پوتیوں کو سدس علی سبیل الفرض ملے گا اور مابقی ثلث اسفل پوتے کو "علی سبیل العصوبة" دیا جائے گا۔

(۴) "ولا یرثن مع الصلبیتین ....." عند عامة الصحابة رضی اللہ عنہم اگر دو حقیقی بیٹیاں ہوں گی تو پھر وہ وراثت سے محروم ہوں گی کیونکہ دو ثلث جو زیادہ سے زیادہ بیٹیوں کو دیا جا سکتا ہے وہ بیٹیوں کے قبضہ میں جا چکا ہے' لہٰذا' یہ محروم۔ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک دو بیٹیوں کا حصہ جب ایک کے برابر ہے تو مابقی سدس انہیں ملے گا۔

(۵) "الا ان یکون بحذائھن" ہاں اگر دو بیٹیوں کی موجودگی میں ان کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو وہ ان کو عصبہ بنادے گا جس کی بنیاد پر مابقی ایک ثلث پوتے اور پوتیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

عام ہے کہ وہ پوتا غلام ان کا حقیقی بھائی ہو یا چچازاد بھائی۔ ہر حال میں وہ انہیں عصبۃ بنا دے گا جیسے صلبی (حقیقی) بیٹا حقیقی بیٹی کو عصبۃ بنا دیتا ہے۔ لہٰذا مابقی ثلث پوتے اور پوتیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا جس کی دلیل یہ ہے کہ جب پوتا اپنے درجہ کی پوتیوں کو جبکہ میت کا حقیقی بیٹا نہ ہو جمیع ترکہ کے استحقاق میں عصبۃ بنالیتا ہے تو پھر حقیقی دو بیٹیوں سے بچے ہوئے ایک ثلث کے استحقاق میں ان کو عصبۃ کیوں نہ بنائے گا؟

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء کا یہی خیال ہے لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک:

اَوَّلاً: وہ اپنے درجہ کی اناث کو عصبۃ نہیں بنا سکتا کیونکہ اناث کے عصبۃ بن جانے سے جب مابقی ان میں تقسیم کیا جائے تو اناث کا حصہ ثلثان سے زیادہ ہو جاتا ہے کیونکہ دو حقیقی بیٹیوں کو ثلثان تو پہلے ہی مل چکا ہے۔ اب پوتیوں کے عصبۃ بن جانے پر مابقی ثلث' پوتے اور پوتیوں میں تقسیم ہو گا تو ظاہر ہے بنات (بیٹیوں اور پوتیوں) کا حصہ ثلثان سے زیادہ ہو گا۔ لہٰذا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں وہ عصبۃ نہیں بن سکتیں اس لئے مابقی ثلث بتمامہ پوتے کو دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثانیا: انثی اس وقت عصبۃ بالذکر ہوتی ہے جبکہ وہ اس کے بغیر صاحب فرض ہو جیسے بیٹیاں اور اخوات اپنے اپنے بھائی کے نہ ہونے پر صاحب فرض ہیں لہٰذا یہ بھائی کے ساتھ عصبۃ ہوں گی لیکن جب انثی کی یہ پوزیشن نہ ہو تو وہ بالذکر عصبۃ نہیں ہو سکتی جیسے بنات الاخوۃ والاعمام اپنے اپنے بھائی کے ساتھ عصبۃ نہیں کیونکہ وہ بھائیوں کے بغیر صاحب فرض نہیں۔

جمہور اہل علم نے ان دونوں ادلۃ کا بالترتیب مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔ پہلے استدلال کا جواب یہ ہے کہ دو حقیقی بیٹیوں کا استحقاق بالثنین بالفرض ہے جبکہ پوتیوں کا بالتعصیب' لہٰذا جب استحقاق کے دو علیحدہ علیحدہ اسباب ہوں گے تو ایک کو دوسرے سے ضم کرنا کیسے درست ہو گا؟ اور جب انضمام ہی نادرست ہو گا تو پھر ثلثان پر زیادتی کیسے لازم آئے گی؟

دوسرے استدلال کا جواب یوں ہے کہ پوتی پوتے کے نہ ہونے پر صاحب فرض ہے لیکن اس جگہ دو حقیقی بیٹیوں کے وجود سے محجوب ہے لہٰذا جب وہ عند الانفراد عن ابن الابن صاحب فرض ہے تو پھر وہ کیونکر عصبۃ نہ ہو گی؟

باقی حجب کا معاملہ امر عارض ہے جو ناقابل اعتبار ہے اور بنات ابن کا قیاس علی بنات الاخوۃ والاعمام قیاس مع الفارق ہے کیونکہ بنات الاخوۃ والاعمام عند الانفراد عن بنیھم ای اخوانھن صاحب فرض نہیں لہٰذا ان پر مسئلہ مذکور کا قیاس صحیح نہیں۔

خیال رہے! یہ اختلاف تو اس وقت ہے جبکہ غلام معصب پوتیوں کے درجہ کا ہو اور اگر ان سے اسفل ہو تو پھر بھی عند الحنفیہ حکم یہی ہے کہ اسفل کے درجہ اور اس سے اعلیٰ درجہ کی سبھی پوتیاں عصبۃ ہو جائیں گی اور باقی مال ان میں للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہو گا۔ بعض متاخرین کے ہاں اسفل غلام اپنے سے اعلیٰ درجہ کی پوتیوں کو عصبۃ نہیں بنا سکتا:

اوّلاً: اس لئے کہ مذکر اپنے درجہ کی اناث کو تو عصبۃ بناتا ہے لیکن اپنے سے اعلیٰ درجہ کی اناث کو نہیں جیسے پوتا حقیقی بنات کو جو درجہ میں اس سے اعلیٰ ہیں عصبۃ نہیں بناتا۔

ثانیا: اگر کوئی مذکر اپنے سے اعلیٰ درجہ کی اناث کے لئے معصب ہو تو پھر اس سے خود اس کی وراثت سے محرومی لازم آئے گی کیونکہ عصبات کی ارث میں اقرب فالاقرب کا لحاظ ہوتا ہے۔ خواہ اقرب مونث ہو یا مذکر جیسے اخت مع البنت کے عصبۃ ہونے پر ابن الاخ محروم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جاتا ہے لہٰذا جب غلام اسفل خود بوجہ اعلیٰ پوتی کے عصبۃ بن جانے پر جمیع ترکہ پر عصبۃ قبضہ کر لینے سے محروم ہو گا تو اس میں دوسرے کو عصبۃ بنانے کی صلاحیت کیسے ہوگی؟ نتیجتاً ایسا اسفل غلام اپنے سے اعلیٰ درجہ کی کسی پوتی کے لئے معصب نہ ہو گا اور جمیع مابقی ترکہ کا وہ خود مالک ہو گا۔

صاحب شریفیہ کے ہاں:۔

اَوَّلاً: اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ اعلیٰ درجہ کی انثیٰ غلام کے درجہ پر ہونے کی صورت میں عصبۃ ہو جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں غلام سے اقرب الی المیت ہونے کی صورت میں وہ عصبۃ نہ ہو بلکہ وہ عصبۃ ہونے میں اولیٰ ہو گی۔

ثَانِیًا: یہ کیسے ممکن ہے کہ غلام کے درجہ کی اُنثیٰ تو مستحق للارث ہو لیکن جو اس سے اقرب ہے وہ نہ ہو۔ کافی حد تک یہ محال سی بات نظر آتی ہے۔

(۶) پوتیوں کی چھٹی حالت یہ ہے کہ اگر میت کا کوئی حقیقی بیٹا ہو گا تو پھر وہ ساقط الاعتبار یعنی وراثت سے محروم ہوں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ولو ترک ثلاث بنات ابن بعضهن اسفل من بعض وثلاث بنات ابن ابن آخر بعضهن اسفل من بعض' وثلاث بنات ابن ابن ابن آخر بعضهن اسفل من بعض بهٰذه الصورة:

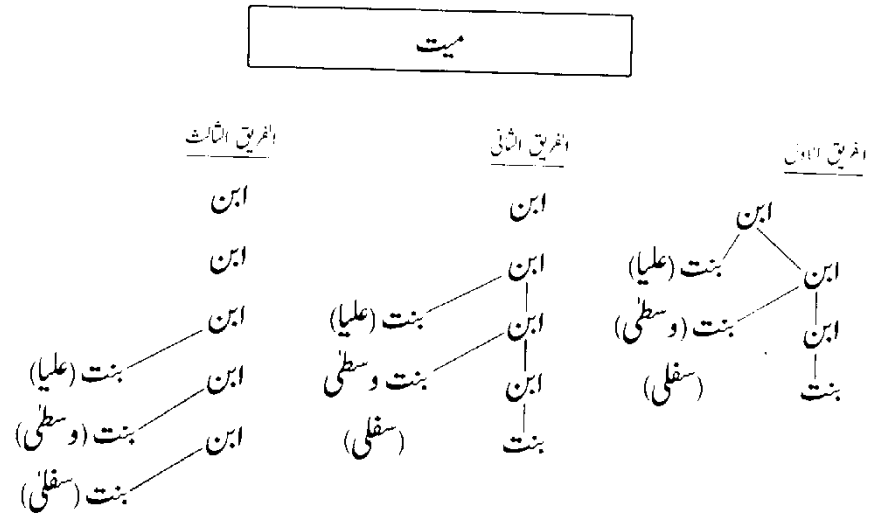


العليا من الفريق الاول لايوازيها احد' والوسطى من الفريق الاول توازيها العليا من الفريق الثانى' والسفلى من الفريق الاول توازيها الوسطى من الفريق الثانى والعليا من الفريق الثالث' والسفلى من الفريق الثانى توازيها الوسطى من الفريق الثالث' والسفلى من الفريق الثالث' لايوازيها احد اذا عرفت هٰذا فنقول: للعليا من الفريق الاول النصف' وللوسطى من الفريق الاول مع من يوازيها السدس تكملة للثلثين' ولا شيئى للسفليات الا ان يكون معهن غلام فيعصبهن من كانت بحذائه ومن كانت فوقه ممن لم تكن ذات سهم ويسقط من دونه

---

ولو ترک ثلاث بنات ابن .....

## مسئلہ التشبیب

اس مسئلہ اور اس کی شکل وصورت بیان کرنے سے غرض صرف اتنی ہے کہ جب پوتیوں کے احوال ستہ کے بیان میں ان کی حالت رابعہ کا ذکر یوں آیا کہ "ولا یرثن مع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الصلبتین" تو اس سے یہ سوال' استفسار پیدا ہوا کہ جب پوتیاں درجات میں مختلف ہوں گی تو کیا وہ تقسیم مال میں برابر ہوں گی یا متفاوت؟ لہٰذا پوتیوں کی اس مختلف درجات کی شکل وصورت کے حکم اور اس کی وضاحت کے لئے مصنف اس مسئلہ کو لائے ہیں جسے اہل فن کے ہاں "مسئلة التشبیب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ اپنی دقت وحسن' نیز تشحیذ اذہان اور میلان آذان میں تشبیب شاعر سے مشابہت رکھتا ہے' تو اس کی صورت ووضاحت یوں ہے کہ:

ایک انسان متوفی اپنے پیچھے تین مختلف بیٹوں سے مختلف مدارج کی تین تین پوتیاں چھوڑ جاتا ہے۔ متوفی کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سب مختلف درجات کی پوتیاں وراثت میں برابر ہوں گی یا اقرب فالاقرب کا خیال رکھتے ہوئے صرف اقرب پوتیوں میں مال تقسیم ہوگا؟ تو اس کا جواب مصنف ان الفاظ میں دیتے ہیں:

"للعیا من الفریق الاول ....." یعنی پہلے بیٹے کی پہلی بیٹی جو سب سے میت کے اقرب ہے اولاد نہ ہونے کی صورت میں نصف مال کی مالک ہو گی اور اس کی دوسرے درجے کی بیٹی یعنی پوتی دوسرے بیٹے کی پوتی کے ساتھ مل کر' جو مرتبے میں اس کے برابر ہے۔ سدس مال میت۔ یعنی چھٹا حصہ۔ آپس میں تقسیم کریں گی اور جو ان سے نیچے ہوں گی وہ مال سے محروم رہیں گی کیونکہ بیٹیوں اور پوتیوں کا جو زیادہ سے زیادہ حصہ ہے وہ دو تہائی ہی ہے اور وہ پہلے درجے کی پوتی اور دوسرے درجے کی پوتیوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔

ہاں اگر نچلے درجے کی پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو وہ ان پوتیوں کو جو اس کے برابر یا درجے میں اوپر کی ہوں گی ماسوائے ان پوتیوں کے جو اصحاب الفروض سے ہیں' سب کو عصبہ بنا دے گا' لہٰذا مابقی ایک ثلث مال میت ان میں عصبہ ہونے کی بنیاد پر "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا اور جو پوتیاں اس پوتے سے نیچے ہوں گی وہ عصبہ نہ بن سکیں گی لہٰذا وہ مال سے بھی محروم ہوں گی۔

تنبیہ:

خیال رہے! لبنات الابن میں سے علیات خواہ وہ کسی بھی درجہ میں ہوں جب وہ ثلثان کو اخذ کر لیں تو بعدہ ذکور واناث کے اختلاط کی صورت میں عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں اناث بالذکور عصبۃ ہوں گی اور مابقی ثلث ان میں للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں باقی من الثلثین یعنی ایک ثلث صرف ذکور کے لئے ہو گا جیسا کہ پیچھے لایرثن مع الصلبیین کی بحث میں گزر چکا ہے کیونکہ ان کے ہاں ابن الابن' پوتیوں کے لئے معصب نہیں اور اگر ایک علیا کے بعد ذکور واناث کا اختلاط موجود ہو جس نے اپنا حصہ نصف اخذ کیا ہے تو ایسی صورت میں اگر ذکور کی تعداد اناث سے زیادہ یا مساوی ہے تو پھر مابقی ان میں بالاتفاق بین عامۃ الصحابہ وابن مسعود رضی اللہ عنہم "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا کیونکہ اس صورت میں اناث کا حصہ ثلثان سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ مثلاً:

کسی متوفی کے ورثاء میں ایک پوتی' تین پڑپوتے اور تین پڑپوتیاں ہوں تو جمیع ترکہ سے پوتی کو نصف اور پڑپوتوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق سدسان اور پڑپوتیوں کو سدس حصہ میں آئے گا۔

ظاہر ہے پوتی کے نصف اور پڑپوتیوں کے سدس کو جمع کرنے سے جمیع ترکہ میں سے بنات (پوتی اور پڑپوتیوں) کو ثلثان ہی حاصل ہوا۔ لہٰذا معلوم ہوا مساوات کی صورت میں بنات کا حصہ ثلثان سے نہیں بڑھتا اور اگر پڑپوتے زیادہ ہوں پھر تو بنات کا حصہ ثلثان سے بھی کم ہو گا ہاں اگر پڑپوتیاں پڑپوتوں سے زیادہ ہوں تو پھر ان کا حصہ ثلثان سے بڑھ سکتا ہے۔

اس صورت میں بھی عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مابقی کی تقسیم "للذکر مثل حظ الانثیین" ہو گی لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں ایسی صورت میں اناث کے لئے سدس ہو گا۔ کیونکہ ان کا یہ نظریہ ہے کہ مقاسمہ اور سدس میں سے جو بھی کم ہو اناث کو اس کے مطابق دیا جائے اس لئے کہ وہ ثلثان سے زیادہ بنات کو دینے کے حق میں نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما للاخوات لاب وام فاحوال خمس:

(۱) النصف للواحدة

(۲) والثلثان للاثنتين فصاعدة

(۳) ومع الاخ لاب وام للذكر مثل حظ الانثين' يصرن به عصبة لاستوائهم فی القرابة الی المیت

(۴) ولهن الباقی مع البنات' او بنات الابن لقوله علیه السلام: "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة"

---

عینی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں لیکن مصنف نے چار کا تو ذکر کیا ہے اور پانچویں کو اختصار کا خیال رکھتے ہوئے علاتی بہنوں کے حالات میں بیان کریں گے:

(۱) پہلی حالت میں جب عینی بہن ایک ہو' اولاد نہ ہونے کی صورت میں اسے "نصف" مال میت سے ملے گا' جیسے ایک حقیقی بیٹی کو نصف ملتا ہے۔ لقوله تعالیٰ: "وله اخت فلها نصف ماترک"

(۲) اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو وہ دو تہائی مال میت سے حصہ دار ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "فان کانتا اثنتین فلهما الثلثان مما ترک" کا یہی تقاضا ہے۔

"فوائد"

* "فان کانتا اثنتین" سے مراد عینی یا علاتی اخوات ہیں کیونکہ اخیافی اخوات کے احوال کا علم آیت المواریث میں پیچھے حاصل ہو چکا ہے۔

* اخوات کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے دو کے استحقاق للثلثین کی تخصیص کی ہے جبکہ بنات کے بیان میں بما فوقهما کے استحقاق للثثین کی اس سے بطریق اولویت معلوم ہوتا ہے کہ دو بیٹیوں کا استحقاق دو بہنوں کے استحقاق للثثین سے کم نہیں کیونکہ بیٹیاں بہنوں کی بنسبت اقرب الی المیت ہیں۔

* عینی بھائی کی موجودگی میں "وان کانوا اخوة رجالاً ونساءً فللذکر مثل حظ الانثین" کے مطابق عصوبۃ ترکہ میں حصہ دار ہوں گی۔

بعض اہل علم متوفی کے مندرجہ ذیل ورثاء بنت' واخ لاب وام' واخت لاب وام میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بنت کو نصف دینے کے بعد مابقی نصف' بہن کو محروم رکھتے ہوئے بھائی کو دینے کے حق میں ہیں جس کی دلیل میں وہ آپ کا فرمان "فما ابقته الفرائض فلا ولی رجل ذکر" پیش کرتے ہیں۔ یعنی اصحاب الفروض سے جو ترکہ بچے وہ اقرب الی المیت مذکر عصبۃ کے لئے ہے نہ کہ کسی مونث کے لئے خواہ وہ عصبۃ بالاخ ہی کیوں نہ ہو۔

لیکن یہ قول اس لئے مردود ہے کہ اہل علم کا متوفی کے ورثاء بنت' وبنت ابن' وابن ابن میں سے بیٹی کو نصف دینے کے بعد اس بات پر اجماع ہے کہ مابقی نصف پوتی اور پوتے میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ ایسے ہی اس بات پر بھی اجماع ہے کہ متوفی کے ورثاء میں جب بنت' وعم اور عمۃ ہوں تو بیٹی کو نصف دینے کے بعد مابقی نصف' صرف عم کے لئے ہو گا۔ عمۃ کو کچھ نہ ملے گا۔

یعنی یہ دونوں مسائل اجماعی ہیں جن میں سے پہلے میں پوتی مابقی میں پوتے کے ساتھ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اعتبار سے شریک ہوگی اور دوسرے میں پھوپھی چچا کے ساتھ شریک نہ ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ اہل علم کا اخ اور اخت مع البنت میں اختلاف ہے کہ آیا بنت کے حصہ کے بعد مابقی میں' اخت مع الاخ وارث ہوگی یا نہیں۔

حنفیہ اس مختلف فیہ مسئلہ کا الحاق پہلے مسئلہ سے دوسرے کی بنسبت اولیٰ سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے اہل علم دوسرے مسئلہ کے ساتھ جس کی دلیل امام طحاوی رحمہ اللہ "شرح الاثار" میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب متوفی کی پوتی اور پوتے کے ساتھ بیٹی نہ ہو اور ایسے ہی جب بھائی اور بہن کے ساتھ بھی بیٹی نہ ہو تو ترکہ پوتے اور پوتی نیز بھائی اور بہن میں تقسیم ہوتا ہے بخلاف چچا پھوپھی کے' جب ان کے ساتھ بیٹی نہ ہو تو جمیع ترکہ چچا کو ملتا ہے۔ لہٰذا یہ ہی حال بیٹی کے ہونے کی صورت میں اس کے حصہ کے بعد مابقی میں بھی ہو گا۔

(۴) اگر میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو ایسی صورت میں ان کے حصہ کے بعد جو کچھ ترکہ میں سے بچے گا' اسے اخوات' آپ کے فرمان "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة" آپس میں تقسیم کریں گی۔

اس صورت میں بھی اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور اہل علم کے نزدیک اخوات مع البنات عصبۃ ہوں گی لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کی مع البنات تعصیب کے قائل نہیں بلکہ جب بیٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اخت جمع ہوں تو وہ صرف بیٹی کو نصف حق دار سمجھتے ہیں جبکہ اخت کو بالکلیہ محروم۔

کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے دریافت کیا کہ وہ تو بنت کے نصف کے بعد مابقی نصف' اخت کو دینے کے قائل ہیں تو اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ غصہ میں آکر کہنے لگے "انتم اعلم ام الله تعالٰی؟" "کیا اللہ تعالیٰ زیادہ علم رکھتا ہے یا تم؟"

استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ کی کلام "ان امرؤ ھلک لیس له ولد وله اخت فلھا نصف ما ترک" سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متوفی کی اولاد اخت کے لئے حاجب ہے اور اولاد میں جیسے مذکر داخل ہے تیسے مونث بھی داخل ہے لہٰذا بنت حاجب ہوگی جیسے فی حجب الام من الثلث الی السدس اور حجب الزوج من النصف الی الربع نیز حجب الزوجة من الربع الی الثمن ان تینوں جہات میں لفظ "ولد" مذکر اور مونث دونوں کو شامل ہے کیونکہ بیٹی بھی ان صورتوں میں حاجب ہے۔ لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں اخت مع البنت عصبة حق دار نہ ہو گی۔ بخلاف بھائی کے جو مابقی من البنت کا بالعصوبۃ حق دار ہو گا۔

بہن کی عصوبۃ چونکہ بنفسہا نہیں بلکہ وہ بالغیر عصبة ہوتی ہے بشرطیکہ غیر عصبۃ ہو لہٰذا بہن بیٹی کے ساتھ عصبۃ نہ ہو گی کیونکہ بیٹی عصبة بنفسها نہیں۔ نتیجتاً ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بہن کو بیٹی کے حصہ کے بعد مابقی سے کچھ نہ ملے گا۔

جواب عن استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ کے فرمان "لیس له ولدٌ" سے مراد مذکر ہے جس کی دلیل "وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد" میں ولد سے مراد بالاتفاق بیٹا ہے۔ کیونکہ بھائی بیٹی کے ہوتے ہوئے وارث ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا وہاں بھی ولد سے مراد بیٹا ہے۔

اس کی تائید ذیل کی روایت سے بھی ہوتی ہے:

"عن ھذیل بن شرحبیل ان رجلاً سئل ابا موسٰی الاشعری رضی اللہ عنہ عمن خلف بنتًا وبنت ابن واختا فقال للبنت النصف والباقی للاخت' ثم قال للسائل سل عن ذٰلک ابن مسعود رضی اللہ عنہ واخبرنی عما یجیب به ..... الخ" (بخاری شریف)

"یعنی جب کسی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ورثاء کی میراث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا بیٹی کو نصف ترکہ اور باقی نصف اخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو ملے گا لیکن ان کے فرمانے پر جب سائل نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس تکملة للثلثین اور مابقی ثلث اخت کو دیا۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فرمانے لگے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے کوئی مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اخت مع البنت عصبۃ ہے لہٰذا اسے مابقی عصبۃً ملے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والاخوات لاب كالاخوات لاب وام' ولهن احوال سبع:

(۱) النصف للواحدة

(۲) والثلثان للاثنتين فصاعدة عند عدم الاخوات لاب وام

(۳) ولهن السدس مع الاخت لاب وام تكملة للثلثين

(۴) ولا يرثن مع الاختين لاب وام الا ان يكون معهن اخ لاب فيعصبهن

(۵) والباقي بينهم للذكر مثل حظ الانثيين

(۶) والسادسة: ان يصرن عصبة مع البنات او بنات الابن لما ذكرنا

(۷) وبنو الاعيان والعلات كلهم يسقطون بالابن' وابن الابن' وان سفل' وبالاب بالاتفاق وبالجد عند ابی حنيفة ؒ ويسقط بنو العلات ايضا بالاخ لاب وام' وبالاخت لاب وام اذا صارت عصبة

---

علاتی بہنیں' عینی بہنوں کی سابقہ مذکورہ پانچ حالتوں کے علاوہ مزید دو حالتیں رکھتی ہیں:

(۱) جب ایک ہو گی تو اسے جمیع مال میت سے نصف ملے گا۔

(۲) جب دو یا دو سے زیادہ ہوں گی تو ثلثان یعنی دو تہائی جمیع مال سے۔ بشرطیکہ عینی بہنیں موجود نہ ہوں۔

(۳) اگر حقیقی بہن ایک ہو گی تو پھر "تکملة للثلثین" کے بنیاد پر "سدس" جمیع مال سے انہیں ملے گا۔

(۴) اگر دو بہنیں حقیقی ہوں گی تو پھر وہ وراثت سے محروم' کیونکہ وہ دونوں ثلثان کو مکمل طور پر حاصل کر چکی ہیں لہٰذا' اخوات لاب کے لئے کچھ بچا ہی نہیں کہ انہیں ملے۔

(۵) اگر ان کے ساتھ کوئی علاتی بھائی ہو جو انہیں عصبہ بنا دے تو پھر مابقی ثلث ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ اس لئے کہ عینی بہن بھائیوں کی میراث کا عمل قائم مقام صلبی اولاد کے ہے اور علاتی بہن بھائیوں کا قائمقام اولاد الابن کے۔ عینی اور علاتی بھائی' اولاد الابن اور اولاد صلبی میں سے بمنزلہ ان کے ذکور کے ہیں جبکہ ان کی اناث' اولاد الابن اور اولاد صلبی میں سے بمنزلہ ان کی اناث کے۔ لہٰذا ایک عینی بہن کی موجودگی میں علاتی بہنوں کو سدس ملے گا جبکہ دو کی موجودگی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علاتی بہنیں محروم۔ ہاں اگر ان کے ساتھ کوئی معصب بھائی ہو تو پھر مابقی ثلث ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔

(۶) بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة" کے مطابق عصبہ ہو جائیں گی۔ یہی قول اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل علم کا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اخوات کی مع البنات تعصیب کے قائل نہیں۔ یہاں ماتن رحمہ اللہ نے لفظ "السادسۃ" کی تصریح محض اس لئے کی ہے کہ "الا ان یکون منھن اخ" کے استثناء سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ حالت رابعہ کا تتمہ ہے بلکہ یہ حالت خامسہ ہے۔

(۷) عینی اور علاتی بھائی' بیٹیوں' پوتیوں اور باپ کے ہوتے ہوئے وراثت سے ساقط یعنی محروم ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں تو دادا کی موجودگی میں بھی وہ محروم ہیں نیز علاتی' عینی بہن' بھائی کی موجودگی میں بھی محروم ہیں۔ جبکہ عینی بہن مع البنت یا مع بنت الابن عصبہ ہو۔

خیال رہے! سقوط کا یہ حکم جیسے بنو العلات کو شامل ہے تیسے بنو الاعیان کو بھی شامل ہے یعنی دونوں اقسام کے بھائی' بیٹے' پوتے اور اب کے ساتھ بالاتفاق اور بالجد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ساقط عن المیراث ہیں۔

سقوط الاخوۃ بالابن کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے فرمان "وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد" سے ملتا ہے جبکہ اخوات کا سقوط "لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک" سے ملتا ہے۔ یعنی اخت کا ارث مشروط بعدم الولد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی موجودگی میں وہ وارث نہیں۔

ملاحظہ:

ان دونوں جگہوں پر "ولد" سے مراد بیٹا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے اور اخوۃ کا سقوط بابن الابن اس لئے ہے کہ ایک تو پوتا بیٹے کے قائمقام ہوتا ہے اور ثانیاً اس لئے کہ اس پر بھی بیٹے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور ان کا سقوط بالاب اس بنیاد پر ہے کہ ان کی توریث علی سبیل الکلالۃ ہے۔ یعنی جب ان کا مورث لا اصل لہ ولا فرع لہ کے مطابق ہو۔ اگر اس کا باپ ہے تو پھر وہ کلالہ نہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں بھائی خواہ عینی ہوں یا علاتی وہ وارث نہیں اور ان کے سقوط بالجد وعدم سقوط کا ذکر انشاء اللہ مقاسمۃ الجد میں آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خیال رہے! بنو العلات جیسے بیٹے' پوتے اور باپ کے ہوتے ہوئے ساقط عن المیراث ہیں تیسے وہ عینی بھائی کی موجودگی میں بھی ساقط عن المیراث ہیں اس لئے کہ بنو الاعیان کی میراث جیسا کہ گزر چکا ہے صلبی اولاد کی میراث کے قائم مقام ہوتی ہے اور بنو العلات کی اولاد الابن کی میراث کے قائمقام۔ لہٰذا جیسے اولاد الابن محجوب بالابن ہوتی ہے تیسے اولاد العلات عینی بھائی کے ہوتے ہوئے محجوب ہوگی اور عینی بہن سے بھی محجوب ہوگی بشرطیکہ وہ مع البنات یا مع بنات الابن عصبۃ ہو ایسی صورت میں وہ عینی بھائی کے حکم میں ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما للام: فاحوال ثلث:

(۱) "السدس" مع الولد او ولد الابن۔ وان سفل او مع الاثنين من الاخوة والاخوات نصاعدًا من ای جهة کانا۔

(۲) "وثلث الکل" عند عدم هٰولاء المذکورین۔

(۳) "وثلث مابقی" بعد فرض احد الزوجین۔

---

"واما للام ....."

والدہ کی تین حالتیں ہیں:

۱ جمیع ترکہ میں سے ام کو چھٹا حصہ مندرجہ ذیل کی بنیاد پر ملے گا۔

* جب میت کی اولاد یا پوتے پوتیاں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "ولابویه لکل واحد منهما السدس مما ترک ان کان له ولد" اسی پر دال ہے۔ اس لئے کہ لفظ "ولد' ولد الابن" پوتے اور پوتیوں کو بھی شامل ہے نیز اس لئے بھی کہ وہ توریث الام میں بالاجماع بیٹے اور بیٹیوں کے قائمقام ہیں یعنی اولاد کے ہوتے ہوئے جو کچھ ام کو (سدس) ملتا ہے وہ ہی کچھ اولاد الابن کے ہوتے ہوئے ملتا ہے۔

* کسی بھی جانب سے دو یا دو سے زیادہ بھائیوں کے ساتھ ام کو اللہ تعالیٰ کے قول "فان کان له اخوة فلامه السدس" کے مطابق سدس ہی ملتا ہے۔ خواہ بھائی عینی ہوں' علاتی یا اخیافی کیونکہ کلمہ "اخوة" سبھی کو شامل ہے اور یہی اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء کا نظریہ ہے۔

لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھائی اور بہنیں اگر دو سے زیادہ ہوں تو وہ ام کے لئے "من الثلث الی السدس" حاجب ہوں گے اور اگر دو ہوں گے تو وہ حاجب نہ ہوں گے اور ام کو ثلث ملے گا کیونکہ کلمہ "اخوة" جمع ہے جو تثنیہ کو شامل نہیں۔ یعنی جمعیت تو ام کے لئے "من الثلث الی السدس" حاجب ہوگی لیکن "اثنینیت" نہیں۔

جواب: ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نظریہ اس لئے ناقابل قبول ہے کہ میراث میں دو کا حکم وہی ہے جو تین کا جیسے دو بیٹیاں اور دو بہنیں' استحقاق الثنتین میں' تین بیٹیوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تین بہنوں کے برابر ہیں۔ ایسے ہی باب حجب میں بھی یہی کیفیت ہے کہ ان میں سے دو دو حجب میں' تین تین کے برابر ہیں۔ جیسے دو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے پوتیوں کو کچھ نہیں ملتا اور دو عینی بہنوں کی موجودگی میں بھی علاتی بہنیں وارث نہیں جبکہ پوتیوں اور علاتی بہنوں کے ساتھ کوئی مذکر معصب نہ ہو۔ پھر اس سدس میں جس سے بھائیوں بہنوں نے ام کو محجوب کیا ہے اختلاف ہے۔ آیا وہ بھائیوں بہنوں کو ملے گا یا والد کو۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک وہ والد کے لئے ہو گا جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں بھائیوں کے لئے۔

مثلاً ذیل کے مسئلہ میں جبکہ متوفی والدین اور بھائی چھوڑ جائے تو جمہور کے نزدیک ام کو جمیع ترکہ کا سدس ملے گا اور مابقی خمسہ اسداس والد کو' اور بھائی محروم' لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ام کو سدس' اخوۃ' اخوات کو بھی سدس اور والد کو ثلثان۔ جیسے ذیل کی اشکال سے واضح ہے:

اصل مسئلہ عند الجمہور من (٦)

متوفی

| ورثاء | ام | اب | اخ |
|---|---|---|---|
| حصص | سدس | مابقی | محروم |
| | ١ | ٥ | x |

عند ابن عباس رضی اللہ عنہما ایضاً من (٦)

| ورثاء | ام | اب | اخ |
|---|---|---|---|
| حصص | سدس | ثلثان | سدس |
| | ١ | ٤ | ١ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طاؤس بن کیسان سے ایک مرسل روایت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید میں پیش کی جاتی ہے۔ "انه اعطى الاخوة السدس من الابوين" لیکن اللہ تعالیٰ کے فرمان "فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث فان کان اخوة فلامه السدس" کے سیاق وسباق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ کلام کے ابتداء حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ام کے ثلث کے بعد مابقی جمیع ترکہ باپ کا ہو گا لہٰذا آخری حصہ کلام کا بھی یہ ہی مفہوم ہو گا کہ ام کے سدس کے بعد مابقی جمیع ترکہ باپ کا ہو گا۔ اور حضرت طاؤس سے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید میں مرسل روایت آتی ہے تیسے ان سے یوں بھی منقول ہے:

"عن طائوس انه قال لقیت ابن رجل من الاخوة الذین اعطاهم رسول اللّٰه صلّٰی اللّٰه علیه وسلم السدس مع الابوین وسئلته عن ذٰلک فقال کان ذٰلک وصیة"

یعنی جن بھائیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوین کے ساتھ سدس دیا ان میں سے کسی ایک سے جب حضرت طاؤس نے اس بارے دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو آپ نے متوفی کی وصیت کے مطابق دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھائیوں کو سدس آپ نے وصیتًا دیا نہ کہ وراثتًا۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں بھائی وارث نہیں کیونکہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں۔

مذہب الزیدیۃ:

فرقہ زیدیہ کے خیال میں اخیافی بھائی ام کے لئے حاجب نہیں۔ بخلاف عینی اور علاتیوں کے جو حاجب ہیں۔ اس لئے کہ عینی اور علاتیوں کے باپ کے عیال میں داخل ہونے کے باعث اسے برائے نفقہ زیادہ مال کی ضرورت ہے۔ لہٰذا عینی اور علاتی بھائی ام کے لئے "من الثلث الی السدس" حاجب ہو کر باپ کے حصہ میں سدس کا اضافہ کریں گے اور اخیافی چونکہ اس کے عیال میں داخل نہیں لہٰذا باپ کو نفقہ میں زیادتی کا کوئی خطرہ نہ ہونے کے باعث ان کے حاجب ہونے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا وہ ام کے لئے حاجب نہ ہوں گے۔

تردید الزیدیۃ:

اخوۃ اور اخوات کے حاجب ہونے کے بارے میں زیدیہ کا بیان کردہ فرق اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معقول نہیں کہ عینی اور علاتی بھائی اس وقت بھی ام کے لئے من الثلث الی السدس حاجب ہوتے ہیں جبکہ ان کے نفقہ کی ذمہ داری باپ پر نہ ہو مثلاً باپ کی وفات کے بعد یا جب وہ جوان بالغ ہو جائیں لہٰذا معلوم ہوا زیدیہ کی بیان کردہ کثرت عیال اور ان کے نفقہ کی کثرت کی وجہ کوئی معقول وجہ نہیں جس کی بنیاد پر ان کے حکم میں فرق کو قائم کیا جائے اسی لئے جمہور نے تمام بھائیوں کو بلا تفریق ام کے لئے حاجب قرار دیا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ لفظ "اخوۃ" کی شمولیت جیسا کہ گذر چکا ہے تمام بھائیوں کو عام ہے۔

(۲) دوسری حالت میں ام کو جبکہ حالت اولیٰ کے ورثاء میں سے کوئی بھی نہ ہو جمیع ترکہ میت سے ثلث ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث" سے ثابت ہے لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ والدین کے ساتھ احد الزوجین نہ ہوں۔

(۳) اگر احد الزوجین میں سے کوئی ہو تو پھر ان کے فرضی حصہ کے بعد مابقی سے ام کو ثلث دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وذلک فی مسئلتین:

زوج وابوین　　وزوجة وابوین

ولو کان مکان الاب جد فللام ثلث جمیع المال: الاعند ابی یوسف رحمه اللّٰه فان لها ثلث الباقی۔

---

اور یہ صرف دو صورتوں میں ہی ممکن ہے:

(۱) عورت فوت ہو جائے اور اپنے پیچھے زوج اور والدین چھوڑ جائے ایسی صورت میں زوج کو جمیع ترکہ میں سے نصف اور مابقی میں سے ام کو ثلث' زوج اور ام کے حصص کے بعد جو کچھ بچے وہ علی سبیل العصوبة اب کو لہٰذا مسئلہ کی صورت یوں ہوگی۔

اصل مسئلہ کی تاصیل (۶) سے

| ورثا | حصص | |
|---|---|---|
| زوج | نصف(۳) | علی سبیل الفرضیة |
| ام | ثلث مابقی (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| اب | مابقی (۲) | علی سبیل العصوبة |

(۲) زوج کے فوت ہوجانے کی صورت میں زوجہ اور والدین رہ جائیں تو مسئلہ کی تاصیل ۴ سے ہوگی۔

اصل مسئلہ (۴) سے

| ورثا | حصص | |
|---|---|---|
| زوجة | ربع (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| ام | مابقی سے ثلث (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| اب | جمیع ترکہ کا مابقی (۲) | علی سبیل العصوبة |

خیال رہے! ماتن کی دو مسئلوں سے مراد ایک مسئلہ کی دو صورتیں ہی ہو سکتی ہیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے کہ اگر دو مسئلوں کو دو ہی شمار کیا جائے تو پھر دادے کے بارے مستثنیٰ مسائل میں اضافہ ہو جائے گا۔ ایک مسئلہ کی دو صورتیں مراد لینے میں یہ اضافہ لازم نہ آئے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ توریث الام مع الاب میں ان دو صورتوں کو دو مسائل قرار دیا جائے اور توریث الام مع الجد میں ایک کیونکہ مع الاب احد الزوجین کے حصہ کے بعد ام کا ثلث مختلف آتا ہے جو ان دو صورتوں کو دو مسئلے قرار دینے کا سبب بن سکتا ہے۔ مثلاً:

مع الزوج مابقی نصف کا ثلث' جو جمیع ترکہ کا سدس ہے ام کو ملتا ہے اور مع الزوجۃ مابقی تین ارباع میں سے ثلث جو جمیع ترکہ کا ربع ہے ام کو ملتا ہے لہٰذا ممکن ہے ان دونوں صورتوں میں ام کے متفاوت ثلث کے باعث دو مسئلے قرار دیئے گئے ہوں جبکہ مع الجد واحد الزوجین ام کو جمیع ترکہ میں سے ثلث ملتا ہے جس میں کوئی تفاوت نہیں۔ لہٰذا اسے ایک مسئلہ قرار دیا گیا ہو۔

"رای اکثر الصحابۃ" ..... اکثر صحابہ اور فقہاء کا یہی خیال ہے کہ مع احد الزوجین ام کو مابقی کا ثلث ملے گا لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں ام کو جمیع ترکہ سے ثلث ان دونوں صورتوں میں ملے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کے لئے جمیع ترکہ ہی سے مع الولد سدس کا تعین اپنے اس فرمان میں کیا ہے: "ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مع عدم الولد ثلث کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے: "فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث" اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کے نہ ہونے پر اسے جمیع ترکہ سے ثلث ملے گا۔ نیز اصحاب الفروض کے سہام دین اور وصیت کے بعد چونکہ اصل ترکہ کے اعتبار سے مقدر ہیں لہٰذا ام کو اصل ترکہ کے اعتبار سے ہی ثلث ملے گا نہ کہ احد الزوجین کے حصہ کے بعد۔

"رای ابوبکر" ابوبکر اصم رحمہ اللہ کی رائے میں مع الزوج ام کو مابقی من الزوج سے ثلث دیا جائے گا جبکہ مع الزوجۃ اصل ترکہ سے ثلث تاکہ پہلی صورت میں ام کا حصہ اب کے حصے سے بڑھنے نہ پائے۔ کیونکہ اگر ام کو مع الزوج جمیع ترکہ کا ثلث دیا جائے تو پھر ام کا حصہ اب کے حصہ سے بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے کہ زوج کے نصف اور ام کے ثلث کے جمع ہو جانے سے مسئلہ کی تاصیل و تشکیل "۶" سے ہو گی۔ جس میں سے زوج کو نصف "۳" اور ام کو جمیع کا ثلث "۲" دینے کے بعد اب کے لئے ایک "۱" بچا جو ام کے حصہ سے نصف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور یہ صورت نادرست ہے کیونکہ انثی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مذکر کا حصہ دوگناہ متعین فرمایا ہے لہٰذا ابوبکر اصم مع الزوج ام کو مابقی کا ثلث دینے کے قائل ہیں۔ اگر مابقی کا ثلث دیا جائے تو ام کو زوج کے نصف کے بعد مابقی سے ثلث میں ایک ملے گا جو اب کے مقابلہ میں نصف ہو گا کیونکہ اس صورت میں اب کو دو "۲" ملیں گے۔ اور مع الزوجۃ ام کو اصل ترکہ سے ثلث دینے میں اب پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ اس لئے اصل ترکہ سے اسے ثلث دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسے زوجۃ کے ربع اور ام کے ثلث کے جمع ہو جانے پر مسئلہ کی تاصیل "۱۲" سے ہوگی جس میں زوجۃ کو ربع "۳" علی سبیل الفرضیۃ ام کو ثلث "۴" علی سبیل الفرضیۃ' اور مابقی اب کو "۵" علی سبیل العصوبۃ ملیں گے۔ ظاہر ہے کہ اب کا مابقی اس صورت میں ام سے زیادہ ہے لہٰذا ابوبکر اصم کے ہاں مذکورہ تفصیل کے مطابق ام کو حصہ دیا جائے گا۔

"تردید"

لیکن ابوبکر اصم رحمہ اللہ کی یہ رائے:

اولاً: اللہ تعالیٰ کے قول: "فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث" کے مطابق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں "ورثه ابواه" کلام کا ایک ایسا حصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین جس ترکہ کے حقدار ہوں گے اس میں سے ام کو ثلث ملے گا خواہ ترکہ جمیع ہو یا بعض مسئلہ متنازعہ فیہ میں چونکہ وہ احد الزوجین کے حصہ کے بعد وارث ہوتے ہیں لہٰذا ام کو مابقی کا ثلث ہی مل سکتا ہے۔

ثانیاً: اگر "فلامه الثلث" سے مراد جمیع ترکہ کا ثلث ہوتا تو کلام یوں ہونی چاہئے تھی: "فان لم یکن له ولد فلامه الثلث" جیسے حق البنات "فان کن نساء فوق الاثنتین فلهن ثلثا ما ترک" کے بعد "وان کانت واحدة فلها النصف" ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کا قول "وورثه ابواه" بلافائدہ ہو گا۔

ثالثاً: ابوین کی پوزیشن اصول میں ایسے ہے جیسے ابن اور بنت کی فروع میں۔ نیز ہر ایک ان میں سے میت کے ساتھ بلاواسطہ تعلق رکھتا ہے اس لئے فروع کو جب احد الزوجین کے حصہ کے بعد مابقی ملتا ہے تو اصول کو بھی احد الزوجین کے حصہ کے بعد ہی مابقی ملنا چاہئے۔ لہٰذا احد الزوجین کے حصہ کے بعد مابقی والدین میں اثلاثاً ایسے ہی تقسیم ہو گا جیسے بیٹی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیٹے میں یا جیسے ابوین میں زوج اور زوجہ کے بغیر اثلاثاً تقسیم ہوتا ہے۔ نتیجتاً ام کا حصہ اب کے حصہ سے بڑھنے نہیں پائے گا لہٰذا اصم کی رائے ناقابل التفات ہو گی۔

"ولو کان مکان الاب جد فلام ثلث جمیع المال" اگر باپ کی جگہ دادا ہو بایں طور کہ ورثاء میں ام' جد اور احد الزوجین ہوں تو پھر ام کو مابقی سے ثلث کے بجائے جمیع ترکہ سے ثلث دیا جائے گا۔

حضرت ابن عباس اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اہل کوفہ کی روایت کے مطابق مع الزوج توام کو جمیع ترکہ سے ثلث دیا جائے گا لیکن مع الزوجہ نہیں۔ آئمہ میں سے امام ابو حنیفہ صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ مع الزوجین جمیع ترکہ سے ثلث دینے کے قائل ہیں۔ لہٰذا دادا کی صورت میں مسئلہ کی شکلیں ہو گی:

اصل مسئلہ (۶) سے

| ورثا | حصص | |
|---|---|---|
| زوج | نصف (۳) | علی سبیل الفرضیة |
| ام | جمیع ترکہ کا ثلث (۲) | علی سبیل الفرضیة |
| جد | جمیع ترکہ کا مابقی (۱) | علی سبیل العصوبة |

یہ اس صورت میں ہے جبکہ زوجہ کے فوت ہو جانے پر خاوند ام اور جد موجود ہوں اور زوج کے فوت ہو جانے پر زوجہ ام اور جد کی موجودگی میں صورت یوں گی:

اصل مسئلہ (۱۲) سے

| ورثا | حصص | |
|---|---|---|
| زوجة | ربع (۳) | علی سبیل الفرضیة |
| ام | جمیع کا ثلث (۴) | علی سبیل الفرضیة |
| جد | جمیع کا مابقی (۵) | علی سبیل العصوبة |

لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ مع الجد ام کو مابقی میں سے ثلث دینے کے قائل ہیں جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مع الاب۔ ان کے نزدیک پہلی صورت میں مسئلہ کی تاصیل و تشکیل تو (۶) سے ہی ہو گی لیکن زوج کے نصف کے بعد مابقی کا ثلث' ایک ام کے حصہ میں آئے گا جبکہ جد کو دو اور دوسری صورت میں مسئلہ کی تشکیل (۴) سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ربع یعنی ایک ام کو مابقی کا ثلث ایک اور جد کو دو حصہ میں آئیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جو دوسری روایت نقل کی جاتی ہے وہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کے مطابق ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت اور اس کے مطابق آئمہ کے خیال کی توجیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "فلامه الثلث" کے ظاہر کو اب کے حق میں محض اس لئے ترک کیا گیا کہ ام کو تساوی فی القرب کے باوجود اب پر فضیلت لازم نہ آجائے۔ لیکن جد کے حق میں بوجہ عدم تساوی فی القرب کے ظاہر آیت کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مع الجد ام کو جمیع ترکہ میں سے ثلث دیا جائے گا۔ اور مع الجد ام کو تفاوت درجہ کے ہوتے ہوئے فضیلت لازم آئے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ام بنسبت جد کے اقرب الی المیت ہے جیسے کوئی متوفی اپنے ورثاء میں زوجہ' اخت لاب وام اور اخ لاب چھوڑ جائے تو زوجہ کو ربع' اخت کو نصف اور علاتی بھائی کو مابقی ملے گا۔

ظاہر ہے کہ یہاں اخت لاب وام کو بنسبت اخ لاب کے زیادہ ہی حصہ میں آئے گا جس سے انثی کی مذکر پر فضیلت لازم آئے گی لیکن یہ فضیلت تفاوت فی القرب کے پیش نظر لازم آرہی ہے لہٰذا' یہ کوئی ممنوع نہیں۔ ایسے ہی اگر ام کو جد پر فضیلت لازم آئے تو کوئی حرج نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وللجدة السدس' لام كانت او لاب' واحدة كانت او اكثر' اذا كن ثابتات متحاذيات فى الدرجة۔ ويسقطن كلهن بالام' والابويات ايضا بالاب' وكذالک بالجد الا ام الاب۔ وان علت' فانها ثرت مع الجد لانها ليست من قبله۔

والقربٰى من اى جهة كانت تحجب البعدى من اى جهة كانت وارثة كانت القربى او محجوبةً۔

---

جدات کی دو حالتیں ہیں:

(۱) جدات خواہ ماں کی طرف سے ہوں' خواہ باپ کی جانب سے ایک ہو یا زیادہ انہیں جمیع ترکہ سے سدس "چھٹا" حصہ ملے گا بشرطیکہ وہ ثابتات ہوں۔ یعنی جدات فاسدہ نہ ہوں نیز مرتبہ میں میت کے برابر ہوں۔

(۲) تمام طرح کی جدات خواہ "امویات" ہوں یا "ابویات" ماں کی موجودگی میں حصہ سے محروم ہوں گی۔ اور باپ کی جانب سے جدات باپ کی موجودگی میں بھی محروم ہوں گی۔ ایسے ہی ابویات دادے کی موجودگی میں بھی محروم ہوں گی لیکن باپ کی ماں' دادی اور اس سے اوپر کی جدات محروم نہ ہوں گی کیونکہ ان کا رشتہ میت سے دادا کی وساطت سے نہیں۔

"والقربى تحجب البعدى ....."

اقرب جدہ خواہ کسی جانب سے ہو وہ ابعد کے لئے حاجب ہو گی ابعد بھی خواہ کسی جانب سے ہو عام ہے کہ قربی وارث ہو یا محجوب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واذا كانت الجدة ذات قرابة واحدة كام ام الاب۔ والاخرى ذات قرابتين او اكثر كام ام الام وهي ايضا ام اب الاب بهٰذه الصورة

صورة ذات قرابتين

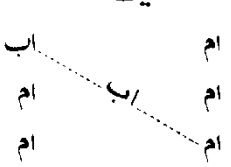


صورة ذات قرابات ثلث

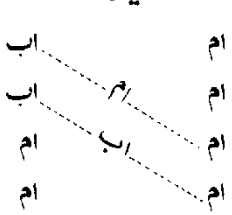


يقسم السدس بينهما عند ابى يوسف رحمہ اللہ انصافا باعتبار الابدان وعند محمد رحمہ اللہ اثلاثًا باعتبار الجهات۔

---

جب ایک دادای ایک قرابت رکھتی ہو اور دوسری دو' جیسے پڑنانی جو دادے کی بھی ماں ہو تو ایسی صورت میں وہ دو قرابتوں کی مالک ہو گی لہٰذا امام یوسف رحمہ اللہ کے ہاں ان دونوں دادیوں میں باعتبار ابدان کے نصف نصف مال تقسیم ہو گا یعنی ان کا چھٹا حصہ ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں جہات کے اعتبار سے چھٹے حصے میں سے ایک ثلث اس دادی کو دیا جائے گا جو ایک قرابت رکھتی ہو اور دو ثلث "دو تہائی" مال اس کو جو دو یا زیادہ قرابتیں رکھتی ہو۔

تصریح (وللجدة السدس)

جدۃ کی دو حالتیں ہیں خواہ جدہ ماں کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے:

(۱) اسے جمیع ترکہ میت سے سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا خواہ جدہ ایک ہو یا زیادہ بشرطیکہ وہ جدات صحیحہ ہوں کیونکہ فاسدات کا تعلق ذوات الارحام سے ہے نہ کہ ذوات الفروض سے جبکہ مسئلہ زیر بحث ذوات الفروض سے متعلق ہے۔ زیادہ ہونے کی صورت میں ان کا متحاذی فی الدرجہ ہونا بھی ضروری ہے ورنہ قربی بعدی کے لئے حاجب ہوگی۔

جدۃ واحدۃ کے لئے سدس کی دلیل حضرت ابو سعید خدری' مغیرہ بن شعبہ' اور قبیصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن ذویب رضی اللہ عنہم کی وہ روایت ہے جس میں آپ نے جدہ کو سدس عنایت فرمایا۔ (حاکم) اور جب وہ ایک سے زیادہ ہوں گی تو وہ سدس میں ذیل کی دلیل سے شریک ہوں گی:

"ان ام الام جاءت الی الصدیق رضی اللّٰہ عنہ وقالت اعطنی میراث ولد ابنتی فقال اصبری حتی اشاورا اصحابی فانی لم اجد لک فی کتاب اللّٰہ تعالٰی نصًا' ولم اسمع فیک من رسول اللّٰہ صلّٰی اللّٰہ علیہ وسلم شیئًا ثم سئالھم فتشھد المغیرۃ رضی اللہ عنہ باعطائھا السدس فقال ھل معک احد فشھد بہ ایضًا محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ فاعطاھا ذٰلک' ثم جاءت ام الاب وطلبت المیراث فقال اری ان ذالک السدس بینکما وھو لمن انفردت منکما" (اخرجہ الاربعۃ)

"یعنی کسی نانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے نواسے کے ترکہ سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں آپ کے بارہ میں کوئی نص موجود نہیں لہٰذا صبر کیجئے تاکہ میں صحابہ سے اس بارے مشورہ کر سکوں۔ جب انہوں نے صحابہ سے مشورہ لیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اسے سدس دیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شہادت طلب کی تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے شہادت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اسے سدس دیا۔ اس کے بعد دادی اپنے حصہ کا مطالبہ کرتے ہوئے آئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں سدس اگر آپ میں سے ایک ہو تو اس کا حق ہے اور اگر دونوں ہوں تو دونوں کا۔ یعنی دونوں اس میں شریک ہوں گی۔"

ایسے ہی ایک واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ ام الاب (دادی) ان کے پاس آکر کہنے لگی "انا اولی بالمیراث من ام الام" .....الخ کہ میں نانی سے میراث کی اس لئے زیادہ حق دار ہوں کہ اگر نانی وفات پا جائے تو اس کا نواسا اس کے ترکہ کا وارث نہیں اور اگر میں وفات پاجاؤں تو میرا پوتا عصبہ ہونے کی حیثیت میں میرے ترکہ کا وارث ہے بشرطیکہ اس کی صلبی اولاد نہ ہو یا دو بیٹیاں ہوں۔

جواباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خذی ذٰلک السدس فان اجتمعتما فھو بینکما وایتکما خلت بہ فھو لھا" یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں سدس میں شریک قرار دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محصول الکلام یہ ہے کہ جدات صحیحہ متحازیات فی الدرجہ سدس مال میت میں برابر شریک ہوں گی اور اگر ایک ہو گی تو وہ اکیلی سدس کی حق دار ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں میت کی اولاد اور بھائی (خواہ وہ کسی بھی طرف سے ہوں) نہ ہونے پر جدۃ ام الام قائم مقام ام کے ہوتی ہے جیسے جد اب الاب باپ کے نہ ہونے پر اس کے قائم مقام ہوتا ہے اور ایسے ہی پوتا بیٹے کی جگہ جبکہ وہ نہ ہو اور جیسے ام کے حصے میں جدات سے کوئی بھی حصہ دار نہیں ایسے ہی ام الام (نانی) کے ساتھ بھی جدات میں سے کوئی بھی حصہ دار نہ ہو گی لیکن یہ قول ناقابل التفات ہے۔ اس لئے کہ اولاء بالانثی کسی مدلی کے لئے مدلی بہ کے فریضہ کے استحقاق کا سبب نہیں جیسے بنات البنات (نواسیاں) اور بنات الاخوات (بھانجیاں) بنات اور اخوات کے ساتھ مدلی ہونے کے باوجود ان کے فریضہ کی حق دار نہیں لہٰذا' ام الام بھی ام کے ساتھ مدلی الی المیت ہوتے ہوئے ام کے فریضہ کی حق دار نہ ہو گی۔ تو پھر اس کے حصہ میں دوسری جدہ کیونکر شریک نہ ہوگی؟

(۲) دوسری حالت میں تمام طرح کی جدات خواہ امویات ہوں یا ابویات ام کی موجودگی میں ساقط الاعتبار یعنی حصہ سے محروم ہوں گی۔ امویات کا سقوط اولاء بالام اور اتحاد فی سبب الامومۃ کے باعث ہے جبکہ ابویات صرف اتحاد فی سبب الامومۃ کے باعث اور ابویات بالاب بھی ساقط ہیں۔ حضرت عثمان' علی' زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا یہی نظریہ ہے۔ عمرو بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں ام الاب (دادی) باپ کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہے کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی ایک روایت منقول ہے: "انه اعطی ام الاب السدس مع وجود الاب" (دارمی) ممکن ہے دادی کے مع الاب استحقاق کے قائل اسم جدۃ میں اشتراک کے باعث دادی کو مع الاب وارث سمجھتے ہوں۔ یعنی جیسے نانی باپ کے ہوتے ہوئے وارث ہے تیسے دادی بھی وارث ہے لیکن یہ دلیل اس لئے کمزور ہے کہ مجرد اشتراک فی الاسم ہی استحقاق اور قرابت کے لئے کافی نہیں بلکہ میراث میں اولاء کا اعتبار ضروری ہے لہٰذا باپ کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہو گی کیونکہ وہ باپ کی وساطت سے مدلی الی المیت ہے لہٰذا دادی باپ کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہو گی کیونکہ وہ باپ کی وساطت سے مدلی الی المیت ہے لہٰذا باپ اس کے لئے حاجب ہو گا بخلاف ام الام (نانی) کے جو میت کے باپ کی وساطت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے مدلی الی المیت نہیں لہٰذا باپ اس کے لئے حاجب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ اس کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہو گی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کا ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میت کا باپ رقیق یا کافر ہو چونکہ رقیق اور کافر حاجب نہیں ہو سکتے لہٰذا اس بنیاد پر دادی وارث ہوگی۔ بہرحال روایت میں احتمال مذکورہ کا امکان ہے لہٰذا روایت قابل حجت نہیں۔

"وکذٰلک بالجد الا ام الاب وان علت ....."

ایسے ہی ابویات (دادیاں) دادا کے ہوتے ہوئے ساقط عن المیراث ہیں لیکن دادی اور اس کی اوپر کی جدات ساقط نہیں بلکہ وہ دادا کے ساتھ اپنے حصہ کی وارث ہوں گی۔ پہلی جدہ تو اس لئے کہ وہ دادا کی بیوی ہے وہ تو ایسے ہی وارث ہو گی جیسے ام مع الاب وارث ہوتی ہے اور اس سے اوپر کی اس لئے کہ ان کی قرابت من المیت دادا کی وساطت سے نہیں۔ لہٰذا دادا ان کے لئے حاجب نہیں۔ ایسے ہی دادا میت سے جتنے درجات بعید ہو گا اسی قدر اس کے محاذی اور اس سے نیچے کی دادیاں وارث ہوں گی۔

"والقربٰی من ای جهة کانت تحجب البعدٰی من ای جهة کانت ....."

جہت کے اعتبار سے جب قربی بعدی کے لئے حاجب ہو گی تو اس سے چار اقسام سامنے آئیں گی:

(۱) قربی من جهة الام: بعدیٰ ایضًا من جهة الام

(۲) قربی من جهة الام: بعدیٰ من جهة الاب

(۳) قربی من جهة الاب: بعدیٰ ایضًا من جهة الاب

(۴) قربی من جهة الاب: بعدی من جهة الام

ان چاروں اقسام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک اور احناف کے ہاں قربی بعدی کے لئے حاجب ہو گی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاں دوسری روایت کے مطابق چوتھی قسم جس میں قربی من جہۃ الاب اور بعدی من جہۃ الام ہو تو وہ دونوں برابر ہیں نتیجتاً دونوں برابر سدس میں شریک ہوں گی لہٰذا اس روایت کے مطابق حضرت زید بن ثابت کے ہاں حجب باقی تین اقسام میں ہو گا۔ امام مالک کا عمل اور امام شافعی رحمہما اللہ کا ان کے صحیح قول کے مطابق اسی روایت ثانیہ پر ہے جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دلیل یہ ہے کہ جدۃ کا استحقاق بالارث امومۃ کے سبب ہے اور یہ اس جدۃ میں جو ام کی جانب سے ہے اظہر ہے کیونکہ یہ ایک ایسی جدۃ ہے جو ام کی وساطت سے مدلی الی المیت ہے۔ بخلاف دوسری جدۃ کے جو مدلی بالاب ہے۔ لہٰذا قربی من جھۃ الام میں جب دو اوصاف زیادۃ القرب اور بوجہ انتساب بالام قوۃ الامومۃ ہوں گے تو وہ اس بعدیٰ سے اولیٰ ہو گی جو من جہۃ الاب ہونے کے باعث صرف ایک کمزور صفۃ الامومۃ رکھتی ہوگی لیکن چوتھی صورت میں جب قربی من جہۃ الاب اور بعدی من جہۃ الام ہو تو قربی میں صرف زیادۃ القرب ہو گی جبکہ بعدی میں صرف قوۃ الامومۃ لہٰذا وہ دونوں برابر ہوں گی اور استحقاق ارث میں بھی مساوی۔

لیکن احناف کے ہاں استحقاق جدۃ میں اعتبار امومۃ کا ہے اور یہ وصف جتنی ام اقرب الی المیت میں اصلیت کے مطابق ہے اتنی بعدی میں نہیں لہٰذا وہ خواہ کسی بھی جانب سے ہو بعدی کے لئے حاجب ہو گی لیکن یہ قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ اگر قوۃ الامومۃ اور اس کے ظہور کو موجب للتقدیم سمجھا جائے تو پھر ام الام کی ام الاب پر بھی تقدیم لازم آئے گی جو مسافی فی الدرجہ ہونے کے باعث بالاتفاق باطل ہے۔ "وارثة كانت القربى او محجوبة" جیسے دادی باپ کے نہ ہوتے ہوئے نانی کی ماں کے لئے حاجب ہے یا جیسے نانی دادی کی ماں کے لئے حاجب ہے۔ ان دونوں صورتوں میں دادی اور نانی وارث ہیں۔ اور اگر قربی خود محجوب ہو تو پھر بھی وہ بعدی کے لئے حاجب ہوگی جیسے دادی باپ کی موجودگی میں خود تو محجوب ہے لیکن اس کے باوجود وہ نانی کی ماں کے لئے حاجب ہے۔ متوفی کے باپ' دادی اور نانی کی ماں کی موجودگی میں تمام ترکہ باپ کو ملے گا اس لئے کہ دادی قربی نانی کی ماں کے لئے حاجب ہے اور دادی کے لئے باپ۔

محجوب کے حاجب للغیر ہونے کی نظیر اخوات ہیں جبکہ وہ ام اور اب کی موجودگی میں خود تو بالاب محجوب ہیں لیکن اس کے باوجود ام کے لئے من الثلث الی السدس حاجب بھی ہیں۔ لیکن حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے ہاں صورت مذکورہ میں تمام تر میراث (ترکہ) نانی کی ماں کے لئے ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک ایسی قربی جو خود محجوب بالغیر ہو کسی دوسرے انسان کے لئے حاجب نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا دادی جب خود باپ کی موجودگی میں محجوب ہو گی تو وہ نانی کی ماں کے لئے حاجب کیسے ہوگی؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



توضیح جدۃ ذات قرابتین

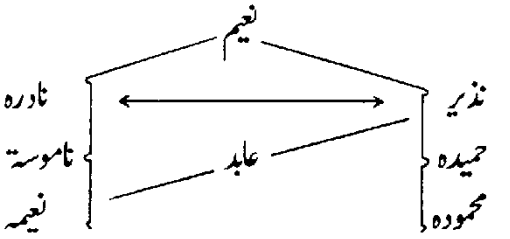


ذات قرابۃ واحدۃ ذات قرابتین

نعیمہ کا تعلق نعیم سے دوطرفہ ہے لہٰذا نعیمہ کی دو قرابتیں ہوں گی ایک اس اعتبار سے کہ وہ اس کی نواسی نادرہ کا بیٹا ہے دوسری اس اعتبار سے کہ وہ اس کے پوتے نذیر کا بیٹا ہے اور محمودہ کا تعلق نعیم سے یکطرفہ ہے کہ وہ اس کے نواسے نذیر کا بیٹا ہے۔ لہٰذا اس کی قرابت ایک ہو گی۔

توضیح جدۃ ذات القرابات الثلثہ

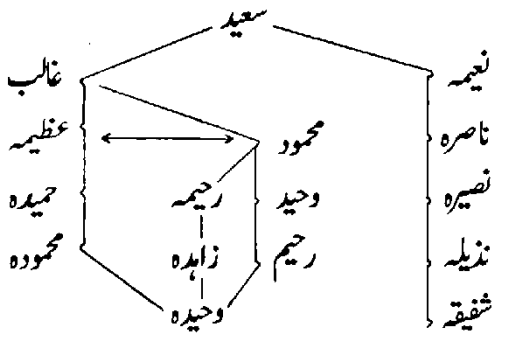


وحیدہ کا سعید سے تعلق تین اطراف سے ہے:

* ایک تو وہ اس کے پوتے وحید کا پڑوتا ہے۔
* دوسرے وہ اس کی نواسی رحیمہ کا پڑوتا ہے۔
* تیسرے وہ اس کی نواسی حمیدۃ کے نواسے غالب کا بیٹا ہے۔

لیکن شفیقہ کا سعید سے تعلق ایک ہے کہ وہ اس کی نواسی نصیرۃ کی نواسی نعیمہ کا بیٹا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# باب العصبات

العصباة النسبية ثلاثة:

(۱) عصبة بنفسه (۲) وعصبة بغيره (۳) وعصبة مع غيره

اما العصبة بنفسه:فكل ذكر لا تدخل فى نسبته الى الميت انثى وهم اربعة اصناف:

(۱) جزء الميت (۲) واصله (۳) جزء ابيه (۴) وجزء جده

الاقرب فالاقرب يرجحون بقرب الدرجة اعنى اولٰهم بالميراث جزء الميت . اى: البنون۔ ثم بنوهم وان سفلوا ثم اصله ۔۔ اى:الاب۔ ثم الجد اى: اب الاب وان علا

---

"باب العصبات ....."

"عصبات" جمع عصبۃ اور عصبۃ جمع عاصب کی بھی ہو سکتی ہے جیسے طلبۃ جمع طالب گو عاصب کا استعمال عربوں کے محاورات میں معروف نہیں۔

لغہ "عصبة الرجل" انسان کے والد کی جانت سے قریبی رشتہ دار کو کہتے ہیں اور وہ ماخوذ من عصب القوم بالرجل سے ہے جس کا معنی اجتماع اور احاطہ ہے کیونہ قوم اپنے فرد کے دفاع اور حمایت میں اس کے اردگرد مجتمع ہوتی ہے اور اس کا اطلاق قوی جماعت پر بھی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَنَحْنُ عُصْبَة" سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے! انسان کا اصل اور فرع اس کی ایسی اطراف ہیں جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں لہٰذا یہ اور ان کی اولاد عصبات میں شمار ہوتے ہیں۔

اصطلاحًا "هو كل وارث ليس له سهم مقدر صريح فى الكتاب والسنة" کو کہتے ہیں یعنی جس کا حصہ کتاب وسنت میں مقرر نہ ہو۔ اہل الفرائض کے ہاں عصبۃ کی یوں بھی تعریف بیان کی جاتی ہے "كل من ياخذ كل المال عند الانفراد وياخذ الباقى بعد اخذ اصحاب الفروض فروضهم" یعنی عصبۃ وہ ہے جو اصحاب الفروض کے نہ ہونے پر جمیع ترکہ کا اور اصحاب الفروض کی موجودگی میں ان کے حصص کے بعد ما بقی ترکہ کا مالک ہو جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صاحب الرجبیۃ کی منظوم کلام سے بھی واضح ہے ؎

وحق ان نشرح بالتعصیب بکل قول موجز مصیب
فکل من احرز کل المال من القرابات او الموالی
او کان ما یفضل بعد الفرض له فهو اخو العصوبة المفضلة

عصبات نسبیۃ کی تین اقسام ہیں:

* عصبة بنفسه * عصبة بغیره
* عصبة مع غیره

(۱) "عصبة بنفسه": ہر وہ مذکر ہے جس کا انتساب الی المیت کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو کیونکہ انثی عصبة بنفسها نہیں ہوتی بلکہ وہ بغیرها یا مع غیرها عصبة ہوتی ہے لہٰذا اس کی وساطت سے منسوب الی المیت عصبۃ نہیں ہو سکتا جیسے "اولاد الام" ماں کی وساطت سے منسوب الی المیت تو ہے لیکن وہ عصبات سے نہیں بلکہ اصحاب الفروض سے ہے۔ ایسے ہی اب الام اور ابن البنت ذووا الارحام سے تو ہیں لیکن عصبات سے نہیں۔

اعتراض وجواب:

"اخ لاب وام" بیشک عصبۃ بنفسہ ہے اور اس کا انتساب الی المیت ام کی وساطت سے بھی ہے جیسے اب کی وساطت سے لیکن استحقاق عصوبت میں اصل قرابت الاب ہے نہ کہ قرابت الام۔ اسی لئے جو انسان اب کی وساطت سے صرف انتساب رکھتا ہے وہ عصبۃ ہے لیکن صرف ام کی وساطت سے انتساب رکھنے والا عصبۃ نہیں۔ لہٰذا ام کا واسطہ استحقاق عصوبۃ میں ناقابل اعتبار ہے ہاں ترجیح قرابت میں یہ وصف زائد قابل اعتبار ہے جس کی بنیاد پر عینی بھائی علاتی پر ترجیح رکھتا ہے۔ عصبۃ بنفسہ کی چار اقسام ہیں:

(۱) جزء المیت میت کی اولاد۔
(۲) اصل المیت میت کا والد' دادا۔
(۳) جزء ابیه متوفی کے باپ کی اولاد یعنی اس کے بھائی۔
(۴) جزء جده متوفی کے دادا کی اولاد یعنی اس کے چچا۔

"فالاقرب یرجحون بقرب الدرجة" ان اقسام میں سے جو میت کے اقرب ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم جزء ابیه۔ ای: الاخوۃ' ثم بنوھم۔ وان سفلوا ثم جزء جدہ۔ ای: الاعمام' ثم بنوھم وان سفلوا۔ ثم یرجحون بقوۃ القرابۃ' اعنی بہ: ان ذات القرابتین اولٰی من ذی قرابۃ واحدۃ ذکرا کان او انثٰی لقولہ ﷺ "ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات کالاخ لاب وام او الاخت لاب وام اذا صارت عصبۃ مع البنت اولٰی من الاخ لاب وابن الاخ لاب وام اولٰی من ابن الاخ لاب وکذلک الحکم فی اعمام المیت' ثم فی اعمام ابیہ ثم فی اعمام جدہ۔

---

لہٰذا پہلی قسم "جزء المیت" اخذ میراث میں مقدم ہو گی اگر وہ نہیں تو پھر ان کی اولاد یعنی میت کے پوتے یا ان سے بھی نیچے۔ دوسرے درجہ پر "اصل المیت) یعنی میت کا باپ اگر وہ نہیں تو پھر میت کا دادا اور اس سے اوپر کے اجداد۔

اولاد اصل (باپ) سے عصبات میں اس لئے مقدم ہے کہ وہ متوفی کی فرع ہے اور فرع کا اتصال اپنے اصل سے بنسبت اصل کے اتصال بالفرع سے زیادہ واضح ہے۔ لہٰذا فرع اصل پر مقدم ہو گی۔ اسی لئے فرع اصل کے تابع ہوتی ہے اور اصل کے ذکر میں وہ مذکور سمجھی جاتی ہے لیکن اس کا عکس ایسے نہیں جیسے زمین کی فروخت میں اس کے درخت اور مکان بھی بالتبع شامل اور داخل سمجھے جاتے ہیں بخلاف مکان اور درختوں کی فروخت میں زمین داخل اور شامل نہیں سمجھی جاتی۔ اولاد کا اظہر اتصال بالاب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ حکما درجہ میں اقرب الی المیت ہے اگرچہ "اتصال بین الفرع والاصل وبین الاصل والفرع حقیقۃً" بلا واسطہ برابر ہے۔

خیال رہے پوتے بھی باپ پر بوجہ استحقاق بنوۃ مقدم ہیں کیونکہ بیٹوں اور پوتوں کے استحقاق کی وجہ ایک ہی استحقاق بنوۃ ہے جو استحقاق ابوت پر مقدم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

جد سے مراد اب الاب ہے کیونکہ اب الام جد فاسد ہے جو عصبات میں داخل نہیں اور ماتن کی قید "لاتدخل فی نسبتہ الی المیت انثٰی" کا بھی یہ ہی تقاضا ہے۔

تیسرے درجہ میں "جزء ابیہ" یعنی میت کے باپ کی اولاد یعنی مرنے والے کے بھائی ہوں گے اگر وہ نہیں تو پھر ان کی اولاد ہے۔ وراثت میں بھائیوں کے درجہ کی تاخیر عن الجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ہے۔ امام شافعی اور صاحبین رحمہما اللہ کے ہاں بھائی اور ان کی اولاد جد سے مقدم ہیں جس کی تفصیل "باب المقاسمة" میں آئے گی۔

چوتھے درجہ میں "جزء جدہ" میت کے دادا کی اولاد۔ یعنی میت کے چچا ہوں گے اگر وہ نہیں تو پھر ان کی اولاد۔

اس ترتیب مدارج کے بعد اگر کسی صنف میں کوئی ڈبل قرابت رکھتا ہے تو وہ غیر ڈبل پر مقدم ہو گا۔ اسی لئے عینی بھائیوں کی موجودگی میں علاتی محروم ہوتے ہیں کیونکہ عینیوں کی قرابت علاتیوں کی بنسبت قوی ہے۔

لہٰذا عینی بھائی یا بہن جبکہ بیٹی کی موجودگی میں عصبۃ بن جائے علاتی بھائی سے اخذ وراثت میں زیادہ حق دار ہوں گے اور عینی بھائی کی اولاد علاتی بھائی کی اولاد سے اور ایسے ہی سمجھ لیجئے میت کے چچوں کی وراثت کو خواہ اس کے چچا ہوں یا اس کے باپ کے یعنی

اولاً: جو درجہ میں اقرب ہو گا وہ مقدم علی الابعد ہو گا۔

ثانیاً: جو قوت قرابت میں اقویٰ ہو گا وہ مقدم علی غیر الاقوی ہو گا۔ لہٰذا عم المیت میت کے باپ کے چچا پر مقدم ہو گا کیونکہ وہ درجہ میں اقرب الی المیت ہے اور عم المیت لاب وام یعنی میت کا عینی چچا علاتی سے بوجہ قوت القرابت اولیٰ ہو گا اور یہ ہی حال ان کی فروع میں معتبر ہو گا۔ لہٰذا میت کے چچا کا بیٹا اس کے پوتے سے بوجہ قرب درجہ مقدم ہو گا اور میت کے عینی چچا کا بیٹا اس کے علاتی چچا کے بیٹے سے بوجہ قوت قرابت اولیٰ ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما العصبة بغيره فاربع من النسوة وهن اللاتی فرضهن النصف والثلثان یصرن عصبة باخواتهن کما ذکرنا فی حالاتهن' ومن لافرض لها من الاناث واخوها عصبة لاتصیر عصبة باخیها کالعم والعمة' المال کله للعم دون العمة۔

---

"اما العصبة بغیرہ ....."

جو خود تو بنفسہ عصبۃ نہیں لیکن غیر کے وجود سے عصبۃ ہیں وہ چار قسم کی عورتیں ہیں:

(۱) البنت الصلبیة ' حقیقی بیٹی جو اکیلی ہونے کی صورت میں نصف مال کی "علی سبیل الفرضیة" مالک ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو دو ثلث کی۔

(۲) بنت الابن پوتی' بیٹی کے نہ ہونے کی صورت میں وہ احکام وراثت میں بیٹی کے قائم مقام ہے۔

(۳) "الاخت لاب وام الخالیة عن البنات" یعنی حقیقی بہن جس کے ساتھ میت کی بیٹیاں نہ ہوں اور نہ پوتیاں۔

(۴) الاخت لاب اذا لم توجد الثلث المتقدمة علاتی بہن جبکہ مذکورہ تینوں اقسام موجود نہ ہوں۔

ان مذکورہ چاروں اقسام پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے ان میں سے جب ہر ایک منفردہ ہو تو وہ نصف مال میت کی مالک ہے اور اگر دو دو ہوں تو دو ثلث مال کی "علی سبیل الفرضیة" اور جب ان کے ساتھ ان کے حقیقی بھائی بھی موجود ہوں تو پھر عصبۃ ہیں یعنی' ایسی صورت میں انہیں "علی سبیل الفرضیة" کچھ نہ ملے گا بلکہ عصبۃ ہو جانے کی صورت میں انہیں "علی سبیل العصوبة" "للذکر مثل حظ الانثیین" ملے گا جن کی عصوبۃ مندرجہ ذیل دو آیات سے ثابت ہے:

(۱) "یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"

(۲) "وان کانوا اخوة رجالاً ونساءً فلذکر مثل حظ الانثیین"

خیال رہے! ایسی عورت جو اصحاب الفروض میں سے نہیں خواہ اس کا بھائی عصبۃ ہی کیوں نہ ہو وہ اس کے طفیل عصبۃ نہیں بن سکتی کیونکہ قرآن مجید کی نصوص مذکورہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عصبۃ بغیرہ وہی عورت ہو گی جو پہلے اصحاب الفروض سے ہوگی جیسے چچا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ پھوپھی' پھوپھی چونکہ اصحاب الفروض سے نہیں لہٰذا چچا عصبۃ کے ہوتے ہوئے بھی وہ عصبۃ نہیں اور نہ ہی وہ مال میت سے کسی حصہ کی حق دار ہے بلکہ تمام مال میت پر حق چچا کا ہی ہو گا۔

عصبۃ بغیرہ میں بھائی کی موجودگی میں بہن کی تعصیب کو شرعاً اس لئے تسلیم کیا گیا ہے تاکہ حصہ میں بہن کو بھائی پر فضیلت یا مساوات لازم نہ آجائے۔ یعنی اگر اسے عصبۃ تسلیم نہ کیا جائے بلکہ وہ صاحب فرض ہی رہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بھائی کی بنسبت زیادہ حصہ کی مالک ہو جائے جیسے کوئی متوفی دو بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑ جائے تو دو بیٹیوں کو ثلثان علی سبیل الفرضیت ملنے کے بعد بیٹوں کے لئے ایک ثلث ہی بچے گا جو دو بیٹوں میں تقسیم کرنے سے ہر ایک کو سدس (۱/۶ + ۱/۶) ملے گا اور یہ ہر بیٹی کے حصہ کے مقابلہ میں نصف ہے۔ لہٰذا' ایسی صورت میں بیٹی کی تعصیب کو تسلیم نہ کرنے سے بیٹی کی' بیٹے پر تفضیل لازم آئے گی جو کہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے منافی ہے۔ لہٰذا ایسی انثی بھائی کے ہوتے ہوئے عصبۃ ہو گی اور عصوبت کی صورت میں اس کا حصہ بھائی سے نصف ہی ہو گا اور اگر دو بہنوں کے ساتھ ایک بھائی ہو' پھر مساوات لازم آئے گی کیونکہ دو بہنوں کو ثلثان اور مابقی ایک ثلث بھائی کو عصبۃ ملے گا اور یہ صورت بھی "للذکر مثل حظ الانثیین" کے منافی ہے۔

بخلاف اس انثی کے جو صاحب فرض نہ ہو وہ چونکہ بھائی پر فضیلت حاصل نہیں کر سکتی لہٰذا وہ عصبۃ نہ ہو گی جیسے پھوپھی چچا کی موجودگی میں عصبۃ نہیں کیونکہ وہ چچا کے نہ ہونے کی صورت میں صاحب فرض نہیں۔ لہٰذا' اس کی فضیلت کا کوئی خطرہ نہیں خواہ اسے عصبۃ نہ بھی تسلیم کیا جائے اور اسی لئے وہ عصبات میں سے نہیں لہٰذا' جمیع مابقی ترکہ کا مالک' چچا ہی ہو گا۔ اور یہی کیفیت ابن العم مع بنت العم لاب وام او لاب اور ابن الاخ مع بنت الاخ لاب میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما العصبة مع غیرہ فکل انثٰی تصیر عصبة مع انثٰی اخرٰی کالاخت مع البنت' لما ذکرنا۔

---

"واما العصبة مع غیرھا....."

عصبۃ مع غیرہ ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کی وجہ سے عصبۃ ہو جیسے عینی بہن بیٹی کے ساتھ مل کر عصبۃ ہو جاتی ہے جس کا ذکر اجعلوا الاخوات مع البنات میں گذر چکا ہے اور جس کا ثبوت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ فی البخاری سے ملتا ہے۔

لہٰذا' جب متوفی کی بیٹی' پوتی اور بہن مجتمع ہوں گی تو وراثت کی تقسیم یوں ہوگی:

بیٹی کو نصف اور پوتی کو "تکملة للثلثین" کی بنیاد پر سدس اور مابقی ثلث عصوبۃ کی بنیاد پر بہن کو لہٰذا' مسئلہ ٦ کے اصل سے حل ہو گا۔

اصل مسئلہ (٦) سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| بیٹی کو | نصف' (٣) | علی سبیل الفرضیة |
| پوتی کو | سدس' (١) | تکملہ للثلثین |
| بہن کو | مابقی ثلث' (٢) | علی سبیل العصوبة ملے گا۔ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واٰخر العصبات مولی العتاقة ثم عصبته علی الترتیب الذی ذکرنا لقوله علیه السلام الولاء لحمة کلمة النسب۔ ولا شیئی للاناث من ورثة المعتق لقوله علیہ السلام لیس للنساء من الولاء الاما اعتقن او اعتق من اعتقن او کاتبن او کاتب من کاتبن اودبرن اودبر من دبرن او جر ولاءً امتِعقهن او معتِق معتقهن

---

"واٰخر العصبات مولٰی العتاقة ....."

عصبات میں سب سے آخر وراثت کا حق دار معتِق ہو گا جب کہ مورث آزاد شدہ غلام ہو۔ اس کے بعد معتِق کے عصبات اسی ترتیب سے جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔ یعنی سب سے مقدم اس کا عصبۃ بنفسہ اور اس میں اس کی چاروں اقسام اسی ترتیب کے مطابق جس کا ذکر کتاب میں مذکور ہے اس کے بعد عصبۃ بغیرہ بعدہ عصبۃ مع غیرہ اور آخر میں عصبۃ مولٰی العتاقۃ جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے "الولاء لحمه کلمه النصب" یعنی "ولاء" بھی نسبی رشتہ کی مانند ایک ایسا تعلق اور رشتہ ہے جو عتاقت کے بعد "معتِق" اور "معتَق" میں ایسے ہی قائم ہو جاتا ہے جیسے ولادت سے باپ بیٹے میں "فکما ان الولد یصیر منسوبًا الی ابیه بالنسب کذالک المعتَق یصیر منسوبًا الی معتِقه بالولاء" لہٰذا معتَق کے اگر اپنے ورثاء نہ ہونگے تو پھر معتِق اپنے اس تعلق ولاء کے پیش نظر اس کی وراثت کا مالک اور حق دار ہو گا۔

حضرت علیؓ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حنفیہ کے ہاں وراثت میں مولی العتاقۃ کا مقام اور درجہ ذووا الارحام اور "رد علی ذوی الفروض" سے مقدم ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا مقام اور درجہ ذووا الارحام سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه" کے باعث موخر ہے۔ یعنی اولو الارحام بعض بعض سے وراثت میں زیادہ اقرب ہیں بنسبت اس انسان کے جو ذو رحم نہیں۔ ظاہر ہے کہ مولی المتاقۃ بھی ذووا الارحام سے نہیں۔ لہٰذا، کسی ذو رحم کی موجودگی میں وہ کیسے وارث ہو سکتا ہے؟

نیز آپ کے فرمان "لمن اعتق عبدًا هو مولاک فان شکرک فهو خیرله، وان کفرک فهو شرله وان مات ولم یترک وارثًا کنت انت عصبته" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولٰی العتاقۃ اسی وقت وارث ہو گا جبکہ معتَق کا اپنا کوئی وارث نہ ہوگا ظاہر ہے کہ ذووا الارحام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں ورثاء میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کی موجودگی میں مولی العتاقة وارث نہ ہو گا۔

حنفیہ جواباً یوں کہتے ہیں کہ آیت اپنے شان نزول کے اعتبار سے مہاجرین وانصار کی مواخاۃ سے متعلق ہے جس کے باعث وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوا کرتے تھے تو آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس توریث کو منسوخ کرتے ہوئے یہ حکم بیان فرمایا ہے کہ رشتہ رحم مواخاۃ اور موالاۃ پر مقدم ہے نہ یہ کہ مولی العتاقة پر بھی مقدم ہے اور حدیث میں "لم یترک وارثًا" سے مراد یہ ہے کہ "لم یدع وارثًا ھو عصبة" یعنی وارث سے مراد مطلق وارث نہیں بلکہ ایسا وارث مراد ہے جو عصبۃ ہو اور اس تقیید پر دال حدیث کے آخری الفاظ "کنت انت عصبته" ہیں۔ کیونکہ آپ نے "عصبته" کہا ہے نہ کہ کنت وارثه لہٰذا جب "مولی العتاقة عصبة" ہو گا اور وہ بھی آخر العصبات جیسا کہ حدیث کے سیاق وسباق سے معلوم ہو رہا ہے تو پھر وہ ذووا الارحام اور رد پر مقدم ہو گا کیونکہ عصبات کو ذووا الارحام اور رد پر میراث میں تقدم حاصل ہے۔

خیال رہے! حنفیہ کے ہاں معتِق معتَق کا مطلقاً وارث ہو گا خواہ اسے لوجہ اللہ آزاد کرے یا لغیر اللہ یہ کہتے ہوئے اعتقتک للشیطان یا اسے سائبۃ آزاد کرے اور یا پھر اس شرط کے ساتھ کہ لاولاء لی علیک یا بالمال او بلا مال او بطریق الکتابة ان تمام صورتوں میں احناف کے نزدیک معتِق معتَق کا اس لئے وارث ہو گا کہ سبب وراثۃ ان کے ہاں اعتاق ہے جو آپ کے فرمان "الولاء لمن اعتق" سے ثابت ہے۔ لہٰذا جب سبب ان مذکورہ صور میں موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں مسبّب موجود نہ ہو۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر معتِق غلام کو غیر اللہ کے نام پر یا اس شرط کے ساتھ کہ "ان لا ولاء لی علیک" آزاد کرے تو وہ مستحق للولاء نہ ہو گا۔ نتیجتاً وہ ایسی صورت میں وارث بھی نہیں ہو گا کیونکہ ایسا انسان مرتکب معصیت ہے لہٰذا وہ اس صلہ شرعیۃ (ولاء) کا مستحق نہ ہو گا اور جب وہ ولاء ہی سے انکار کر دے تو بھی وہ مستحق نہ ہو گا۔

خیال رہے معتَق کی وراثت سے عورتیں حصہ دار نہیں ہوں گی "لقوله ﷺ : لیس للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن...." یعنی عورتوں کے لئے "ولاء" میں کوئی حصہ نہیں ہاں اس صورت میں ہو گا جبکہ وہ خود کسی غلام کو آزاد کریں یا ان کا آزاد کردہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غلام آگے کسی اپنے غلام کو آزاد کرے یا اس کی طرف سے "کتابت" کی کوئی صورت ہو یا پھر "تدبیر" کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ولو ترک ابا المعتِق وابنه عند ابی یوسف ۔ رحمه اللّٰه ۔ سدس الولاء للاب والباقی للابن وعند ابی حنیفه ومحمد رحمہما اللہ الولاء کله للابن ولا شیئی للاب ولوترک ابن المعتِق وحدهٗ فالولاء کله للابن بالاتفاق ومن ملک ذا رحم محرم منه عتق علیه ویکون ولاءه له بقدر الملک

---

ان مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ ولاء میں عورت کا کوئی حق نہیں یا پھر ان کا معتق یا معتق کا معتق ولاء کو عورت کی طرف کھینچ کر لانے کا سبب بن جائے تو پھر بھی عورت کی طرف ولاء کا انتساب ہو سکتا ہے۔

حدیث سے حاصل مقصد یہ ہے کہ عورت ولاء کی حق دار نہیں ماسوائے اس صورت کے جبکہ وہ کسی کو آزاد کرے یا اس کا آزاد غلام یا لونڈی آگے کسی اپنے غلام یا لونڈی کو آزاد کریں۔ یا پھر وہ ایسی ولاء کی مالک ہو سکتی ہے جو اس کے آزاد کردہ غلام' لونڈی یا آگے اس کے آزاد کردہ غلام' لونڈی کے آزاد کردہ غلام' لونڈی یا آگے اس کی آزاد کردہ غلام' لونڈی کی آزاد کردہ غلام لونڈی کی مجرور ہو۔

معتَق اور مکاتب کی ولاء کا معاملہ تو واضح ہے اور ان کے معتَق المعتَق کی ولاء کی صورت یہ ہے۔ مثلاً:

خالدہ نامی عورت نے اپنے غلام بکر کو آزاد کیا۔ آزادی کے بعد بکر نے ایک غلام خالد نامی خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر معتَق ثانی خالد وفات پاگیا جس کا اپنا کوئی عصبۃ النسبیۃ موجود نہیں۔ خالد سے قبل معتَق اول بکر بھی بلاوارث وفات پاگیا۔ اب خالد معتق ثانی کی میراث من جهة الولاء خالدة کے لئے ہوگی اور ایسے ہی صورت اس کے مکاتَب المکاتَب کی بھی ہو سکتی ہے۔

اور عورت کے مدبر کی ولاء کی صورت یہ ہوگی کہ کوئی عورت اپنے غلام کو مدبر قرار دینے کے بعد مرتد ہو کر دار الحرب کو چلی گئی جس کے بعد قاضی نے اس کے مدبر کی آزادی کا حکم دے دیا بعدہ اگر وہ عورت تائب ہو کر دار الاسلام واپس چلی آئے تو وہ اپنے مدبر غلام کی وفات پر اس کی ولاء کی مالک ہو گی۔ بشرطیکہ وہ اپنے پیچھے کوئی عصبۃ نسبیۃ نہ چھوڑ جائے۔ ایسے ہی حکم مدبر المدبر کا بھی ہو گا اور اس کے معتَق کی جڑ ولاء کی صورت یہ ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مثلاً: کسی عورت کے غلام نے اس کی اجازت سے کسی کی آزاد شدہ لونڈی سے نکاح کیا اب جو ان کی اولاد ہوگی وہ ماں کی حیثیت کے تابع ہونے کی وجہ سے آزاد ہو گی کیونکہ ان کی ماں آزاد ہے اور ان کی ولاء بھی ان کی ماں کے مولیٰ کی ہو گی لیکن اگر یہ عورت اپنے غلام کو آزاد کر دے تو پھر اس کا آزاد غلام اپنی اولاد کی ولاء کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔ بعدہ اپنی مولاۃ کی طرف حتی کہ اگر معتَق غلام وفات پا جائے اور اس کے بعد اس کا لڑکا بھی جو اپنے پیچھے اپنے والد کی معتِقہ کو چھوڑ جائے تو اس کی ولاء کی مالک اس کے والد کی معتِقہ ہوگی۔

ایسے ہی صورت معتَق المعتَق کی جر ولاء کی بھی ہو سکتی ہے جیسے کسی عورت کا آزاد غلام اپنا غلام خرید کر کسی کی آزاد لونڈی سے نکاح کر دے تو ان کی جو اولاد ہو گی وہ آزاد ہو گی اور اس کی ولاء کا مالک ان کی ماں کا مولیٰ ہو گا لیکن جب آزاد شدہ غلام اپنے غلام کو آزاد کر دے گا تو وہ اپنی اولاد کی ولاء کو اپنی طرف کھینچ کر اپنی مولاۃ کی طرف منتقل کر دے گا۔

جر ولاء حدیث مذکورہ کے علاوہ موطا امام مالک' رحمہ اللہ کی ذیل کی روایت سے بھی ثابت ہے:

"عن ربیعة ان الزبیر بن عوام اشتری عبدًا فاعتقه وللعبد بنون عن امراة حزة فقال الزبیر هم موالی' وقال موالی امهم هم موالینا فاختصموا الی عثمان بن عفان رضی اللّٰه تعالٰی عنه فقضٰی للزبیر"

"یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی سے اولاد کو دیکھا تو وہ انہیں اچھی صحت کے باعث کام آنے والی نظر آئی۔ چونکہ ان کا باپ کسی کا غلام تھا لہٰذا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر اس کی اولاد کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی ماں کو آزاد کرنے والے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے مزاحمت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا انتساب میری طرف ہی رہے گا کیونکہ ان کی ماں کو میں نے آزاد کیا ہے جب فیصلہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے جر ولاء کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی گو اولا اولاد کی ولاء کے مالک حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ تھے لیکن اب ان کے والد کو خرید کر آزاد کر دینے سے ان کی ولاء حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہو گئی۔ نیز اس اعتبار سے بھی بچوں کی ولاء کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہونا ضروری ہے کہ اولاد کا انتساب ماں کی بجائے باپ کی طرف ہوتا ہے اور ماں کی طرف انتساب کسی ضرورت کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسے ولد الزنا اور ولد الملاعنہ میں۔ اسی لئے جب ملاعن اپنی تکذیب کرے تو بچے کا انتساب فورا ماں سے منتقل ہو کر باپ کی طرف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا باپ کی وساطت سے جر ولاء کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بچوں کی ولاء کے انتقال کا فیصلہ ماں کو آزاد کرنے والے حضرت رافع بن خدیج سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیا۔

"ولو ترک ....." یعنی اگر معتق آزاد شدہ غلام مرتے وقت اپنے پیچھے معتق آزاد کرنے والے کا باپ اور اس کا بیٹا چھوڑ جائے تو ایسی صورت میں امام یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ولاء کا سدس (چھٹا) حصہ باپ کے لئے ہو گا باقی ماندہ پانچ اخماس بیٹے کے لئے ہوں گے' لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تمام ولاء بیٹے کے لئے ہو گی اور باپ بالکل محجوب ہو گا اور اگر معتق معتق کا بیٹا اور اس کا دادا چھوڑ جائے تو پھر ایسی صورت میں بالاتفاق تمام آئمہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صاحب اور صاحبین کے نزدیک ولاء بیٹے کے لئے ہو گی' دادا کا اس میں کوئی حق نہیں ہو گا۔

"ومن ملک ذا رحم محرم ....." یعنی جو کوئی اپنے کسی ایسے رشتے دار کا مالک ہو جائے جس سے اس کا بصورت عورت ہونے شرعاً نکاح نادرست ہے تو وہ خریدار پر آزاد ہو جائے گا اور اس کی ولاء کا بقدر ملک حق دار ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



كثلث بنات للكبرٰى ثلثون' وللصغرٰى عشرون دينارًا' فاشترتا اباهما بالخمسين ثم مات الاب وترک شيئًا فالثلثان بينهن اثلاثا بالفرض والباقي بين مشتريتي الاب اخماسًا بالولاء ثلاثة اخماسه للكبرٰى وخمساء للصغرٰى وتصح من خمسة واربعين

---

جیسا کہ کسی انسان کی تین لڑکیوں میں سے صغریٰ اور کبریٰ مل کر اپنے غلام باپ کو خریدیں جس میں کبریٰ کے تیس روپے اور صغریٰ کے بیس روپے ہوں تو باپ کے مرنے پر جمیع مال کے دو ثلث "علی سبیل الفرضیة" تینوں بیٹیوں کو ملیں گے اور مابقی ایک ثلث صغریٰ اور کبریٰ کو اپنے حصص کے مطابق "علی سبیل الولاء" ملے گا۔ لہٰذا مسئلہ کی صورت اور مال کی تقسیم یوں ہو گی:

اصل مسئلہ "۳" سے

جس میں سے "ثلثان علی سبیل الفرضیة" تینوں بیٹیوں میں تقسیم ہوں گے اور باقی ایک ان دو بیٹیوں یعنی صغریٰ اور کبریٰ میں جنہوں نے دو اور تین کی نسبت سے اپنے باپ غلام کو خریدا تقسیم ہو گا لیکن نہ ہی تو "ثلثان" یعنی "دو" بلا کسر تین بیٹیوں پر تقسیم ہوتے ہیں اور نہ ہی ایک بیس اور تیس روپے باپ کی خریداری میں خرچ کرنے والی بیٹیوں کے مجموعی تناسب "۵" پر لہٰذا "۵" کے مجموعی تناسب کو "۵" رؤس فرض کرتے ہوئے تین بیٹیوں کے رؤس سے ضرب دی جائے گی جن پر ان کا حصہ "ثلثان" یعنی " " بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا "15=3x5" اب ان "15" کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے "45" کی تعداد سے مسئلہ کی بلا کسر تصحیح ہو گی۔ اب جبکہ اصل مسئلہ "3" سے تمام بیٹیوں کو "علی سبیل الفرضیة" "2" ملے تھے انہیں مضروب "15" میں ضرب دینے سے "45" میں سے "30" حاصل ہوں گے جو تینوں بیٹیوں پر "علی سبیل الفرضیة" بلا کسر دس دس کی صورت میں تقسیم ہوں گے۔ اور خریدار بیٹیوں کے اصل مسئلہ سے "1" کو مضروب میں ضرب دینے سے "45" میں سے "15" حصص حاصل ہوں گے جنھیں ان کے تناسب "2" اور "3" پر تقسیم کرنے سے صغریٰ کو "6" اور کبریٰ کو "9" ملیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مزید وضاحت:

اصل مسئلہ "3" لیکن بلا کسر مال کے تقسیم نہ ہونے سے تصحیح "45" سے لہٰذا جمیع مال میت کے "45" حصص کرنے کے بعد "علی سبیل الفرضیۃ" "3" بیٹیوں کو "30" جو دس دس کی صورت میں انہیں ملیں گے۔ اور خریدار بیٹیوں کو "علی سبیل الولاء" "15" حصص ملیں گے جو ان میں بقدر الملک صغریٰ کو "6" اور کبریٰ کو "9" کی تعداد میں تقسیم ہوں گے:

لہٰذا کبریٰ کو علی سبیل الفرضیۃ والولاء: "19 = 9 + 10"

صغریٰ کو علی سبیل الفرضیۃ والولاء: "16 = 6 + 10"

اور متوسطہ کو صرف علی سبیل الفرضیۃ: 10 = +

ملیں گے۔

کل حصص: = (45)

حافظ ابو اسحاق کے ہاں مسئلہ مذکورہ میں اگر کبریٰ اور صغریٰ اپنے باپ کا حالت جنون میں نکاح کر دیں تو یہ نکاح درست ہو گا کیونکہ باپ کی ولاء کی مالک بن جانے سے وہ عصبۃ بالولاء قرار پائیں گی جس سے انہیں ولایۃ الانکاح حاصل ہو جائے گی۔ چونکہ اس مسئلہ میں بیٹی' باپ کی ولیہ بن گئی لہٰذا' حافظ ابو اسحاق اسے غرائب میں شمار کرتے ہیں۔

"تنبیہ"

"ومن ملک ذا رحم محرم" کی بحث کا تعلق اگرچہ باب ذووا الارحام سے ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر ایک تو اس لئے ہے کہ وہ عصبات نسبیۃ کی بحث کا تتمہ اور حصہ ہے ثانیاً ماتن اس بات پر اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ عتق غیر اختیاری بھی ولاء کا سبب ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

قرابت کی تین انواع ہیں:

(۱) قرابت ذی رحم محرم' خواہ اس کا تعلق اصل' آباء اجداد سے ہو یا فرع اولاد سے۔

(۲) قرابت متوسطہ' ایسی قرابت محارم جس کا تعلق اصل وفرع سے نہ ہو بلکہ قرابت اخوۃ' اخوات اور ان کی اولاد' قرابت اعمام عمات' اخوال اور خالات سے ہو۔

(۳) قرابت بعیدہ ایسی قرابت جس کا تعلق محارم سے نہ ہو بلکہ ذو رحم سے ہو جیسے اولاد الاعمام والاخوال والخالات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرابت کی نوع اول سے تعلق رکھنے والے انسان کا جب کوئی مالک ہو گا تو وہ انسان باتفاق الاحناف والشوافع آزاد ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "ماینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدًا ان کل من فی السمٰوات والارض الا اٰتی الرحمٰن عبدًا" میں عبودیت کے اثبات سے بنوۃ کے ملک کی نفی ہوتی ہے۔ آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہو رہا ہے کہ عبودیت اور بنوۃ آپس میں منافی ہیں۔ مسئلہ زیر بحث میں جب بنوۃ ثابت ہو گی تو عبودیت کی از خود نفی ہو جائے گی۔ لہٰذا بیٹے کو جب کوئی انسان خریدے گا تو وہ از خود فورا آزاد ہو جائے گا ایسے ہی دوسرے محارم' ہاں اس کی ولاء کا مالک' خریدار ضرور ہو گا کیونکہ ولاء کا تعلق نسبتی ایک ایسا تعلق ہے جو کسی کی نفی سے بھی منفی نہیں ہو سکتا۔

اہل الظاہر کے نزدیک صورت مذکورہ میں غلام از خود آزاد نہیں ہو گا جب تک کہ باپ اسے آزاد نہ کرے کیونکہ آپ کے فرمان "لن یجزی ولد والدہ الا ان یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ" میں کلمہ "فیعتقہ" سے معلوم ہو رہا ہے کہ محرم غلام از خود آزاد نہ ہو گا بلکہ آزاد کرنے سے آزاد ہو گا۔ ہاں اہل الظاہر کے ہاں یہ ضروری ہے ک ایسے ذو رحم کو آزاد کر دینا چاہئے۔ قرابت کی نوع ثانی سے تعلق رکھنے والے ذو رحم کا جب کوئی انسان مالک ہو گا تو وہ بھی حنفیہ کے نزدیک از خود آزاد ہو جائے گا لیکن امام شافی رحمہ اللہ از خود اس کی آزادی کے قائل نہیں جب تک کہ خریدار اسے آزاد نہ کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی تائید ذیل کے امور سے ہوتی ہے:

(۱) صورت مذکورہ میں مالک اور مملوک کے درمیان کسی قسم کا علاقہ جزئیت نہیں جیسے اصل وفرع باپ بیٹے میں ہوتا ہے۔ لہٰذا مملوک مالک پر از خود آزاد نہ ہو گا۔

(۲) ان کی شہادت کا ایک دوسرے کے حق میں مقبول ہونا۔

(۳) ایک دوسرے کے لئے زکوٰۃ کا حلال ہونا جیسے بھائی کی زکوٰۃ بھائی کے لئے حلال ہے۔

(۴) جانبین سے قصاص کا تحقق یعنی ایسے محارم میں قصاص کا اجراء۔

(۵) ہر ایک کی بیوی کا دوسرے کے لئے حلال ہونا جیسے ایک بھائی کی مطلقہ یا متوفی عنہا بیوی' دوسرے کے لئے حلال ہے بخلاف الوالد والمولود ان کی بیویاں ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں۔

احناف اپنی تائید میں ذیل کی روایت پیش کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عن ابن عباس ؓ ان رجلا قال لرسول اللّٰہ ﷺ انی وجدت اخی یباع فی السوق فاشتریته وانی ارید ان اعتقه فقال قد اعتقه اللّٰہ

یہ روایت عند الحنفیہ بھی ضعیف ہے اسی لئے مسلک کی تائید میں ان کی طرف سے نسائی شریف کی وہ روایت پیش کی جاتی ہے جو اپنے عموم کے لحاظ سے محارم متوسطہ کو بھی شامل ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں: "من ملک ذا رحم محرم فھو حر" نیز مندرجہ ذیل عقلی دلائل کو بھی وہ پیش کرتے ہیں:

اولاً: احناف کا کہنا ہے کہ آزادی کی اصل علت ملک اور قرابت متاید بالمحرمیت ہیں۔ لہٰذا نوع ثانی میں اس کے پائے جانے سے مملوک محرم' از خود آزاد ہو جائے گا۔

ثانیاً: اس قرابت متوسطہ میں حرمت مناکحت کی علت جب ذلة الاستفراش ہے تو پھر ملک یمین میں ذلت تو اس سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا وہ ملک کیونکر جائز ہو گا۔ نتیجتاً اس قرابت میں بھی مملوک از خود آزاد ہو جائے گا۔

ثالثاً: جمع بین الاختین میں جب حرمت کی وجہ قطع رحم ہے جو ضرائر میں منافرت سے واضح ہے تو یہی قطع رحم قرابت مذکورہ میں ملک کے برقرار رکھنے میں کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا اس قطع رحم کا بھی تقاضا ہے کہ مملوک بالفور آزاد ہو جائے۔

لہٰذا ان وجوہات مذکورہ کی بنیاد پر مملوک کی بالفور آزادی کے راستے میں علاقہ جزئیت کا انتفاء مضر نہ ہوگا۔ نیز احد الاخوین کا اتصال بالآخر بواسطة الاب ایسے ہی ہے جیسے نافلہ "اولاد الابن والبنت" کا بالجد' تو پھر جو حکم نافلہ کا ہو گا وہی حکم احد الاخوین کا ہوگا۔ یعنی جب نافلہ میں سے مملوک از خود آزاد ہو جاتا ہے تو اخوین میں سے آزاد کیوں نہ ہو گا؟ بلکہ بعض فقہاء نے بعض تشبیہات میں اخوین کے اتصال بالاب کو بنسبت نافلہ کے اتصال بالجد اقویٰ قرار دیا ہے۔ لہٰذا مملوک بھائی کی آزادی نافلہ سے اولیٰ ہو گی۔

ملاحظہ:

خیال رہے! اولاد الاعمام والاخوال کی بوجہ واسطات کثیرہ کے وہ حیثیت نہیں جو اعمام واخوال کی ہے۔ لہٰذا وہ قرابت متوسطہ میں داخل نہ ہوں گے بلکہ قرابت ثالثہ بعیدہ میں داخل ہوں گے۔ قرابت کی نوع ثالث بعید سے تعلق رکھنے والے انسان کا جب کوئی مالک ہو گا تو بالاتفاق بین الاحناف والشوافع مملوک از خود آزاد نہ ہو گا کیونکہ زیادہ وسائط کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باعث جب وہ محارم سے نہ رہا تو اس نعمت کا بھی وہ مستحق نہ رہا۔ اسی لئے اس قرابت میں حرمة النکاح اور حرمة الجمع فی النکاح ثابت نہیں جیسے جمع بین بنت العم وبین بنت العم الاخر ممنوع نہیں۔

"تصریح"

عصبات کی توریث پر کتاب وسنت سے ذیل کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

"ولابویه لکل واحد منهما السدس مما ترک ان کان له ولد فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث"

آیت سے نصاً معلوم ہو رہا ہے کہ میت کی اولاد کی موجودگی میں والدین میں سے ہر ایک کو "علی سبیل الفرضیة" سدس ملے گا اور اگر اولاد نہ ہو تو پھر والدة کو "علی سبیل الفرضیة" ثلث' لیکن باپ کا حصہ آیت میں مذکور نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "مابقی ثلثان بالتعصیب" باپ ہی کے لئے ہو گا۔ لہٰذا آیت سے اس کی وراثت بالتعصیب ثابت ہوئی۔

(۲) "ان امرؤٌ هلک لیس له ولدٌ ولد اخت فلها نصف ماترک وهو یرثها ان لم یکن لها ولد"

آیت کے آخری حصہ "وهو یرثها" ...الخ سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر ہمشیرہ کی اولاد نہ ہو تو اس کے جمیع ترکہ کا وارث عینی بھائی ہو گا۔ کیونکہ اس کے لئے آیت میں کوئی متعین حصہ مذکورہ نہیں اور یہ ہی معنی عصبۃ کا ہے۔

(۳) "الحقوا الفرائض باهلها فما بقی فلا ولٰی رجل ذکر" (بخاری شریف)

یعنی اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ اقرب عصبۃ مذکر کے لئے ہو گا۔

فائدہ

"ذکر" کی قید سے یہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے کہ عصبۃ خواہ بچہ ہی کیوں نہ ہو وہ مابقی کا وارث اور مستحق بالتعصیب ہو گا۔

"اقسام العصبة"

عصبۃ کی دو قسمیں ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) عصبة نسبیه ۔ جو بسبب نسب عصبة ہو۔

(۲) عصبة سببیه۔ جو کسی سبب سے عصبة ہو جیسے عتق۔

غلام کو آزاد کرنے کی صورت میں اگر اس کا اپنا کوئی وارث من اصحاب الفروض والعصبات نہ ہو تو معتق اس کا بالولاء عصبة سببیہ ہونے کے باعث وارث ہو گا۔

"اقسام العصبة النسبية ثلاثة:"

(۱) عصبة بالنفس (۲) عصبة بالغير

(۳) عصبة مع الغير

"ملاحظہ"

خیال رہے! علم میراث میں جب عصبة بلاقید مذکور ہو تو اس سے مراد عصبة بنفسہ ہوتا ہے اور اگر ثانی اور ثالث مراد ہوں تو پھر وہ مقید مذکور ہوں گے یعنی "عصبة بالغير" اور "عصبة مع الغير" کی صورت میں۔

اصناف العصبة بالنفس اربعة:

(۱) عصبة بالنفس کی چار اصناف جن کا ذکر بالترتیب پیچھے گذر چکا ہے جب ان میں سے کوئی ایک صنف موجود ہو گی تو وہ اصحاب الفروض کے سہام سے مابقی کی حق دار ہو گی اور اگر اصحاب الفروض ہی جمیع ترکہ پر حاوی ہو جائیں تو پھر وہ میراث سے محجوب رہیں گے جیسے کوئی عورت اپنی وفات پر زیل کے ورثاء چھوڑ جائے۔

زوج' اخت لاب وام' اخ لاب تو زوج اور اخت شقیقہ کو نصف نصف ترکہ ملنے پر اخ لاب کے لئے کچھ نہ بچا۔ لہٰذا وہ محجوب رہے گا۔ اور اگر ان اصناف میں سے دو یا زیادہ موجود ہوں تو پھر ذیل کی ترجیحات پر عمل ہو گا۔

اَوّلاً: ترجیع بالجهة لہٰذا جهة البنوة باقی ماندہ جہات واصناف پر تقدیم کے پیش نظر مقدم ہوگی۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! ترجیح بالجهة میں عینی اور علاتی بھائی کی جہت گو جہة بالابوة سے متاخر ہے لیکن مختار مذہب کے مطابق مع الجد وہ وارث ہوں گے۔

ثَانِیًا: ترجیح بالدرجه جب عصبة بنفسہ متعدد ہوں اور جہت میں بھی متحد ہوں تو پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان میں ترجیح بالدرجہ ہو گی یعنی جو درجہ میں اقرب ہو گا وہ وارث اور دوسرا محجوب' جیسے بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں ترکہ تمام تر بیٹے کے لئے ہو گا کیونکہ وہ پوتے کی بنسبت اقرب الی المیت ہے۔ اور ایسے ہی اگر ایک طرف علاتی بھائی اور دوسری طرف عینی بھائی کا بیٹا تو جمیع تر ترکہ' علاتی بھائی کو حاصل ہو گا کیونکہ وہ درجہ میں راجح اقرب الی المیت ہے۔

ثَالِثًا: ترجیح بقوۃ القرابۃ جب عصبات جہۃ اور درجہ میں برابر ہوں تو پھر ترجیح بوجہ قوۃ قرابت ہو گی جیسے ایک طرف حقیقی بھائی ہو اور دوسری طرف علاتی تو میراث تمام تر حقیقی بھائی کے لئے ہو گی کیونکہ وہ قرابت میں علاتی سے قوی تر ہے۔ ایسے ہی حقیقی چچا اور علاتی چچا میں ترجیح حقیقی چچا کو ہوگی اور وہ ہی جمیع ترکہ کا وارث ہو گا۔

"فوائد"

(۱) خیال رہے! ترجیح بقوۃ القرابۃ' جہۃ بنوۃ اور جہۃ ابوت میں نہیں پائی جا سکتی۔

(۲) جب عصبۃ بالنسب اور عصبۃ بالسبب جمع ہو جائیں تو وراثت میں عصبۃ بالنسب مقدم ہو گا کیونکہ جہۃ نسب بنسبت جہۃ سبب اقویٰ ہے اور ظاہر ہے کہ اقویٰ اضعف پر مقدم ہی ہوتا ہے جیسے مسالۃ القضاۃ سے واضح ہے۔

"صورۃ المسالۃ" کوئی بہن اور بھائی مل کر اپنے باپ کو خریدیں تو باپ آپ کے فرمان "من ملک ذا رحم محرم منه عتق علیه" کے مطابق آزاد ہو جائے گا پھر باپ کسی غلام کے مالک ہو جانے پر اسے آزاد کر دیتا ہے۔ بعدہ باپ اور اس کے بعد اس کا آزاد کردہ غلام وفات پا جاتے ہیں۔ اس صورت مذکورہ میں باپ کے آزاد کردہ غلام کی ولاء کا مالک اس کا بیٹا بوجہ معتِق باپ کا بیٹا' ہونے کی حیثیت سے ہوگا نہ اس لئے کہ وہ معتِق المعتِق ہے۔

حاصل الکلام یہ ہے کہ بیٹا بوجہ عصبۃ بالنسب بنفسہ ہونے کے وارث ہو گا نہ محض بالولاء بخلاف اس کی ہمشیرہ کے جو باپ کی ولاء میں عصبۃ سببی ہے اور ظاہر ہے کہ عصبۃ نسبی سببی پر مقدم ہے نیز عصبۃ بنفسہ میں جہت بنوۃ کی مقدم علی الولاء ہے۔ لہٰذا بیٹا تو باپ کے آزاد کردہ غلام کی ولاء کا مالک ہو گا لیکن اس کی ہمشیرہ وارث نہ ہوگی۔

"وجہ التسمیہ" اس مسئلہ کو مسئلۃ القضاۃ کے نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ اس کی وضاحت میں چار صد قضاۃ سے لغزش ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"ضابطہ" خیال رہے! عصبۃ بنفسہ مذکر ہی ہو سکتا ہے۔ انثی عصبۃ بنفسہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر وہ معتقہ ہو تو ہو سکتی ہے جیسے صاحب الرحبیہ کا کہنا ہے۔

ولیس فی النساء طرًا عصبۃ  الا اللتی منت بعتق الرقبۃ

اعتراض وجواب:

بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ میت سے اس کے باپ اور بیٹے کا درجہ فی القرابت والانتساب ایک جیسا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک فرع (بیٹا) ہے۔ اور دوسرا اصل (باپ) لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ بیٹے اور پوتے کو وراثت میں بالتعصیب باپ پر تقدم حاصل نہ ہو تو اس کی تردید میں یوں ہی کہا جا سکتا ہے کہ جھۃ بنوۃ کو جھۃ ابوت پر ذیل کے ادلّہ سے تقدیم حاصل ہے۔

دلیل النقل:

(۱) قولہ تعالیٰ: "ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد" آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حصص کا بیان تو کیا ہے لیکن بیٹے کے حصہ کا نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا مابقی کا بالعصوبۃ مالک ہو گا اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ بیٹا عصوبۃ میں مقدم علی الاب ہے چونکہ پوتا بیٹے کے نہ ہونے پر اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا حکم بھی بیٹے جیسا ہو گا۔

دلیل عقلی:

(۲) اکثر دیکھا گیا ہے اور تجربہ میں آچکا ہے کہ انسان بیٹے کو اکثر امور میں باپ پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی عادت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ بیٹے کے لئے مال ومتاع کو جمع کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے: "الولد مبخلۃٌ مجبنۃٌ" یعنی اولاد باپ کے بخل وجبن کا سبب ہوتی ہے۔ اس کے لئے وہ مال میں بخل سے کام لیتا ہے حتی کہ حوائج ضروریہ اور امور شرعیۃ میں بھی مال کو خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے اور اولاد ہی کے لئے اپنی بقاء کو چاہتا ہے حتی کہ جہاد سے بھی کبھی اجتناب کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی محبت کس قدر باپ کے دل میں موجود ہوتی ہے اور وہ باپ سے بڑھ کر کس قدر اقرب الی الانسان ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) "العصبة بالغیر" عصبۃ بالغیر میں چار قسم کی عورتیں داخل ہیں جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔

"شروط العصبة بالغیر ثلاثة"

(۱) عصبۃ بالغیر وہ انثیٰ ہوگی جو عصبۃ قرار دیئے جانے سے قبل اصحاب الفروض سے ہو۔ اگر وہ اصحاب الفروض سے نہیں تو ایسی عورت عصبۃ بالغیر نہیں ہو سکتی۔

(۲) اس کا معصب درجہ میں برابر ہونا چاہئے۔

(۳) معصب' عصبۃ بننے والی عورت کی قوت قرابت میں برابر ہونا چاہئے۔ لہٰذا علاتی بھائی' عینی بہن کو عصبۃ نہ بنا سکے گا کیونکہ وہ قوت میں اس سے کم تر ہے۔

"وجه التسمية"

عصبۃ بالغیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان چاروں اقسام کی عورتوں کی عصوبۃ ذاتی نہیں بلکہ بالغیر ہے اور وہ غیر عاصب بنفسہ ہے اگر وہ موجود ہو گا تو یہ عصبۃ ہوں گی نہیں تو نہیں۔

"دلیل توریثها"

(۱) قولہ تعالیٰ: "للذکر مثل حظ الانثیین"

(۲) وقولہ: "فان کانوا اخوةً رجالاً ونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین" علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ "اخوۃ" سے مراد حقیقی بہن بھائی ہیں۔

(۳) العصبة مع الغیر

یہ تعصیب اخوات مع البنات کے ساتھ خاص ہے جب کوئی عینی یا علاتی بہن بیٹی کے ساتھ موجود ہو گی بشرطیکہ بہن کا بھائی موجود نہ ہو تو وہ مع البنت وبنت الابن عصبۃ ہو گی اور یہ ہی مفہوم "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة" کا ہے۔

اخوات کو مع البنات عصبۃ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اخوات مع البنات پر ترکہ کی تقسیم میں کوئی کمی (نقص) واقعہ ہو تو وہ صرف اخوات کے حصہ میں ہو اور وہ تب ہی ہو سکتا ہے جب انہیں عصبۃ قرار دیا جائے۔

اگر بالفرض انہیں بالفرضیت حصہ دیا جائے تو دو اخوات کو ثلثان ملنے سے ایک بیٹی کا نصف حصہ کم ہو جائے گا۔ لہٰذا نقص کو اخوات کے ساتھ مخصوص کرنے سے بیٹی کا حصہ نقصان سے بچ جائے گا اور یہ اخوات کو مع البنات عصبۃ قرار دینے سے ہی ممکن ہے کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عصبۃ مابقی کا حق دار ہوتا ہے۔

عصبۃ مع الغیر کی توریث بخاری شریف کی اس روایت سے ثابت ہے جس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے متوفی کے ترکہ میں سے پوتی کی موجودگی میں بیٹی کو نصف اور بہن کو بھی نصف حصہ دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فرمانے لگے "لاقضین فیھا بقضاء رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم" یعنی بیٹی کو نصف' پوتی کو سدس تکملۃ للثلثین دینے کے بعد مابقی بہن کو دیا جائے گا۔ جب اس صورت حال کا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کی تصدیق ہی نہ کی بلکہ فرمایا "لاتسئالونی مادام ھٰذا الحبر فیکم" اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہن کو بیٹی کے ساتھ مابقی دیا ہے اور مابقی حاصل کرنے والا عصبۃ ہی ہو سکتا ہے لہٰذا بہن' بیٹی کی موجودگی میں عصبۃ ہوگی۔

خیال رہے! جب حقیقی بہن مع البنات عصبۃ ہو گی تو وہ مرتبہ میں حقیقی بھائی کے برابر ہو گی۔ لہٰذا وہ علاتی بھائیوں بہنوں کے لئے ایسے ہی حاجب ہوگی جیسے حقیقی بھائی اور یہی حال علاتی بہن کا ہے جب وہ عصبۃ ہو گی تو اپنے سے ابعد افراد کے لئے ایسے ہی حاجب ہو گی جیسے علاتی بھائی۔ لہٰذا بھائیوں کی اولاد اس کے ہوتے ہوئے محجوب عن الوراثت ہو گی جیسے کوئی متوفی دو بیٹیاں' ایک علاتی بہن اور ایک حقیقی بھتیجا چھوڑ جائے تو بیٹیوں کو ثلثان' مابقی علاتی بہن کو اور بھتیجا محجوب لہٰذا مسئلہ کی تاصیل (۳) سے ہو گی اور ترکہ یوں تقسیم ہو گا:

مسئلہ کی تاصیل (۳) سے

| | | |
|---|---|---|
| بنتان کو | ثلثان (۲) | علی سبیل الفرضیت |
| اخت لاب کو | مابقی (۱) | علی سبیل العصوبۃ |
| ابن اخ شقیق | محجوب | |

"ملحوظہ"

خیال رہے! اخیافی بھائی' بہن مع البنات چونکہ وارث نہیں بلکہ وہ محجوب ہیں لہٰذا وہ مع البنات عصبۃ نہ ہوں گے۔

"الفرق بین العصبۃ بالغیر ومع الغیر" عصبۃ بالغیر میں صاحبۃ فرض انثیٰ اپنے بھائی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجود سے عصبۃ بن کر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق وراثت میں حصہ دار ہوتی ہے۔ عصبۃ مع الغیر میں اخوات مع البنات عصبۃ ہو کر اصحاب الفروض کے حصص کے بعد مابقی کی حق دار ہوتی ہیں۔ لہٰذا واضح مابہ الامتیاز یہ ہوا کہ عصبۃ بالغیر میں عصبۃ بنفسہ پایا جاتا ہے جیسے بیٹا، پوتا، عینی بھائی اور علاتی بھائی جن کے ساتھ بیٹی، بہن عصبۃ ہو جاتی ہیں اور عصبۃ مع الغیر میں عصبۃ بنفسہ نہیں پایا جاتا جیسے بنات ان کے ساتھ اخوات عصبۃ تو ہو جاتی ہیں لیکن بنات بنفسہ عصبۃ نہیں۔

"الوراثۃ من الجھات المختلفۃ" اگر کوئی انسان وراثت میں جہات مختلفہ رکھتا ہو تو وہ ان کے اعتبار سے ذیل کی تین صورتوں کے مطابق وارث ہو گا:

(۱) ایک جہت بالفرض اور دوسری بالتعصیب یا بالرحم رکھتا ہو تو وہ دونوں جہتوں کے اعتبار سے متوفی کے ترکہ میں حصہ دار ہو گا جیسے کوئی متوفاۃ تین چچازاد بھائی چھوڑ جائے جن میں سے ایک اس کا زوج ہو تو زوج کو اولاد کے نہ ہونے کے باعث نصف اور مابقی بمع زوج تینوں میں برابر تقسیم ہو گا۔ لہٰذا مسئلہ کی تاصیل و تشکیل "2" اور تصحیح "6" سے ہو گی۔ کیونکہ زوج کے نصف حصہ کے بعد مابقی نصف کی بلا کسر صحیح تقسیم تین بھائیوں میں ممکن نہیں۔ لہٰذا اصل مسئلہ "۲" کو رؤس "۳" میں ضرب دے کر حاصل ضرب "6=3x2" سے تصحیح کر لی جائے گی۔

| اصل مسئلہ | (۲) | تصحیح | (۶) سے |
|---|---|---|---|
| زوج ابن عم کو فرضاً نصف | (۱) | | (۳) |
| ابنا عم مع زوج کو تعصیباً نصف | (۱) | | (۳) ہر ایک کو ایک ایک |

نتیجتاً زوج کو جمیع ترکہ میں ثلثان (4=1+3) اور باقی دو چچازاد بھائیوں کو ثلث "۲" حصہ میں آئے۔

(۲) اگر وہ دو جہتیں بالفرض رکھتا ہو تو دونوں کے اعتبار سے وہ وارث ہو گا بشرطیکہ کوئی جہت دوسری کے لئے حاجب نہ ہو اور اگر حاجب ہو تو پھر وہ صرف حاجب جہت کے اعتبار سے وارث ہو گا اور یہ صورت صرف مجوس میں ہی پائی جا سکتی ہے جیسے کسی مجوسی کی اپنی بیٹی سے وطی پر جو بچہ پیدا ہو گا اس کی وہ موطنوہ ماں بھی ہو گی اور بہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی۔ لہٰذا اگر بیٹا صاحب جائیداد بلا ولد ماں سے پہلے وفات پاجائے تو اس کی ماں کو ترکہ میں ثلث علی سبیل الفرضیت ماں ہونے کی حیثیت میں ملے گا اور نصف ایضاً علی سبیل الفرضیۃ اخت ہونے کی حیثیت میں ملے گا لہٰذا مسئلہ کی تاصیل "٦" میں سے ام کو وھی ایضاً اخت "5=3x2" کا حصہ ملے گا۔

(۳) اور اگر وہ دو جہتیں بالتعصیب رکھتا ہو تو پھر وہ جہت متقدمہ کے اعتبار سے وارث ہو گا جیسے ابن المعتق جو معتق کے ترکہ کا جہت بنوۃ کے اعتبار سے وارث ہو گا نہ جہت ولاء کے اعتبار سے کیونکہ جہت بنوت جہت ولاء پر مقدم ہے۔ اور اگر کوئی متوفی ایسی دو خالہ زاد بہنیں چھوڑ جائے جن میں سے ایک اس کی زوجہ ہے تو اس کے ترکہ میں سے ربع زوجہ کو فرضاً دیا جائے گا اور مابقی تین ارباع میں وہ دونوں علی سبیل الرحم شریک ہوں گی۔

| مسئلہ کی تاصیل | (۴) سے | اور تصحیح | (۸) سے ہوگی |
|---|---|---|---|
| جن میں سے خالہ زاد بہن زوجہ کو | (۱) | | (۲) علی سبیل الفرضیت |
| زوجہ اور دوسری خالہ زاد بہن کو | (۳) | | (٦) علی سبیل الرحم ملیں گے۔ |
| لہٰذا زوجہ کو علی سبیل الفرض والرحم | ۲+ | =۳ | ۵ |
| اور دوسری خالہ زاد بہن کو علی سبیل الرحم | | | (۳) ملیں گے |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بابُ الحجَبِ

الحجب على نوعين:

(۱) حجب نقصان، وهو: حجبٌ عن سهم الى سهم وذٰلک لخمسة نفر: للزوجين، والام، وبنت الابن، والاخت لاب، وقد مر بيانه

(۲) وحجب حرمان، والورثة فيه فريقان:

* فريق لايحجبون بحال البتة وهم ستة: الابن، والاب، والزوج، والبنت، والام، والزوجة

* وفريقٌ يرثون بحال، ويحجبون بحال، وهٰذا مبني على اصلين، احدهما هو: ان كل من يدلي الى الميت بشخص لايرث مع وجود ذٰلک الشخص سوى اولاد الام: فانهم يرثون معها، لانعدام استحقاقها جميع التركة

---

لغتاً حجب منع کو کہتے ہیں جبکہ فن میراث میں کسی انسان کو بوجہ کسی دوسرے انسان کے کلیتاً یا بعضاً میراث سے محجوب قرار دینا ہے۔ حجب کی دو قسمیں ہیں:

* حجب نقصان * اور حجب حرمان۔

(۱) "حجب نقصان" میں وارث کو کسی دوسرے حاجب انسان کے پائے جانے کے باعث زیادہ، مقرر، حصے کی بجائے کم تر حصہ ملتا ہے اور یہ پانچ انسانوں کو لاحق ہوتا ہے۔ یعنی اس سے پانچ قسم کے انسان متاثر ہوتے ہیں:

* "خاوند" جبکہ مرنے والی بیوی کی اولاد ہو تو اسے اولاد کی موجودگی میں "نصف" کی بجائے جمیع مال کا "ربع" نصیب ہوگا۔

* "بیوی" جبکہ مرنے والے خاوند کی اولاد ہو تو اسے "ربع" کی بجائے "ثمن" آٹھواں حصہ، جمیع مال میت سے ملے گا۔

* "والدہ" جبکہ مرنے والے بیٹے کی اولاد ہو اگر اولاد نہ ہوتی تو اسے جمیع مال میت سے "ثلث" ملتا لیکن اب بجائے "ثلث" کے اسے "سدس" ملے گا۔ اولاد میں خواہ صلبی اولاد ہو یا پوتے پوتیاں اولاد کی بجائے بھائی بہنیں ہوں تو بھی "سدس"۔

* "پوتی" حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف کی بجائے "تکلمة للثلثين" کی بنیاد پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"سدس" کی مالک ہو گی اگر بیٹی نہ ہوتی تو وہ "نصف" مال میت کی حق دار ہوتی۔

* ایسے ہی "علاتی بہن" حقیقی بہن کی موجودگی میں "نصف" کی بجائے "سدس" کی مالک ہو گی جیسا کہ پیچھے ان کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۲) حجب کی دوسری قسم "حجب حرمان" میں کسی دوسرے شخص کے پائے جانے کے باعث انسان بالکلیۃ میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

خیال رہے! اس میں ورثاء دو طرح کے ہوتے ہیں:

* ایک فریق ایسے انسانوں کا جو کسی صورت میں بھی محجوب بحجب الحرمان نہیں ہوتا اگرچہ یہ حجب نقصان کا شکار ہوتا ہے۔ نیز اس سے مراد وہ ورثاء ہیں جو قتل وردۃ اور رقیۃ سے متصف نہ ہوں کیونہ اتصاف کی صورت میں بالکلیۃ محجوب ہو سکتے ہیں۔ اور یہ چھ قسم کے انسان ہیں تین مردوں میں سے اور تین عورتوں میں سے۔

مردوں میں سے: (۱) بیٹا (۲) باپ (۳) متوفاۃ کا خاوند

عورتوں میں سے: (۱) بیٹی (۲) ماں (۳) بیوی

ان چھ اقسام کو حصہ کم تو مل سکتا ہے کسی دوسرے فرد کے وجود سے لیکن بالکلیۃ محروم نہیں ہو سکتے۔

* دوسرا فریق ایسے لوگوں کا جو ایک حالت میں وارث اور دوسری حالت میں محجوب اور یہ وہ لوگ ہیں جو سابقہ چھ قسم کے انسانوں کے علاوہ ہیں۔

خیال رہے! "حجب حرمان" میں فریق ثانی کا محجوب ہونا دراصل دو ضابطوں پر مبنی ہے:

* ایک تو یہ ہے کہ ہر وہ انسان جو کسی دوسرے انسان کی وساطت سے میت کی طرف انتساب رکھتا ہو وہ دوسرے انسان کی موجودگی میں وارث نہیں ہو سکتا ماسوائے اخیافی بھائیوں کے وہ باوجود اس بات کے کہ ماں کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہیں لیکن اس کے باوجود میت کے وارث ہیں اس لئے کہ ان کی ماں جس کی وساطت سے وہ منسوب ہیں جمیع مال میت کی وارث نہیں لہٰذا مال کے بچ جانے کے باعث وہ وارث ہیں۔

اس اصل کا حاصل مقصد یہ ہے کہ مدلیٰ بہ اگر جمیع ترکہ میت کا حق دار ہے تو پھر مدلیٰ اس کے ہوتے ہوئے وارث نہیں۔ خواہ سبب ارث دونوں کا متحد ہو جیسے اب اور جد' نیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابن اور ابن الابن کا' یا مختلف جیسے اب اور اخوۃ واخوات کا' ان میں سبب ارث ابوت اور اخوت متحد نہیں۔ اور اگر مدلیٰ بہ میت کے جمیع ترکہ کا مستحق نہیں تو پھر وہ بھی دو صورتوں سے خالی نہیں:

(i) مدلیٰ بہ اور مدلیٰ کا سبب ارث متحد ہو گا یا غیر متحد۔ متحد ہونے کی صورت میں یہاں بھی مدلیٰ وارث نہ ہو گا جیسے ام اور ام الام کی صورت میں کیونکہ مدلیٰ بہا ام کے حصہ کے بعد مدلیہ ام الام کے لئے کچھ بچتا ہی نہیں کہ وہ سبب امومت کے باعث کسی شئ کی وارث ہو۔ نیز کوئی دوسرا نصیب بھی اس کی وراثت کا موجود نہیں۔ لہٰذا وہ محروم ہو گی۔

(ii) اور اگر ان دونوں کا سبب ارث متحد نہیں جیسے ام' اور اولاد ام کا' کیونکہ ام کا سبب ارث امومت ہے جبکہ اولاد ام کا اخوت' لہٰذا' ایسی صورت میں مدلیٰ بہ اپنا حصہ اپنے سبب کے باعث اور مدلیٰ اپنے کے باعث حاصل کریں گے تو مدلیٰ کو حرمان لاحق نہ ہو گا۔

خیال رہے! بعض حالات میں ام کا بوجہ فرضیت ورد جمیع ترکہ میت کا مالک ہوجانا ماتن رحمۃ اللہ علیہ کے قول "لا تعد ام استحقاقها جميع التركة" کے منافی نہیں کیونکہ ماتن رحمۃ اللہ علیہ کی نفی ایک جہت سے جمیع ترکہ کے استحقاق کے متعلق ہے نہ کہ دوجہات کے استحقاق کے متعلق۔

* دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ "الاقرب فالاقرب" کے اصول پر عمل ہو گا۔ جیسا کہ عصبات کی بحث میں گزر چکا ہے۔ لہٰذا اقرب ابعد کے لئے حاجب ہو گا۔

خیال رہے! جیسے عصبات میں اقرب ابعد کے لئے موجب حرمان ہوتا ہے خواہ ان کا سبب وراثت متحد ہو یا مختلف تیسے یہ اصل غیر عصبات میں بھی جاری ہو گا جبکہ ان کا سبب ارث متحد ہو گا جیسے "جدات مع الام' بنات الابن مع الصلبتين" اور "اخوات الاب مع الاختين لاب وام" میں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فریق ثانی میں حجب حرمان کے لئے دو قاعدے بیان کئے ہیں جو توہم کے ازالہ کے لئے دونوں ضروری اور اہم ہیں کیونکہ پہلے اصل پر اگر اکتفاء کیا جاتا تو اس سے یہ وہم لاحق ہوتا کہ ولد الابن' خواہ مذکر ہو یا مونث ایسے بیٹے کی موجودگی میں وارث ہو گا جو ان کا باپ نہیں۔ کیونکہ وہ اس کی وساطت سے مدلی الی المیت نہیں۔ حالانکہ وہ ایسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت میں بھی وارث نہیں۔ اور اگر دوسرے اصل پر اکتفاء کیا جاتا تو اس سے یہ وہم لاحق ہو سکتا تھا کہ ام الام باپ کی موجودگی میں بوجہ ابعد ہونے کے وارث نہیں حالانکہ وہ وارث ہے۔ لہٰذا دوسرے اصل کے باعث پوتا ایسے بیٹے کی موجودگی میں وارث نہ ہوگا جو اس کا باپ نہیں۔ کیونکہ پوتا اس سے ابعد ہے۔ گو پہلے اصل کے مطابق وہ اس کی وساطت سے مدلیٰ نہیں اور اس کے مطابق وہ وارث بنتا ہے۔ یعنی پہلے کے مطابق اسے وارث ہونا چاہئے اور دوسرے کے مطابق نہیں اور ایسے ہی دوسرے اصل کے مطابق ام الام باپ کی موجودگی میں وارث نہیں اور پہلے اصل کے مطابق وہ وارث ہے۔ لہٰذا دونوں قواعد کے ذکر سے نہ ولد الابن وارث ہوگا اور نہ ام الام وراثت سے محروم ہوگی۔

خیال رہے! اصل ثانی پر اکتفاء نہ کرنے کی دلیل دو طریق پر مخدوش ہے:

(۱) اگر اصل ثانی ظاہر پر محمول ہو۔ یعنی "علی الاطلاق اقرب فی الدرجة ابعد" کے لئے حاجب ہو' تو اس سے ام الام کا' بالاب اور ابن الاخ لاب وام کا بالاخ لام محجوب ہونا لازم آئے گا' جو کہ صحیح نہیں۔

(۲) اور اگر اس سے مراد مقید ہو یعنی ایسا ابعد محجوب جو مدلیٰ بالاقرب ہو تو اصل ثانی بعینہ اصل اول ہو گا۔ یہ دو اصل (قواعد) نہ ہوں گے بلکہ ایک ہی ہوگا۔ اور اس اصل کو عصبات کے ساتھ مخصوص کرنے سے بھی ام الام کو بالاب اور ابن الاخ لاب وام کو بالاخ لام محجوب ہونے سے نہیں بچایا جا سکتا کیونکہ یہ اصل فریق ثانی سے متعلق ان ورثاء کے لئے بیان کیا گیا ہے جو کبھی واث ہوتے ہیں اور کبھی محجوب۔ لہٰذا' اس میں عصبات اور غیر عصبات سبھی داخل ہوں گے اور جب یہ اصل عام ہو گا تو پھر ام الام اور ابن الاخ لاب وام کیونکر اب اور اخ لام کے ہوتے ہوئے جو اقرب الی المیت ہیں' محجوب نہ ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثانی: الاقرب فالاقرب کما ذکرنا فی العصبات والمحروم لایحجب عندنا وعند ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ یحجب حجب النقصان' کالکافر والقاتل والرقیق۔

والمحجوب یحجب بالاتفاق کالاثنین من الاخوۃ' والاخوات فصاعدا من ای جھۃ کانا' فانھما لایرثان مع الاب ولٰکن یحجبان الام من الثلث الی السدس

---

"والمحروم لایحجب عندنا ....." محروم وہ انسان جس میں وراثت کی صلاحیت ہی موجود نہ ہو' حنفیہ کے نزدیک وہ کسی بھی لحاظ سے حاجب نہیں بن سکتا۔ بخلاف حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ حاجب نقصان واقع ہو سکتا ہے جیسے کوئی مرنے والی عورت اپنے پیچھے خاوند' دو اخیافی بھائی اور کافر بیٹا چھوڑ جائے تو حنفیہ کے نزدیک چونکہ کافر محروم کسی قسم کا حاجب نہیں' لہٰذا خاوند کو جمیع ترکہ سے "نصف" ملے گا اور اخیافیوں بھائیوں کو "ایک ثلث" مابقی' کسی عصبہ کو اگر کوئی ہے تو لیکن کافر لڑکے کو کچھ نہ ملے گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مذکورہ صورت میں گو لڑکا کافر' محروم ہے لیکن خاوند کو اس کے طفیل "نصف" کی بجائے "ربع" ملے گا کیونکہ ان کے نزدیک وہ حاجب ہے۔ محروم کو حاجب نقصان قرار دینے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذیل کی دلیل کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ حجب نقصان قرآن مجید کی آیت "فان کان لکم ولد فلھن الثمن" اور اس کے فرمان "فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس" میں کلمہ "ولد اور اخوۃ" مسلم' کافر' آزاد' غلام اور قاتل سبھی افراد کو شامل ہے۔ لہٰذا ان سبھی افراد کا حاجب نقصان ہونا صحیح اور درست ہوگا۔ اور ولد وارث سے مراد مقید بالوارثۃ بیٹا اور بھائی لے کر' کافر وغیرہ کو آیت کے عموم سے' اس لئے کہ وہ وارث نہیں' خارج قرار دینا نسخ کے مترادف ہے اور اس تقیید کے لئے بھی ایسی دلیل کا ہونا ضروری ہے جیسے نسخ کے لئے یعنی تقیید پر دال یا تو کوئی نص ہونی چاہئے یا پھر خبر صحیح۔ اور جب تقیید کے لئے ایسی کوئی دلیل موجود نہیں تو تقیید نادرست ہوگی اور آیت اپنے عموم کے باعث کافر وغیرہ کو شامل ہوتے ہوئے ان کے حجب نقصان پر دال ہو گی۔ گو کافر' قاتل وغیرہ وارث نہیں۔ اور محروم کے حاجب حرمان نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اعتبار "تقدیم الاقرب علی الابعد" کا ہوتا ہے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اقرب وراثت کا مستحق ہو۔ چونکہ کافر اور قاتل وغیرہ مستحق للوراثۃ نہیں لہٰذا وہ حاجب حرمان بھی نہیں۔

بخلاف حجب نقصان کے جس میں اکثر حصہ سے اقل کی طرف انتقال ہوتا ہے۔ لہٰذا' اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا خواہ حاجب وارث ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں وہ حاجب نقصان ہو گا۔ اور جن اصحاب کے ہاں محروم کسی طرح کا بھی حاجب نہیں۔ ان کے ہاں:

اولاً..... اسم الولد والاخ اگرچہ عام ہے لیکن ان کا ذکر آیۃ المواریث میں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مراد ان دونوں سے وارث ہی ہے اور جو میراث کی اہلیت نہیں رکھتا جیسے کافر' وہ استحقاق ارث میں' بمرتبہ میت کے ہے۔ لہٰذا وہ حق حجب میں بھی بمرتبہ میت ہی ہو گا تو پھر وہ حاجب کیسے ہو گا؟ بخلاف بھائیوں کے جو مع الاب محجوب ہونے کے باوجود ام کے لئے "من الثلث الی السدس" حاجب نقصان ہیں کیونکہ ان کی اہلیت ارث' ثابت ہے لیکن وہ خود وراثت کی شرط (فقدن الاب) کے نہ پائے جانے کے باعث وارث نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حجب میں ارث ایک بنیادی شئے ہے۔ اگر وہ کسی انسان میں بالکلیۃ مفقود ہے جیسے کافر محروم بیٹے میں تو ایسا انسان کسی کے لئے کسی قسم کا حاجب نہیں ہو سکتا اور اگر بالکلیۃ مفقود نہیں جیسے بھائی محجوب بالاب میں تو ایسا انسان حاجب نقصان ہو سکتا ہے۔

ثانیاً..... محروم جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کے مشہور مسلک میں حاجب حرمان نہیں تو پھر وہ حاجب نقصان کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ دونوں ایک ہی شئے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ حجب حرمان میں اقرب کی تقدیم ابعد پر تمام حصہ میں ہوتی ہے جبکہ حجب نقصان میں حاجب کی تقدیم علی المحجوب بعض حصہ میں۔ نتیجتاً کافر محروم بیٹا حاجب نہیں۔

"والمحجوب یحجب بالاتفاق" محجوب بالاتفاق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور احناف کے نزدیک حاجب ہے جیسے دو بھائی خواہ کسی بھی طرف سے ہوں متوفی کے باپ کی موجودگی میں وارث نہیں بلکہ وہ محجوب ہیں لیکن اس کے باوجود متوفیٰ کی ماں کے لئے حاجب نقصان ہیں۔ اسی لئے اسے ان کی موجودگی میں ثلث کی بجائے سدس ملتا ہے۔ اور یہی حال حجب حرمان میں ہے۔ مثلاً:

"ام الاب محجوبۃ بالاب" ہونے کے باوجود وہ "لام ام الام" یعنی نانی کی ماں کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاجبۃ ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو اس لئے کہ محروم ان کے نزدیک بالکلیۃ وارث نہ ہونے کے باوجود حاجب ہے تو محجوب جو من وجہ وارث اور من وجہ غیر وارث ہے کیونکر حاجب نہ ہوگا بلکہ وہ اولیٰ بالحجب ہو گا۔ اور احناف کے نزدیک اس لئے کہ محروم من کل الوجوہ میراث کی اہلیت نہ رکھنے کے باعث بمرتبہ معدوم کے ہے جو حاجب نہیں بن سکتا۔ لیکن محجوب من وجہ یعنی باعتبار الاصل ارث کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ حاجب ہو گا اور من وجہ اس میں ارث کی صلاحیت موجود نہیں (جبکہ اس کا کوئی حاجب موجود ہو) اس لحاظ سے وہ حاجب للغیر نہیں ہو گا۔ لہٰذا استحقاق ارث میں محجوب میت متصور ہو گا حتی کہ وہ کسی چیز کا وارث نہ ہوگا اور حجب للغیر میں زندہ حتی کہ وہ کالوارث ہو گا۔

الغرض حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم اور محجوب کے حاجب ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا ان کے ہاں معاملہ آسان ہے۔ اور احناف کے نزدیک چونکہ فرق ہے لہٰذا انہیں محروم میں بالکلیۃ عدم اہلیت اور محجوب میں من وجہ اہلیت کا فرق بیان کرنا پڑا جو قدرے مشکل ہے۔

"تصریح"

"تعریف الحجب لغةً واصطلاحًا" حجب لغۃ منع اور حرمان کو کہتے ہیں جیسے "کلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون" سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس سے اسم فاعل حاجب اور اسم مفعول محجوب ہوگا۔ حاجب کو اس لئے حاجب کہا جاتا ہے کہ وہ غیر کو وراثت سے روکتا ہے اور محجوب کو اس لئے محجوب کہتے ہیں کہ وہ ممنوع من الوراثت ہوتا ہے۔

علم میراث کی اصطلاح میں حجب "منع الوارث من الارث كلاً او بعضًا لوجود من هو اولٰى منه بالارث" کو کہتے ہیں۔

اقسام الحجب:

حجب کی دو قسمیں ہیں: (۱) حجب وصفی (۲) اور حجب شخصی۔

(۱) حجب وصفی میں وارث کسی ایسی وصف سے متصف ہو جانے پر بالکلیہ محجوب عن الوراثۃ ہو جاتا ہے جو اس کے لئے مانع عن الوراثت ہو جیسے کسی وارث کا قاتل یا مرتد ہو جانا۔ یہ دو ایسے اوصاف ہیں جن کے پائے جانے سے انسان اپنے مورث کا وارث نہیں رہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) حجب شخصی میں انسان کسی ایسے وارث کے پائے جانے سے محجوب عن الوراثت ہو جاتا ہے جو وراثت میں زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

حجب شخصی کی دو قسمیں ہیں: (۱) حجب حرمان (۲) حجب نقصان۔

(۱) حجب حرمان میں کبھی انسان اہلیت ارث کے باوجود کسی دوسرے حاجب کے پائے جانے سے بالکلیہ محجوب عن الوراثت ہو جاتا ہے جیسے والد اور بیٹے کی موجودگی میں دادے اور پوتے کا محجوب ہونا۔

(۲) حجب نقصان میں انسان بالکلیہ وراثت سے تو محجوب نہیں ہوتا لیکن کسی دوسرے وارث کے پائے جانے سے اکثر حصہ کی بجائے اقل کا وارث ہوتا ہے۔ جیسے ماں متوفی کی فرع کے پائے جانے سے ثلث کی بجائے سدس کی اور خاوند' بیوی فرع کی موجودگی میں نصف اور ربع کے بجائے ربع اور ثمن کے حق دار رہ جاتے ہیں۔

"ملاحظہ"

باب حجب میں جب علی الاطلاق "حجب" کا استعمال ہو تو اس سے مراد حجب حرمان ہوتا ہے۔

حجب حرمان سے متاثر نہ ہونے والے افراد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حقیقی بیٹا (۲) حقیقی بیٹی (۳) باپ

(۴) ماں (۵) خاوند (۶) بیوی

ان میں سے جب کوئی موجود ہو گا تو وہ متوفی کے ترکہ میں سے اپنا حصہ ضرور پائے گا ایسا نہ ہو گا کہ وہ ترکہ سے بالکلیہ محجوب رہ جائے۔

حجب حرمان سے متاثر ہونے والے افراد:

(۱) جد صحیح ..... جو باپ کی موجودگی میں محجوب ہو گا بلکہ ہر جد اقرب ابعد کے لئے حاجب ہو گا۔

(۲) حقیقی بھائی ..... باپ اور فرع مذکر کے ہونے پر محجوب ہو گا۔

(۳) علاتی بھائی ..... جن سے حقیقی بھائی محجوب ہوتا ہے ان سے یہ بھی محجوب ہو گا۔ نیز حقیقی بھائی اور حقیقی بہن سے بھی وہ محجوب ہو گا جبکہ حقیقی بہن عصبۃ مع الغیر ہو۔

(۴) اخیافی بہن بھائی ..... یہ دونوں متوفی کے اصل مذکر' اور فرع مذکر ومونث کے ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے محجوب ہیں۔

(۵) پوتا ..... بیٹے کے ہوتے ہوئے ایسے ہی ہر اقرب ابعد کے لئے حاجب ہو گا۔

(۶) حقیقی بھائی کا بیٹا ..... باپ' دادا' بیٹا' پوتا' حقیقی بھائی اور علاتی بھائی کے ہوتے ہوئے محجوب ہو گا۔

(۷) علاتی بھائی کا بیٹا ..... جن سے حقیقی بھائی کا بیٹا محجوب ہو جاتا ہے ان سے نیز حقیقی بھائی کے بیٹے سے محجوب ہو گا۔

(۸) حقیقی چچا ..... علاتی بھائی کے بیٹے اور جن سے علاتی بھائی کا بیٹا محجوب ہوتا ہے ان سے محجوب ہو گا۔

(۹) علاتی چچا ..... حقیقی چچا نیز جن سے حقیقی چچا محجوب ہوتا ہے ان سے محجوب ہو گا۔

(۱۰) حقیقی چچا کا بیٹا ..... علاتی چچا سے محجوب ہو گا نیز جن سے علاتی چچا محجوب ہوتا ہے ان سے بھی وہ محجوب ہو گا۔

(۱۱) علاتی چچا کا بیٹا ..... حقیقی چچا کے بیٹے اور جن سے حقیقی چچا کا بیٹا محجوب ہوتا ہے۔

مذکورہ محجوب اشخاص کا تعلق تو مردوں سے ہے اور عورتوں میں سے محجوب بحجب الحرمان مندرجہ ذیل ہوں گی:

(۱) جدہ ..... خواہ ماں کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے' ماں کی موجودگی میں وہ محجوب ہو گی۔

(۲) پوتی ..... خواہ ایک ہو یا زیادہ بیٹے کے ہوتے ہوئے محجوب ہوں گی نیز جب دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں گی تو بھی وہ محجوب ہوں گی۔ ہاں اگر ان کے مرتبہ یا ان سے نچلے مرتبہ کا کوئی معصب ہو تو وہ انہیں عصبۃ بنا دے گا جس سے مابقی ترکہ کے وہ مالک ہوں گے۔

(۳) حقیقی بہن ..... باپ اور فرع وارث مذکر سے محجوب ہو گی۔

(۴) علاتی بہن ..... حقیقی بہن سے محجوب ہو گی جب وہ عصبۃ مع الغیر ہو گی۔ باپ' فرع وارث مذکر اور دو حقیقی بہنوں کے ہوتے ہوئے بھی محجوب ہو گی۔ ہاں اگر اس کے مرتبہ یا اس سے اطرف کوئی معصب ہو تو پھر وہ عصبۃ کے ساتھ مابقی کے وارث ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۵) اخیافی بہن ..... اصل مذکر اور فرع وارث مذکر ومونث سے محجوب ہوگی۔

"الاخ المبارک" وجہ التسمیہ

علم المیراث میں بنات اور اخوات کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہی ہے۔ لہٰذا دو بیٹیاں یا زیادہ' ایسے ہی دو اخوات یا زیادہ جب ثلثان کو اپنے حصہ میں لے لیں تو پوتیوں اور علاتی اخوات کو کچھ نہیں ملتا۔ ہاں اگر ان کے ساتھ پوتا اور علاتی بھائی موجود ہو تو پھر ان کے عصبۃ بن جانے سے مابقی ان میں تقسیم ہوتا ہے۔ چونکہ اس صورت میں پوتا اور علاتی بھائی' پوتیوں اور علاتی بہنوں کے لئے معصب ہونے کی صورت میں ان کو وارث بناتے ہیں لہٰذا پوتے اور علاتی بھائی کو "الاخ المبارک" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو پوتی اور علاتی بہنوں کو کچھ نہ ملتا۔

"الاخ المشئوم"

اخ المبارک کے مقابلہ میں اخ المشئوم ہے۔ یعنی ایسا بھائی جس کے ہوتے ہوئے انثیٰ وراثت سے محجوب ہو اور اگر وہ نہ ہو تو وہ وارث ہو چونکہ ایسے بھائی کا وجود انثیٰ کے لئے موجب ضرر ونقصان ہے لہٰذا اسے مشئوم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسے ذیل کی مثال سے واضح ہے۔ جب کوئی متوفاۃ ذیل کے ورثاء چھوڑ جائے۔ زوج' ام' اب' بنت' بنت ابن تو مسئلہ کی تاصیل و تشکیل "۱۲" سے اور تصحیح بالعول "۱۵" سے ہوگی۔ لہٰذا زوج کو ربع "۳" ام کو سدس "۲" اب کو سدس "۲" بنت کو نصف "۶" بنت الابن کو تکملۃ للثلثین سدس "۲" ملے گا۔

اور اگر بنت الابن کے ساتھ ابن الابن بھی ہو تو اسے کچھ نہ ملے گا کیونکہ اس کے وجود سے وہ عصبۃ بن جائے گی اور عصبۃ کو چونکہ مابقی ملتا ہے اور یہاں اصحاب الفروض کے حصص سے کچھ بچا ہی نہیں بلکہ مسئلہ عول اختیار کر گیا ہے لہٰذا وہ محجوب رہے گی۔

"ملاحظہ"

اس صورت مذکورہ میں شرط یہ ہے کہ معصب قریب انثیٰ کے درجہ کا ہونا چاہئے۔ اگر اس سے رتبہ میں انزل (ابعد) ہو گا تو پھر نہ وہ اس کے لئے معصب ہو گا اور نہ ہی وہ "انثی محجوبۃ عن الوراثت" کیونکہ وہ صاحبۃ فرض ہے۔ لہٰذا اس کی تعصیب اور اسقاط عن الوراثت کے لئے معصب کا رتبہ میں برابر ہونا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"المسئلۃ المشترکۃ"

ترکہ کی تقسیم میں علم المیراث کا آپ کے فرمان "الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولٰی رجل ذکر" کے مطابق یہ ضابطہ ہے کہ اصحاب الفروض عصبات پر مقدم ہوں لیکن مسئلہ آتیہ اس ضابطہ اور اصل کے خلاف ہے۔ اسی لئے صحابہ' تابعین' رضی اللہ عنہم اور آئمہ رحمہم اللہ کا اس میں اختلاف ہے۔

مسئلہ کی صورت وشکل کچھ یوں ہے۔کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' ام' اخوین لام' اخ شقیق کو چھوڑ جائے تو ضابطہ کے مطابق مسئلہ کی تاصیل "۶" سے زوج کو نصف "۳" ام کو سدس "۱" اخوین لام کو ثلث "۲" ملیں گے۔

حقیقی بھائی کے لئے جو عصبۃ ہے کچھ بچا ہی نہیں کہ اسے دیا جائے لہٰذا وہ محجوب ہونا چاہئے لیکن مسئلہ مذکورہ میں خلاف ضابطہ حقیقی بھائی کو اس کی اقویٰ قرابت کے پیش نظر بعض اصحاب نے اسے اخیافی بھائیوں کے حصہ میں شریک قرار دیا۔ اسی لئے اس مسئلہ کو مسالۃ المشترکۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

"الاختلاف فی المسئلۃ"

اس مسئلہ میں چونکہ صحابہ مختلف ہیں لہٰذا آئمہ میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت ابوبکر' حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ہاں حقیقی بھائی کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ وہ عصبۃ ہے اور عصبۃ کو اصحاب الفروض سے مابقی ملتا ہے اور یہاں کچھ بچا ہی نہیں لہٰذا وہ محجوب رہے گا۔ حنفیہ اور حنابلہ کا بھی یہ خیال ہے۔ حضرت زید بن ثابت' حضرت عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم مسئلہ زیر بحث میں حقیقی بھائی کی توریث کے قائل ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ اخیافی بھائیوں کے حصہ میں انہیں شریک کر کے اسے ان پر برابر تقسیم کر دیا جائے۔ یہی رائے اصحاب مالک اور اصحاب شافعی رحمہم اللہ کی بھی ہے اور اسی رائے کے مطابق بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ مسئلہ پہلی بار سامنے آیا تو آپ نے فرمایا "لا شئی للاخ الشقیق" پھر جب دوسرے سال یہی مسئلہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بحسب سابق فیصلہ دینے لگے تو اتنے میں ورثاء میں سے کسی نے کہا "یاامیر المئومنین ان ابانا کان خمارًا او حجرًا ملقی فی الیم' السنا اولاد ام واحدۃ؟" "یعنی ماں میں تو ہمارا سب کا اشتراک ہے تو پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اخیافی وارث ہوں' ہم نہ ہوں؟ یہ تو کوئی مستحسن صورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا رشتہ اخیافیوں کی بنسبت اقویٰ ہے کیونکہ متوفی سے ہمارا تعلق ماں اور باپ دونوں جہتوں سے ہے جبکہ اخیافیوں کا صرف ماں کی جہت سے۔ اگر بالفرض ہمارا باپ کوئی حمار یا حجر ہو تو کیا ہم سب ماں کے رشتہ میں شریک نہیں؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی رائے کو وزنی اور مبنی بر صواب قرار دیتے ہوئے تشریک کا فیصلہ دے دیا۔ جب اس پر کسی نے کہا "انک حکمت عام اول باسقاط الاخوة' قال ذٰلک ما قضینا وھٰذا ما نقضی" یعنی وہ ہمارا ماضی کا فیصلہ ہے اور یہ اب کا۔

سائل کے اعتراض میں لفظ "حمار' حجر اور یم" کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حماریۃ' حجریۃ' یمیہ اور منبریۃ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ منبریہ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ منبر پر دیا۔

صورة المسئلة علی المذاهب المختلفة:

* امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے ہاں ترکہ کی تقسیم یوں ہوگی:

| ام | زوج | اخوة لام | اخوة اشقاء |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۳ | ۲ | x (محجوب) |

* اور امام مالک و امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک:

| ام | زوج | اخوة لام | اخوة اشقاء |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۳ | ۲ | |

اس مسلک کے مطابق اخوۃ الام کا ثلث اخیافی اور عینی بھائیوں میں برابر تقسیم ہو گا۔

شروط المسئالة المذکورة:

اول: اخیافی بھائی دو یا زیادہ ہونے چاہئیں خواہ مذکر ہوں یا مونث

ثانی: اخیافیوں کے ساتھ شریک عینی بھائی ہونا چاہئے۔ اگر علاتی ہو گا تو وہ بالاجماع ساقط عن المیراث ہو گا۔ خواہ ایک ہو یا زیادہ۔

ثالث: عینی مذکر ہونا چاہئے۔ اگر مونث ہو تو وہ بالفرض وارث ہو گی اور مسئلہ عول کر جائے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز شرکت باطل ہو جائے گی۔

ضابطہ اولیٰ:

عینی، علاتی اور اخیافی بھائی متوفی کے بیٹے، پوتے اور باپ کی موجودگی میں بالاتفاق ساقط ہوں گے اور دادے کی موجودگی میں بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ساقط ہوں گے لیکن باقی آئمہ ثلاثہ کے نزدیک بالجد ساقط نہ ہوں گے۔

ضابطہ ثانیہ:

بنو الاخیاف اللہ تعالیٰ کے فرمان "فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثلث" کے باعث میراث میں برابر ہوں گے لہٰذا مذکر کو انثیٰ کے برابر ملے گا۔

اصطلاحات:

(۱) بنو الاعیان ماں باپ دونوں کی طرف سے بھائی۔

(۲) بنو العلات صرف باپ کی جانب سے۔

(۳) بنو الاخیاف صرف ماں کی جانب سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# باب مخارج الفروض

اعلم ان الفروض المذكورة فی کتاب اللّٰہ تعالٰی نوعان:

الاول: النصف والربع والثمن۔

الثانی: الثلثان والثلث والسدس' علی التضعیف' والتنصیف

فاذا جاء فی المسائل من هٰذِهِ الفروض احاد احاد' فمخرج کل فرض سمیه الا النصف وهو من اثنین۔ کالربع من اربعة' والثمن من ثمانیة والثلث من ثلثة۔

واذا جاء مثنٰی او ثلث وهما من نوع واحد' فکل عدد یکون مخرجًا لجزءٍ فذالک العدد ایضًا یکون مخرجًا للضعف ذٰلک الجزء ولضعف ضعفهٖ کالستة هی مخرج السدس ولصنعفه' ولضعف ضعفهٖ

واذا اختلط النصف من الاول بکل الثانی او بعضهٖ فهو من ستة

---

"باب مخارج الفروض"

"مخارج" "مخرج" کی جمع' محل الخروج کو مخرج کہا جاتا ہے۔ "والمراد منها الاعداد التی تخرج منها الفروض الستة" فروض جمع فرض' لغتاً اس کا معنی قطع' اصطلاحًا کسی وارث کا حصہ مقدر جو بلا رد' زیادہ نہ ہو سکے اور نہ بلا عول کم۔ اس باب میں مصنف حصص کے مخارج' ..... یعنی وہ اعداد بیان کرنا چاہتے ہیں جن سے حصص صحیح طور پر نکل سکتے ہیں۔

اس لحاظ سے کسی بھی کسر کا مخرج اقل سے اقل وہ عدد ہو گا جس کا مذکورہ کسر ایک حصہ صحیح ہو۔ لہٰذا "ثلث" کا مخرج تین ہو گا کیونکہ یہ ایک اقل ایسا عدد ہے جس کا ثلث یعنی ۱/۳ صحیح حصہ ہے اور اس کا اس سے صحیح اخراج ممکن ہے' ایسے ہی "ربع" کا مخرج "۴" کا عدد ہو گا اور "ثمن" کا "۸"

"اعلم ان الفروض المذکورة ....." یعنی حصص مذکورہ مفروضہ فی کتاب اللہ دو انواع پر مشتمل ہیں:

(۱) نصف' ربع اور ثمن۔ ثلثان' ثلث اور سدس۔

اہل فن نے ان دو انواع کو اس لئے دو انواع پر مشتمل قرار دیا ہے کہ ان میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہر ایک تنصیف و تضعیف پر مبنی ہے۔ مثلاً "نصف" دوگنا ہے "ربع" کا اور "ربع" "ثمن" کا۔ ایسے ہی "ثلثان" دوگنا ہے "ثلث" کا اور "ثلث" "سدس" کا۔ اور اگر انہیں برعکس دیکھا جائے تو پھر "ثمن" "نصف" ہے "ربع" کا' اور "ربع" "نصف" کا' ایسے ہی "سدس" "ثلث" کا اور "ثلث" "ثلثان" کا۔

جب کسی مسئلہ میں ان حصص سے کوئی ایک ہی ہو تو پھر اس کا مخرج اسی کی مثل وہ عدد ہو گا جس سے اس کا بلا کسر اخراج ممکن ہو گا' جیسے ثلث "تین" سے اور ربع "چار" سے وغیرہ۔ ہاں "نصف" ایک ایسا حصہ ہے جس کا مخرج اس کا ہم مثل نہ ہو گا بلکہ "دو" ہو گا کیونکہ "نصف" کا بلا کسر "دو" کے عدد سے ہی اخراج ممکن ہے۔

اب اگر سابقہ حصص کی دو انواع میں سے دو دو یا تین تین حصص اکٹھے ہو جائیں۔ بشرطیکہ وہ ایک ہی نوع سے ہوں تو پھر ان کا مخرج ان کی ادنیٰ جزء کا مخرج ہو گا۔ مثلاً: سدس' ثلث اور ثلثان کے اکٹھے ہو جانے پر ان سب کا مخرج ان کی ادنیٰ جزء "سدس" کا مخرج ہو گا۔ یعنی جو مخرج سدس کا ہو گا وہی ثلث اور ثلثان کا بھی ہو گا لہٰذا مسئلہ کی تاصیل سدس کے مخرج "چھ" سے ہو گی۔ اور اگر وہ دو انواع سے متعلقہ ہوں تو پھر نوع اول سے نصف کے نوع ثانی کے ساتھ اکٹھے ہوجانے کی صورت میں مسئلہ کی شکل وصورت "چھ" کے عدد سے ہو گی۔ جیسے کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند' ماں' دو حقیقی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل چھ سے ہو گی لیکن عول دس تک کر جائے گا۔ یعنی بوقت تقسیم حصص چھ کی بجائے دس بنانے ہوں گے۔ پھر مال متروکہ کی تقسیم صحیح ہو گی۔ مثلاً متوفاۃ کے ورثاء کے حصص مندرجہ ذیل ہیں:

جمیع مال متروکہ سے

"نصف" خاوند کو

"سدس" ماں کو

"ثلثان" حقیقی بہنوں کو

"ثلث" اخیافی دو بہنوں کو۔

لہٰذا مذکورہ قاعدہ کے مطابق مسئلہ کی تاصیل چھ سے ہو گی جس میں سے "نصف" = ۳ خاوند کے لئے اور اس کا "سدس" = ۱ ماں کے لئے اور "ثلثان" = ۴ حقیقی بہنوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے اور "ثلث" = ۲ اخیافی بہنوں کے لئے جمع ہو جانے پر متروکہ مال کی تقسیم چھ سے نہیں ہو سکتی جب تک مال کو دس حصوں میں تقسیم نہ کر لیا جائے' کیونکہ ورثاء کے حصص کی تعداد دس ہے' لہٰذا گو مسئلہ کی صورت چھ سے ہو گی لیکن بوقت تقسیم حصص کی تعداد دس کرنی ہو گی' اسی کا نام "عول" ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واذا اختلط الربع بكل الثانی او ببعضه فهو من اثنی عشر واذا اختلط الثمن بكل الثانی او ببعضه فهو من اربعة وعشرين

---

"واذا اختلط الربع بكل الثانی ....."

اور جب "ربع" نوع ثانی کے تمام حصص سے مختلط ہو تو مسئلہ کی صورت وشکل (۱۲) کے عدد سے ہو گی۔ جیسے متوفی اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ جائے۔ زوجہ' ام' اختان لاب وام' واختان لام تو مسئلہ کی تاصیل و تشکیل (۱۲) کے عدد سے ہو گی۔ جس میں سے:

| | | |
|---|---|---|
| ربع = | ۳ | زوجہ کیلئے |
| سدس = | ۲ | ماں کیلئے |
| ثلث = | ۴ | اخیافی بہنوں کیلئے |
| ثلثان = | ۸ | عینی بہنوں کیلئے |
| میزان = | "۱۷" | |

مسئلہ کی تشکیل تو بارہ سے ہوگی لیکن بوجہ عول مال کی تقسیم "۱۷" حصص سے ہی ممکن ہو گی۔

اور اگر نوع ثانی کے بعض حصص سے مختلط ہو تو بھی تاصیل بارہ سے ہی ہوگی۔ جیسے متوفاۃ اپنے پیچھے زوج اور بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ "۱۲" ہی سے ہو گا۔ کیونکہ زوج کے لئے ربع' دو بیٹیوں کے لئے ثلثان کا اخراج "۱۲" سے کم میں ممکن نہیں' لہٰذا .... "۱۲" کے مسئلہ سے:

| | | |
|---|---|---|
| ربع = | "۳" | زوج کو |
| ثلثان = | "۸" | بیٹیوں کو ملیں گے |
| میزان = | "۱۱" | |

لیکن ایک بچ گیا جسے دوبارہ بلازوج بیٹیوں پر رد کیا جائے گا اس لئے اس مسئلہ کو ردیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یا متوفی زوجہ' ام اور دو بہنیں حقیقی چھوڑ جائے تو مسئلہ بارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے ہی ہو گا' لہٰذا .....:

| | | |
|---|---|---|
| زوجہ کو | "ربع" = | "۳" |
| ماں کو | "سدس" = | "۴" |
| حقیقی بہنوں کو | "ثلثان" = | "۸" |
| | میزان = | "۱۳" |

مسئلہ کی تشکیل گو "۱۲" کے عدد سے ہے لیکن حصص کی تقسیم "۱۲" سے ممکن نہیں بلکہ بوجہ عول "۱۳" کی تعداد سے ممکن ہوگی' لہٰذا اسے مسئلہ "عولیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

خیال رہے! "۱۲" کے عدد سے تشکیل پانے والے مسائل "ردیہ" بھی ہو سکتے ہیں اور "عولیہ" بھی' جیسا کہ مسائل مذکورہ سے واضح ہے۔ اور جب "ثمن" نوع ثانی کے تمام یا بعض حصص سے مخلوط ہو تو مسئلہ کی تشکیل "چوبیس" کے عدد سے ہوگی۔ اور اس کی صورت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ہی متحقق ہو گی جو محروم کو حاجب سمجھتے ہیں۔ جیسے کوئی مرنے والا اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ جائے تو ان کے نزدیک مسئلہ کی صورت چوبیس سے ہی ہو گی۔ ابن کافر محروم' زوجہ' ام' دو عینی بہنیں اور دو اخیافی بہن۔ چونکہ محروم بیٹا ان کے نزدیک حاجب ہے لہٰذا زوجہ کو "ربع" کی بجائے "ثمن" ملے گا' لہٰذا حصص ..... ثمن' سدس' ثلث اور ثلثان کے اجتماع پر مسئلہ کی تشکیل چوبیس "۲۴" سے ہی ہوگی جس میں سے:

| | | |
|---|---|---|
| زوجہ کو | ثمن = | ۳ |
| ام کو | سدس = | ۴ |
| حقیقی بہنوں کو | ثلثان = | ۱۶ |
| اخیافی بہنوں کو | ثلث | ۸ |
| | میزان = | "۳۱" |

گو مسئلہ کی تشکیل "۲۴" سے ہے لیکن "۳۱" کے عول سے ہی حصص کی تقسیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درست ہو گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں کے نزدیک چونکہ محروم بیٹا حاجب نہیں' لہٰذا زوجہ کو ربع ملے گا' تو مسئلہ کی تشکیل "۲۴" کی بجائے "۱۲" سے ہوگی۔

"تصریح"

مخارج کی بحث میں مصنف دراصل ان ضوابط کو بیان کرنا چاہتے ہیں جن کے مطابق فروض (حصص) کی تقسیم اہل الفروض پر صحیح ہو۔ فروض جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

نصف' ربع' ثمن اور ثلثان' ثلث' سدس

ان پر غور کرنے سے دو چیزیں سامنے آتی ہیں:

* ایک تو یہ کہ یہ تمام فروض کسور ہیں۔ ان کے مخارج بھی وہ ہی ہو سکتے ہیں جو کسور کے مطابق ہوں۔ لہٰذا ہر کسر کا مخرج ایک ایسا اقل عدد ہو گا جس کا وہ کسر ایک صحیح حصہ ہو۔ مثلاً نصف کا دو' ربع کا چار' ثمن کا آٹھ' ثلث کا تین اور سدس کا چھ' کیونکہ ان ہی سے مذکورہ کسور کا اخراج ممکن ہے۔

* دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مخارج ستہ دو انواع پر تضعیفا وتنصیفا مبنی ہیں۔ مثلاً ..... ثمن کی تضعیف سے ربع حاصل ہوتا ہے اور ربع کی تضعیف سے نصف' ایسے ہی سدس کی تضعیف سے ثلث اور اس کی تضعیف سے ثلثان' اور ایسے ہی نصف کی تنصیف سے ربع حاصل ہوتا ہے اور اس کی تنصیف سے ثمن' ثلثان کو جب نصف کر دیا جائے تو اس سے ثلث حاصل ہوتا ہے اور اس کی تنصیف سے سدس۔

سبب الانواع

ان فروض کے دو انواع کا ایک سبب تو یہی ان کی تضعیف وتنصیف ہے جس سے وہ علیحدہ علیحدہ دو انواع میں تقسیم ہو جاتے ہیں کیونکہ نوع اول کی آپس میں تضعیف وتنصیف جیسے ممکن ہے ایسے اس کی نوع ثانی کے ساتھ ممکن نہیں اور نہ ہی نوع ثانی کی نوع اول کے ساتھ۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ثمن کے اقل مخرج آٹھ سے ربع اور نصف کا اخراج تو ممکن ہے لیکن ثلثان' ثلث اور سدس کا ممکن نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے ایک علیحدہ عدد کی ضرورت پیش آئی جس سے ان کا اخراج ممکن ہو اور وہ آٹھ کے بعد اقل عدد چھ ہی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس سے ان کا اخراج ممکن ہے۔

"تسمیة النوع الاول"

نوع اول کو اول سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اول الموجودات (زوجین) کے فروض موجود ہیں چونکہ پہلے زوجین حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوا ہیں لہٰذا ان کی مناسبت سے نوع اول کو اولیت حاصل ہے۔

"فاذا جاء فی المسائل" سے مصنف ان پانچ ضوابط (اصولوں) کا بیان کرتے ہیں جن کی فروض کی تقسیم میں ضرورت پیش آتی ہے۔

(۱) جب ان فروض میں سے کوئی ایک فرض محض کسی مسئلہ میں ہو تو اس کا مخرج اعداد میں سے اس کا ہم نام عدد ہی ہو گا جیسے ثلث کا ثلثہ ربع کا اربعۃ اور ثمن کا ثمانیۃ صرف نصف ایک ایسا فرض ہے جس کا مخرج اس کا ہم نام نہیں کیونکہ نصف کا مخرج اثنان ہے اور ان میں مشارکت فی الحروف نہیں۔ بخلاف باقی فروض اور ان کے مخارج کے کہ ان میں مشارکت فی الحروف موجود ہے۔ لہٰذا ان کے مخارج ان کے ہم نام ہیں۔

خیال رہے! سدس کا مخرج ستۃ بھی بظاہر اس کے ہم نام معلوم نہیں ہوتا لیکن اپنے اصل کے اعتبار سے وہ اس کے ہم نام ہے۔ کیونکہ ستۃ کا اصل سدسۃ ہے جس کا علم اس کی تصغیر اور جمع علی الترتیب سدیس اور اسداس سے ہوتا ہے سدسۃ کی دال کو تاء سے تبدیل کرنے کے بعد سین ثانی کو بھی تاء سے تبدیل کر لیا گیا اور تاء کو تاء میں ادغام سے ستۃ کی شکل وصورت سامنے آگئی۔ لہٰذا یہ بھی سدس کا ہم نام ہی ہو گا۔

(۲) اور اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی نوع کے دو یا تین فروض جمع ہوجائیں تو ہر وہ عدد جو کسی جزء ادنیٰ کا مخرج ہو گا وہ اس کے ضعف اور ضعف الضعف کا بھی مخرج ہو گا جیسے ثمن کا مخرج ثمانیۃ ربع اور نصف کا بھی مخرج ہے۔ ایسے ہی سدس کا مخرج ستۃ ثلث اور ثلثان کا بھی مخرج ہے۔

(۳) اگر نوع اول سے نصف، نوع ثانی کے جمیع فروض یا اس کے بعض سے جمع ہو جائے تو ان کا مخرج ستۃ ہو گا۔ کیونکہ نصف کا مخرج اثنان اور ثلث وثلثان کا مخرج ثلثۃ، مخرج ستۃ میں داخل ہیں۔ نیز نصف کے مخرج اثنان اور ثلث وثلثان کے مخرج ثلثۃ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مباینۃ کے باعث جب ایک کو دوسرے میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب ستۃ آئے گا اور یہی ان سب کا مخرج ہو گا۔

(۴) جب ربع' نوع ثانی کے تمام فروض یا بعض سے جمع ہو جائے تو ان کا مخرج اثنا عشر ہو گا۔ ایک تو اس لئے کہ نوع ثانی کی اقل جزء کا مخرج ستۃ ہے جس میں ثلث اور ثلثان کا مخرج بھی داخل ہے۔ لہٰذا ان کا مخرج تو ستۃ ہوا اور ربع کا مخرج اربعۃ' اب ان دونوں میں توافق بالنصف کے باعث جب ایک کے نصف کو دوسرے مکمل میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب اثنا عشر آئے گا جو تمام کا مخرج ہو گا۔

ثانیاً .... اس لئے کہ ثلث اور ثلثان کا مخرج ثلثۃ اور ربع کے مخرج اربعۃ میں تباین کے باعث جب ایک کو دوسرے میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب اثنا عشر ہی آئے گا اس لحاظ سے بھی ان کا مخرج اثنا عشر ہی ہو گا جن میں بارہ سے متعلق مسائل کا حل ہو گا۔

(۵) اگر ثمن نوع ثانی کے تمام یا بعض فروض سے جمع ہو جائے تو ان کا مخرج اربعۃ وعشرون ہو گا۔ چونکہ نوع ثانی کی جزء اقل سدس کے مخرج ستۃ میں ثلث اور ثلثان کا مخرج داخل ہے لہٰذا ان کا مخرج ستۃ ہو گا لیکن ثمن کے مخرج ثمانیہ اور ستۃ میں موافقت بالنصف کے باعث جب ایک کے نصف کو جمیع ثانی میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب چوبیس آئے گا اور یہی ثمن اور اس سے مخلوط فروض کا مخرج ہو گا۔ نیز ثلث اور ثلثان کے مخرج ثلثۃ اور ثمن کے مخرج ثمانیۃ میں تباین کے باعث جب ایک کو دوسرے میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب چوبیس ہی آئے گا۔ اس لحاظ سے بھی ان کا مخرج چوبیس ہی ہو گا۔

حاصل کلام:

ضوابط خمسۃ مذکورہ میں فروض کی انفرادی اور اجتماعی صور میں مذکورہ مبینہ مخارج سے مسائل کی تاصیل و تشکیل ہو گی۔

"تنبیہ"

خیال رہے! نوع اول سے ثمن کا اختلاط بکل الثانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے پر تو ممکن ہے کیونکہ ان کے نزدیک محروم بیٹا زوجہ کے لئے ربع سے الی الثمن حاجب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا متوفی کے ورثاء میں جب زوجہ' ام' اختان لاب وام' اور اختان لام ہوں گے' تو زوجہ کے ثمن' ام کے سدس' اختان لاب وام کے ثلثان اور اختان لام کے ثلث جمع ہو جانے سے جہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسئلہ کی تشکیل "۲۴" سے ضروری ہے وہاں مسئلہ کا عول اکتیس "۳۱" تک بھی ضروری ہے۔ لیکن جو اصحاب محروم بیٹے کو حاجب نہیں مانتے ان کے نزدیک ثمن نوع ثانی کے جمیع فروض سے جمع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض سے ہی جمع ہو گا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ثمن کی حق دار زوجہ ہی ہو سکتی ہے جبکہ اس کی اولاد ہو۔ مسئلہ مذکورہ میں محروم بیٹا جب حاجب نہیں تو زوجہ کے ثمن اور ثلثان کے تحقق کے لئے بنتان کا وجود ضروری ہے۔ بخلاف حقیقی اختان کے جن کے ہوتے ہوئے زوجہ کو ربع ملتا ہے جبکہ مسئلہ زیر بحث ثمن سے متعلق ہے۔ لہٰذا اب جبکہ ثلثان کی مالک دو بیٹیاں ہوں اور سدس کی مالک ام یا جدۃ تو ایسی صورت میں صاحب ثلث تو کوئی بھی سامنے نہیں آئے گا۔ کیونکہ ثلث کی مالک یا تو ام ہو سکتی ہے یا پھر اولاد الام۔ اور ماں بیٹیوں کے باعث ثلث کی بجائے سدس کی حق دار رہ جاتی ہے جبکہ اولاد الام بیٹیوں کے باعث محروم۔ لہٰذا ثمن کا جمیع ثانی کے ساتھ اجتماع ممکن نہیں۔

## "فروض ستہ میں سے ہر ایک کے ورثاء کی فہرست"

نصف کے مستحق پانچ ورثاء ہیں:

(۱) زوج جبکہ متوفاۃ زوجہ کی اولاد نہ ہو خواہ کسی دوسرے زوج ہی سے جس کی دلیل "ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد" ہے۔

(۲) بیٹی جبکہ وہ ایک ہو۔ "وان کانت واحدۃ فلھا النصف" اسی پر دال ہے۔ بیٹے کی موجودگی میں وہ نصف کی حق دار نہ ہو گی کیونکہ اس صورت میں وہ وراثت میں بھائی کے برابر یا اس سے بھی زیادہ کی حق دار ہو جائے گی اور یہ روح اسلام کے خلاف ہے۔

(۳) پوتی جبکہ وہ ایک ہو اور میت کی بیٹی اور بیٹا موجود نہ ہوں۔ اس کی دلیل وہی ہے جو بیٹی کی۔ کیونکہ پوتی بمنزلہ بیٹی کے ہے جبکہ بیٹی نہ ہو۔

(۴) حقیقی بہن جبکہ وہ ایک ہو اور میت کے اصل وفرع سے بھی کوئی موجود نہ ہو۔ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعالیٰ کے فرمان "یستفتونک قل اللّٰہ یفتیکم فی الکلالۃ' ان امرء ھلک لیس لہ ولد ولہ اختٌ فلھا النصف" سے یہی ثابت ہے۔

(۵) علاتی بہن جبکہ وہ بھی ایک ہو' نیز میت کی حقیقی بہن بھی موجود نہ ہو اور میت کے اصل وفرع سے بھی کوئی موجود نہ ہو۔ چونکہ حقیقی بہن کے نہ ہوتے ہوئے وہ اس کے قائم مقام ہے لہٰذا اس کی بھی دلیل وہی ہے جو حقیقی بہن کی۔

"ربع کے مستحق دو ہیں":

(۱) زوج جبکہ زوجہ کی اولاد موجود ہو خواہ اولاد اس سے ہو یا کسی دوسرے سے لقولہ تعالیٰ "فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن"

(۲) زوجہ کو بھی ربع ملتا ہے جبکہ زوج کی اولاد نہ ہو۔ خواہ اس سے یا کسی دوسری بیوی سے۔ لقولہ تعالیٰ "ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد"

"ملاحظہ"

خیال رہے! زوجہ ایک ہو یا زیادہ' وہ سبھی ربع اور ثمن میں ہی شریک ہوں گی ان کے حصہ میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی۔ کیونکہ مذکورہ آیت کا تقاضا یہی ہے۔

ثمن کی حق دار صرف ایک ہے:

زوجہ خواہ ایک ہو یا زیادہ جبکہ میت کی اولاد پوتے موجود ہوں۔ خواہ اس سے ہوں یا کسی دوسری زوجہ سے۔ "فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین" کے عموم کا یہ ہی تقاضا ہے۔

ثلثان کے مستحق چار ورثاء ہیں اور سبھی عورتوں میں سے:

(۱) دو حقیقی بیٹیاں یا زیادہ جبکہ ان کے ساتھ ان کا کوئی بھائی یعنی میت کا بیٹا نہ ہو لقولہ تعالیٰ "فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن الثلثا ما ترک"

خیال رہے! "فوق اثنتین" سے مراد دو یا دو سے زیادہ ہیں جیسا کہ صحیحین کی روایت سے ثابت ہے۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اطلاع دی کہ یہ ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں جن کے چچا نے سعد کے تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ جبکہ ان کی شادی پر بھی مال کی ضرورت ہے۔ تو آپ نے فرمایا "یقضی اللّٰہ فی ذٰلک فنزلت اٰیۃ المواریث" آیت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نزول پر نبی کریم ﷺ نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو ثلثان اور ان کی ماں کو ثمن ترکہ میں سے دیا جائے اور جو بچے وہ آپ کے لئے۔

اس حدیث سے نصاً یہ ثابت ہوا کہ "فوق اثنتین" سے مراد دو یا دو سے زیادہ ہیں اور ان اہل علم کا یہ خیال غلط ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ثلثان دو سے زیادہ کے لئے ہے اور دو کے لئے نصف ہے۔ نہ کہ ثلثان کیونکہ لفظ "فوق" کا تقاضا یہی ہے لیکن قائل کا یہ خیال اجماع کے خلاف ہے۔ لہٰذا قابل اعتبار نہ ہو گا۔

(۲) دو پوتیاں یا زیادہ جبکہ میت کی صلبی اولاد میں سے بیٹا' ایک بیٹی یا دو بیٹیاں نہ ہوں۔ ایسے ہی پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی نہ ہو۔ لعموم قولہ تعالیٰ "یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم ...." ولاجماع الامة

(۳) دو یا دو سے زیادہ حقیقی بہنیں' جبکہ بیٹا' بیٹیاں' پوتیاں اور حقیقی بھائی' نیز باپ' دادا موجود نہ ہوں۔ یعنی عند عدم وجود الاصل والفرع والاخوة' لقولہ تعالٰی "فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک"

(۴) دو علاتی بہنیں یا اکثر جب کہ میت کا اصل وفرع نہ ہو' علاتی بھائی' بیٹیاں' پوتیاں اور حقیقی بھائی بہن بھی نہ ہو۔ ان کی توریث کی بھی دلیل وہی ہے جو حقیقی بہنوں کی۔ یعنی اجماع امت کیونکہ آیت متقدمہ فی الاخوات ان دونوں قسم کی بہنوں کو شامل ہے۔ اخیافی بہنوں کو یہ آیت شامل نہیں کیونکہ ان کا حکم اللہ تعالیٰ نے علیحدہ بیان فرمایا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

ثلث کے مستحق دو ہیں:

(۱) ام' جبکہ میت کی اولاد' پوتے' بھائی اور بہنیں دو یا زیادہ نہ ہوں۔ عام ہے کہ بھائی اور بہنیں حقیقی ہوں' علاتی یا اخیافی وارث ہوں یا محجوب' لقولہ تعالیٰ "فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوة فلامہ السدس"

"ضابطہ"

خیال رہے! "اخوة" گو جمع ہے لیکن اس سے مراد علم المیراث میں دو یا دو سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ جمع کا اطلاق لغتاً دو پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان "ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما" سے معلوم ہو رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) اخیافی بہن' بھائی دو یا زیادہ جبکہ میت کی فرع اور اصل نہ ہوں' نیز ان کی تعداد کم از کم دو ہو' خواہ مذکر ہوں یا مونث' یا پھر مخلوط' لقولہ تعالیٰ "وان کان رجلٌ یورث کلالة او امراة وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس' فان کانوا اکثر من ذٰلک فهم شرکاء فی الثلث"

ملاحظات:

(۱) "وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس" سے مراد اخیافی بہن' بھائی ہیں۔ کیونکہ حقیقی بہن بھائیوں کا حکم تو سورۃ نساء کے آخر میں مذکور ہے اور علاتی ان کے حکم میں ہیں۔

(۲) "..... فهم شرکاء فی الثلث" میں اخیافی بہن بھائیوں کی مساوات پر ایک تو لفظ "شرکت" دلالت کرتا ہے۔

ثانیاً .... چونکہ وہ ماں کی طرف سے میت کے وارث ہیں لہٰذا اخیافی بھائی کو اخیافی بہن پر فضیلت نہیں ہو سکتی لہٰذا دونوں میراث میں برابر ہیں۔

(۳) میراث ام میں اصل ضابطہ یہ ہے کہ اسے مع الاب جمیع ترکہ میت سے ثلث ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔ لیکن دو مسئلوں میں اسے مابقی کا ثلث ملتا ہے۔ جنھیں ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے پیش نظر "عمریتان" اور بوجہ اپنی شہرت کے "غراوان" اور مسائل الفرائض میں اپنی غرابت کے باعث "غرابتان" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور زوجان میں سے ہر ایک کے غریم ہونے کے باعث "غریمتان" کے نام سے' کیونکہ والدین سے ان کا تقدم ایسے ہی ہے جیسے غریم کا علی الورثاء۔

ان دو مسائل کی صورت کچھ یوں ہے:

(۱) ماتت المراة عن زوج وام واب' زوج کے نصف اور ام کے لئے مابقی کے ثلث کے باعث مسئلہ کی تاصیل "۶" کے عدد سے ہی ممکن ہے جس میں سے زوج کو نصف "۳" ام کو مابقی کا ثلث "۱" اور مابقی اب کو عصوبۃ "۲"

اس مسئلہ میں ام کو مابقی کا ثلث اس لئے دیا جاتا ہے۔ تاکہ اب کے حصہ سے اس کا حصہ نہ زائد ہو جائے۔ کیونکہ اگر اسے جمیع کا ثلث دیا جائے تو پھر اسے ۶ کے مسئلہ سے دو ملیں گے اور مابقی جو ایک بچے گا وہ عصبۃ باپ کو' تو اس صورت میں ام کا حصہ باپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصہ سے نسبتاً دو گنا ہو گا جو کہ شریعت کے اصول "للذکر مثل حظ الانثیین" کے خلاف ہے۔ لہٰذا جمیع کا ثلث دینے کی بجائے اسے مابقی کا ثلث دیا جائے گا۔ جو کہ باپ کے حصہ کی بنسبت نصف ہو گا۔

(۲) دوسرے مسئلہ کی صورت: مات رجل عن زوجۃ' وام واب' زوجہ کے ربع اور ام کے مابقی کے ثلث کے باعث مسئلہ کی تاصیل "۴" سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ربع "۱" ام کو مابقی کا ثلث "۱" اور مابقی عصوبۃ باپ کو "۲" گو یہاں ام کو جمیع کا ثلث دینے سے اس کا حصہ اب کے حصہ سے تو نہیں بڑھتا لیکن پہلے مسئلہ کی اتباع میں یہاں بھی اسے مابقی کا ثلث ہی دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ "للام عند احد الزوجین ثلث الباقی"

خیال رہے! "مسئلہ عمریۃ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیش آیا جس میں صحابہ کی دو آراء سامنے آئیں:

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رائے جو جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی رائے ہے اور جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا۔ وہ یہ کہ "للام ثلث الباقی"

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے کہ "للام ثلث جمیع المال"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ "این فی کتاب اللّٰہ' للام الثلث الباقی؟" اس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لیس فی کتاب اللّٰہ اعطانها الثلث کله مع الزوجین" یعنی اللہ تعالیٰ نے زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ اسے کب جمیع مال کا ثلث دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو صرف اتنا فرمایا ہے: "وورثه ابواه فلامه الثلث" یعنی جب میت کے وارث صرف والدین ہوں تو والدہ کو جمیع کا ثلث ملے گا نہ کہ جب احد الزوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو تو بھی اسے جمیع کا ثلث ملے گا۔ صحیح مسلک وہی ہے جسے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا اور جس کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا۔ نیز جسے عام اہل علم نے پسند کیا۔

"سدس کے مستحق سات افراد ہیں"

(۱) والد جبکہ میت کی اولاد ہو۔ خواہ مذکر یا مونث' لقولہ تعالیٰ "ولابویه لکل واحد منهما السدس مما ترک ان کان له ولد" پوتے صلبی اولاد کے حکم میں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) جد صحیح جبکہ میت کی اولاد ہو اور باپ نہ ہو' ایسی صورت میں جد صحیح قائم مقام باپ کے ہوتا ہے۔ ہاں چار مسائل میں دادا باپ سے مختلف حیثیت میں ہو گا:

* حقیقی بھائی اور علاتی بالاجماع باپ کی موجودگی میں وارث نہیں جبکہ دادے کی موجودگی میں وہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک وارث ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں وہ وارث نہیں جیسا کہ باپ کی موجودگی میں وہ وارث نہیں۔

* مسائل غراوین میں سے مسئلہ اولیٰ میں جب متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' ام اور اب چھوڑ جائے تو ام کو مابقی کا ثلث ملتا ہے جبکہ جد کی موجودگی میں اسے بالاجماع جمیع مال کا ثلث ملتا ہے۔

* اور غراوین میں سے مسئلہ ثانیہ میں جبکہ متوفی اپنے پیچھے زوجہ' ام اور اب چھوڑ جائے تو ام کو مابقی کا ثلث ملتا ہے لیکن اگر اب کی جگہ جد ہو تو پھر اسے بالاجماع جمیع کا ثلث ملتا ہے۔

* دادی باپ کی موجودگی میں وراثت سے محجوب ہے جبکہ دادا کے ہوتے ہوئے وارث نیز معتق کا باپ اس کے بیٹے کی موجودگی میں ولاء سے سدس کا مالک ہے جبکہ دادا باپ کے نہ ہونے پر محروم۔

(۳) ام جبکہ میت کی اولاد یا اولاد الابن موجود ہو۔ لقولہ تعالیٰ "ولابویہ لکل واحد منھما السدس" یا جبکہ میت کے دو یا زیادہ بھائی من ای جھۃ موجود ہوں خواہ مذکر خواہ مونث لقولہ تعالیٰ "فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس"

(۴) پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ جب میت کی ایک بیٹی ہو تو اسے تکملۃ الثلثین سدس ملتا ہے۔ کیونکہ اناث کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہی ہے۔ جب میت کی ایک بیٹی نصف لے گی تو مابقی سدس بنت الابن وصول کرے گی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ کسی میت کی بیٹی' پوتی اور بہن کو کیا کچھ ملے گا تو انہوں نے فرمایا: بیٹی کو نصف' اور بہن کو بھی نصف اور پوتی محجوبہ' ساتھ ہی فرمانے لگے کہ جاؤ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی دریافت کر لو۔ وہ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ لیکن سائل نے جب ان سے دریافت کیا تو وہ فرمانے لگے "لاقضین فیھا بما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' للبنت النصف' ولبنت الابن السدس تکملۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



للثلثین وما بقی فھو لاخت" یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوتی کو سدس دینے کے بعد مابقی اخت کو دیا۔ جب سائل نے واپسی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو پوتی کو سدس دیا ہے۔ تو وہ فرمانے لگے "لاتسئالونی مادام ھٰذا الحبر فیکم" صحیح بخاری یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے مجھ سے مسائل کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! پوتی کا سدس ذیل کی شروط سے مشروط ہے:

اول: میت کا بیٹا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے وہ محجوبہ ہے۔

ثانی: میت کی دو بیٹیاں نہیں ہونی چاہئیں کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے اناث کے ثلثان مکمل ہیں۔

(۵) علاتی بہن ایک ہو یا زیادہ جبکہ میت کی ایک حقیقی بہن بھی ہو۔ یہ اپنے حکم میں بنت الابن مع البنت سے مشابہت رکھتی ہے۔ علاتی بہن ایک ہو یا زیادہ' انہیں ایک حقیقی بہن کے ساتھ تکملة للثلثین سدس ملے گا۔

(۶) اخیافی بھائی یا بہن جبکہ ان میں سے کوئی ایک ہو اور میت کی اصل وفرع بھی نہ ہو لقولہ تعالٰی "وان کان رجل یورث کلالة او امراة وله اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس"

(۷) جدۃ صحیحہ جبکہ ام نہ ہو۔ خواہ جدہ ایک ہو یا زیادہ' انہیں سدس ہی ملے گا۔ جیسے کسی کی نانی اور دادی دونوں موجود ہوں تو سدس ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ "روی فی السنن' ان الجدة جاءت الی ابی بکر رضی اللہ عنہ تسئاله میراثھا فقال لھا مالک فی کتاب اللّٰه شیئ' فارجعی حتی اسئال الناس فسئال الناس فقال المغیرة بن شعبة حضرت رسول اللّٰه ﷺ اعطاھا السدس فانفذه لھا ابوبکر الحدیث" لہٰذا جدہ کا حصہ سدس ہے' ایک ہو یا زیادہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بابُ العَول

العول ان یزاد علی المخرج من اجزاءہ اذا ضاق عن فرض

---

لغتاً "عول" کا معنی "میل وجور ہے" اسی لئے مسئلہ "عولیہ" جب اصحاب الفروض پر عول کرتا ہے تو ان کے حصص میں نقصان وجور پیدا ہوجاتا ہے' "غلبہ" اور "رفعت" کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: "عیل صبرہ" بمعنی "غلب فی صبرہ" و "عال المیزان" بمعنی "رفع المیزان"۔

لیکن اہل فن کی اصطلاح میں مسئلہ کے مخرج پر حصص کی زیادتی کا نام "عول" ہے' جس سے اصحاب الفروض کے حصص میں کمی آجاتی ہے لیکن مخرج میں زیادتی اس مفہوم کو "ماتن" نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

"العول: ان یزاد علی المخرج ....."

حاصل مقصد یہ ہے کہ جب مخرج' مجتمع فروض پر پورا نہ اتر سکے تو ترکہ کو بقدر ضرورت' مخرج سے زیادہ تعداد کی طرف منتقل کر کے مال کو تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ اصحاب الفروض کے حصص میں جو بھی نقصان آئے وہ ایک خاص نسبت سے آئے۔ کہا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے "عول" کا کسی مسئلہ درپیش میں فیصلہ دیا' آپ کے سامنے مسئلہ کی ایک ایسی صورت پیش آئی جس کا مخرج فروض پر پورا نہ اتر سکا تو آپ نے عول کا فیصلہ کیا۔ متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند' ماں اور عینی بہن چھوڑ گئی' ظاہر ہے مسئلہ کی تشکیل چھ سے ہی ہوگی جس میں سے:

| | | |
|---|---|---|
| خاوند کو | نصف = | ۳ اور |
| ماں کو | ثلث = | ۲ اور |
| عینی بہن کو | نصف = | ۳ حصص ملیں گے |
| | میزان = | ۸ |

مسئلہ کی تشکیل تو چھ کی تعداد سے ہے لیکن حصص کی تقسیم اس وقت تک ممکن نہیں جب تک چھ کی بجائے آٹھ نہ کر لئے جائیں۔ لہٰذا اس مسئلہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحابہ کی موجودگی میں "عولیہ" قرار دیا اور کسی نے ماسوائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس سے انکار نہ کیا اور یوں ترکہ تقسیم ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِعْلَمْ اَنَّ مجمُوع المخارج سبعة: اربعة منها لا تعول' وهي: الاثنان' والثلثة' والاربعة' والثمانية

---

اعلم ان مجموع المخارج سبعة:

خیال رہے! تمام مخارج سات ہیں:

وجہ الحصر:

کیونکہ انواع حصص دو ہیں جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

الاول:..... نصف' ربع' ثمن  الثانی:..... ثلثان' ثلث' سدس

اور ان کی دو حالتیں ہیں:..... (۱) انفرادی  اور (۲) اجتماعی۔

انفرادی حالت میں مخارج کی تعداد پانچ ہے ..... نصف کا مخرج "اثنان" ربع کا مخرج "اربع" ثمن کا مخرج "ثمانیہ" "ثلث" اور "ثلثان" کا "ثلثۃ" اور سدس کا "ستۃ" اور اجتماعی حالت میں دو .....

اگر اجتماع ایک نوع کے حصص کا ہو تو پھر ان کا مخرج مذکورہ پانچ مخارج میں سے ہی کوئی ایک ہو گا' کیونکہ ادنیٰ حصے کا جو مخرج ہو گا وہ اعلیٰ کا بھی ہو گا' جیسے ..... ربع اور نصف کا مخرج "اربعہ" ہو گا؟ کیونکہ جو مخرج ربع ادنیٰ جزء کا ہو گا وہی نصف' جزء اعلیٰ کا بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی نصف اور ثمن جمع ہو جائیں تو ان کا مخرج "ثمانیہ" ہو گا۔ ثلثان' ثلث اور سدس کا ستۃ۔

اگر اجتماع حصص کا دونوں انواع سے ہو تو پھر ان کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر نصف نوع اول میں سے نوع ثانی کے تمام حصص یا بعض سے مجتمع ہو جائے تو اس کا مخرج ستہ "چھ" سے ہی ہو گا۔

(۲) اور اگر ربع نوع اول سے نوع ثانی کے تمام یا بعض حصص سے مجتمع ہو جائے تو اس کا مخرج بارہ سے ہو گا۔

(۳) اور جب "ثمن" نوع اول سے تمام یا بعض نوع ثانی سے مخلوط ہوجائے تو پھر ان کا مخرج چوبیس ہو گا۔

ان تین میں سے مخرج "ستۃ" کا ذکر تو پہلے پانچ مخارج میں آچکا ہے اور باقی دو رہ گئے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا سابقہ پانچ سے مل کر تعداد مخارج سات ہوئی اس لحاظ سے ترکہ کی تقسیم میں مسائل کا استخراج ان سات مخارج سے خارج نہ ہو گا۔

"اربعة منها لا تعول ....."

ان میں سے چار مخارج ..... اثنان' ثلثة' اربعة' اور ثمانیة ایسے مخارج ہیں جن میں "عول" ممکن نہیں' کیونکہ ان سے متعلق حصص ہی ایسے ہیں جن کی تقسیم میں سارا مال مکمل ہو جاتا ہے یا پھر بچ جاتا ہے۔ مکمل تقسیم کی صورت میں عول کی ضرورت نہیں اور اگر بچ جاتا ہے تو پھر اس میں عول کی بجائے "رد" ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وثلثة منها قد تعول:

(ا) اما الستة' فانها تعول الٰی عشرة وترًا وشفعًا' واما اثنا عشر: فهی تعول الٰی سبعة عشر وترًا لا شفعًا' واَما اربعة وعشرون: فانها تعول الٰی سبعة وعشرين عولاً واحدًا' کما فی المسئلة المنبرية' وهی امراة وبنتان' وابوان۔ ولا يزاد علٰی هٰذا الا عند ابن مسعود رضی اللّٰه عنه فان عنده تعول الٰی احد وثلثين

---

"وثلثة منها قد تعول ...."

اور باقی ماندہ تین کبھی عول کرتے ہیں اور کبھی نہیں' ان تین سے مخرج "ستہ" دس تک وترا وشفعًا عول کر سکتا ہے۔ جیسے کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند اور دو حقیقی بہنیں چھوڑ جائے تو خاوند کے لئے نصف اور بہنوں کے لئے ثلثان کے اجتماع سے مسئلہ کی تاصیل تو "ستہ" سے ہو گی لیکن تقسیم سات سے ہی ممکن ہو گی' لہٰذا مسئلہ "۶" سے "۷" تک وترا عول کر جائے گا۔ کیونکہ....:

| | | |
|---|---|---|
| خاوند کیلئے "۶" | میں سے نصف = | "۳" |
| عینی دو بہنوں کو | "۶" میں سے ثلثان= | "۴" |
| | میزان = | "۷" |

اور کبھی یہ مخرج آٹھ تک عول کرتا ہے' جبکہ نصف' ثلثان اور سدس جمع ہو جائیں' جیسے کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' اختین لاب وام اور اخت لام چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل "۶" سے ہو گی لیکن تقسیم ترکہ آٹھ سے کم میں ممکن نہ ہو گی۔

اصل مسئلہ "۶" سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| خاوند | نصف="۳" | علی سبیل الفرضیہ |
| دو عینی بہنیں | ثلثان۔ "۴" | علی سبیل الفرضیہ |
| ایک اخیافی بہن | سدس۔ "۱" | علی سبیل الفرضیہ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا یہ مسئلہ "۸" تک شفعاً عول کرے گا۔ اور کبھی دس تک' جبکہ متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' اختین لاب وام واختین لام وام تو ایسی صورت میں زوج کو متروکہ مال سے "نصف" اختین لاب وام کو "ثلثان" اور اختین لام کو "ثلث" اور ماں کو "سدس" ملے گا۔ لہٰذا نصف ثلثان' ثلث اور سدس کے اجتماع سے مسئلہ کی تاصیل تو "۶" سے ہی ہوگی لیکن حصص کی مکمل تقسیم "دس" سے کم میں ممکن نہ ہوگی کیونکہ:

| | | |
|---|---|---|
| خاوند کو "۶" | میں سے نصف = | "۳" |
| حقیقی بہنوں کو "۶" | میں سے ثلثان = | "۴" |
| اخیافی بہنوں کو "۶" | میں سے ثلث = | "۲" |
| ماں کو "۶" | میں سے سدس= | "۱" |
| | میزان= | "۱۰" |

لہٰذا یہ مسئلہ دس تک عول کرے گا۔ اس مسئلہ کو شریحیہ اور ام الفروخ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اور مسئلہ "۱۲" سترہ تک عول کر سکتا ہے لیکن "وتر" کی صورت میں نہ کہ شفع کی صورت میں' جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے زوجہ' دو عینی بہنیں اور ایک اخیافی بہن چھوڑ جائے تو مسئلہ کی صورت بارہ سے ہی ہوگی لیکن "۱۳" تک عول کرنے سے ہی مال کی تقسیم درست اور صحیح ہوگی۔

اصل مسئلہ "۱۲" سے

| | | |
|---|---|---|
| زوجہ | ربع = "۳" | علی سبیل الفرضیہ |
| دو عینی بہنیں | ثلثان="۸" | علی سبیل الفرضیہ |
| اخیافی بہن | سدس="۲" | علی سبیل الفرضیہ |

یا کوئی متوفی تین بیوہ' دو دادیاں' چار اخیافی بہنیں اور آٹھ عینی بہنیں چھوڑ جائے تو بھی مسئلہ کی تشکیل "۱۲" سے ہوگی' مال کی تقسیم "۱۷" تک عول کرنے سے ہی ممکن ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | | |
|---|---|---|
| تین بیویوں کو | "۱۲" میں سے | ربع = "۳" |
| دو دادیوں کو | "۱۲" میں سے | سدس = "۲" |
| چار اخیافی بہنوں کو | "۱۲" میں سے | ثلث = "۴" |
| اور آٹھ عینی بہنوں کو | "۱۲" میں سے | ثلثان = "۸" |
| | میزان = | "۱۷" |

چونکہ متوفی کا اتفاق سے کل ترکہ "۱۷" دینار تھا اور ورثاء کے حصص بھی "۱۷" اور ورثاء بھی تمام کی تمام عورتیں جنھیں تقسیم میں اپنے حصے کے مطابق ایک ایک دینار آیا۔ اس اعتبار سے اس مسئلہ کو "مسئلہ دینار یہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں عول "۱۲" سے "۱۷" تک ہوا۔

"واما اربعة وعشرون ....."

اور چوبیس کا مسئلہ صرف "۲۷" تک ہی عول کر سکتا ہے جیسے کہ مسئلہ "منبریہ" کی صورت میں۔ خاوند اپنے پیچھے بیوی' دو لڑکیاں اور والدین چھوڑ جائے تو اس کی تشکیل "۲۴" سے ہی ہو گی لیکن حصص کی تقسیم کی تصحیح "۲۷" ہی سے ممکن ہو گی لہٰذا:

| | | |
|---|---|---|
| بیوی کو "۲۴" | میں سے ثمن = | "۳" |
| دو لڑکیوں کو "۲۴" | میں سے ثلثان = | "۱۶" |
| والدین میں سے ہر ایک کو "۲۴" | میں سے سدس سدس = | "۴" + "۴" |
| | میزان = | "۲۷" |

"وجہ تسمیہ"

مسئلہ "منبریہ" کو "منبریہ" سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منبر کوفہ پر خطبے کی حالت میں مسئلہ مذکورہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب بالفور مسئلے کے عولیہ ہونے کے باعث یہ دیا کہ عورت کا حصہ اب ۱/۸ کے بجائے ۱/۹ ہو گا جس پر سامعین حیران رہ گئے۔ نیز یہ مسئلہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں کے نزدیک "۲۷" سے زیادہ عول نہیں کر سکتا لیکن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں "۳۱" تک عول کر سکتا ہے۔ جیسے کوئی مرنے والا اپنے پیچھے عورت' والدہ' دو عینی بہنیں' دو اخیافی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہنیں اور محروم بیٹا چھوڑ جائے تو مسئلہ کی صورت "۲۴" سے ہی ہو گی لیکن تصحیح "۳۱" سے کم میں نہیں ہوگی' کیونکہ عورت کو بوجہ حجب نقصان حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں ثمن ملے گا تو اس صورت میں مسئلہ کی تاصیل "۲۴" سے اور تصحیح بالعول "۳۱" سے ہوگی۔

"تصریح"

علم المیراث کی اصطلاح میں عول کی تعریف مصنف کے الفاظ میں یہ ہے۔ "العول ان یزاد علی المخرج شیئی من اجزائہ اذا ضاق المخرج عن فرض" یعنی جب اصحاب الفروض کے حصص سے مخرج ناکافی ہو تو مخرج پر مخرج کے اجزاء میں سے کسی جزء کے اضافے کا نام عول ہے جیسے مخرج ستہ میں اس میں جز سدس یا ثلث کا اضافہ۔ نتیجتاً اس میں سہام مفروضہ کے مجموعہ میں زیادتی اور ورثاء کے انصباء میں کمی لازم آتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مخرج جب فروض مجتمعہ پر پورا نہ اتر سکے تو ترکے کو بقدر ضرورت مخرج سے زائد تعداد کی طرف منتقل کر دینے کا نام عول ہے جس سے اصل مسئلہ میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ جیسے زوجہ کی وفات پر زوج اور اختان لاب وام کے حصہ نصف اور ثلثان کے جمع ہو جانے پر مخرج ستہ کو سبعۃ تک منتقل کرنے سے ہی مسئلہ کا حل ممکن ہے ورنہ ستہ سے تو حصص سبعۃ کی تکمیل بلا کسر ناممکن ہے۔

امام بیہقی اور امام حاکم رحمہما اللہ کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے ذیل کے مسئلہ میں بالعول فیصلہ دیا۔ کسی عورت کی وفات پر اس کے ورثاء میں زوج' ام اور اخت لاب وام کی صورت سامنے آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ لیا جن میں حضرت عثمان' علی' عباس بن عبد المطلب' عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے تو ان میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عول کا مشورہ دیتے ہوئے کہا "اعیلوا الفرائض" یعنی تمام ورثاء کے حصص میں کمی کر لو' سبھی صحابہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ ہاں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عول سے انکار کیا تو ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آخر تم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انکار کیوں نہ کیا؟ تو کہنے لگے "ہبۃ" یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف کے باعث خاموش رہا۔ اس پر کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ پھر آپ مسئلہ عولیہ میں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرز عمل اختیار کریں گے؟ تو اس کے حل میں انہوں نے فرمایا:

((ادخل الضرر علی من هوا سوء حالاً وهی البنات والاخوات فانهن ینتقلن من فرض مقدر الی فرض غیر مقدر))

یعنی تمام ورثاء کے حصص میں بالعول کمی کرنے کی بجائے اسواء الحال وارث کے حصہ میں کمی کرنی چاہئے اور وہ مسئلہ مذکورہ میں اخوات ہیں۔ کیونکہ وہ کبھی فرضیۃً حق دار ہوتی ہیں اور کبھی عصبۃً' بخلاف زوج اور ام کے وہ ہر حال میں فرضاً ہی حق دار ہیں۔ لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک "٦" کے مسئلہ سے زوج کو نصف "٣" اور ام کو ثلث "٢" دینے کے بعد جو ایک بچے گا وہ اخت لاب وام کو دے دیا جائے گا۔ یوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک بلاعول ترکہ کی تقسیم ہوگی۔

سائل نے کہا "ما یغنیک فتواک شیئًا' فان میراثک یقسم بین ورثتک علی غیر رایک" یعنی آپ کا فتویٰ آپ کے لئے مفید ثابت نہ ہوگا کیونکہ آپ اس رائے میں متفرد ہیں لہٰذا ممکن ہے کہ آپ کا ترکہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی رائے کے خلاف تقسیم ہو لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے قول سے رجوع کر لیں۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما غصے میں آکر کہنے لگے: "هلاً یجتمعون حتی نبتهل فنجعل لعنة اللّٰه علی الکاذبین' ان الذی احصی رمل عالج عددًا لم یجعل فی مال نصفین وثلثًا" یعنی میری رائے سے اختلاف رکھنے والے کیوں نہیں مباہلہ کے لئے ایک مقام پر جمع ہوتے تاکہ ہم کاذبین پر لعنت بھیجیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو مقام عالج کی ریت کے ذرات کی تعداد کو جانتا ہے اس نے کسی بھی انسان کے ترکہ میں دو نصف اور ایک ثلث مقرر نہیں کیا۔ جیسے مسئلہ زیر بحث میں زوج اور اخت لاب وام کے لئے نصف اور نصف اور ماں کے لئے ثلث ہے۔ لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مسئلہ زیر بحث میں اخت لاب وام کو زوج اور ام کے حصص کے بعد مابقی ١/٦ یعنی سدس ملے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جب ایسے حقوق مختلفہ جمع ہو جائیں جن کے لئے ترکہ ناکافی ہو تو ایسی صورت میں اقویٰ غیر اقویٰ پر مقدم ہوتا ہے۔ جیسے تجہیز' دین' وصیت' اور میراث کے جمع ہو جانے پر اگر ترکہ فروض سے کم ہو' تو اقویٰ ہی مقدم ہوتا ہے۔ ایسے کبھی نہیں ہوتا کہ تجہیز میت کو موخر کرتے ہوئے دین کو پہلے ادا کیا جائے بلکہ مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میت سے پہلے تجہیز میت کے مصارف کو ادا کیا جاتا ہے خواہ تمام مال تجہیز میں صرف ہو جائے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں جو ہر حالت میں صاحب فرض ہے وہ اس سے بہتر ہے اور اقویٰ ہے جو کبھی صاحب فرض اور کبھی عصبۃ ہوتا ہے۔ لہٰذا نقص وحرمان میں غیر اقویٰ ہی اولیٰ ہو گا نہ کہ اقویٰ۔

نتیجتاً جب اخوات زوج اور ام سے کبھی عصبۃ ہونے کی حیثیت میں غیر اقویٰ ہوں گی تو مسئلہ زیر بحث میں نقص وحرمان کا محل بھی وہی ہوں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسرے اصحاب کا نظریہ یہ ہے کہ اصحاب الفروض کا کسی ترکہ میں اجتماع جس سبب استحقاق کی بنیاد پر ہوتا ہے وہ نص ہے اور اس میں اصحاب الفروض تمام کے تمام برابر ہیں تو استحقاق میں بھی برابر ہوں گے لہٰذا کسی کا بھی تقدم اور تاخر نادرست ہو گا بلکہ ترکہ کے غیر وافی ہونے کی صورت میں نقصان' تمام پر ایک خاص نسبت سے وارد ہو گا جیسے تمام غرماء کو ترکہ غیر وافی میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لہٰذا جب مسئلہ زیر بحث میں اللہ تعالیٰ نے دو نصف اور ایک ثلث کو واجب قرار دیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فروض کے پیش نظر ترکہ کو پھیلائے بغیر ترکہ کی تقسیم بلا کسر ناممکن ہے۔ ظاہر ہے ان فروض کے مطابق جب ترکہ کو پھیلایا جائے گا تو اصل مسئلہ میں اضافہ ہو گا۔ اور اسی اضافہ کا نام عول ہے جس سے تمام فروض میں ایک خاص تناسب سے کمی آئے گی۔

باقی تجہیز' دین' وصیت اور میراث پر مسئلہ زیر بحث کو قیاس کرنا' قیاس مع الفارق ہے اس لئے کہ مقیس علیہ تجہیز' دین وغیرہ تو ایسے حقوق ہیں جو شرعاً مرتب ہیں جن کی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بخلاف اصحاب الفروض کے سہام کے جو غیر مرتب ہیں کیونکہ ان کا درجہ اور استحقاق برابر اور مساوی ہے۔ اور "نقل من الفرضية الى العصوبة" بھی موجب ضعف نہیں۔ کیونکہ عصوبۃ تو اسباب ارث میں ایک قوی سبب ہے نہ کہ ضعیف' لہٰذا اس سے مخرج کے غیر وافی ہونے پر نقصان کیونکر ثابت ہو گا؟ لہٰذا صحیح اور درست بات وہی ہے جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مشورہ سے عمل کیا اور جس پر صحابہ کا اجماع ہوا۔

یوں بھی مذکور ہے کہ پہلا واقعہ فی العول جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا وہ ایک ایسی عورت سے متعلق ہے' جو وفات پر اپنے پیچھے زوج' اور اختان الشقیقتان چھوڑ گئی۔ چونکہ زوج کا حصہ فرضاً نصف ہے اور اختان کا ثلثان۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے اپنے پورے حصے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

ما اجد شیئًا' اوسع لی من ان اقسم الترکة علیکم بالحصص' وادخل علی کل ذی حقٍّ ما دخل من عول الفریضة (الموارث)

یعنی ترکہ کو بالعول تقسیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ لہٰذا ہر صاحب حق کے حق میں عول آئے گا ممکن ہے یہ واقعہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آیا ہو۔

یہ امر واضح ہے کہ "مخارج حال الانفراد" چھ اور "حال الاختلاط" تین' کل نو ہوئے لیکن ثلث اور ثلثان کے مخرج مشترکہ تین اور سدس واختلاط النصف کے مخرج مشترکہ چھ کے باعث صرف سات رہ گئے جن میں سے چار اثنان' ثلثہ' اربعہ اور ثمانیہ میں تو بالکلیہ عول نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان مخارج سے تعلق رکھنے والے فروض پر یا تو ترکہ پورا تقسیم ہو جاتا ہے اور یا پھر زائد بچ جاتا ہے۔ لہٰذا ان میں عول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باقی ماندہ ستہ' اثنا عشر اور اربعۃ وعشرون میں عول ہوتا ہے۔ ستہ میں دس تک وترا وشفعًا' اثنا عشر میں سترہ تک صرف وترا اور اربعۃ وعشرون میں ستائیس کا صرف عول واحد ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں اکتیس تک۔ کیونکہ وہ ابن محروم کو زوجہ کے لئے حاجب نقصان قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اس کا حصہ ربع سے ثمن کی طرف منتقل ہو جانے سے مسئلہ ذیل میں تصحیح اکتیس سے ہی ممکن ہو گی جیسے کوئی متوفی "ترک امراۃ واما واختین لاب وام' واختین لام' وابنا محرومًا" چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل وتشکیل "۲۴" سے ہو گی جس میں سے عورت کو ثمن "۳" ماں کو سدس "۴" اختان لاب وام کو ثلثان "۱۶" اختان لام کو ثلث "۸" اور ابن محروم چونکہ مجموعاً حصص اکتیس ہوئے لہٰذا "۲۴" سے "۳۱" تک اس مسئلہ کے عول سے ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں تصحیح ممکن ہو گی۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے غیر کے ہاں مسئلہ کی تاصیل وتشکیل "۱۲" سے ہو گی اور "۱۷" تک کے عول سے تصحیح ممکن ہو گی۔

"شبہ"

"۶" کے مسئلہ عائلہ میں جو "۷" تک عول کرتا ہے مسئلہ کو "۶" سے فرض کر کے ترکہ کو "۷" سے تقسیم کیا جاتا ہے تو کیا یہ بہتر نہیں کہ مسئلہ کو "۶" سے فرض کرنے کی بجائے "۷" سے ہی فرض کرتے ہوئے ترکہ کو تقسیم کر لیا جائے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"ازالۃ الشبہ"

دراصل مسئلہ کی تاصیل "۶" سے اور تقسیم "۷" سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تقسیم میں کسر لازم نہ آئے۔ اگر مسئلہ کی تاصیل "۶" کی بجائے "۷" سے ہوگی تو پھر مسئلہ عائلہ میں کسر لازم آئے گی۔ جیسے ورثاء میں اگر زوج اور اختان لاب وام ہوں' تو ظاہر ہے کہ مسئلہ کی تاصیل "۷" سے کرتے وقت تقسیم میں کسر ضرور لازم آئے گی۔ اس سے تحرز کے لئے ہی تو اہل علم نے مسئلہ کی تاصیل "۶" سے اور تقسیم "۷" سے کا اصول وضع کیا ہے۔ یہی وجہ باقی ماندہ مسائل عولیہ میں بھی ہے۔

"فوائد"

(۱) خیال رہے! مسائل عولیہ میں عصبات کو کچھ بھی حصہ میں نہیں آتا' جس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مسائل میں جب حصص اصحاب الفروض کے لئے ہی پورے نہیں' تو انہیں کیا ملے؟ عصبات کو تو اصحاب الفروض کے حصص سے زائد بچا ہوا ترکہ ملتا ہے اور اگر ترکہ اصحاب الفروض کے فروض پر پورا ہو یا ان کے فروض سے کچھ زائد بچ رہا ہو تو سمجھئے کہ یہاں عول نہیں کیونکہ عول تو وہاں ہوتا ہے جہاں فروض (حصص) مخرج سے زائد ہوں۔

(۲) جب میت کے ورثاء میں بیٹا موجود ہو تو بھی عول نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں بعض اصحاب الفروض کو تو بالکل محروم کر دیا ہے جیسے اخوات لاب وام کو اور بعض کا حصہ اتنا کم کر دیا ہے کہ جس سے بیٹے اور پوتے کے لئے بہت کچھ بچ جاتا ہے۔ جیسے ام کے لئے ثلث اور مع الاب واحد الزوجین ثلث الباقی اور مع الابن سدس کے بعد ان کے لئے بہت کچھ بچتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی عول نہ ہوگا۔

"تنبیہات"

(۱) ہر وہ مسئلہ جس میں کوئی وارث نصف کا مستحق ہو اور مابقی کا کوئی اور' یا دو وارث ہوں جو نصف کے وارث ہوں' وہ دو سے تاصیل و تشکیل پائے گا۔

(۲) ہر وہ مسئلہ جس میں کوئی وارث ثلث کا حق دار ہو اور مابقی کا کوئی اور یا دو وارث ہوں جن میں ایک وارث ثلث کا حق دار ہو' تو وہ تین سے تاصیل پائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) ہر وہ مسئلہ جہاں کوئی ربع کا وارث ہو اور مابقی کا کوئی اور یا اس میں دو وارث ایسے ہوں جن میں سے ایک ربع کا اور دوسرا نصف کا تو اس مسئلہ کی چار سے تاصیل ہو گی۔

(۴) اور وہ مسئلہ جس میں کوئی وارث ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا مابقی کا یا اس میں دو وارث ایسے ہوں جن میں ایک ثمن کا اور دوسرا نصف کا وارث ہو تو وہ مسئلہ آٹھ سے تشکیل پائے گا۔

خیال رہے! ان چاروں مسائل میں عول نہیں ہو گا بلکہ بلاعول مسائل کی تصحیح ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فصل فی معرفة التماثل والتداخل والتوافق والتباین بین العددین

تماثل العددین: کون احدھما مساویًا للاخر

---

"فصل فی معرفة التماثل ....."

تعریف العدد:

"العدد ما تتالف من الاحاد" یعنی "عدد" وہ ہے جو احاد سے متالف ہو جیسے اثنین ثلثہ' اربعہ ان میں سے ہر ایک احاد سے مرکب ہے۔ اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ اپنے قریبی یا بعیدی طرفین کے مجموعے کے نصف کے برابر ہو' جیسے عدد "تین" کے قریبی طرفین "دو" اور "چار" ہیں جن کے مجموعے "چھ" کے نصف کے وہ برابر ہی ہے۔

ایسے ہی "تین" کے بعیدی طرفین "ایک" اور "پانچ" ہیں ان کے مجموعے "۶" کے نصف کے بھی وہ برابر ہے۔ ایسے ہی کوئی سا عدد دیکھ لیں' اس کی پوزیشن یہی ہوگی' لہٰذا اس مذکورہ تعریف کے مطابق "ایک" عدد نہ ہو گا' ایک تو اس لئے کہ اس کی ایک طرف نہیں۔ نیز طرفین کے مجموعے کے نصف کے برابر عدد "ایک" نہیں ہو سکتا لہٰذا ایک عدد نہ ہو گا۔

"تماثل بین العددین" دو عددوں میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ برابر ہونے کا نام "تماثل" ہے جیسے "چار" اور "چار"۔

"اعتراض"

خیال رہے! بعض لوگوں کے نزدیک دو متغائر عددوں کے درمیان نسبت مساوات کا نام "تماثل" ہے چار اور چار تو آپس میں متغائر نہیں لہٰذا ان میں نسبت "تماثل" کی نہ ہوگی۔

جواب ☆

تو اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے .....کہ عددین سے مراد دو ایسے عدد ہیں جن کا محل متغائر ہو' لہٰذا "چار" جن سے مراد "چار درہم" ہوں وہ یقیناً اس "چار" کے متغائر" ہو گا جس سے مراد "چار" دینار" ہوں' ورنہ "خالص ثلاثة مجرد عن المحل لاتعدد فیه" لازم آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتداخل العددين المختلفين: ان يعد اقلهما الاكثر۔ ای:يفنيه۔ او نقول: هو ان يكون اكثر العددين منقسمًا على الاقل قسمة صحيحة' او نقول' هو: ان يزيد على الاقل مثله او امثاله' فيساوی الاكثر' او نقول هو ان يكون الاقل جزء للاكثر مثل: ثلثة وتسعة

---

"تداخل العددين المختلفين ...."

تداخل العددین کی کئی ایک صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) ایک تو یہ ہے کہ اقل کو اکثر سے منفی۔ تفریق۔ کرنے سے اکثر عدد ختم ہو جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اکثر عدد اقل پر پورا پورا تقسیم ہو جائے اور اس سے کچھ نہ بچے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اقل عدد کو جب دو گنا یا تین گنا زیادہ کیا جائے تو وہ اکثر کے برابر ہو جائے۔

(۴) یا یہ ہے کہ اقل اکثر کا ایک صحیح حصہ ہو' جیسے "تین" اور "نو" میں تین نو کا ایک حصہ ہے۔

پہلی تعریف یعنی جب اقل کو اکثر سے دو یا اکثر دفعہ منفی کیا جائے تو اکثر کا وجود ختم ہو جائے جیسے تین اور چھ میں جب چھ سے تین کو دو دفعہ منفی کر دیا جائے تو چھ کا وجود بالکلیہ ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی نو سے جب تین بار تین کو منفی کیا جائے تو نو کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا "۳" اور "۶" نیز "۳" اور "۹" ایسے دو عدد ہیں جو علم میراث کی اصطلاح میں متداخل ہیں۔ بخلاف تین اور آٹھ کے جب اس سے دوبار تین کو منفی کیا جائے تو باقی دو رہ جاتے ہیں جن کا تین سے فنا ممکن نہیں لہٰذا "۳" اور "۸" متداخل عدد نہ ہوں گے۔

ہاں دو کو اگر آٹھ سے چار بار منفی کیا جائے تو آٹھ کا وجود ختم ہو جاتا ہے لہٰذا "۲" اور "۸" دو ایسے عدد ہیں جو متداخل کہلاتے ہیں اور ان کی نسبت کو نسبت تداخل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

"وتداخل العددين المختلفين" میں ماتن نے عددین کو اختلاف سے مقید ذکر کیا ہے۔ حالانکہ یہ اختلاف فی القلة والكثرة توافق اور تباین میں بھی ہوتا ہے تو اس سے مصنف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اتنی سی بات بتانا چاہتے ہیں کہ اختلاف العددین صرف تماثل میں نہیں ہوتا باقی تینوں میں ہوتا ہے۔ ہاں اس کی تصریح مصنف نے صرف تداخل میں کی ہے لیکن اس سے توافق اور تباین میں بھی اختلاف کا علم ہوتا ہے۔ نیز مصنف نے تداخل کی دوسرے ایسے معانی سے بھی تفسیر کی ہے جو پہلے معنی کو لازم ہیں۔

غور کیا جائے تو یہ تعریفات صرف عبارت کے اختلاف پر مبنی ہیں ورنہ معنیً ان میں کوئی اختلاف نہیں جیسے ثلثۃ اور تسعۃ میں۔ چونکہ ثلثۃ' تسعۃ کا ثلث ہے لہٰذا یہ اس کا جزء ہے اور یہ تسعۃ کو تین دفعات میں فنا بھی کرتا ہے لہٰذا یہ پہلی تعریف کے مطابق متداخلان ہیں۔ نیز دوبارہ زیادہ کرنے سے تین نو کے برابر ہو جاتا ہے اور تسعۃ تین پر بلا کسر منقسم بھی ہے۔ لہٰذا تیسری اور دوسری تعریف کے مطابق بھی یہ متداخلان ہیں۔ الغرض یہ ایک ایسی مثال ہے جو تداخل کی جمیع تفاسیر کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتوافق العددين: ان لايعد اقلهما الاكثر' ولٰكن يعدهما عدد ثالث: كالثمانية مع العشرين تعدهما اربعة: فهما متوافقان بالربع: لان العدد العادلهما مخرج لجزء الوفق

---

توافقه العددين: اس نسبت میں "عدد اقل" اکثر کو فنا نہیں کرتا بلکہ دونوں کو کوئی تیسرا عدد فنا کرتا ہے۔ جیسے "آٹھ" اور "بیس" میں ادنیٰ اکثر کو تو فنا نہیں کرتا' ہاں ایک تیسرا عدد "چار" ان دونوں کو فنا کرتا ہے' لہٰذا یہ دونوں عدد موافق "بالربع" ہوں گے' کیونکہ عدد "۴" جو ان دونوں کو فنا کرتا ہے وہ "ربع" کا ہی مخرج ہے۔

یہ تعریف اس وقت صحیح اور درست ہو گی جب عدد کی تفسیر "الكمية المتالفة من الوحدات" سے کی جائے گی اور اس کے مطابق واحد عدد نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ متالف من الوحدات نہیں اور اسی تفسیر کے مطابق تداخل کی بھی تعریف صحیح ہو گی' کیونکہ اس میں بھی عددین سے مراد ایسے دو عدد ہوں گے جو واحد کے علاوہ ہوں گے۔

اگر عدد کی تفسیر "بما يقع في مراتب العدد" سے کی جائے تو پھر واحد بھی عدد ہو گا۔ کیونکہ واحد بھی مراتب اعداد کا پہلا مرتبہ ہے۔ بلکہ اسی سے اعداد کی ابتداء ہوتی ہے۔ تو ایسی صورت میں واحد جمیع اعداد کے لئے مفنی ہو گا جس سے ہر دو عددوں کے درمیان توافق ثابت ہو گا اور تباین کا وجود ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا توافق کی تعریف "ولٰكن يعدهما عدد ثالث غير الواحد" میں "غير الواحد" کے اضافے ہی سے صحیح اور مانع ہو سکتی ہے اور اس قید کا اضافہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اصطلاح میراث میں واحد اور دوسرے کسی بھی عدد میں نسبت تداخل کی نہیں بلکہ تباین کی ہے اور ایسے ہی توافق کا تعلق صرف ہر دو ایسے عددوں سے بھی نہیں جن کو واحد فنا کرتا ہو۔ مصنف کی کلام سے واحد کا عدد ہونا ثابت نہیں۔ لہٰذا ان کی رائے کے بموجب تعریف پر کوئی اشکال واعتراض نہیں۔

"ثمانية مع العشرين" میں "ثمانية عشرين" کو فنا نہیں کرتا بلکہ عدد ثالث اربعۃ ثمانیۃ کو بمرتین اور عشرین کو بخمس مرات فنا کرتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں عدد متوافق بالربع ہوں گے۔

خیال رہے! گو دو بھی ان دو عددوں کو فنا کرتا ہے جس کے باعث ان میں توافق بالنصف بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حساب کے اس میدان میں چونکہ اعتبار آسانی کے لئے بڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عدد کا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان میں توافق بالنصف کی بجائے توافق بالربع کہنا بہتر ہے کیونکہ ربع کا مخرج "۴" نصف کے مخرج "۲" سے بڑا ہے اور جتنا عدد "۴" کسی عدد کو جلدی سے فنا کر سکتا ہے اتنا اس سے چھوٹا عدد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس میں جزء الوفق قلیل کا اعتبار ہو گا کیونکہ وہ جتنا قلیل (اقل) ہو گا اس کا مخرج اتنا ہی بڑا ہو گا۔ مثلاً: ثمن' ربع سے اقل ہے اور ربع' نصف سے لیکن ثمن' کا مخرج "۸" ربع کے مخرج "۴" سے بڑا ہے اور ربع کا مخرج "۴" نصف کے مخرج "۲" سے بڑا ہے۔ لہٰذا جزء الوفق اقل کا اعتبار ہی اس میں بہتر اور مناسب ہے۔

"فائدہ"

خیال رہے! دو عددوں کے درمیان توافق کئی وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً چوبیس اور چھتیس میں توافق بالنصف' بالثلث اور بالسدس بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اعتبار حساب کی سہولت کے لئے توافق بالسدس میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتباين العددين ان لا يعد العددين معًا عدد ثالث كالتسعة مع العشرة وطريق معرفة الموافقة والمباينة بين العددين المختلفين' ان ينقص من الاكثر بمقدار الاقل من الجانبين مرة او مرارًا حتى اتفقا في درجة واحدة' فان اتفقا في واحد فلا وفق بينهما وان اتفقا في عدد فهما متوافقان بذٰلک العدد ففي الاثنين بالنصف' وفي الثلاثة بالثلث' وفي الاربعة بالربع هٰكذا الى العشرة وفي ماوراء العشرة يتوافقان بجزءٍ' اعني في احد عشر بجزء من احد عشر وفي خمسة عشر بجزء من خمسة عشر' فاعتبر هٰذا

---

"تباين بين العددين ....."

اس نسبت میں نہ تماثل اور نہ ہی تداخل کی کوئی صورت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد ان دونوں عددوں کو فنا کر سکتا ہے' لہٰذا اس میں کوئی توافق کی صورت بھی نہیں ہو سکتی' جیسے "نو" اور "دس" میں۔

اعداد مختلفہ میں نسبت موافقہ اور مبانیۃ کی معرفت کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ عدد اکثر سے بقدر اقل من الجانبین کئی بار کم کرتے جائیں تو بالآخر اگر ایک عدد بچ جائے تو سمجھ لیجئے کہ ان میں نسبت موافقہ کی نہیں اور اگر ایک سے زیادہ بچیں تو پھر دونوں عدد اس عدد کے ساتھ موافق ہوں گے اگر عدد "دو" میں موافقت ہو تو "وفق بالنصف" کہلائے گا اور "تین" میں "وفق بالثلث" "چار" میں "وفق بالربع" ایسے ہی دس تک۔ مثلاً دس اور سات میں سے جب سات کو دس سے منفی کر دیا جائے تو باقی تین بچتے ہیں اور تین کو جب سات سے دوبار کم کر دیا جائے تو باقی ایک بچتا ہے۔ لہٰذا جب دس اور سات جانبین سے اقل کے القاء کے بعد ایک میں متفق ہوتے ہیں' تو وہ دونوں عدد متباین ہوں گے۔ ایسے اگر اٹھارہ سے آٹھ دوبار حذف کر دیا جائے تو باقی دو بچتے ہیں اور آٹھ سے اگر دو کو تین بار حذف کر دیا جائے تو بھی باقی دو بچتے ہیں۔ لہٰذا آٹھ اور اٹھارہ عدد "دو" میں متوافقان بالنصف ہوں گے۔

"تفصیل"

اس کی تفصیل یوں سمجھئے جب اقل عدد کو اکثر سے کئی بار حذف کرنے سے عدد اکثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ختم ہو جائے تو سمجھئے کہ دونوں عدد متداخلان ہیں اور اگر ایک باقی رہ جائے تو پھر وہ دونوں متباینان ہیں۔ اور اگر اقل کو اکثر سے حذف کرنے کے بعد اقل من الاقل عدد رہ جائے جو ان دونوں کو فنا کرتا ہو تو وہ ایک ایسا اکثر عدد ہو گا جس سے بڑا وہاں کوئی دوسرا عدد دونوں کو فنا کرنے والا نہ ہو گا۔ جیسے آٹھ اور بارہ میں آٹھ کو بارہ سے حذف کرنے کے بعد باقی چار رہ جاتے ہیں' جو آٹھ اور بارہ کو فنا کرنے میں اکثر عدد ہے۔ لہٰذا یہ دونوں عدد آٹھ اور بارہ متوافقان یعنی متوافقان بالربع ہوں گے۔ اور اگر اس سے آگے کسی عدد میں موافقت ہو تو پھر گیارہ میں "وفق بجزء من احد عشر" کہلائے گا' جیسے کہ "۲۲" اور "۵۵" میں "جزء احد عشر" کے ساتھ توافق ہے اور اسی طرح "۲۲" اور "۳۳" میں' اور پندرہ میں "بجزء من خمسة عشر" کہلائے گا جیسے کہ "۳۰" اور "۴۵" میں کہ ان دونوں کو "۱۵" اڑاتا ہے۔

اور یوں بھی ممکن ہے کہ تیس اور پینتالیس کے "توافق بجزء من خمسة عشر" کو "بثلث الخُمس" سے تعبیر کیاجائے جس کا مخرج خمسة عشر ہے۔ اور چوبیس وچھتیس کو فنا کرنے والے عدد بارہ کو بنصف السُدس سے نیز اٹھائیس اور بیالیس کو فنا کرنے والے عدد چودہ کو بنصف السُبع سے الغرض۔ دس سے بعد کسی عدد میں توافق کو توافق بالاجزاء المضافة الی المخرج سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کجزء من احد عشر' وجزء من اثنی عشر وغیرھا۔ اور بعض کو کسور مرکبہ سے بھی جیسے بارہ کو بنصف السُدس اور چودہ کو بنصف السُبع سے۔

"تصریح"

مسائل کی تصحیح کے لئے نسبت بین الاعداد کی معرفت ضروری ہے کیونکہ تقسیم میراث کے مسائل کی معرفت نسبت کی معرفت پر موقوف ہے اور یہ نسبت چار اقسام میں منحصر ہے۔ (۱) تماثل' (۲) تداخل' (۳) توافق اور (۴) تباین میں۔

اگر ورثاء پر ان کے حصص بلاکسر صحیح تقسیم ہو جائیں تو پھر معاملہ آسان ہے نہ ہی تو رووٴس اور ان کے سہام میں کسی قسم کی نسبت کو دیکھنے کی ضرورت ہو گی اور نہ ہی رووٴس اور دوسرے رووٴس کے درمیان اور نہ ہی کسی قسم کی ضرب کی ضرورت ہو گی۔

اگر ہر فریق کے رووٴس کی تعداد پر اس کے سہام صحیح تقسیم نہ ہوں تو پھر مسئلہ کی تصحیح ضروری ہو گی جس میں نسبت کو دیکھنا' ضرب دینا اور حاصل ضرب کو رووٴس پر تقسیم کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضروری ہو گا۔ لہٰذا جہاں ضرب و تقسیم کی معرفت ضروری ہے وہاں نسبت کی معرفت ان سے بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

"تعریفات النسب"

(۱) تماثل' لغۃً..... صورت وشکل میں تشابہ کو کہتے ہیں۔

اصطلاحًا..... دو اعداد کا اپنے اپنے محل و حیز اور قیمت میں یوں مساوی ہونا کہ ایک دوسرے سے زائد نہ ہو۔ جیسے "۸" اور "۸" "۱۰" اور "۱۰"۔

(۲) تداخل' لغۃً..... مشتق من الدخول ہے جو معنی خروج کی ضد ہے۔

اصطلاحًا..... عدد اکثر کا اقل پر یوں تقسیم ہونا کہ باقی کچھ نہ بچے جیسے "۵" اور "۱۵" "۹" اور "۳۶"۔ ان میں سے اکثر کو جب اقل پر تقسیم کیا جاتا ہے تو باقی کچھ نہیں بچتا۔

(۳) توافق' لغۃً..... اتفاق کو کہتے ہیں۔

اصطلاحًا..... دو عددوں میں سے ایک دوسرے پر تقسیم نہ ہو' ہاں کوئی عدد ثالث واحد کے علاوہ انہیں تقسیم کرتا ہو۔ جیسے "۶" اور "۸" "۱۲" اور "۳۰" "۸" اور "۲۰"۔ پہلے دو عددوں کو "۲" دوسروں کو "۶" اور تیسروں کو "۴" تقسیم کرتے ہیں لہٰذا پہلے دو عددوں میں توافق بالنصف' دوسروں میں توافق بالسدس اور تیسروں میں بالربع ہو گا۔

(۴) تباین' لغۃً..... تباعد کو کہتے ہیں۔

اصطلاحًا..... ایک عدد کا دوسرے پر تقسیم نہ ہونا اور نہ ہی کسی تیسرے عدد کا انہیں تقسیم کرنا جیسے "۴" اور "۷" اور "۱۱" "۹" اور "۱۰"۔

تنبیہ

خیال رہے! توافق دو معنی میں استعمال ہوتا ہے ایک خاص اور دوسرا عام۔ خاص تو وہ ہے جس کا ذکر کتاب میں مذکور ہے اور عام یہ ہے کہ دو عددوں میں سے ایک دوسرے پر یا دونوں کسی تیسرے عدد پر پورے تقسیم ہو جائیں۔ اس لحاظ سے توافق کا یہ معنی تداخل کو بھی شامل ہو گا۔ لہٰذا فن میراث میں توافق کا کبھی پہلا معنی مراد ہوتا ہے اور کبھی دوسرا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجہ ضبط النسب فی الاربعة

چار اقسام میں نسبت کے انحصار کی وجہ یہ ہے کہ ہر عدد دوسرے عدد کی نسبت سے دو صورتوں سے خالی نہ ہو گا۔

(۱) دوسرے کے مساوی ہو گا یا نہیں' اگر مساوی ہے تو نسبت ان کے درمیان "تماثل" کی ہو گی۔

(۲) اور اگر مساوی نہیں تو پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو ان دونوں عددوں کو کوئی تیسرا عدد فنا کرے گا یا نہیں اگر کر رہا ہو گا تو ان کے درمیان نسبت "توافق" کی ہو گی۔ جیسے "آٹھ" اور "بارہ" میں۔

(۳) اور اگر ان دونوں میں سے ادنیٰ اعلیٰ کو فنا کر رہا ہے تو پھر ان کے درمیان نسبت "تداخل" کی ہو گی۔ جیسے ..... "تین" اور "چھ" میں۔

(۴) اور اگر ایسی صورت نہیں۔ یعنی .... کوئی بھی عدد ان دونوں کو یا ادنیٰ اعلیٰ کو فنا نہیں کر رہا تو پھر نسبت "تباین" کی ہو گی۔ جیسے "نو" اور "گیارہ" میں۔

خیال رہے! مستحقین میں بلا کسر ترکہ کو تقسیم کرنے میں نسبت اربعہ کی معرفت اہم ہے۔ لہٰذا تصحیح سے قبل مصنف نے ان کی وضاحت کو مناسب سمجھتے ہوئے ان کے بیان پر مشتمل علیحدہ فصل ذکر کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بابُ التَّصحِيح

يحتاج فی تصحیح المسائل الٰی سبعة اصول: ثلٰثة بین السهام والرؤس' واربعة بین الرؤس والرؤس اما الثلٰثة: فاحدها: ان کانت سهام کل فریق منقسمة علیهم بلاکسر فلا حاجة الی الضرب کابوین وبنتین

---

تصحیح من الصحة تفعیل کا مصدر ہے۔ جس کا لغۃً ... معنی ازالة السقم ہے۔ اور اصطلاحًا..... هو ازاله الکسر الذی وقع بین رؤس کل فریق من الورثة وسهامهم من اصل المسئلة' یعنی اس کسر کا ازالہ جو ورثاء کے کسی فریق کے روئس اور ان کے اصل مسئلہ سے سہام کے درمیان واقعہ ہو۔ میراث کی تصحیح میں سات قواعد وضوابط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جن میں سے تین کا تعلق ورثاء کے حصوں اور ان کے رووٴس سے ہے اور چار کا تعلق بعض ورثاء اور بعض دوسرے ورثاء کے رووٴس سے ہے۔

خیال رہے! "رؤس" راس کی جمع ہے جس سے مراد "ورثاء کی کمیت" یعنی تعداد ہے۔

القاعدة الاولٰی:

پہلے تین قواعد میں سے اول یہ ہے کہ اگر ہر فریق کا حصہ اس کے افراد پر بلاکسر تقسیم ہوتا ہو تو پھر ضرب کی ضرورت نہ ہوگی۔ جیسے ..... کوئی متوفی اپنے پیچھے والدین اور دو بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل "٦" سے ہوگی' جس میں سے والدین کو چھٹا چھٹا اور بیٹیوں کو چھ میں سے ثلثان "٤" ملیں گے۔

اصل مسئلہ (٦) میں سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| والد کو | سدس (١) | علی سبیل الفرضیه |
| والده کو | سدس (١) | علی سبیل الفرضیه |
| بیٹیوں کو | ثلثان (٤/٦) | علی سبیل الفرضیه |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چونکہ ہر فریق کا حصہ ان پر پورا پورا تقسیم ہو رہا ہے' لہٰذا تقسیم میں ضرب کی کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ والدین میں سے ہر ایک کو چھ میں سے ایک ایک اور بیٹیوں میں سے ہر ایک کو دو دو آ گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثانی: ان انکسر علی طائفة واحدة ولٰکن بین سهامهم' ورئوسهم موافقة فیضرب وفق عدد رؤس من انکسرات علیهم السهام فی اصل المسئلة وعولها ان کانت عائلة کابوین وعشر بنات' او زوج و ابوین وست بنات

---

"القاعدة الثانية ....."

دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی فریق کا حصہ اس کے افراد پر بلا کسر تقسیم نہ ہوتا ہو تو پھر دیکھا جائے گا آیا ان کے حصے اور ان کے رؤس میں نسبت موافقہ کی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر ان کے رؤس کی تعداد کے وفق کو اصل مسئلہ میں یا اس کے عول میں (اگر مسئلہ عولیہ ہے) تو ضرب دی جائے گی' حاصل ضرب سے یقیناً ترکہ کی تقسیم ہر فریق میں درست ہوگی' جس کی صورت یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے جس فریق کو جو کچھ ملتا ہے اسے مضروب میں ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا' علی ھٰذا القیاس پھر جو کچھ حاصل ضرب سے فریق کو ملے اسے اس فریق کے افراد پر تقسیم کر دیا جائے تو تقسیم افراد پر بھی صحیح ثابت ہو گی۔ جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے والدین اور دس بیٹیاں چھوڑ جائے تو اصل مسئلہ کی تاصیل "۶" سے ہو گی جس میں سے والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ (۱/۶) ملے گا' جو ان کے رؤس کے مطابق پورا پورا ہے' تقسیم میں کوئی رکاوٹ اور خلل نہیں' لیکن دس بیٹیوں کو دو ثلث "۴" ملیں گے جو ان پر پورے پورے بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتے' لہٰذا ان کے حصے "۴" اور انکے رؤس "۱۰" میں نسبت موافقہ بالنصف کے باعث نصف رؤس کو اصل مسئلہ "۶" میں ضرب دینے سے حصص کی تقسیم صحیح ہو گی۔ مثلاً:

| اصل مسئلہ "۶" میں |
|---|

بیٹیوں کے رؤس کے وفق کو ضرب دینے سے "۵x۶=۳۰" حاصل ضرب آئے گا پھر اصل مسئلہ میں سے والد کے حصہ (۱/۶) کو مضروب "۵" میں ضرب دینے سے اس کا حصہ تیس میں سے "۵" آئے گا' اسی طرح والدہ کا= "۵" لڑکیوں کو چونکہ اصل مسئلہ سے "۴" ملے تھے لہٰذا "۵" مضروب سے ضرب دینے پر بیس=۲۰۔ ان کا حصہ آئے گا جسے دس لڑکیوں پر تقسیم کرنے سے ہر ایک کے حصے میں دو دو آئیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اگر مسئلہ عولیہ ہے تو پھر رووٴس کے وفق کو مسئلہ عولیہ میں ضرب دی جائے گی' بعدہ حاصل ضرب سے تمام فریقوں کے حصص کی تقسیم ہوگی۔ جس فریق کو اصل مسئلہ عولیہ سے جو کچھ ملا ہو گا اسے رؤس کے وفق سے ضرب دینے پر اس کا حصہ نکل آئے گا جو اس فریق میں پورا پورا تقسیم ہو گا۔ علی ہذا القیاس' جیسے کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند' والدین اور چھ بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل۔ خاوند کے لئے= ربع' والدین کے لئے= سدس سدس' اور بیٹیوں کے لئے= ثلثان جمع ہونے پر۔ "۱۲" سے ہوگی۔

اصل مسئلہ "۱۲" سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| زوج کو | ربع (۳) | علی سبیل الفرضیہ |
| والدین کو | سدسان (۴) | علی سبیل الفرضیہ |
| بنات ستہ کو | ثلثان (۸) | علی سبیل الفرضیہ |

مسئلہ کی تاصیل گو "۱۲" سے ہے لیکن ترکہ کی تقسیم "۱۵" سے کم میں ممکن نہیں لہٰذا یہ مسئلہ "۱۵" تک عول کرنے سے ہی درست ہو گا۔ اب خاوند اور والدین کے حصے کی تقسیم تو ان پر درست ہے لیکن چھ بیٹیوں پر ان کے حصہ "۸" کی تقسیم بلا کسر درست نہیں' لہٰذا ان کے حصے اور ان کے رؤس میں "موافقة بالنصف" کے باعث نصف رؤس کو مسئلہ عولیہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے ترکہ کی تقسیم صحیح اور درست ہو گی۔ مثلاً:

* .... اصل مسئلہ "۱۲" سے' عول کے باعث "۱۵" سے' "توافق بالنصف" کے باعث بیٹیوں کے نصف رؤس=۳ کو مسئلہ عولیہ "۱۵" میں ضرب دینے سے حاصل ضرب "۴۵" سے ترکہ کی تقسیم صحیح ہو گی۔
* .... بیٹیوں کو مسئلہ عولیہ سے "۸" آئے تھے جنھیں مضروب۔ یعنی بیٹیوں کے رؤس کے وفق "۳" میں ضرب دینے سے "۲۴" حاصل ہوئے۔ لہٰذا یہ چوبیس حصص "۴۵" میں سے بیٹیوں کا حصہ ہو گا جو ان میں چار چار کی تعداد میں برابر تقسیم ہو گا۔
* .... خاوند کو اصل مسئلہ سے "۳" ملے تھے مضروب "۳" میں ضرب دینے سے "۴۵"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں سے "۹" ملیں گے۔

* .... والدین کو اصل مسئلہ سے "۴" مضروب "۳" میں ضرب دینے سے انہیں "۱۲" ملیں گے، جو ان میں "۴" "۴" برابر تقسیم ہوں گے، لہٰذا....:

| | | |
|---|---|---|
| "۹" | خاوند کو= | "۴۵" میں سے |
| "۱۲" | والدین کو= | "۴۵" میں سے |
| "۲۴" | بیٹیوں کو= | "۴۵" میں سے |
| "۴۵" | میزان | |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثالث: ان لاتكون بين سهامهم و رئوسهم موافقة' فيضرب كل عدد رئوس من انكسرت عليهم السهام فى اصل المسئلة' وعولها ان كانت عائلة كاب وام وخمس بنات' او زوج وخمس اخوات لاب وام

---

"القاعدة الثالثة ....."

قاعدہ ثالثہ یہ ہے کہ .... اگر کسی فریق کے حصہ اور ان کے رؤس میں نسبت موافقہ کی نہ ہو۔ بلکہ مباینۃ ہو۔ تو پھر ان کے تمام عدد رؤس کو اصل مسئلہ یا مسئلہ عولیہ میں۔ اگر عولیہ ہے تو ۔ ضرب دے کر حاصل ضرب سے ورثاء کے حصص کی تقسیم کی جائے گی۔ جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے ماں' باپ اور پانچ بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل "۶" سے ہو گی' کیونکہ والدین کا سدس اور سدس' نیز بیٹیوں کے ثلثان جمع ہونے پر مسئلہ کی بنیاد "۶" سے ہی ہو سکتی ہے' لہٰذا ....

اصل مسئلہ "۶" سے

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| والد کو | سدس (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| والدہ کو | سدس (۱) | علی سبیل الفرضیة |
| ۵ بیٹیوں کو | ثلثان (۴/۶) | علی سبیل الفرضیة ملیں گے |

والدین کو تو "6" میں سے ایک ایک پورا مل گیا' لیکن 5 بیٹیوں پر چار پورے تقسیم نہیں ہوتے' لہٰذا ان کے حصے اور رؤس میں مباینۃ کے باعث رؤس کی تعداد کو اصل مسئلہ "6" میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب "30" آئے گا اس سے ورثاء میں وراثت کی تقسیم صحیح ہو گی۔

اصل مسئلہ "6" سے والد کو (1/6) ملا جسے مضروب "5" میں ضرب دینے سے تیس میں سے اس کا حصہ "5=5x1" ایسے ہی والدہ کو بھی (5=5x1) بیٹیوں کے حصہ 4 کو مضروب میں ضرب دینے سے ان کا حصہ (20=5x4)

اب 5 بیٹیوں پر "20" کو تقسیم کرنے سے ہر ایک کو چار چار کا حصہ آیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایسے ہی اگر مسئلہ عولیہ ہو تو مباینۃ کی صورت میں جمیع تعداد رؤس کو مسئلہ عولیہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ جیسے اگر متوفاۃ خاوند اور پانچ عینی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل بوجہ خاوند کے نصف اور بہنوں کے ثلثان جمع ہو جانے سے "٦" سے ہی ہو گی۔

اصل مسئلہ (٦) عول۔ (٧)

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| زوج کو | نصف (٣) | علی سبیل الفرضیۃ |
| عینی بہنوں کو | ثلثان (٤/٧) | علی سبیل الفرضیۃ |

مسئلہ "٦" سے تشکیل پاکر "٧" تک عول کر گیا' لیکن اس کے باوجود "٥" بہنوں کے حصہ میں "٤" آئے وہ ان پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے لہٰذا ان کے رؤس اور حصے میں مباینۃ کے باعث تمام رؤس کو مسئلہ عولیہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب "٣٥" کی تعداد میں آئے گا' اس سے ورثاء کے حصص کی تصحیح ممکن ہو گی' لہٰذا خاوند کو اصل مسئلہ سے جو تین ملے مضروب میں ضرب دینے سے 15=5x3 حاصل ہوں گے۔ بہنوں کو اصل مسئلہ سے "٤" ملے' مضروب میں ضرب سے 20=5x4' حاصل ہوں گے۔ میزان = 35

خاوند کے لئے 35 میں سے "15" ہوئے اور "5" بہنوں کے لئے "20" ہوئے جو ہر بہن کو چار چار کے حصے کی صورت میں برابر برابر آئیں گے۔

بعض نسخوں میں اصل ثالث کی غیر عائلہ کے متعلق مثال "کاب' وام' وخمس بنات" موجود نہیں۔ "شرح شریفیہ" میں بھی اس کا ذکر نہیں۔ بلکہ صاحب "شریفیہ" نے اپنی طرف سے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے ماتن کے نہ بیان کرنے کی یہ توجیہہ بیان کی ہے:

"وقد یقال ذکر المصنف ھٰھنا اصل المسئلة وحدھا واورد المثال من العول وحدہ' تنبیھا علی ان المسئلة وعولھا معًا صار بمنزلة اصل المسئلة فی ان عدد الرؤس یضرب فیھا کما یضرب فی اصلھا"

یعنی بعض اہل علم نے یہاں مسئلہ غیر عائلۃ کی مثال نہ بیان کرنے اور عائلۃ کی بیان کرنے کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ ماتن اس بات پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ سہام اور رؤوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں مباینۃ کی صورت میں جیسے رؤوس کو اصل مسئلہ میں تصحیح کے لئے ضرب دی جاتی ہے ویسے اصل مسئلہ بمع عول میں بھی تصحیح کے لئے ضرب دی جاتی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان دونوں مسائل کے عمل میں کوئی فرق ہے۔ بلکہ دونوں میں طریق عمل ایک جیسا ہے۔

غیر عائلہ کی مثال جو شارح نے بیان کی: "ماتت عن زوج' وجدة' وثلث اخوات لام" ظاہر ہے زوج کے نصف' جدہ کے سدس اور اخوات کے ثلث کے پیش نظر مسئلہ کی تشکیل وتاسیل "۶" سے ہی ہو گی جس میں سے زوج کو "۳" جدہ کو "۱" اور ۳ اخوات لام کو "۲" حصہ میں آئیں گے۔ لیکن ۳ اخوات لام پر ان کا حصہ ۲ مستقیم تقسیم نہیں۔ لہٰذا رؤوس اور سہام میں مباینۃ کے باعث جمیع رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر 18=6x3 حاصل ضرب سے تصحیح کر لی جائے گی۔ اصل مسئلہ سے جو کچھ کسی کو ملا اسے مضروب ۳ میں ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ لہٰذا زوج کو 9=3x3 جدہ کو 3=3x1' ۳ اخوات لام کو 6=3x2 ہر ایک کو دو دو حصہ میں آئیں گے۔

"وجہ الحصر"

اصول ثلثہ (جن کا تعلق سہام ورؤوس سے ہے) کی وجہ حصریہ ہے۔ اگر سہام ورثاء پر مستقیم ہوں تو یہ اصل اول ہے۔ اور اگر مستقیم نہ ہوں' تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ سہام ایک طائفۃ ورثاء پر منکسر ہوں گے یا زیادہ پر۔ اگر زیادہ پر منکسر ہیں تو اس کا تعلق ان چار اصول سے ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے اور اگر طائفۃ (فریق) پر منکسر ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اس فریق کے سہام اور اس کے رؤوس میں نسبت موافقۃ کی ہے یا نہیں۔ پہلی صورت اصل ثانی کی ہے اور دوسری اصل ثالث کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واما الاربعة: فاحدها: ان يكون الكسر علٰى طائفتين او اكثر' ولٰكن بين اعداد رؤسهم مماثلة' فالحكم فيها ان يضرب احدا لاعداد فى اصل المسئلة' مثل ست بنات وثُلث جدات وثلٰثة اعمام

---

وہ چار قواعد وضوابط جن کا تعلق رؤس اور بعض دوسرے رؤوس سے ہے' ان میں پہلا ضابطہ یہ ہے:

(I) اگر کسر ورثاء میں سے دو یا دو سے زیادہ فریقوں پر لازم آتی ہو اور ان کے رؤوس کی تعداد میں نسبت "مماثلۃ" ہو تو پھر ایسی صورت میں ایک فریق کے رؤوس کی تعداد کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے بحسب سابق ورثاء کے حصص کی تصحیح ہو گی۔ جیسے کوئی متوفی 6 بیٹیاں' 3 دادیاں اور 3 چچے چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل بوجہ / ثلثان اور سدس کے جمع ہو جانے پر "6" سے ہی ہوگی۔

| اصل مسئلہ "۶" سے | | |
|---|---|---|
| ۶ بیٹیوں کو | ثلثان= | "۴" |
| ۳ دادیوں کو | سدس= | "۱" |
| ۳ چچوں کو | مابقی | "۱" |
| | میزان= | "۶" |

اب کسی فریق پر بھی ان کا حصہ پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا نہ دادیوں پر اور نہ ہی چچوں پر اور نہ ہی بیٹیوں پر لیکن بیٹیوں کے رؤوس اور ان کے حصہ میں نسبت "توافق بالنصف" کے باعث ان کے رؤوس کی تعداد بھی نصف رہ جائے گی' لہٰذا توافق کے باعث یوں سمجھئے کہ ۳ بیٹیاں' ۳ دادیاں اور ۳ چچے رہ گئے جن کے درمیان نسبت تماثل کی ہے؟ لہٰذا ایک فریق کے رؤوس کی تعداد کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے 3x6=18 حاصل ہوئے۔ اب اصل مسئلہ 6 سے بیٹیوں کے حصہ 4 کو مضروب 3 میں ضرب دینے سے 18 میں سے بارہ آئے جن کو 6 بیٹیوں پر دو دو کے حصص میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ دادیوں کو ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیا تھا مضروب 3 میں ضرب دینے سے حاصل ضرب 3 آیا جو ایک ایک کی صورت میں ان میں تقسیم ہو گا۔ باقی چچوں کو ایک ملا تھا جسے مضروب میں ضرب دینے سے انہیں بھی 18 میں سے تین آئے جو ان میں ایک ایک تقسیم ہو گا۔

**اصل مسئلہ "۶" تصحیح "۱۸" سے**

| | | |
|---|---|---|
| ۴ بیٹیوں کو | 12=3x4 | ہر ایک کو(۳) |
| ۳ دایوں کو | 3=3x1 | ہر ایک کو (۱) |
| ۳ چچوں کو | 3=3x1 | ہر ایک کو(۱) |
| میزان = | 18 | |

www.KitaboSunnat.c

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثانی: ان یکون بعض الاعداد متداخلاً فی البعض' فالحکم فیها ان یضرب اکثر الاعداد فی اصل المسئلة' مثل اربع زوجات و ثلاث جدات واثنا عشر عمًّا۔

---

(۲) دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ ..... ورثاء میں سے بعض اعداد رؤوس جن کے حصص منکسر ہوں بعض دوسرے اعداد رؤوس میں متداخل ہوں تو ان میں سے اکثر عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی۔ جیسے کسی متوفی کی ۴ بیویاں' ۳ دادیاں اور بارہ چچے ہوں تو ربع اور سدس کے جمع ہو جانے پر مسئلہ کی بنیاد ۱۲ سے ہو گی۔

| اصل مسئلہ ۱۲ سے | | |
|---|---|---|
| ۴ بیویوں کو | ربع = | "۳" |
| ۳ دادیوں کو | سدس = | "۲" |
| ۱۲ چچوں کو | مابقی = | "۷" |
| | میزان = | ۱۲ |

لیکن ہر فریق کا حصہ ان پر پورا پورا تقسیم نہیں ہو رہا اور ان کے حصوں اور رؤوس میں بھی مباینۃ ہے' نیز بیویوں اور دادیوں کے رؤوس ۱۲ چچوں کے رؤوس میں متداخل ہیں' لہٰذا اکثر رؤوس کے فریق کو یعنی ۱۲ کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تقسیم درست ہو گی' لہٰذا 12 x 12 = 144 سے حصص کی تقسیم صحیح ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اصل مسئلہ ۱۲ سے

۴ بیویوں کو ربع ۳ آئے جنھیں مضروب ۱۲ میں ضرب دینے سے 36=12x3 حاصل ہوئے۔

۳ دادیوں کو سدس میں ۲ آئے مضروب میں ضرب دینے سے انہیں 24=12x2 حاصل ہوئے۔

۱۲ چچوں کو مابقی ۷ آئے جنھیں اب 84=12x7 حاصل ہوئے۔

المجموع = 144

اب ہر فریق کا حصہ ان پر پورا پورا تقسیم ہو سکتا ہے۔ بیویوں میں سے ہر ایک کو "36" میں سے نو نو' دادیوں میں سے ہر ایک کو "24" میں سے آٹھ آٹھ' چچوں میں سے ہر ایک کو "84" میں سے سات سات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثالث: ان یوافق بعض الاعداد بعضًا' فالحکم فیھا ان یضرب وفق احد الاعداد فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی وفق الثالث' ان وافق المبلغ الثالث' والا فالمبلغ فی جمیع الثالث ثم المبلغ فی الرابع کذالک ثم المبلغ فی اصل المسئلة کاربع زوجات وثمانی عشر بنتًا وخمس عشرة جدة وستة اعمام

---

(۳) تیسرا ضابطہ ... اگر بعض عدد رؤوس جن پر ان کے حصص پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے بعض دوسروں سے نسبت موافقۃ کی رکھتے ہوں تو پھر ان کا ضابطہ یہ ہے کہ ..... ایک فریق کے عدد کے وفق کو دوسرے فریق کے جمیع عدد میں ضرب دی جائے گی پھر جو مبلغ "حاصل ضرب آئے" اسے فریق ثالث کے وفق میں۔ اگر نسبت توافق کی ہو۔ نہیں تو پھر جمیع تعداد ثالث میں' پھر جو حاصل ضرب آئے اسے چوتھے فریق کے عدد کے وفق میں۔ اگر وفق ہو۔ نہیں تو جمیع رابع میں پھر جو مبلغ "حاصل ضرب" آئے اسے اصل مسئلہ میں' ایسے جو مبلغ حاصل ہو گا اس سے ورثاء کے حصص کی تقسیم صحیح ہو گی۔ جیسے متوفی اپنے پیچھے ۴ بیویاں' ۱۸ بیٹیاں' ۱۵ دادیاں اور ۶ چچے چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل بوجہ ثمن' ثلثان اور سدس کے جمع ہو جانے پر "۲۴" سے ہو گی۔

اصل مسئلہ "۲۴"

| | | |
|---|---|---|
| ۴' بیویوں کو | ثمن = | ۳ |
| ۱۸' بیٹیوں کو | ثلثان = | ۱۶ |
| ۱۵' دادیوں کو | سدس = | ۴ |
| ۶' چچوں کو | مابقی = | ۱ ملے گا |

اب "۴" بیویوں کو جو "۳" ملے وہ ان پر پورے پورے تقسیم نہیں ہو رہے اور ان کے درمیان نسبت بھی مباینۃ کی ہے' لہٰذا "۴" بیویوں کے "۴" رؤوس ہی حساب میں برقرار رہیں گے۔ "۱۸" بیٹیوں کو "۱۶" حصص ملے جن میں نسبت توافق بالنصف کی ہے' لہٰذا بیٹیوں کے رؤوس "۱۸" کی بجائے نصف یعنی .... "۹" حساب کی تصحیح میں شمار ہوں گے۔ "۱۵"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دادیوں کو سدس "۴" ملے جن میں نسبت مباینۃ کی ہے' لہٰذا دادیوں کے رؤوس "۱۵" ہی محفوظ رہیں گے۔ "۶" چچوں کو مابقی ایک ملا اس میں بھی نسبت مباینۃ کے باعث ان کے رؤوس کی تعداد "۶" ہی برقرار رہے گی' لہٰذا اب جمیع فریق کے رؤوس کی تعداد حسب ذیل ہو گی' جسے آگے تصحیح کے عمل میں مد نظر رکھا جائے گا۔

[بیویاں = "۴"]

[بیٹیاں = "۹" توافق بالنصف کے باعث]

[دادیاں = "۱۵"] اور

[چچے = "۶"]

یعنی علی الترتیب ۴'۶'۹' ۱۵ رؤوس کی تعداد سامنے آئی۔

اب ان چار فریقوں کے درمیان نسبت کو دیکھا جائے گا' جہاں کہیں دو فریقوں میں نسبت توافق کی ہو گی وہاں ایک کے وفق کو دوسرے فریق کی جمیع تعداد میں ضرب دی جائے گی اور جہاں کہیں نسبت تباین کی ہو گی وہاں پر پہلے فریق کی جمیع تعداد کو دوسرے کی جمیع تعداد میں' پھر حاصل ضرب کی نسبت کو فریق ثالث کی تعداد سے دیکھا جائے گا' اگر ان میں بھی نسبت توافق کی ہو پھر ایک کے وفق کو جمیع دوسرے میں' نہیں تو پھر تباین کی صورت میں جمیع تعداد کو جمیع تعداد میں پھر یہی عمل رابع اور خامس فریق سے ضرب دینے میں ہو گا' بالآخر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے تمام ورثاء کی تصحیح ہو گی۔

مثلاً:

ان ہی سابقہ فریقوں میں "۴" بیویاں' اور "۶" چچوں میں نسبت توافق بالنصف کی ہے' لہٰذا ایک کے نصف کو جمیع ثانی میں ضرب دی جائے گی' لہٰذا "۱۲" جو حاصل ضرب ہو گا پھر اس میں اور "۹" بیٹیوں میں نسبت توافق بالثلث کی ہے' لہٰذا ایک کے ثلث کو جمیع ثانی میں ضرب دینے سے "۳۶" کی تعداد حاصل ہو گی پھر اس میں اور "۱۵" دادیوں میں بھی نسبت توافق بالثلث ہی کی ہے' لہٰذا ایک کے ثلث کو جمیع ثانی میں ضرب دینے سے "۱۸۰" کی تعداد حاصل ہو گی' پھر اسے اصل مسئلہ "۲۴" میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب "۴۳۲۰" آئے گا اس سے ورثاء کے حصص کی تقسیم صحیح صحیح حاصل ہو گی۔

مثلاً: "۴" بیویوں کو اصل مسئلہ "۲۴" سے ثمن "۳" ملے' مضروب "۱۸۰" میں ضرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینے سے انہیں "۵۴۰" ملے۔

ایسے ہی "۱۸" بیٹیوں کو ثلثان "۱۶" ملے تھے' مضروب "۱۸۰" میں ضرب دینے سے "۲۸۸۰" انہیں حاصل ہوئے۔

"۱۵" دادیوں کو "۴" ملے تھے جنھیں "۱۸۰" میں ضرب دینے سے "۷۲۰" حاصل ہوئے۔

اور "۶" چچوں کو ایک ملا تھا' لہٰذا "۱۸۰" میں ضرب دینے سے انہیں "۱۸۰" حاصل ہوئے۔' اب اگر ہر فریق کے حصے کو دیکھا جائے تو اس کا حصہ اس پر پورا پورا تقسیم ہو گا' جیسے....

| | | |
|---|---|---|
| ۴' بیویوں پر "۵۴۰" | میں سے ہر ایک کو | = ۱۳۵ |
| ۱۸' بیٹیوں پر "۲۸۸۰" | میں سے ہر ایک کو | = ۱۶۰ |
| ۱۵' دادیوں پر "۷۲۰" | میں سے ہر ایک کو | = ۴۸ |
| اور ۶' چچوں پر "۱۸۰" | میں سے ہر ایک کو | = ۳۰ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والرابع: ان تكون الاعداد متبايعة لايوافق بعضها بعضًا فالحكم فيها: ان يضرب احد الاعداد فی جميع الثانی' ثم ما بلغ فی جميع الثالث' ثم ما بلغ فی جميع الرابع' ثم ما اجتمع فی اصل المسئلة: كامراتين وست جدات وعشر بنات وسبعة اعمام

---

(۴) چوتھا ضابطہ اگر تمام ورثاء کے فرقوں میں جن پر ان کے سہام منکسر ہوں نسبت تباین کی ہو تو پھر اس چوتھے ضابطہ کی رو سے ایک فریق کے اعداد رؤوس کو جمیع فریق ثانی میں ضرب دی جائے گی پھر حاصل مبلغ کو فریق ثالث میں پھر حاصل مبلغ کو رابع میں .... الخ۔ پھر آخری حاصل مبلغ کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے ورثاء کے حصص کی تقسیم صحیح ہو گی' جیسے کوئی متوفی "۲" دادیاں' "۱۰" بیٹیاں' "۷" چچے اور "۲" بیویاں چھوڑ جائے تو اصل مسئلہ کی تشکیل بوجہ ثمن' ثلثان' سدس جمع ہو جانے پر "۲۴" سے ہو گی۔ جس میں سے:

| | | |
|---|---|---|
| ۲' بیویوں کو | ثمن | = ۳ |
| ۶' دادیوں کو | سدس | = ۴ |
| ۱۰' بیٹیوں کو | ثلثان | = ۱۶ |
| ۷' چچوں کو | مابقی | = ۱ ملے گا |

دو بیویوں کو "۳" ملے جو ان پر منکسر ہیں اور ان میں نسبت بھی تباین کی ہے۔ ۶ دادیوں کو "۴" ملے جو ان پر منکسر ہیں' لیکن ان میں اور ان کے سہام میں نسبت توافق بالنصف کی ہے' لہٰذا دادیاں نصف "۳" شمار ہوں گی۔ ۱۰' بیٹیوں کو "۱۶" ملے یہ بھی ان پر منکسر ہیں اور نسبت بھی ان میں توافق بالنصف کی ہے' لہٰذا "۱۰" بیٹیاں بھی نصف = "۵" ہی شمار ہوں گی۔ ۷' چچوں کو مابقی = "۱" جو ان پر منکسر ہونے کے ساتھ ساتھ متباین بھی ہے لہٰذا حساب میں تمام فریقوں کے رؤس حسب ذیل ہوں گے۔

۲ بیویاں' ۳ دادیاں' ۵ بیٹیاں' اور ۷ چچے۔ اب ان رؤوس میں بھی نسبت تباین کی ہے۔ لہٰذا "۲" کو "۳" میں اور حاصل ضرب کو "۵" میں پھر ماحصل کو "۷" میں' پھر مجموعے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو اصل مسئلہ "۲۴" میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ لہٰذا 5040=24x210=7x5x3x2 اب اصل مسئلہ "۲۴" سے جو کچھ کسی کو آتا ہو گا اسے مضروب "۲۱۰" میں ضرب دینے سے اس کا حصہ برآمد ہو گا' جو اس فریق پر پورا پورا تقسیم ہو گا۔ مثلاً:

[۲ بیویوں کو "۲۴" میں سے "۳" ملے' ۲۱۰ میں ضرب دینے سے ۶۳۰ حاصل ہوئے۔]

[۶ دادیوں کو سدس "۴" ملے تھے' ۲۱۰ میں ضرب دینے سے ۸۴۰]

[۱۰ بیٹیوں کو ثلثان "۱۶" ملے تھے ۲۱۰ میں ضرب دینے سے ۳۳۶۰]

[۷ چچوں کو مابقی = "۱" ملا ۲۱۰ میں ضرب دینے سے ۲۱۰]

اصول اربعہ جن کا تعلق مابین الرووس والرووس سے ہے ان میں تماثل' تداخل' توافق' اور تباین چاروں معتبر ہیں۔ لیکن اصول ثلثہ جن کا تعلق مابین السہام والرووس سے ہے۔ ان میں تداخل معتبر نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر سہام رؤس پر بوجہ کم ہونے کے مستقیم منقسم نہ ہوں تو تداخل اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مردود الی التوافق ہو گا اور اگر منقسم ہوں تو مردود الی التماثل۔ لہٰذا یہاں تداخل کے بغیر اقسام تین ہی ہوں گی جیسے:

مثال اول:

"ماتت عن زوج' وابنین وبنتین" اصل مسئلہ کی تاصیل و تشکیل یہاں بوجہ ربع الزوج "۴" سے ہو گی جن میں سے زوج کو ربع "۱" اور "مابقی بین ابنین وبنتین للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔ چونکہ دو بیٹے بمنزلہ چار بیٹیوں کے ہیں۔ لہٰذا بیٹوں اور بیٹیوں کا حصہ "۳" ان کی تعداد رؤوس "۶" پر بلاکسر منقسم نہیں۔ ہاں "۳" اور "۶" متوافق بالثلث ضرور ہیں۔ جس کا مخرج ان دونوں متداخل عددوں میں سے اول ہے۔ لہٰذا رؤوس ستہ کی تعداد کو وفق کی طرف رد کرنے سے جو "۲" کی تعداد حاصل ہو گی اسے اصل مسئلہ "۴" میں ضرب دینے سے جو حاصل 8=4x2 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

زوج کو اصل مسئلہ سے "۱" ملا اسے مضروب "۲" میں ضرب دینے سے اس کا حصہ 2=2x1 حاصل ہو گا۔ باقی "۶" باقی ورثاء پر مستقیم تقسیم ہو رہے ہیں لہٰذا ان میں تقسیم ہوں گے 1/6x6 ہر ایک کو ایک۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مثال الثانی:

"مات الرجل عن ابوین وبنتین" سدسان اور ثلثان کے باعث مسئلہ کی تاصیل "۶" سے ہو گی جس میں سے ابوان کو "۲" بنتان کو "۴" یہ سہام ان پر ایسے ہی مستقیم منقسم ہیں جیسے تماثل میں۔ لہٰذا یہ صورت تماثل میں داخ ہو گی یہی وجہ ہے کہ اصول مذکورہ جن کی ترکہ کی تقسیم میں ضرورت پڑتی ہے سات ہوئے نہ کہ آٹھ۔

"تصریح"

"معرفة اصل المسئلة" تصحیح مسئلہ سے قبل اصل مسئلہ کی معرفت علم الفرائض میں ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اصحاب الحصص کے حصص کا معلوم ہونا ناممکن ہے۔ ہر وارث کو اس کا صحیح کامل حصہ اصل مسئلہ کی معرفت سے ہی مل سکتا ہے۔ لہٰذا اصل مسئلہ کی معرفت جسے اہل العلم کے ہاں "تاصیل" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہو "ھذا"

تحصیل اقل عدد یمکن منه استخراج سهام کل وارث بلا کسر" یعنی ایسے اقل عدد کی تعیین جس سے ہر وارث کے سہام کا بلا کسر معلوم کرنا ممکن ہو۔ اصل مسئلہ کی معرفت کے لئے اولاً ورثاء کو دیکھا جاتا ہے اور ان کا وجود تین اقسام سے خالی نہیں:

(۱) تمام عصبات میں سے ہوں گے۔ (۲) تمام ذووا الفروض میں سے ہوں گے۔

(۳) مختلط' عصبات اور ذووا الفروض میں سے ہوں گے۔

* القسم الاول:

اگر تمام ورثاء عصبات میں سے ہوں تو اصل مسئلہ کی تاصیل ان کے مذکر ہونے کی صورت میں ان کے رؤوس کی تعداد سے ہو گی جیسے کسی انسان کے اس کی وفات پر آٹھ بیٹے ہوں تو مسئلہ کی تاصیل "۸" سے اور اگر دس ہوں تو "۱۰" سے ہو گی۔ اگر عصبات میں ذکور واناث دونوں ہوں تو مذکر "للذکر مثل حظ الانثیین" کی بنیاد پر دو رؤوس کے برابر شمار ہو گا اور مسئلہ اس صورت میں بھی رؤوس کی تعداد ہی سے تشکیل پائے گا۔ جیسے کوئی انسان تین بیٹے اور تین بیٹیاں اپنی وفات پر چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تاصیل "۹" سے ہو گی۔ اور اگر چار بیٹے' تین بیٹیاں ہوں تو مسئلہ کی تاصیل "۱۱" سے ہوگی۔ ایسے ہی اگر پانچ عینی بہنیں اور چار عینی بھائی ہوں تو پھر مسئلہ کی تاصیل "۱۳" سے ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* القسم الثانی:

اگر ذووا الفروض سے صاحب فرض ایک وارث ہو تو مسئلہ کی تاصیل اس کے حصہ کے مخرج سے ہو گی جیسے ثلث کی "۳" سے اور ربع کی "۴" سے۔ اور اگر اصحاب الفروض مختلف حصص کے حق دار ہوں تو پھر مسئلہ کی تاصیل کسی ایسی اقل تعداد سے تجویز کی جائے گی جس سے تمام اصحاب الفروض کے حصص حاصل ہو سکیں جیسے ثلث اور سدس کے جمع ہونے پر "۶" سے، ربع اور ثمن کے جمع ہو جانے پر "۸" سے اور ربع، سدس اور ثلث کے مجتمع ہو جانے پر "۱۲" سے مسائل کی تاصیل ہو گی۔

* القسم الثالث:

اصحاب الفروض اور عصبات کے مخلوط ہونے کی صورت میں قسم ثانی میں بیان کردہ ضابطہ کے مطابق اصل مسئلہ سے اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد اگر کچھ مال بچ جائے تو وہ عصبات کا حق ہو گا اور اگر کچھ نہ بچے پھر وہ محجوب رہیں گے۔ جیسے ذیل کی دو مثالوں سے واضح ہے:

(۱) "....مات الرجل عن زوجة، وام، واخوان لام، واخ شقیق" مسئلہ کی تاصیل "۱۲" سے ہو گی جس میں سے

[زوجہ کو ربع "۳" لعدم الفرع فرضًا ملے گا]

[ام کو سدس "۲" لوجود الاخوان فرضًا ملے گا]

[اخوان لام کو ثلث "۴" لعدم الاصل والفرع فرضًا ملے گا]

[عینی بھائی کو "۳" مابقی عصبةً ملے گا]

(۲) "....ماتت المراة عن زوج، واخ لام، وام وعم" مسئلہ کی تاصیل "۶" سے ہو گی جس میں سے

[زوج کو نصف "۳" لعدم الفرع فرضًا ملے گا]

[اخ لام کو سدس "۱" لعدم الاصل والفرع فرضًا ملے گا]

[ام کو ثلث "۲" لعدم الفرع والاخوة فرضًا ملے گا]

[عم محجوب x لعدم مابقی]

پہلی مثال میں عینی بھائی کو ربع مل گیا اس لئے کہ وہ اصحاب الفروض سے بچ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسری میں چچا کو کچھ نہ ملا کیونکہ اصحاب الفروض کے حصص سے کچھ بچا ہی نہیں۔

"کیفیۃ التصحیح ....." ورثاء میں سے کسی فریق کے سہام من المسئلۃ اور اس کے رؤوس کو دیکھ کر اندازہ کرنا آیا سہام ان پر صحیح تقسیم ہو رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ہو رہے ہوں تو فبہا ونعمت، نہیں تو پھر ان میں نسبت موافقۃ کی ہو تو رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ یا اس کے عول میں ضرب دی جائے گی۔ اور اگر نسبت مباینۃ کی ہو تو پھر جمیع رؤوس کی تعداد کو اصل مسئلہ یا اس کے عول میں دی جائے گی۔

حاصل ضرب اصل مسئلہ کے قائم مقام ہو گا اور اسی کا نام "تصحیح المسالۃ" ہے اور وہ جزء جسے تصحیح کے لئے اصل مسئلہ یا اس کے عول میں ضرب دی جاتی ہے اسے "جزء السہم" "مضروب" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً: "مات الرجل عن ثمان بنات' وام' وعم شقیق" تاصیل مسئلہ کی "۶" سے ہو گی جس میں سے:

| | | |
|---|---|---|
| "۸" بنات کو | "۴" | سہام |
| ام کو | "۱" | سہم |
| عم شقیق کو | "۱" | مابقی عصبۃ |

ظاہر ہے سہام البنات ان کی تعداد (رؤوس) پر مستقیم نہیں۔ لیکن ان کے سہام "۴" اور ان کی تعداد رؤوس "۸" میں توافق بالربع ہے اور "۸" کا ربع "۲" ہے اور یہی مضروب "جزء السہم" کہلاتا ہے۔ جسے اصل مسئلہ "۶" میں ضرب دینے سے 12=6x2 جو حاصل ضرب آیا اس سے حصص کی تقسیم صحیح ممکن ہوگی۔ لہٰذا تصحیح سے:

[۸' بنات کو 8=2x4]

[ام کو 2=2x1]

[عم کو 2=2x1]

المجموع:= [۱۲]

"الغرض من التصحیح" ورثاء پر ترکات کی تقسیم میں عدل وانصاف کا حصول اور ہر وارث کے حصہ کی صحیح مقدار کی معرفت جو علم الفرائض سے حاصل ہوتی ہے۔

اب غور کیجئے! ہر فریق کا حصہ اس پر پورا پورا تقسیم ہو رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فَصْلٌ

واذا اردت ان تعرف نصيب كل فريق من التصحيح: فاضرب ما كان لكل فريق من اصل المسئلة فيما ضربته في اصل المسئلة فما حصل كان نصيب ذٰلك الفريق

واذا اردت ان تعرف نصيب كل واحد من آحاد ذٰلك الفريق: فاقسم ما كان لكل فريق من اصل المسئلة على عدد رئوسهم ثم اضرب الخارج في المضروب' فالحاصل نصيب كل واحد من احاد ذٰلك الفريق۔

ووجه آخر' وهو: ان تقسم المضروب على اى فريق شئت' ثم اضرب الخارج في نصيب الفريق الذى قسمت عليهم المضروب' فالحاصل نصيب كل واحد من آحاد ذٰلك الفريق۔

ووجه آخر' وهو طريق النسبة' وهو الاوضح وهو ان تنسب سهام كل فريق من اصل المسئلة الى عدد رئوسهم مفردًا ثم تعطى بمثل تلك النسبة من المضروب لكل واحد من آحاد ذٰلك الفريق۔

---

فصل: اب بلا عنوان "فصل" میں سابقہ ہر فریق کے حصے کے حصول کی مزید وضاحت یوں کرتے ہیں کہ ہر فریق کے حصے کو تصحیح سے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر فریق کو جو کچھ ملا ہو گا اسے مضروب میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا وہ اس فریق کا حصہ من التصحیح ہو گا۔ اور اگر آپ فریق کے ہر فرد کے حصہ کو معلوم کرنا چاہیں تو پھر اس کے معلوم کرنے کے تین طریق ہیں:

(۱) اول یہ کہ ....اصل مسئلہ سے جو کچھ فریق کو ملا ہو اسے فریق کے افراد پر تقسیم کر کے ہر فرد کے حصہ کو مضروب میں ضرب دیجئے' ماحصل اس فرد کا حصہ ہو گا۔

(۲) طریق ثانی یہ ہے کہ ..... مضروب کو فریق کے افراد پر تقسیم کرنے سے جو کچھ ہر فرد کے حصہ میں آئے اسے اصل مسئلہ سے جو کچھ اس فریق کو مل رہا ہو اس سے ضرب دی جائے' یوں فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔

(۳) تیسرا طریق طریق نسبت ہے' جو بالکل واضح ہے' وہ یوں کہ ..... اصل مسئلہ سے جو کچھ فریق کو مل رہا ہے اس کی فریق کے افراد سے نسبت دیکھ لی جائے' پھر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نسبت کے مطابق مضروب سے دیا جائے۔

طریق نسبت کو ماتن آسان قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ اتنا آسان نہیں حساب کی تو اس میں بھی ضرورت ہوتی ہے۔

تصحیح میں سے ہر ایک فریق کو ملنے والے حصہ میں سے فریق کے ہر فرد کے نصیب کو معلوم کرنے کے لئے صاحب کتاب نے تین طریق بیان کئے ہیں۔

طریق اول:

اس میں اصل مسئلہ سے ہر فریق کے حصہ کو فریق کے افراد پر تقسیم کرنے کے بعد حاصل تقسیم کو مضروب میں ضرب دینے سے فرد کا نصیب من التصحیح معلوم ہو جاتا ہے۔ مثلاً: مسئلہ مذکورۃ فی المتن قبل الفصل میں اصل مسئلہ "۲۴" سے زوجتان کو ثمن "۳" حصہ میں آئے جنھیں ان پر تقسیم کرنے سے $3 \div 2 = 1\frac{1}{2}$ ہر ایک کے حصہ میں آیا۔ جب اسے مضروب "جزء السہم" میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب $210 \times 1\frac{1}{2} = 315$ آئے گا۔ بس یہی ہر ایک زوجہ کا حصہ من التصحیح ہو گا۔

"۱۰" بنات کو اصل مسئلہ سے ثلثان "۱۶" ملے اسے ان کے رؤوس پر تقسیم کرنے سے $16 \div 10 = 1\frac{3}{5}$ ہر ایک کے حصہ میں آیا' مضروب میں ضرب دینے سے $210 \times 1\frac{3}{5} = 336$ ہر لڑکی کو تصحیح میں سے ملے گا۔

"۶" جدات کو اصل مسئلہ سے سدس "۴" ملے ان کے رؤوس پر تقسیم کرنے سے $4 \div 6 = \frac{2}{3}$ ہر ایک کے حصہ میں آیا۔ مضروب میں ضرب دینے سے $210 \times \frac{2}{3} = 140$ ہر ایک جدہ کو تصحیح میں سے ملا۔

"۷" اعمام کو اصل مسئلہ سے مابقی "۱" ملا۔ ان کے رووس پر تقسیم کرنے سے $1 \div 7 = \frac{1}{7}$ ہر کو حصہ میں آیا۔ مضروب میں ضرب دینے سے $210 \times \frac{1}{7} = 30$ حاصل ضرب ہر ایک چچا کا حصہ من التصحیح ہو گا۔ لہٰذا یوں ترکہ 5040 کی تصحیح سے ورثاء میں تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | | |
|---|---|---|
| زوجتان کو تصحیح میں سے | ۶۳۰ ہر ایک کو | ۳۱۵ |
| ۱۰ بنات کو = | ۳۳۶۰ = | ۳۳۶ |
| ۶ جدات کو = | ۸۴۰ = | ۱۴۰ |
| ۷ اعمام کو = | ۲۱۰ = | ۳۰ |
| المجموع | ۵۰۴۰ | |

طریق ثانی.....

اس میں مضروب کو افراد فریق پر تقسیم کرنے سے جو حاصل تقسیم آئے اسے اصل مسئلہ سے اس فریق کے حصے میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا وہ اس فرد واحد کا نصیب من التصحیح ہو گا۔ مثلاً: اسی سابقہ مسئلہ میں مضروب 210 کو زوجتان پر تقسیم کرنے سے $210 \div 2 = 105$ حاصل تقسیم آیا جسے اصل مسئلہ سے زوجتان کے حصہ 3 میں ضرب دینے سے $105 \times 3 = 315$ حاصل ضرب آیا۔ بس یہی ہر ایک زوجۃ کا حصہ من التصحیح ہو گا۔ ایسے ہی 10 بیٹیوں پر تقسیم کرنے سے $210 \div 10 =$ حاصل تقسیم 21 آیا لہٰذا جب اسے اصل مسئلہ سے بیٹیوں کے حصہ میں ضرب دی جائے گی $21 \times 16 = 336$ تو حاصل ضرب ہر ایک بیٹی کا حصہ من التصحیح ہو گا۔

نیز 6 جدات پر تقسیم کرنے سے $210 \div 6 = 35$ جو حاصل تقسیم آیا اسے ان کے حصہ من المسئلہ میں ضرب دینے سے ہر ایک جدۃ کا حصہ $35 \times 4 = 140$ من التصحیح حاصل ہو گا۔ اور جب آپ مضروب کو اعمام سبعۃ پر تقسیم کریں گے تو حاصل تقسیم $210 \div 7 = 30$ آئے گا۔ جب اسے اصل مسئلہ سے اعمام سبعۃ کے حصہ میں ضرب دی جائے گی $30 \times 1 = 30$ ہر ایک عم کا حصہ من التصحیح حاصل ہو گا۔

تنبیہ

ان دونوں طرق سے فریق کے ہر وارث کا حصہ من التصحیح تو معلوم ہو جاتا ہے لیکن پہلے طریق میں اصل مسئلہ سے حاصل ہونے والے فریق کے حصہ کو افراد فریق پر تقسیم کر کے مضروب میں ضرب دے کر ہر فرد کا حصہ معلوم کیا جاتا ہے۔ اور دوسرے میں مضروب کو افراد پر تقسیم کر کے فریق کے حصہ میں ضرب دے کر ہر فرد کا حصہ معلوم کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طریق ثالث

یہ طریق طریق نسبت ہے۔ اس میں اصل مسئلہ سے جو کچھ کسی فریق کے حصہ میں آتا ہے اس کے اور فریق کے افراد کے درمیان نسبت کو دیکھ کر اس کے مطابق فریق کے ہر فرد کو مضروب سے دیا جاتا ہے۔ مثلاً مسئلہ مذکورۃ ہی میں زوجتان کے سہام ثلثۃ کی نسبت ان سے $1\frac{1}{2}$ کی ہے۔ لہٰذا اسی نسبت کے مطابق جب ان میں سے ہر ایک کو مضروب میں سے دیں گے تو ہر ایک زوجۃ کو 315 تصحیح میں سے حاصل ہوں گے۔ اور 10 بیٹیوں کے 16 سہام کی نسبت ان کے رؤوس سے $1\frac{3}{5}$ کی ہے لہٰذا اسی نسبت کے مطابق جب ہر ایک کو مضروب ملے گا تو ہر ایک بیٹی کو 336 تصحیح سے حصہ میں آئے گا۔

ایسے ہی 6 جدات کے سہام اربعۃ کی نسبت ان کے رؤوس سے $\frac{2}{3}$ کی ہے لہٰذا اسی نسبت کے مطابق ان میں سے ہر ایک کو مضروب دیا جائے گا تو ہر جدۃ کو 140 حصہ میں تصحیح سے ملے گا۔

چچوں کا سہم واحد ان کے رؤوس سبعۃ سے $\frac{1}{7}$ کی نسبت رکھتا ہے۔ لہٰذا اسی نسبت کے مطابق مضروب سے ہر ایک چچا کو 30 کا حصہ تصحیح سے وصول ہو گا۔

"فائدہ"

طریق ثالث کو ماتن نے اوضح قرار دیا ہے۔ حالانکہ آسان اور اوضح طریق یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے جو کچھ فریق کے حصہ میں آئے اسے جمیع مضروب میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو افراد پر تقسیم کر دیا جائے تو جو حاصل تقسیم آئے گا وہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہو گا۔

امثلة التوضيح لتصحيح المسائل

مثال على المماثلة:

مات عن اربع بنات، واب، وام، وثلاث بنات ابن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصل مسئلہ 6 سے جس میں سے

| | | |
|---|---|---|
| اربع بنات کو | ثلثان | 4 |
| اب کو | سدس | 1 |
| ام کو | سدس | 1 |
| ثلاث بنات ابن | مجوبات | x لوجود البنات |

چونکہ بنات کا حصہ ان پر مستقیم بلا کسر منقسم ہے لہٰذا یہاں تصحیح کی ضرورت نہیں۔

مثال علی المماثلة بعول:

مات عن ام' واختین لام' واربع اخوات شقیقات

اصل مسئلہ 6 سے اور عول الی 7 جس میں سے

| | | |
|---|---|---|
| ام کو | سدس | 1 |
| اختان لام کو | ثلث | 2 |
| اربع اخوات کو | ثلثان | 4 |

چونکہ اخیافی اور عینی بہنوں کی تعداد کے برابر ان کے حصص موجود ہیں لہٰذا یہاں بھی تصحیح کی ضرورت نہیں۔ ہاں مسئلہ 7 تک عائلہ ہے۔

مثال علی التوافق:

مات عن ثمان اخوات شقیقات' وام' وعم شقیق

اصل مسئلہ 6 سے جس میں سے

| | | |
|---|---|---|
| 8 اخوات شقیقات کو | ثلثان | 4 |
| ام کو | سدس | 1 |
| عم شقیق کو | مابقی عصوبۃ | 1 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اخوات کے سہام اور ان کے رؤوس میں توافق بالربع ہے لہٰذا ثمانیۃ کا ربع 2 ہے جسے اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ لہٰذا 12=6x2 کی تصحیح سے:

| | | |
|---|---|---|
| اخوات شقیقات کو | =2x4 | 8 ہر ایک کو ایک ایک |
| ام کو | =2x1 | 2 |
| عم شقیق کو | =2x1 | 2 |

مثال علی التوافق بالعول:

مات عن زوج' وست بنات واربع اخوۃ لام

| اصل مسئلہ 12 سے بالعول 15 سے' جس میں سے | | |
|---|---|---|
| زوج کو | ربع | 3 |
| 6 بنات کو | ثلثان | 8 |
| 4 اخوۃ لام کو | ثلث | 4 |

4 اخوۃ پر تو ان کا حصہ مستقیم ہے لیکن 6 بنات پر ان کا حصہ مستقیم نہیں ہاں ان کے حصہ اور ان کے رؤوس میں توافق بالنصف ہے' لہٰذا ان کے نصف رؤوس کو مسئلہ عولیۃ میں ضرب دے کر حاصل ضرب 45=15x3 سے تصحیح کر لی جائے گی۔ اب تصحیح سے ضابطہ کے مطابق:

| | | |
|---|---|---|
| زوج کو | =3x3 | 9 |
| 6 بنات کو | =3x8 | 24 ہر ایک بیٹی کو 4 |
| 4 اخوۃ لام کو | =3x4 | 12 ہر ایک بھائی کو 3 |

مثال علی التباین:

مات عن ثلث زوجات وخمس بنات' وابوین' واخوین شقیقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| اصل مسئلہ 24 اور عول 27 سے، جس میں سے | | |
|---|---|---|
| 3 زوجات کو | ثمن | 3 |
| 5 بنات کو | ثلثان | 16 |
| اب کو | سدس | 4 |
| ام کو | سدس | 4 |
| اخوان | محجوبان | x لوجود الفرع |

3 زوجات پر تو ان کا حصہ صحیح مستقیم ہے۔ لیکن بنات خمسہ کا حصہ ان پر بلا کسر صحیح منقسم نہیں۔ ہاں ان کے حصہ اور رؤوس میں مباینۃ ہے۔ لہٰذا تمام رؤوس کو مسئلہ عولیۃ میں ضرب دے کر حاصل ضرب 135=27x5 سے حصص کی تصحیح کر لی جائے گی۔ لہٰذا تصحیح سے بالضابطہ

| 3 زوجات کو | =5x3 | 15 ہر ایک کو 5 |
|---|---|---|
| 5 بنات کو | =5x16 | 80 ہر ایک کو 16 |
| اب کو | =5x4 | 20 |
| ام کو | =5x4 | 20 |
| اخوان | محجوبان | لوجود الفرع |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فَصْلٌ فِیْ قِسْمَةِ التَرِکَاتِ بَیْنَ الْوَرثَةِ والغرَمَاء

اذا کان بین التصحیح والترکة مباینة فاضرب سهام کل وارث من التصحیح فی جمیع الترکة' ثم اقسم المبلغ علی التصحیح' مثالهٗ: بنتان' وابوین والترکة سبعة دنانیر

واذا کان بین التصحیح والترکة موافقة' فاضرب سهام کل وارث من التصحیح فی وفق الترکة' ثم اقسم المبلغ علی وفق التصحیح' فالخارج نصیب ذلک الوارث فی الوجهین۔

---

"فصل فی قسمة التركات بين الورثة ....."

مسائل تصحیح اور ورثاء میں سے ہر فریق کے حصے کی تعیین کے بعد اب مصنف غرماء کے درمیان ترکہ کی تقسیم کو' نیز ورثاء کے درمیان تقسیم کو بیان کرنے لگے۔ کہتے ہیں۔ جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان مباینۃ ہو تو ترکہ کی ورثاء پر تقسیم یوں ہو گی کہ ..... تصحیح سے جو کچھ کسی وارث کو مل رہا ہو گا اسے جمیع ترکہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے اسے تصحیح پر تقسیم کر دینے سے اس وارث کا حصہ حاصل ہو جائے گا۔ جیسے ..... کوئی متوفی ماں' باپ اور دو بیٹیاں وارث چھوڑ جانے کے ساتھ 7 دنیار ترکہ چھوڑ جائے تو اصل مسئلہ 6 سے تشکیل پائے گا' اگر ترکہ بھی 6 دینار ہوتا تو پھر تقسیم میں کوئی دشواری لاحق نہ ہوتی' لیکن اب جبکہ ترکہ 7 دینار ہے' تو پھر تقسیم بھی بوجہ مباینۃ کے قدرے دشوار ہو گی' وہ یوں...

اصل مسئلہ 6 سے ترکہ 7 دنیار

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| ماں | سدس 1 | علی سبیل الفرضیة |
| باپ | سدس 1 | علی سبیل الفرضیة |
| بیٹیاں | ثلثان 4 | علی سبیل الفرضیة |

ماں اور باپ کے سدس سدس کو جب ترکہ 7 سے ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب بھی 7 ہی آئے گا' جب تصحیح پر اسے تقسیم کیا جائے گا تو $1\frac{1}{6}$ آئے گا جو ماں باپ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے ہر ایک کا حصہ ہو گا۔ ایسے ہی دو بیٹیوں کو 4 ملے' ترکہ میں ضرب دینے سے 28 حاصل ہوئے' اصل مسئلہ 6 یعنی ..... تصحیح پر تقسیم کرنے سے $4\frac{2}{3}$ حاصل ہوئے' جنھیں ماں اور باپ کے حصہ میں جمع کرنے سے $7 = 1\frac{1}{6} + 1\frac{1}{6} + 4\frac{2}{3}$ مکمل تقسیم ہوئے۔

مثالہ الثانی:

جب کوئی متوفاۃ زوج' ام اخیان لاب وام چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 6 سے اور تصحیح بالعول 8 سے ہو گی جس میں سے

| زوج کو | ام کو | اور ہر ایک بہن کو |
|---|---|---|
| 3 | 1 | 2.2 |

اب اگر متوفاۃ کا جمیع ترکہ بالفرض 25 دینار ہو تو اس کے اور تصحیح کے درمیان مباینۃ کے باعث ترکہ سے ہر وارث کا حصہ ضابطہ کے مطابق یوں معلوم کیا جائے گا۔ 8 کی تصحیح سے خاوند کا حصہ 3 ہے جب اسے کل ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کریں گے تو

$$9\frac{3}{8} = \frac{75}{8} = \frac{1 \times 3 \times 25}{8}$$

خاوند کا حصہ ترکہ میں سے حاصل ہو گا ایسے ہی ام کو تصحیح سے ایک ملا لہٰذا ضابطہ کے مطابق:

$$3\frac{1}{8} = \frac{25}{8} = \frac{1 \times 25 \times 1}{8}$$

حاصل ہوئے جو ام کا حصہ ترکہ میں سے ہو گا ہر ایک بہن کو تصحیح سے 2 ۔ 2 ملے لہٰذا:

$$6\frac{1}{4} = \frac{25}{4} = \frac{1 \times 25 \times 2}{8}$$

حاصل ہوئے جو ترکہ میں سے ہر ایک بہن کا حصہ ہو گا۔ اور دونوں بہنوں کا مجموعہ = $12\frac{1}{2}$ ہو گا۔ لہٰذا کل ترکہ 25 میں سے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| زوج کا حصہ = | 9/3/8 |
| ام کا حصہ = | 3/1/8 |
| دو بہنوں کا حصہ = | 12/1/2 |
| المجموع = | 25 |

تنبیہ

خیال رہے "شرح شریفیۃ" مطبوعہ رحیمیہ میں پہلی مثال کا ذکر نہیں۔ الغرض ..... مباینۃ کی صورت میں یوں ترکہ تقسیم ہوگا۔

اور اگر تصحیح اور ترکہ میں نسبت موافقت کی ہو تو پھر ہر وارث کے حصہ کو ترکہ کے وفق میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اسے تصحیح کے وفق پر تقسیم کرنے سے اس وارث کا حصہ برآمد ہو گا۔ مثلاً .... کوئی متوفاۃ زوج' جدۃ' دو عینی بہنیں اور ایک اخیافی بھائی چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل بوجہ نصف سدس' ثلثان اور سدس کے جمع ہو جانے پر 6 سے ہو گی۔

اصل مسئلہ 6 سے عول۔ 9 ترکہ 12 دینار

| ورثاء | حصص | سبب |
|---|---|---|
| زوج | نصف (3) | عُلی سبیل الفرضیۃ |
| جدہ | سدس (1) | علی سبیل الفرضیۃ |
| عینی بہنیں | ثلثان (4) | علی سبیل الفرضیۃ |
| اخیافی بھائی | سدس (1) | علی سبیل الفرضیۃ |
| میزان = | 9 | |

معلوم ہوا کہ مسئلہ 9 تک عول کرے گا' لہٰذا اس کی تصحیح بھی 9 سے ہی ہو گی۔ اب تصحیح 9 اور ترکہ 12 میں توافق بالثلث ہے' لہٰذا تقسیم میں ترکہ اور تصحیح کے وفق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں زوج کو اصل مسئلہ سے 3 ملے تھے' جسے ترکہ کے ثلث = 4 میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضرب دینے سے 12 حاصل ہوئے، جنھیں تصحیح کے ثلث 3 پر تقسیم کرنے سے خاوند کا حصہ = 4 دینار حاصل ہوا۔

عینی بہنوں کو ثلثان = 4 ملے تھے، ترکہ کے وفق = 4 میں ضرب دینے سے 16 حاصل ہوئے، جنھیں تصحیح کے وفق 3 پر تقسیم کرنے سے $5\frac{1}{3}$ حاصل ہوئے۔

جدۃ اور اخیافی بھائی کو ایک ایک ملا تھا، جنھیں سابقہ عمل سے $1\frac{1}{3}$ $1\frac{1}{3}$ ملے گا، لہٰذا ترکہ کی تقسیم یوں ہوگی۔

| اصل مسئلہ =6، تصحیح 9 ترکہ =12 میں سے | |
|---|---|
| زوج کو= | 4 |
| عینی بہنوں کو= | 5/1/3 |
| جدہ کو = | 1/1/3 |
| اور اخیافی بھائی کو= | 1/1/3 |
| میزان = | 12 |

مثالہ الثانی:

كما هي في الصورة السابقة اللتي ذكرت للتباين واذا خلفت زوجًا وامًا واختين لاب وام وكان مال الميت خمسين دينارًا۔

اس صورت میں اصل مسئلہ 6 سے تشکیل پاکر 8 تک عول کرتا ہے۔ تصحیح 8 او ترکہ میں توافق بالنصف کے باعث تصحیح سے حصہ زوج 3 کو ترکہ کے توافق بالنصف 25 میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق 4 پر تقسیم کرنے سے جو حاصل ہو گا وہ 50 کے ترکہ سے زوج کا حصہ ہو گا جیسے:

$$18\frac{3}{4} = \frac{75}{4} = \frac{1 \times 3 \times 25}{4}$$

لہٰذا پونے انیس ترکہ میں سے زوج کو ملیں گے۔ ایسے ہی ام کو تصحیح سے ایک ملا جب مذکور ضابطہ کے مطابق عمل ہو گا:

$$6\frac{1}{4} = \frac{25}{4} = \frac{1 \times 25 \times 1}{4}$$

تو سوا چھ ترکہ میں سے ام کے حصہ میں آئے گا۔ اور اختان لاب وام میں سے ہر ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو تصحیح سے دو دو ملے ضابطہ کے مطابق: $12\frac{1}{2} = \frac{25}{2} = \frac{1 \times 25 \times 2}{4}$

ساڑھے بارہ ہر ایک کے حصہ میں آئیں گے۔ لہٰذا مذکورہ ورثاء کو جمیع ترکہ 50 سے مندرجہ ذیل حصص حصہ میں آئیں گے۔

| | |
|---|---|
| زوج = | 18/3/4 |
| ام = | 6/1/4 |
| اختان = | 25 |
| میزان = | 50 |

تنبیہ

بعض متون میں "اذا کان بین التصحیح والترکة مباینة" کی عبارت بھی موجود نہیں۔ اسی لئے سید شریف صاحب نے دوسری وجہ کی تقیید کے مقابلے میں پہلی وجہ کو علی الاطلاق بلا تقیید ذکر کرنے کو محسوس کرتے ہوئے اطلاق کی یہ علت بیان فرمائی۔

چونکہ پہلی وجہ مماثلث کے علاوہ تباین' توافق اور تداخل کو شامل ہے۔ لہٰذا اس کی تقیید کی ضرورت نہ تھی بخلاف وجہ ثانی کے وہ تباین کے مقابلے میں صرف توافق کے لئے ہی ماتن نے بیان کی ہے لہٰذا اس کی تقیید بالتوافق ضروری تھی اور اس میں تداخل بھی شریک ہے۔ کیونکہ "متداخلان فی حکم للمتوافقین" ہوتے ہیں جیسے 3 اور 12 متداخلان ہونے کے ساتھ ساتھ متوافق بالثلث بھی ہیں۔

پہلی وجہ کے تباین' توافق اور تداخل کو شامل ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ تصحیح سے ہر وارث کے حصے کو جمیع ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کرنے سے جو حاصل تقسیم آئے گا وہ اس وارث کا حصہ ہو گا خواہ تصحیح اور ترکہ میں مباینۃ ہو یا موافقۃ یا پھر مداخلۃ۔ جیسے مثال ثانی فی التوافق میں کسی وارث کے حصہ من التصحیح کو ترکہ کے وفق کی بجائے کل ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو کل تصحیح پر تقسیم کیا جائے تو وارث کے حصہ میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ یہی حال تداخل کا ہے۔ جیسے مثال ثانی میں ترکہ اگر 50 کی بجائے 24 ہو تو تصحیح اور ترکہ میں تداخل بالثلث کے باعث خواہ آپ ثلث کے مخرج 3 کو ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک وارث کے حصہ سے ضرب دے کر ترکہ سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیں یا وارث کے حصہ کو جمیع ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو جمیع تصحیح پر تقسیم کر لیں دونوں صورتوں میں حصہ ایک جیسا ہی حاصل ہو گا کوئی فرق نہ آئے گا۔ جیسے ذیل کے ورثاء کی دو شکلوں سے ظاہر ہے۔

| ورثاء | زوج | ام | اختان لاب وام |
|---|---|---|---|
| حصص | نصف | سدس | ثلثان |

اصل مسئلہ کی تشکیل 6 سے تصحیح 8 سے اور ترکہ 24 دینار

| شکل اول | | شکل ثانی | |
|---|---|---|---|
| زوج | $9=3\times3$ | زوج | $9=\frac{1\times24\times3}{8}$ |
| ام | $3=3\times1$ | ام | $3=\frac{1\times24\times1}{8}$ |
| اختان | $12=3\times4$ | اختان | $12=\frac{1\times24\times4}{8}$ |
| میزان | $24=$ | میزان | $24=$ |

اگر مذکورہ عبارت "اذا کان بین التصحیح والترکة مبانیة" موجود ہوتی جیسا کہ بعض نسخوں میں مذکور ہے تو ممکن ہے علامہ میں مذکورہ احساس پیدا نہ ہوتا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هذا لمعرفة نصيب كل فرد. اما لمعرفة نصيب كل فريق منهم' فاضرب ما كان لكل فريق من اصل المسئلة في وفق التركة ثم اقسم المبلغ على وفق المسئلة ان كان بين التركة والمسئلة موافقة وان كان بينهما مباينة فاضرب في كل التركة' ثم اقسم الحاصل على جميع المسئلة فالخارج نصيب ذلك الفريق في الوجهين

---

یہ سابقہ طریق ہر فرد کے حصہ کی معرفت کا ہے۔ اگر آپ مکمل فریق کے حصہ کو معلوم کرنا چاہیں تو پھر اس کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے تمام فریق کو جو کچھ حصہ میں آئے اسے ترکہ کے وفق میں بشرطیکہ ترکہ کا وفق ہو۔ ضرب دیجئے' پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کرنے سے مکمل فریق کا حصہ حاصل ہو گا۔ اور اگر ترکہ اور تصحیح میں مباینۃ ہو تو جو کچھ فریق کو تصحیح سے مل رہا ہو گا اسے تمام ترکہ میں ضرب دینے سے حاصل ضرب کو جمیع مسئلہ پر تقسیم کرنے سے اس فریق کا حصہ حاصل ہو گا۔

مثال الموافقۃ

"زوج' اربع اخوات لاب وام' اختان لام"

اصل مسئلہ 6 سے تشکیل پاکر 9 تک عول کرے گا جس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ اگر مسئلہ مذکور میں بالفرض ترکہ 30 دینار ہو تو ترکہ اور تصحیح میں توافق بالثلث ہو گا۔

اب اصل مسئلہ سے ضابطہ کے مطابق خاوند کے حصہ 3 کو ترکہ کے وفق 10 میں ضرب دی جائے گی تو $10 \times 3 = 30$ حاصل ضرب آئے گا جب اسے تصحیح کے وفق 3 پر تقسیم کیا جائے گا $\frac{10 \times 3}{3} = 10$ تو حاصل تقسیم 10 حاصل ہو گا لہٰذا یہ کل ترکہ میں سے خاوند کا حصہ ہو گا۔ ایسے ہی اربع اخوات لاب وام کا حصہ:

$$13\frac{1}{3} = \frac{10 \times 4}{3}$$

ہو گا۔ اور اختان لام کا:

$$6\frac{2}{3} = \frac{10 \times 2}{3}$$

ہو گا۔

ملاحظہ

(۱) موافقۃ کی صورت میں مکمل فریق کا حصہ معلوم کرنے کے لئے فریق کے حصہ کو کل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو جمیع تصحیح پر تقسیم کرنے سے بھی مکمل فریق کا حصہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(۲) تداخل کی صورت میں بھی عمل توافق کا سا ہو گا کیونکہ تداخل عملاً حکم توافق میں ہوتا ہے۔

مثال المباینۃ

مثال مذکورہ للموافقۃ میں اگر ترکہ بالفرض 32 دینار ہو تو پھر ترکہ اور تصحیح میں مباینۃ ہوگی۔ جب زوج کے حصہ 3 کو جمیع ترکہ 32 میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو جمیع تصحیح پر ضابطہ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

تو زوج کا حصہ: $\frac{1 \times 32 \times 3}{9} = \frac{32}{3} = 10\frac{2}{3}$ ترکہ میں سے حاصل ہو گا۔

اور اربع اخوات کو: $\frac{1 \times 32 \times 4}{9} = \frac{128}{9} = 14\frac{2}{9}$ ملے گا۔

اور اختان لام کو: $\frac{1 \times 32 \times 2}{9} = \frac{64}{9} = 7\frac{1}{9}$ حاصل ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اما فی قضاء الدیون: فدین کل غریم بمنزلة سهام کل وارث فی العمل' ومجموع الدیون بمنزلة التصحیح

---

متوفی کے ترکہ سے اس کے دیون کی ادائیگی کی صورت یہ ہو گی کہ ہر قرض خواہ کا دین بمرتبہ وارث کے حصہ کے ہو گا اور تمام دیون بمرتبہ تصحیح کے ہوں گے پھر ویسے ہی عمل ہو گا جیسے ترکہ اور تصحیح مسئلہ میں۔

اگر تجہیز و تکفین کے بعد مابقی ترکہ سے جمیع دیون ادا ہو جائیں تو پھر کوئی اشکال نہ ہو گا۔ بلکہ ہر ایک غریم اپنا اپنا مکمل دین وصول کر سکے گا۔ اور اگر مابقی جمیع دیون پر پورا نہ ہوتا ہو تو پھر متعدد غرماء کے ہوتے ہوئے ہر غریم کے حصہ کی معرفت کا طریق من الترکہ یہ ہو گا۔ کہ ہر غریم کے دین کو بمرتبہ وارث کے سہام من التصحیح کے قرار دیا جائے گا اور جمیع دیون کو بمرتبہ جمیع تصحیح کے سمجھا جائے گا پھر ہر غریم کے حصہ کو ترکہ سے معلوم کرنے کے لئے وہ ہی طریق عمل میں لایا جائے گا جو کسی وارث کا حصہ ترکہ میں سے معلوم کرنے کے لئے تصحیح اور ترکہ میں اختیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً: اگر کوئی انسان وفات کے وقت اپنے پیچھے 9 دینار بطور ترکہ چھوڑ جاتا ہے جبکہ اس کے غرماء میں سے ایک کا اس پر 10 دینار دین ہے۔ اور دوسرے کا 5 دینار۔ دونوں غرماء کے دین کو جمع کرنے سے 15 دینار کا مجموعہ دین کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ مجموعہ دین بمنزلہ تصحیح ہو گا۔

اب ترکہ 9 اور تصحیح 15 میں توافق بالثلث کے باعث سابقہ ضابطہ کے مطابق جس غریم کا میت پر دس دینار دین ہے جب اسے ثلث ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کیا جائے گا تو حاصل تقسیم ترکہ سے اس غریم کا حصہ ہو گا۔ جیسے:

$$6 = \frac{1 \times 3 \times 10}{5}$$

اور جس غریم کا دین میت پر پانچ دینار ہے اسے اسی عمل کے مطابق

$$3 = \frac{1 \times 3 \times 5}{5}$$ ترکہ میں سے بطور حصہ ملے گا۔ یوں 6 + 3 = 9 کل ترکہ دونوں غرماء میں تقسیم ہو گا۔ یعنی جس غریم کا دین دس دینار ہے اسے ترکہ میں سے 6 دینار ملیں گے اور جس کا پانچ دینار اسے ترکہ میں سے 3 دینار ملیں گے۔

اگر بالفرض صورت مذکورہ میں میت کا ترکہ 13 دینار ہو تو ترکہ اور تصحیح میں مباینۃ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باعث صاحب العشرہ کے دین کو کل ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو کل تصحیح پر تقسیم کرنے سے اس غریم کا حصہ من الترکہ حاصل ہو گا۔ جیسے:

$$8\frac{2}{3} = \frac{26}{3} = \frac{1 \times 13 \times 10}{15}$$

یہ صاحب العشرہ کا حصہ ہو گا۔ اور صاحب الخمسہ کا حصہ من الترکہ:

$$4\frac{1}{3} = \frac{13}{3} = \frac{1 \times 13 \times 5}{15}$$

لہٰذا وہ غریم جس کا میت پر دس دینار دین ہے اسے ترکہ مذکورہ سے 10 کی بجائے $8\frac{2}{3}$ دینار ملیں گے۔ اور جس غریم کا دین پانچ دینار ہے اسے 5 کی بجائے ترکہ میں سے $4\frac{1}{3}$ دینار ملیں گے۔

اگر بالفرض صورت مذکورہ میں ترکہ 5 دینار ہو تو ترکہ اور تصحیح میں تداخل کے ساتھ ساتھ توافق بالخمس بھی ہو گا کیونکہ متداخلین بالکسر متوافقین بھی ہوتے ہیں۔

ایسی صورت میں صاحب العشرہ کے دین کو خمس الترکہ یعنی ایک میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو خمس التصحیح یعنی 3 پر تقسیم کرنے سے اس غریم کا حصہ ترکہ سے حاصل ہو گا۔

جیسے:
$$3\frac{1}{3} = \frac{10}{3} = \frac{1 \times 1 \times 10}{3}$$

ایسے ہی صاحب الخمسہ کے دین کو وفق ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کرنے سے اس کا حصہ حاصل ہو گا۔ جیسے:

$$1\frac{2}{3} = \frac{5}{3} = \frac{1 \times 1 \times 5}{3}$$

"ملاحظہ"

خیال رہے! جیسا کہ گزر چکا ہے' وہ طریق جو مباینۃ میں جاری ہو سکتا ہے وہ موافقت اور مداخلت میں بھی جاری ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وان كان فی التركة كسور' فابسط التركة والمسئالة كلتيهما۔ ای: اجعلهما من جنس الكسر' ثم قدم فيه ما رسمناه

---

ترکہ میں کسر نہ ہونے کی صورت میں عمل سابقہ ضابطہ کے مطابق ہو گا اگر کسر موجود ہو تو اس کے مخرج کے مطابق ترکہ اور عدد مسئلہ دونوں کو بسیط کر لیا جائے گا جس کا طریق یہ ہے کہ کل ترکہ کو کسر کے مخرج سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں اس کسر کو جمع کر لیا جائے پھر عدد مسئلہ کو کسر کے مخرج سے ضرب دے کر اسے بھی بسیط کر لیا جائے۔ بعدہ دونوں حاصل ضرب میں سابقہ عمل ضرب و تقسیم سے ہر ایک وارث یا غریم کا حصہ معلوم کر لیا جائے۔ مثلاً مسئلہ مذکورہ زوج' ام' اخیان لاب وام میں اگر بالفرض ترکہ $25\frac{1}{3}$ دینار ہو تو 25 کو کسر کے مخرج 3 میں ضرب دینے سے $25 \times 3 = 75$ حاصل ہوں گے۔ حاصل ضرب 75 میں کسر کو جمع کرنے سے کل تعداد $75 + 1 = 76$ حاصل ہو گی۔

ایسے ہی مسئلہ مذکور کی تصحیح بالعول 8 کو کسر کے مخرج 3 سے جب ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب $8 \times 3 = 24$ آئے گا۔ اب یوں سمجھئے جیسا کہ اصل مسئلہ 24 سے اور کل ترکہ 76 ہے۔ لہٰذا ہر وارث کے حصہ من التصحیح کو کل ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو جب ہم تصحیح پر تقسیم کریں گے تو اس وارث یا غریم کا حصہ حاصل ہو جائے گا۔ مثال مذکورہ میں ورثاء کے حصص مندرجہ ذیل ہوں گے۔

زوج کا حصہ من الترکہ: $9\frac{1}{2} = \frac{19}{2} = \frac{1 \times 76 \times 3}{24}$

ام کا حصہ $3\frac{1}{6} = \frac{19}{6} = \frac{1 \times 76 \times 1}{24}$

اخیان لاب وام کا $12\frac{2}{3} = \frac{38}{3} = \frac{1 \times 76 \times 4}{24}$

میزان = $25\frac{1}{3}$

"تنبیہ"

بعض نسخوں میں "وان كان فی التركة الٰی اٰخره" کی عبارت موجود نہیں۔ اسی لئے بعض شروح میں بھی یہ عبارت مذکور نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



توضیح

ماتن کی عبارت "فصل فی قسمة التركات بين الورثة والغرماء" میں "واو" یا تو او کے معنی میں ہے اور یا پھر واو کے بعد غرماء سے قبل لفظ "بین" محذوف ہے۔ لہٰذا اصل عبارت یوں ہوگی: "قسمة التركات بين الورثة او الغرماء" یا یوں "قسمة التركات بين الورثة وبين الغرماء" یہ اس لئے کہ ترکات کی ورثاء اور غرماء دونوں میں بیک وقت تقسیم مطلوب نہیں کیونکہ ورثاء کا درجہ غرماء کے بعد ہے۔

میت کی تجہیز و تکفین سے اگر کچھ بچے گا تو وہ غرماء کے دین کی ادائیگی میں صرف ہو گا اور اگر تجہیز و تکفین' قرضہ اور وصیت سے کچھ باقی بچ جائے گا تو وہ ورثاء میں بقدر حصصہم تقسیم ہو گا۔ نہیں تو وہ محجوب عن الوراثۃ رہیں گے۔ اگر تجہیز و تکفین کے بعد مابقی ترکہ غرماء کے قرض کے لئے کافی ہو تو فبہا ونعمت نہیں تو سابقہ ضابطہ کے مطابق قرض خواہوں کے قرضہ کے تناسب سے ان میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! قسمت الترکہ میں چار اشیاء کو ملحوظ رکھا جاتا ہے:

(۱) تصحیح (۲) حصة الوارث من التصحیح

(۳) ترکة المیت (۴) حصة الوارث من الترکة

پہلی تینوں اشیاء تقسیم ترکہ کے وقت معلوم ہوتی ہیں' جن سے چوتھی غیر معلومہ کو معلوم کیا جاتا ہے یعنی ہر وارث کے حصہ من التصحیح کو جمیع ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کرنے سے اس وارث کا حصہ من الترکہ معلوم ہو گا' جو پہلے معلوم نہ تھا۔

"تصریح"

"تعريف التركة وتقسيمها" میت کے مال متروک' متاع اور اس کی زمین کو ترکہ سے موسوم کیا جاتا ہے جسے اس کے ورثاء میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کیا جاتا ہے ترکہ کی تقسیم کے دو مشہور طرق مندرجہ ذیل بھی ہیں۔

"طریق الاول"

مال متروک میں سے ایک سہم کی قیمت کو معلوم کر لینے کے بعد جب آپ اسے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی وارث کے جمیع سہام سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب ترکہ میں سے اس وارث کا حصہ ہو گا۔ مثلاً اگر بالفرض کسی کے اس کی وفات پر ذیل کے ورثاء زوجہ' بنت' ابوان اور ترکہ 240 دینار ہوں تو ہر وارث کے حصہ کو مذکورہ ضابطہ کے مطابق یوں حاصل کیا جائے گا۔

مسئلہ کی تشکیل ثمن' نصف اور سدس کے باعث 24 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ثمن' بنت کو نصف' ام کو سدس اور مابقی اب کو عصوبۃً علی الترتیب 3 ۔ 12 ۔ 4 ۔ 5

اب ترکہ میں سے ایک سہم کی قیمت معلوم کرنے کے لئے جمیع ترکہ کو 24 کی تصحیح پر تقسیم کرنے سے اس کی قیمت معلوم ہو جائے گی۔ پھر کسی بھی وارث کے جمیع سہام کو اس ایک سہم کی قیمت سے ضرب دے کر آپ اس کا حصہ من الترکہ معلوم کر سکتے ہیں جیسے:

$$10 = \frac{1}{24} \times 240$$

یہ ایک سہم کی قیمت من الترکہ ہو گی۔ لہٰذا

[زوجہ کو ---------- 3 x 10 = 30 فرضیۃً]

[بنت کو ---------- 12 x 10 = 120 فرضیۃً]

[ام کو ---------- 4 x 10 = 40 فرضیۃً]

[اب کو ---------- 5 x 10 = 50 عصوبۃً]

ترکہ سے حصہ میں آئیں گے۔

---------- [المجموع: 240]

مثالہ الثانی

ورثاء = بنتان' ابن' ابوان' حقیقی اخوان' ترکہ = 2004

ابوان میں سے ہر ایک کے سدس کے باعث مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی جس میں سے اب کو سدس 1' ام کو سدس 1' مابقی بنتان اور ابن کو عصوبۃً' اخوان محجوب لفرع المیت

قیمۃ السھم من الترکۃ: $\frac{1}{6} \times 2004 = 334$ لہٰذا

| | | |
|---|---|---|
| اب کو | = 334 x 1 | 334 |
| ام کو | = 334 x 1 | 334 |
| بنتان اور ابن کو | = 334 x 4 | 1336 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ترکہ میں سے عصوبۃ ملے گا جو "للذکر مثل حظ الانثیین" ان میں تقسیم ہو گا۔ جن میں سے 668 بیٹے کو اور 334 ہر ایک بیٹی کو۔

مثالہ الثالث

ورثاء' زوجہ' اخت شقیقہ' اخوان لام' جدۃ اور ترکہ = 486 زوجہ کے ثمن کے باعث مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی اور تصحیح بالعول 27 سے ہو گی۔ جس میں سے زوجہ کو ثمن 3' اخت شقیقہ کو نصف 12' اخوان لام کو ثلث 8 جدہ کو سدس 4

قیمۃ السھم من الترکۃ: $\frac{1 \times 486}{27} = 18$ لہٰذا

| | | |
|---|---|---|
| زوجہ کو | $= 18 \times 3$ | 54 ترکہ میں سے حصہ میں آئیں گے۔ |
| اخت شقیقہ کو | $= 18 \times 12$ | 216 |
| اخوان لام کو | $= 18 \times 8$ | 144 |
| جدۃ کو | $= 18 \times 4$ | 72 |
| | المجموع: | 486 |

طریق الثانی:

کسی بھی وارث کے جمیع سہام کو ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ یا اس کی تصحیح پر تقسیم کرنے سے نتیجتاً اس وارث کا حصہ حاصل ہو گا۔ مثلاً: اگر کوئی میت اپنی وفات پر

اپنے پیچھے زوج' ام' بنتان' بنت ابن' ابن ابن اور ترکہ 624 دینار چھوڑ جاتا ہے۔

تو ہر وارث کے حصہ کو مذکورہ ضابطہ کے مطابق ترکہ سے اس طرح حاصل کیا جائے گا۔ مسئلہ کی تشکیل زوج کے ربع' ام کے سدس کے باعث 12 سے اور تصحیح بالعول 13 سے ہو گی جس میں سے:

| زوج کو ربع | ام کو سدس | بنتان کو ثلثان | بنت ابن اور ابن ابن |
|---|---|---|---|
| 3 | 2 | 8 | x مجوب |

لہٰذا زوج کو $\frac{1 \times 624 \times 3}{13} = 144$ دینار ترکہ سے حاصل ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ام کو $2 \times 624 \times \frac{1}{13} = 96$ دینار

بنتان $8 \times 624 \times \frac{1}{13} = 384$ دینار۔

المجموع = 624

مثالہ الثانی

زوج' ام' بنت الابن' اخوان شقیقان' ترکہ = 720 دینار زوج کے ربع کے باعث مسئلہ کی تشکیل 12 سے لیکن دو بھائیوں پر ان کا حصہ ایک مستقیم تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ کی تصحیح $12 \times 2 = 24$ سے ممکن ہو گی جس میں سے زوج کو ربع 6' ام کو سدس 4' بنت الابن کو نصف 12' اخوان کو مابقی عصوبۃً 2 لہٰذا ضابطہ کے مطابق:

| | |
|---|---|
| زوجہ کو ترکہ میں سے | 180 |
| ام کو | 120 |
| بنت الابن کو | 360 |
| اخوان کو | 60 |
| المجموع = | 720 |

"الدینارية الصغریٰ والکبریٰ"

تقسیم الترکات میں اہل العلم کے ہاں مزید دو مسائل ایسے بھی مذکور ہیں جو کافی مشہور ہیں۔ ان میں سے اولیٰ "الدینارية الصغریٰ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور ثانیہ "الدینارية الکبریٰ" کے نام سے

"صورة الاولیٰ"

مات رجل وخلف ثلٰث زوجات' وجدتین وثمان اخوات لاب وام واربع اخوات لام والترکة سبعة عشر دینارًا" ربع اور ثلثان کے پیش نظر مسئلہ کی تشکیل 12 ہی سے ہو گی لیکن تصحیح 17 سے ممکن ہو گی جس میں سے زوجات کو ربع 3' جدتان کو سدس 2' اخوات لاب وام کو ثلثان 8' اخوات لام کو ثلث 4' صورت مذکورہ میں تصحیح اور ترکہ میں تماثل کے باعث ترکہ کی تقسیم میں کوئی دشواری نہیں ہر ایک وارث کے حصہ میں ایک ایک دینار کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علاتی خالۃ کے دو پوتوں کو 4 ملے جو ان میں 2 ۔ 2 برابر تقسیم ہوں گے۔ اس لحاظ سے علاتی خال اور خالۃ کے بطن ثالث میں مشترکہ دو نواسوں اور پوتوں کو 5 ۔ 5 حصے نصیب ہوئے جن میں سے 3 ۔ 3 من جہۃ الخال اور 2 ۔ 2 من جہۃ الخالۃ۔ اور علاتی خالۃ کی دو نواسیوں کو 2 جن میں سے ہر ایک کو ایک ایک نصیب ہو گا یوں فریق ام کے 12 حصص ان میں تقسیم ہوں گے۔

پھر یہی مذکور حکم مفصل میت کے اعمام لام' عمات اور اخوال وخالات اور ان کی اولاد کے نہ ہونے پر میت کے باپ کے اخیافی چچا' پھوپھی' خالہ اور خال کی طرف نیز میت کی ماں کی پھوپھی' خالۃ' خال اور چچا کی طرف منتقل ہو گا۔

اگر ان میں سے کوئی منفرد ہو گا تو عدم مزاحم کے باعث وہ جمیع ترکہ کا مالک ہو گا اگر کئی ایک جمع ہو جائیں بشرطیکہ حیز قرابت متحد ہو تو پھر ان میں سے جو بھی اقویٰ ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ خواہ وہ مذکر ہو یا مونث۔

اگر قرابت میں بھی مساوی ہوں تو پھر ان میں ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ اور اگر ان کا حیز قرابت مختلف ہے تو پھر ثلثان $\frac{2}{3}$ قرابت اب کے لئے اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ قرابت ام کے لئے ہو گا۔

اگر میت کے باپ کے اعمام اخوال' عمات وخالات میں سے بھی کوئی موجود نہ ہو تو پھر ان کی اولاد کی طرف ترکہ منتقل ہو گا۔ جیسے صنف رابع کی اولاد کی طرف ہوتا ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کے باپ کے باپ کے اعمام لام' عمات اور اخوال وخالات کی طرف منتقل ہو گا۔ پھر ان کی اولاد کی طرف علی ہذا القیاس۔

"دفع دخل مقدر"

مصنف رحمہ اللہ نے صنف رابع کی اولاد کو علیحدہ فصل میں تتمہ کے طور پر اس لئے بیان کیا ہے کہ فصل اول میں اولاد البنات اور اولاد بنات الابن نیز فصل ثالث میں اولاد الاخوات وبنات الاخوۃ اور بنو الاخوۃ لام کے الفاظ عام ہیں جو بلاواسطہ اور بالواسطہ نیچے تک کی اولاد کو شامل ہیں۔

ایسے ہی فصل ثانی میں اجداد الساقطون اور جدات الساقطات کے الفاظ عام ہیں جو اوپر کے اجداد اور جدات کو بھی شامل ہیں۔ لہٰذا ان کو علیحدہ علیحدہ فصول میں بیان کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"ملاحظہ"

اس مسئلہ میں تمام وارثات' عورتیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو ایک ایک ترکہ میں سے ملا۔

وایضًا تلقب هٰذه المسئلة بام الفروج' وام الارامل' وبالسبعة عشرية

صورة الثانية:

مات رجل وخلف زوجة' وامًّا' وبنتين' واثنى عشر اخًا شقيقًا' واختًا شقيقة واحدة' والتركة ست مائة دينارًا

ثمن' سدس اور ثلثان کے باعث مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ثمن' ام کو سدس بنتان کو ثلثان اور 12 حقیقی بھائیوں اور ایک بہن کو مابقی عصوبۃً۔ لہٰذا ترکہ میں سے

[زوجہ کو 75]' [ام کو 100]' [بنتان کو 400]'

[اخوۃ واخت کو مابقی 25] جن میں سے ہر ایک حقیقی بھائی کو 2 اور حقیقی بہن کو ایک حصہ میں آئیں گے۔

جمیع ترکہ 600 کو مسئلہ کی تصحیح 24 پر تقسیم کرنے سے ایک سہم کی قیمت 25 حاصل ہوئی جب ہم کسی بھی وارث کے سہام کو اس سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب اس کا ترکہ میں سے حصہ ہو گا۔ جیسے 24 کی تصحیح سے:

| | | |
|---|---|---|
| زوجہ کو | = 25 x 3 | 75 |
| ام کے | = 25 x 4 | 100 |
| بنتان کے | = 25 x 16 | 400 ہر ایک کو 200 |
| اخوۃ اور' | = 25 x 1 | 25 ہر ایک بھائی کو 2 اور بہن کو ایک |
| ۔اخت کے | المجموع: | 600 |

مسئلہ ثانیہ' قاضی شریح' کے زمانہ میں پیش آیا' جس میں انہوں نے حقیقی بہن کو ایک دینار دیا' اسے کم سمجھتے ہوئے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور شکایت کی کہ قاضی شریح نے مجھے میرا پورا حق نہیں دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متوفی کے ورثاء کا ذکر نہیں کیا۔

تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی فطانت وذکاوت سے متوفی کے ورثاء سمجھ گئے اور اس سے کہا شاید تیرے بھائی کے مندرجہ ذیل ورثاء ہوں۔ زوجة' ام' بنتان' اثنا عشر اخ شقیق' وانت اس کے "ہاں" میں جواب دینے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ھٰذا حقكِ لایزید ولاینقص" بس تیرا یہی حق ہے نہ زیادہ اور نہ کم۔

"ملاحظہ"

اس مسئلہ میں ورثاء میں سے بعض اصحاب الفروض میں سے ہیں اور بعض عصبات میں سے۔ بعض کو ترکہ میں سے ایک دینار ملا اور بعض کو دو اور بعض کو زیادہ۔

وجہ التسمیہ

پہلے مسئلے میں ورثاء کے حصص دوسرے کی بنسبت کم ہیں جبکہ دوسرے میں پہلے کی بنسبت زیادہ۔ لہٰذا پہلے کو "مسئالة الدینارية الصغریٰ" سے اور دوسرے کو "مسئالة الدینارية الکبریٰ" سے موسوم کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فَصْلٌ فِي التَّخَارُجِ

من صالح على شيئ من التركة فاطرح سهامه من التصحيح ثم اقسم ما بقي من التركة علٰى سهام الباقين' كزوج وام وعم' فصالح الزوج على ما فى ذمته من المهر وخرج من البين' فتقسم باقى التركة بين الام والعم اثلاثًا بقدر سهامهما سهمان للام وسهم للعم۔

---

"فصل فی التخارج ....."

"تخارج" تفاعل کا مصدر مشتق من الخروج ہے' جس کا لغۃً معنی نکل جانے کا ہے فن میراث کی اصطلاح میں اس کا معنی ورثاء میں سے کسی وارث کا باقی ماندہ ورثاء سے حصہ معینہ پر مصالحت کر کے میراث سے خارج ہو جانے کا نام "تخارج" ہے۔ ایسی صورت میں مال متروکہ باقی ماندہ ورثاء ہی میں تقسیم ہو گا جس کی وضاحت مصنف یوں کرتے ہیں۔ کہ جو کوئی وارث دوسرے ورثاء سے ترکہ میں سے شئے معین پر مصالحت کرتے ہوئے میراث سے نکل جائے' تصحیح میں سے اس کے حصہ کو حذف کر دیجئے اور مابقی ترکہ کو باقی ماندہ ورثاء کے سہام پر تقسیم کر دیجئے۔ جیسے .... کوئی متوفاۃ خاوند' ماں اور چچا چھوڑ جائے' تو مسئلہ کی تشکیل لامحالہ 6 سے ہو گی اور حصص کی تقسیم یوں:

| اصل مسئلہ (6) | | |
|---|---|---|
| خاوند کو | نصف | 3 |
| ماں کو | ثلث | 2 |
| چچا کو | مابقی | 1 |

لیکن خاوند' مرنے والی کی ماں اور چچا سے کسی حصہ معینہ یا کسی شئے یا مہر پر مصالحت کر کے نکل جائے تو باقی ماندہ مال ماں اور چچا میں تین حصوں میں تقسیم ہو گا کیونکہ مسئلہ 6 میں سے ماں کے 2 حصے اور چچا کا ایک حصہ تھا' اب چونکہ یہی دو وارث رہ گئے' لہٰذا ان کے حصص کے مطابق ان میں ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا' دو حصے ماں کو اور ایک حصہ چچا کو۔

زوج کی مصالحت علی المہر کے باوجود اسے ام اور عم کی تصحیح میں کالمعدوم قرار نہ دینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی وجہ صرف یہ ہے کہ ماں کا حصہ جمیع ترکہ کے ثلث سے کم نہ ہونے پائے کیونکہ صورت مذکورہ میں اس کا حصہ ثلث الکل ہے۔ اگر زوج کو معدوم قرار دے کر مابقی ترکہ کو ام اور عم میں تقسیم کیا جائے تو پھر مابقی ترکہ ان میں اثلاثاً تقسیم ہو گا جس میں سے ایک ثلث ماں کا اور دو ثلث عصوبۃً عم کے ہوں گے اور یہ خلاف اجماع ہے کیونکہ ماں کا حق جمیع ترکہ سے ثلث ہے نہ کہ مابقی کا ثلث اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب زوج کو بھی مصالحت کے باوجود ام اور عم کی تصحیح میں شامل رکھا جائے۔ کیونہ اسی صورت میں ماں کا حصہ جو جمیع ترکہ کا ثلث ہے مابقی کی تقسیم میں بھی برقرار رہ سکتا ہے۔ بصورت دیگر ماں کو چچا کے مقابلے میں نصف آئے گا۔ حالانکہ چچا کا حصہ صورت مذکورہ میں ماں کے حصے سے نصف ہے۔ جیسے ذیل کی صورت سے واضح ہے۔

زوج کو تصحیح میں شمار کرنے سے اصل مسئلہ 6 سے تشکیل پائے گا لہٰذا

[زوج کو نصف 3]، [ام کو ثلث 2]، [چچا کو مابقی عصوبۃً 1 ملے گا]

اور اگر شمار نہ کیا جائے تو مسئلہ 3 سے تشکیل پائے گا جس میں سے ام کو مابقی کا ثلث 1 اور چچا کو مابقی کا باقی ماندہ عصوبۃً 2 دیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ دوسری صورت میں چچا کا حصہ سدس سے ثلث ہو جائے گا اور ماں کا حصہ ثلث سے سدس رہ جائے گا۔ یہ ہی خلاف اجماع ہے۔ لہٰذا ماں کا حصہ جمیع ترکہ کے ثلث کو برقرار رکھنے کے لئے زوج کا شمار ام اور عم کی تصحیح میں ضروری ہے۔

اسی طریق پر زوج کی مصالحت سے قبل اور مابعد ام کو جمیع کا ثلث یعنی مسئلہ 6 کا ثلث جو چچا کے سدس سے دوگنا ہے مل سکتا ہے۔ اور اگر صورت مذکورہ میں زوج کی جگہ بالفرض عم ترکہ میں سے شئے معین پر دوسرے ورثاء سے مصالحت کرتے ہوئے نکل جائے تو مسئلہ کی تشکیل پھر بھی 6 ہی سے ہوگی۔ جب عم کا حصہ بوجہ اس کی مصالحت کے اس سے ختم کر دیا جائے تو مابقی حصص 5 رہ جائیں گے جن میں سے 3 زوج کے اور 2 ام کے لہٰذا مابقی ترکہ کو بھی 5 حصص میں تقسیم کر کے 3 حصے زوج کو اور 2 حصے ام کو دیئے جائیں گے۔

اگر بالفرض ام شئے معین پر مصالحت کرتے ہوئے نکل جائے تو بھی مسئلہ کی تشکیل 6 ہی سے ہو گی۔ جب اس سے ام کے 2 حصے ختم کر دیئے جائیں تو باقی 4 حصص بچیں گے۔ لہٰذا مابقی ترکہ کو بھی ارباعاً تقسیم کرتے ہوئے 3 زوج کو اور ایک عم کو دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



او زوجة واربعة بنين: فصالح احد البنين على شئى وخرج من البين فيقسم باقى التركة على خمسة وعشرين سهامًا للمراة اربعة اسهم ولكل ابن سبعة

---

دوسری مثال....

یا کوئی متوفی بیوی اور 4 بیٹے چھوڑ جائے تو مسئلہ کی بنیاد بیوی کے ثمن کے باعث 8 سے ہوگی۔

| اصل مسئلہ 8 سے |
|---|

[بیوی کو = 1] ' [باقی ماندہ 4 بیٹوں کو علی سبیل العصوبت = 7]

لیکن 7' 4 بیٹوں پر تقسیم نہیں ہوتے' نیز ان کے حصے اور ان کے رؤوس میں مباینۃ کے باعث تعداد رؤوس کو اصل مسئلہ 8 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 32 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی' وہ یوں:

بیوی کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا' لہٰذا اسے مضروب 4 میں ضرب دینے سے اس کا حصہ 4 حاصل ہو گا۔ 4 بیٹوں کو مابقی 7 ملے تھے مضروب میں ضرب دینے سے 28 حاصل ہوں گے۔

اب چونکہ ایک لڑکے نے باقی بھائیوں سے کسی شئ معینہ پر مصالحت کر لی ہے اور وہ اپنے حصے سے دست بردار ہو چکا ہے' لہٰذا اس کے حصہ 7 کو تصحیح سے نکال دینے کے بعد باقی ماندہ تصحیح کو ورثاء یعنی بیوی اور 3 بیٹوں پر تقسیم کیا جائے گا' لہٰذا اب کل حصص 32 کے بجائے 25 قائم کئے جائیں گے' جن کی تقسیم حسب ذیل ہوگی۔ بیوی کو 4' 3 بھائیوں کو = 21 اب 21 کی تقسیم بھی بھائیوں پر ممکن ہے۔ 7 + 7 + 7 کی صورت میں تقسیم کر سکتے ہیں لہٰذا تخارج کی صورت میں یوں ورثاء یا غرماء میں وراثت کی تقسیم عمل میں لائی جائے گی۔

یہ دوسری مثال "او زوجة واربعة بنين" کتاب کے بعض نسخوں میں موجود نہیں۔ "شرح شریفیہ" میں بھی یہ عبارت مذکورہ نہیں۔ اختصار کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو دوسری مثال کی ضرورت بھی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"تصریح"

جب طرفین مصالحت پر رضا مند ہوں تو اس کے جواز میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تماضر کلبیہ رضی اللہ عنہا کو مرض موت میں طلاق دے دی۔ ابھی وہ عدت ہی میں تھی کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی مطلقہ بیوی حضرت تماضر رضی اللہ عنہا کو دوسری تین بیویوں کے ساتھ ثمن مال میں وارث بنایا۔

حضرت تماضر رضی اللہ عنہا جس ربع ثمن کی مالکہ تھی اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دوسرے ورثاء نے تراسی ہزار درہم یا دینار دے کر مصالحت کر لی۔ قرین قیاس یہی ہے کہ رقم اس کے ربع ثمن سے کم ہی ہو گی۔ لہٰذا اگر طرفین یوں تخارج پر رضا مند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم اس کے جواز میں اہل علم نے چند شروط بیان کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مصالح کا عاقل ہونا خواہ وہ نابالغ قریب البلوغت ہی ہو لیکن معاملات کو سمجھتا ہو۔

(۲) مصالح عنہ۔ ایسا حق ہو جس کا بدل لینا جائز ہو۔

(۳) مصالح علیہ پر اگر قبضہ ضروری ہو تو اس کا متعین اور معلوم ہونا مصالح علیہ عام ہے کہ وہ از قسم دراہم و دینانیر ہو یا زیورات یا پھر زمین اور ساماں خواہ مصالح علیہ مصالح کے حصہ سے جو اسے تصحیح سے ملتا ہے کم ہو یا زیادہ یا برابر۔ کیونہ مصالحت میں یہ ضروری نہیں کہ مصالح علیہ مصالح عنہ کے برابر ہو۔ بس مصالحت میں طرفین کی رضا مندی چاہئے خواہ وہ کم پر ہی رضا مند ہو جائیں۔

ماتن کے ابتدائی الفاظ "من صالح علی شیئی من التركة" سے معلوم ہوتا ہے کہ تخارج میں مال' متروکہ مال سے لینا چاہئے۔ اگر مصالح ورثاء سے مال متروکہ کے علاوہ ان کے دوسرے مال سے وصول کرے تو پھر یہ تخارج نہ ہو گا بلکہ اپنے حصہ کی بیع ہو گی جس میں بیوع کی شرائط کا خیال ضروری ہو گا۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! جب تخارج میں مال متروکہ سے مصالح کے لئے وصول کرنا ضروری ہے تو پھر تخارج اور مصالحت بعض ورثاء کے اعتبار سے درست نہیں بلکہ تمام ورثاء کے اعتبار سے درست ہو گا۔ کیونکہ مال متروکہ میں تمام ورثاء کا حق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بَابُ الرَّدِّ

"الرَّد" ضد "العول" ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا مستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین وهو قول عامة الصحابة رضی اللّٰه عنهم وبه اخذ اصحابنا رحمهم اللّٰه وقال زید بن ثابت رضی اللہ عنہ : الفاضل لبیت المال وبه اخذ مالک والشافعی رحمهما اللّٰه ۔ ثم مسائل الباب علی اقسام اربعة۔

---

"باب الرد".....

ترکہ کی تقسیم کے بعد اب مصنف "رد" کے مسائل کو بیان کرتے ہیں۔

"الرد ضد العول ..." "رد" "عول" کی ضد ہے' کیونکہ "عول" سے ذووا الفروض کا حصہ کم اور اصل مسئلہ میں زیادتی پیدا ہوتی ہے' جبکہ "رد" سے اصل مسئلہ میں کمی اور اصحاب الفروض کے حصہ میں زیادتی واقع ہوتی ہے۔

لغۃً اس کا معنی "رجوع" کے ہیں' جبکہ اہل فن کی اصطلاح میں اس کا معنی "اصحاب الفروض کے حصص سے بچا کھچا مال عصبات کے نہ ہونے کی صورت میں اصحاب الفروض النسبیۃ پر لوٹا دینا" ہے۔

خیال رہے! "مسئلہ ردیۃ" مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

* احناف کے خیال میں عصبات کے نہ ہونے میں مال کو دوبارہ اصحاب الفروض کے حصص کے مطابق ان پر ہی رد کر دیا جائے گا' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' امام مالک' امام شافعی رحمہما اللہ کے ہاں اصحاب الفروض کے حصص سے بچا کھچا مال "بیت المال" میں جمع ہو گا۔
* حضرت عروۃ اور امام زہری رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے محققین کا یہ نظریہ ہے کہ اگر بیت المال کا وجود نہ ہو تو اصحاب الفروض کے حصص سے زائد مال بھی ان ہی پر بقدر حصصہم رد کردیا جائے گا۔ بصورت دیگر بیت المال کو دے دیا جائے گا۔
* حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں زوجین اور جدۃ کے علاوہ باقی ماندہ اصحاب الفروض رد کے مستحق ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک زوجین بھی رد کے مستحق ہیں۔

"حجۃ المانعین"

مانعین رد اپنے مسلک کی تائید میں ذیل کے دو دلائل پیش کرتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفروض کے حصص "یوصیکم اللہ فی اولادکم ... الخ" میں بالنص بیان کر دیئے ہیں لہٰذا ان پر مزید کسی کا حصہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے حد شرعی میں تجاوز لازم آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فرمان "من یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ" کے خلاف ہے۔ لہٰذا ان کے مقرر حصہ سے زائد بالرد انہیں دینا تجاوز عن حدود اللہ ہے۔

(۲) نیز اصحاب الفروض کے حصص سے زائد مال ایسا مال ہے جس کا کوئی مستحق نہیں لہٰذا اس پر حق بیت المال ہی کا ہو گا جیسے اگر متوفی کا کوئی بھی وارث نہ ہو تو جمیع ترکہ بیت المال کے سپرد کیا جاتا ہے تیسے ہی اس کے بعض ترکہ کا جب کوئی اصحاب الفروض اور عصبات میں سے مالک نہ ہو گا تو وہ بھی بیت المال کے سپرد کیا جائے گا۔

"حجۃ المجوزین"

صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور احناف ذیل کے ادلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے رد کو جائز قرار دیتے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان: "واولو الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب الفروض بھی صلہ رحم کے باعث متوفی کے جمیع ترکہ کے مستحق ہیں اور یہ استحقاق بالرد ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن آیۃ المواریث "یوصیکم اللہ ....الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنے اپنے مقرر حصہ ہی کے مالک ہیں نہ کہ زائد بالرد کے لہٰذا دونوں آیات پر عمل یوں ممکن ہو گا کہ اصحاب الفروض سے ترکہ نہ بچنے کی صورت میں انہیں صرف ان کے مقررہ حصص ہی آیت المواریث کے مطابق ملیں گے۔ لیکن ترکہ کے بچ جانے کی صورت میں مابقی بھی پہلی آیت "واولو الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ" کے مطابق ان پر رد کرنے سے انہیں ملے گا۔

چونکہ آیت "واولوا الارحام بعضھم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ ....الخ" سے استحقاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بالرحم ثابت ہو رہا ہے جس کی بنیاد پر اصحاب الفروض کو بالرد مابقی دیا جاتا ہے لہٰذا یہ استحقاق جہاں موجود نہ ہو گا وہاں رد بھی نہ ہو گا اسی لئے زوجین کو بوجہ عدم الرحم مابقی سے بالرد نہیں دیا جاتا۔

(۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیماری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو حضرت سعد آپ سے سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! میری صرف ایک بیٹی ہی وارث ہے تو کیا میں جمیع مال کی وصیت نہ کر دوں؟ تو آپ نے انکار فرمایا پھر انہوں نے نصف کے بارے سوال کیا تو بھی آپ نے انکار کیا حتی کہ آپ نے ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی اور ساتھ ہی فرما دیا۔ "الثلث خیر والثلث کثیر" (صحیح بخاری) یعنی

ثلث مال کی وصیت بہتر ہے گو یہ بھی اپنی جگہ پر کوئی کم نہیں ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعد یہ سمجھتے تھے کہ بیٹی بالفرض وبالرد جمیع مال کی مالک ہے تب ہی تو وہ آپ سے جمیع اور ثانیاً نصف مال کی وصیت کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اگر بیٹی صرف نصف ہی کی مالک ہوتی تو باقی نصف میں اجازت کا کیا معنی؟ اس میں تو حضرت سعد کو تصرف کا حق ہونا چاہئے۔ لیکن آپ نے نصف میں بھی اجازت نہیں دی۔ صرف آپ نے ثلث میں اجازت دی جو ایک بیمار انسان کا حق ہے کہ وہ اتنے میں وصیت کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اصحاب الفروض مابقی کے بھی بالرد حق دار ہیں۔

(۳) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے بھی ایک روایت مروی ہے جس میں آپ نے "ورث الملاعنة ای جمیع المال من ولدها" (ابو داؤد)

یعنی ملاعنہ عورت کو آپ نے اس کے بیٹے کی وفات پر اس کی جمیع جائیداد کا وارث بنایا اور یہ ظاہر ہے کہ وہ بلا رد جمیع مال کی وارث نہیں ہو سکتی۔

(۴) ایسے ہی حضرت واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں: "انه قال تحرز المراة میراث لقیطها وعتیقها' والابن الذی لوعنت به" یعنی عورت اپنے لقیط اور عتیق نیز ملاعنہ اپنے بیٹے کے مال کی مالک ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ان کا کوئی اور وارث ہی نہیں تو پھر ان کے جمیع ترکہ کی عورت ہی وارث ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۵) اصحاب الرد مسئلہ رد کو عقلاً بھی یوں ثابت کرتے ہیں کہ اصحاب الفروض مسلمان ہونے کی صورت میں جمیع اہل اسلام کے ساتھ اسلام میں مساوی شریک ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ متوفی کے ترکہ کے ترجیحًا مالک قرابت کی بنیاد پر ہیں۔ یعنی قرابت ہی نے انہیں عام اہل اسلام پر متوفی کے ترکہ میں ملکًا ترجیح دی ہے۔ جیسے قرابت الام عینی بھائیوں کے لئے علاتیوں پر تقدیم کا سبب ہے۔ یعنی عینیوں کے ہوتے ہوئے علاتی محجوب عن الوراثت اس لئے ہیں کہ عینیوں کو ماں کی زائد قرابت حاصل ہے جو علاتیوں کو نصیب نہیں۔ لہٰذا جب قرابت اتنی اہم ہے تو پھر کیونکر اسے مسئلہ رد میں نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ اسی لئے بیت المال کی بجائے مابقی ترکہ کو بھی اصحاب الفروض پر ہی رد کر دینا چاہئے۔

بعض اصحاب کا یہ کہنا کہ "جب اصحاب الفروض سے بچے ہوئے ترکہ کا کوئی مالک نہ ہو تو اسے بیت المال کے سپرد کر دینا چاہئے" مناسب نہیں۔ کیونکہ جب متوفی کے ترکہ میں "عامة المسلمین" سے اصحاب الفروض کو ترجیح قرابت کی بنیاد پر ہے تو فرضی حصص سے بچے ہوئے ترکہ میں" انہیں اسی بنیاد پر بیت المال پر ترجیح کیونکر حاصل نہ ہوگی؟ لہٰذا "فیرد علیهم علٰی قدر انصبائهم" یعنی دوبارہ مابقی ترکہ اصحاب الفروض کو ان کے حصص کے تناسب سے دے دیا جائے گا۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! جیسے اقرب اور اقویٰ کا اعتبار ابعد اور غیر اقویٰ کے لئے حاجب ہے تیسے اقرب کا اعتبار استحقاق الرد میں بھی ابعد اور غیر اقویٰ کے لئے حاجب ہے۔

"مسائل الباب"

باب الرد کے مسائل چار اقسام پر مبنی ہیں۔

"وجہ الحصر"

کیونکہ اصحاب الرد یا تو ایک صنف سے ہوں گے یا پھر متعدد اصناف سے ہر دو صورتوں میں "من لا یرد" موجود ہو گا یا نہیں۔ لہٰذا چار ہی اقسام حاصل ہوئیں۔

(۱) وجود اصحاب الفروض من صنف واحد مع عدم من لا یرد علیه۔

(۲) وجود اصحاب الفروض من اصناف کثیره مع عدم من لا یرد علیه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) وجود اصحاب الفروض من صنف واحد مع من لا یرد علیه۔

(۴) وجود اصحاب الفروض من اصناف کثیرة مع من لا یرد علیه۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احدهما: ان يكون فى المسئلة جنس واحد ممن يرد عليه عند عدم من لايرد عليه' فاجعل المسئلة من رؤسهم' كما لو ترک بنتين او اختين او جدتين فاجعل المسئالة من اثنين۔

والثانى: اذا اجتمع فى المسئالة جنسان او ثلٰثة اجناس ممن يرد عله عند عدم من لايرد عليه: فاجعل المسئالة من سهامهم ۔ اعنى: من اثنين۔ اذا كان فى المسئالة سدسان' او من ثلثة' اذا كان فيها ثلث وسدس' او من اربعة اذا كان فيها نصف وسدس او من خمسة اذا كان فيها ثلثان وسدس او نصف وسدسان او نصف وثلث۔

---

قسم اول ..... پہلی صورت میں مسئلہ کو اصحاب الرد کے رؤس سے فرض کر کے تمام مال کو ان میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جیسے: کوئی وفات پانے والا دو بیٹیاں' دو بہنیں یا دو دادیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کو دو سے فرض کرتے ہوئے ان میں نصف ونصف مال کو تقسیم کر دیا جائے گا۔

قسم ثانی ..... دوسری صورت میں اصحاب الرد کے فریقوں کے سہام سے مسئلہ تشکیل پاکر جمیع متروکہ مال کو ان ہی میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً اگر دو سدس جمع ہو جائیں تو مسئلہ دو سے ہی تشکیل پائے گا اور اگر ثلث اور سدس جمع ہو جائیں تو مسئلہ 3 سے اور اگر نصف اور سدس جمع ہو جائیں تو پھر 4 سے مسئلہ کی تشکیل ہو گی۔ جیسے: مرنے والا اپنے پیچھے ایک عینی بہن اور دو اخیافی بہنیں چھوڑ جائے تو گو مسئلہ 6 سے تشکیل پاتا ہے' لیکن باب الرد میں جب عینی بہن اور دو اخیافی بہنوں کے علاوہ اور کوئی وارث نہ ہو تو مسئلہ بجائے 6 کے 5 سے تشکیل پائے گا جس میں سے نصف 3 عینی بہن کو اور ثلث = 2 اخیافی بہنوں کو دے دیئے جائیں گے۔

یعنی دوسری صورت میں جبکہ مسئلہ میں "من لا یرد علیہ" کے ہوتے ہوئے "من یرد علیھم" کی دو یا تین اجناس جمع ہوں تو مسئلہ کو ان کے سہام ماخوذہ من اصل المسئلہ ہی سے وضع کرتے ہوئے ترکہ کو ان پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً:

جب کسی مسئلہ میں صرف دو سدس جمع ہو جائیں جیسے جدہ اور اخت لام تو ان کے سدسان کے پیش نظر اصل مسئلہ 6 سے تشکیل پائے گا کیونکہ کم سے کم تعداد مسئلہ کی تشکیل کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے 6 ہی ہے۔ جس سے سدسان حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ورثاء میں صرف دو ہی ورثاء ہیں جنھیں ایک ایک سدس اصل مسئلہ سے ملتا ہے لہٰذا رد کے پیش نظر ابتداءً ہی مسئلہ 6 کی بجائے 2 سے وضع کرتے ہوئے ان میں نصف ونصف ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ تاکہ تقسیم کا عمل طویل ہونے کے بجائے قصیر ہی رہے۔

اور جب مسئلہ میں ثلث اور سدس جمع ہو جائیں جیسے دو اخیافی بھائی اور ماں۔ تو اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ابتداءً ہی مسئلہ 6 کی بجائے 3 سے وضع کر لیا جائے گا اور تمام ترکہ کو دو اور ایک کی نسبت سے تقسیم کرتے ہوئے دو حصے اخیافی بھائیوں کو اور ایک حصہ ماں کو دیا جائے گا۔

اور جب مسئلہ میں نصف اور سدس جمع ہو جائیں جیسے بنت اور بنت الابن یا بنت اور ام تو مسئلہ کی تشکیل نصف اور سدس کے باعث 6 سے ہو گی۔ لیکن مسئلہ رویہ میں اس کی تشکیل ابتداءً سہام ماخوذہ سے ہو گی اور وہ چار ہیں تین بیٹی کے اور ایک پوتی یا ماں کا لہٰذا اگر مسئلہ میں ثلثان اور سدس یا بالنصف اور سدسان یا نصف اور ثلث جمع ہو جائیں۔ جیسے بنتان وام' بنت وبنت ام وام' اخت لاب وام وام علی الترتیب تو مسئلہ ان تین صورتوں میں بھی 6 ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن سہام ماخوذہ ان میں 5 ہیں۔ مثلاً:

صورت اولیٰ ..... میں دو بیٹیوں کے 4 اور ماں کا ایک حصہ ہے لہٰذا ترکہ کے کل 5 حصے کر لینے کے بعد 4 دو بیٹیوں کو اور ایک ماں کو دے دیا جائے گا۔

صورت ثانیہ ..... میں ورثاء کی تین اجناس مختلف مجتمع ہیں۔ اور ان کے سہام ماخوذۃ من مسئلۃ الستۃ بھی 5 ہی ہیں جن میں سے 3 بیٹی کے 1 اخیافی بہن کا اور 1 ماں کا۔ لہٰذا ترکہ کے کل 5 حصے بنا کر ان پر ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

صورت ثالثہ ..... میں بھی سہام ماخوذہ من الستتہ 5 ہے۔ عینی بہن کے 3 اور ماں کے 2۔ لہٰذا ان پانچ حصص کو اصل مسئلہ قرار دیتے ہوئے جمیع ترکہ کو اخماساً عینی بہن اور ماں میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! یوں ترکہ کی تقسیم میں جو آسانی ہے وہ اسے دوبارہ تقسیم کرنے میں نہیں کیونکہ اگر مسئلہ کو سہام ماخوذہ سے تجویز نہ کیا جائے تو مابقی کو دوبارہ اصحاب الفروض پر بالرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے حصص کے مطابق تقسیم کرنا ہو گا۔ ظاہر ہے اس میں تقسیم کا عمل ڈبل (دوگنا) ہو جانے سے آسانی نہ ہو گی۔

"تنبیہ"

اگر وجوہ مذکورہ میں ورثاء پر ان کے حصص کی تقسیم صحیح اور مستقیم ہو تو فبہا ونعمت اور اگر مستقیم بلا کسر نہ ہو جیسے کوئی متوفی 1 بیٹی اور 3 پوتیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل باب الرد میں بیٹی کے نصف اور پوتیوں کے سدس کے باعث 4 سے ہوگی۔ جس میں سے 3 بیٹی کو اور 1 تین پوتیوں کو لیکن وہ ایک ان پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا پوتیوں کے رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دے کر سابقہ قوانین کے مطابق تصحیح کر لی جائے گی۔ لہٰذا 4 x 3 = 12 سے تصحیح ہو گی۔ جس میں سے بیٹی کو 3 x 3 = 9 ملیں گے اور تین پوتیوں کو 1 x 3 = 3 ملیں گے جو ان میں ایک ایک کے حساب سے تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والثالث: ان یکون مع الاول من لایرد علیه فاعط فرض من لا یرد علیه من اقل مخارجه فان استقام الباقی علی رئوس من یرد علیه فبها' کزوج وثلث بنات وان لم یستقم' فاضرب وفق رئوسهم فی مخرج فرض من لا یرد علیه. ان وافق رئوسهم الباقی' کزوج وست بنات۔

---

قسم ثالث ..... تیسری صورت میں جبکہ "من یرد علیه" کی جنس واحد کے ساتھ "من لایرد علیه" بھی موجود ہو تو پہلے من لا یرد علیه کو اس کے اقل مخرج سے حصہ دے کر دیکھا جائے گا' اگر مابقی "من یرد علیه" کے رؤس پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو فبہا ونعمت جیسے ..... کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند اور 3 بیٹیاں چھوڑ جائے تو خاوند کو جو "من لایرد علیه" سے ہے اس کے اقل مخرج =4 سے ربع "ایک" دینے کے بعد 3 بچتے ہیں جو 3 بیٹیوں پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہیں' لہٰذا مسئلہ کی تشکیل اور تصحیح 4 سے ہی کافی ہو گی۔

اور اگر مابقی "من یرد علیه" کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں "من یرد علیه" کے رؤوس کے وفق کو بشرطیکہ اس کا وفق ہو۔ "من لا یرد علیه" کے مخرج میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی۔ جیسے کوئی متوفاۃ زوج اور 6 بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل زوج کے اقل مخرج =4 سے ہو گی۔ زوج کے حصہ ربع کے بعد جو 3 بچے وہ 6 بچیوں بیٹیوں پر تقسیم نہیں ہوتے' لیکن 3 اور ان کے رؤوس 6 میں یہاں اختصار تداخل کی بجائے توافق معتبر ہو گا لہٰذا رووس کے وفق 2 کو اصل مسئلہ 4 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ لہٰذا

مسئلہ کی تشکیل 4 سے' تصحیح = 8 سے

زوج کو اصل مسئلہ 4 سے 1 ملا' مضروب= 2 میں ضرب دینے سے 8 سے دو ملیں گے بیٹیوں کو اصل مسئلہ سے 3 ملے' مضروب 2 میں ضرب دینے سے 8 میں سے 6 ملیں گے' جو 6 بیٹیوں پر پورے پورے تقسیم ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والا فاضرب كل رئوسهم في مخرج فرض من لا يرد عليه' فالمبلغ تصحيح المسئلة كزوج وخمس بنات.

والرابع: ان يكون مع الثاني من لايرد عليه فاقسم مابقي من مخرج فرض من لايرد عليه علٰى مسئلة من يرد عليه' فان استقام فبها وهٰذا في صورة واحدة' وهي ان يكون للزوجات الربع والباقي بين اهل الرد اثلاثًا كزوجة واربع جدات وست اخوات لام

---

اور اگر من یرد علیہ فریق کے رؤس کا وفق نہ ہو تو ان کے رؤس کی کل تعداد کو من لایرد علیہ کے مخرج میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح کرلی جائے گی۔ جیسے ..... کوئی متوفیہ زوج اور 5 بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل زوج کے اقل مخرج 4 سے ہو گی لیکن زوج کے حصہ ربع ایک کے بعد مابقی 3 پانچ بیٹیوں پر پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے نیز 3 اور ان کے رؤوس 5 میں توافق بھی نہیں بلکہ تباین ہے' لہٰذا 5 کو اصل مسئلہ 4 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 20 حاصل ہو گا اس سے مسئلہ کی تصحیح درست ہو گی۔

اصل مسئلہ = 4' تصحیح = 20 سے

زوج کو اصل مسئلہ سے =1 ملا تھا' مضروب 5 میں ضرب دینے سے اسے 5 ملیں گے بیٹیوں کو اصل مسئلہ سے = 3 ملے' مضروب 5 میں ضرب دینے سے ان کو 15 ملیں گے جو پانچ بیٹیوں پر تین تین کی صورت میں برابر تقسیم ہوں گے۔

قسم رابع:

چوتھی صورت میں جبکہ من یرد علیہ کی اجناس کثیرہ کے ساتھ من لایرد علیہ بھی موجود ہو' تو ترکہ کی تقسیم کی صورت یوں ہو گی۔

من لا یرد علیہ کو اس کے اقل مخرج سے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے اسے من یرد علیہ کے مسئلہ پر تقسیم کیجئے' اگر مابقی مسئلہ من یرد علیہم پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو فبہا ونعمت' اور اس کی ایک ہی صورت ہے۔ جبکہ مرنے والا انسان زوجہ '4 جدات اور 6 اخیافی بہنیں چھوڑ جائے تو زوجہ کو اس کے ادنیٰ مخرج 4 سے ربع دینے کے بعد مابقی 3 جدات اور اخیافی بہنوں کے مسئلہ 3 پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں' کیونکہ اخیافی بہنوں کے ثلث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور جدات کا سدس جمع ہو جانے سے ان کا مسئلہ 3 سے ہی تشکیل پا سکتا ہے' جس پر مابقی 3 پورے منقسم ہیں۔ اور اس کی صرف ایک ہی صورت مذکورہ ہونے کی وجہ یہ ہے:

کہ مخرج من لایرد علیہ سے مابقی یا تو ایک ہو گا جیسے بیوی بے اولاد کی وفات پر خاوند کو اس کے مخرج دو سے نصف دینے کے بعد ایک ہی بچتا ہے۔

اور یہ امر یقینی ہے کہ ایک مسئلہ من یرد علیہ پر اسی وقت مستقیم ہو گا جبکہ وہ (مستحق الرد) فرد واحد ہو گا۔ لہٰذا مسئلہ قسم ثالث سے ہو جائے گا جس میں من لایرد علیہ من یرد علیہ کی جنس واحد سے مجتمع ہوتا ہے اور یہ خلاف مفروض ہے کیونکہ مسئلہ مفروضہ قسم رابع سے ہے۔

یا پھر مخرج من لایرد علیہ سے مابقی تین ہوں گے جبکہ اس کا مخرج چار ہو گا جیسے خاوند کو بیٹیوں کی موجودگی میں یا بیوی کو بیٹیوں کے نہ ہونے کی صورت میں اب اگر ربع کا حق دار خاوند ہے اور بیٹیوں کے ساتھ کوئی اور وارث نہیں ہے تو پھر یہ مسئلہ بھی قسم ثالث سے ہو گا۔

اور اگر ان کے ساتھ کوئی دوسرا صاحب فرض موجود ہے تو پھر بیوی کی وفات پر جبکہ وہ اپنے پیچھے زوج' بنت اور جدہ چھوڑ جائے تو پھر مسئلہ من یرد علیہ کا 4 سے تشکیل پائے گا۔

اور اگر زوج' بنتان' اور جدہ چھوڑ جائے تو من یرد علیہ کے مسئلہ کی تشکیل 5 سے ہو گی۔ بہرحال دونوں صورتوں میں مابقی تین' چار اور پانچ کے مسئلہ پر بلاکسر مستقیم نہیں جبکہ مسئلہ مفروضہ قسم رابع سے مبنی بر استقامت ہے۔ یعنی بلاکسر صحیح تقسیم ہو جانا چاہئے۔ اور اگر ربع کی حق دار بیوی ہے تو پھر مابقی کی تقسیم مستقیم من یرد علیھم کے مسئلہ پر ممکن ہے۔ جیسے ماتن کی بیان کردہ مثال: زوجہ' اربع جدات اور ست اخوات لام سے واضح ہے۔ لیکن یہ صرف ایک ہی صورت میں ممکن ہے۔

اور یا پھر مخرج من لایرد علیہ سے مابقی سات ہوں گے۔ جیسے عورت کو خاوند کی وفات پر مع البنات ثمن ملتا ہے۔ لہٰذا اسے ثمن دینے کے بعد مابقی 7 ہی بچتے ہیں۔ اور یہ سات بھی مسئلہ من یرد علیھم پر مستقیم نہیں کیونکہ مسئلہ من یرد علیھم پانچ سے متجاوز نہیں۔ لہٰذا سات اپنے سے کم تعداد پر کیسے مستقیم تقسیم ہو گا؟ "نتیجۃً" ثابت ہوا قسم رابع میں مخرج من لایرد علیہ سے مابقی مسئلہ من یرد علیھم پر صرف ایک ہی صورت میں مستقیم تقسیم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکتا ہے۔ جیسے صورت مذکورہ میں زوجہ کو ربع دینے کے بعد جو تین بچے وہ اربع جدات اور ست اخوات لام کے مسئلہ پر مستقیم ہیں۔ کیونکہ ان کا مسئلہ بھی تین ہی سے تشکیل پاتا ہے۔ لیکن آگے اربع جدات پر ان کا حصہ ایک مستقیم نہیں بلکہ ان میں اور ان کے حصہ میں مباینت ہے لہٰذا ان کے رؤوس آگے حساب میں تمام کے تمام شمار ہوں گے۔

ایسے ہی اخوات ستہ کا حصہ دو بھی ان پر مستقیم نہیں ہاں ان کے حصہ اور انکے رؤوس میں موافقت بالنصف ضرور ہے۔ لہٰذا ان کے رؤوس کو حساب میں نصف شمار کیا جائے گا۔ اس طرح من یرد علیہم کے کل رؤوس حساب کے اعتبار سے جو سامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جدات 4

موافقت بالنصف میں اخوات لام 3

اب دونوں فریقوں کے رؤوس کی تعداد میں تباین کے باعث ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ من لا یرد علیہ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

یعنی $3 \times 4 = 4 \times 12 = 48$ سے

زوجہ کو اصل مسئلہ من لایرد علیہ سے ایک ملا تھا لہٰذا اسے مضروب 12 میں ضرب دینے سے اس کا حصہ

$1 \times 12 = 12$ حاصل ہو گا جو اسے دے دیا جائے گا۔

اور جدات اربع کو بھی ایک ملا تھا لہٰذا $1 \times 12 = 12$ ان کا حصہ ہو گا جو ان پر برابر تقسیم ہو گا اخوات ستہ لام کو دو ملے تھے لہٰذا $2 \times 12 = 24$ ان کا حصہ ہو گا جو ان میں چار چار کی صورت میں تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وان لم یستقم' فاضرب جمیع مسئلة من یرد علیه فی مخرج فرض من لا یرد علیه فالمبلغ مخرج فروض الفریقین' کاربع زوجات وتسع بنات وست جدات' ثم اضرب سهام من لا یرد علیه فی مسئلة من یرد علیه' وسام من یرد علیه فیما بقی من مخرج فرض من لا یرد علیه' وان انکسر علی البعض فتصحیح المسائل بالاصول المذکور۔

---

اور اگر مابقی من یرد علیہم کے مسئلہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو مسئلہ من لایرد علیہ کے مخرج میں ضرب دی جائے گی' پس مبلغ (ماحصل) دونوں فریقوں کے حصوں کا مخرج ہو گا' پھر من لا یرد علیہ کے حصے کو من یرد علیہ کے مسئلہ میں ضرب دے کر ان کا حصہ مبلغ سے علیحدہ کر لیا جائے گا۔

اور ایسے ہی من یرد علیہ کے حصہ کو من لایرد علیہ کے مخرج کے مابقی میں ضرب دینے سے من یرد علیہ کا حصہ مبلغ سے حاصل ہو گا۔

جیسے کوئی متوفی 4 بیویاں' 9 بیٹیاں اور 6 دادیاں چھوڑ جائے' تو مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی' کیونکہ بیویوں کا ثمن' بیٹیوں کے ثلثان اور دادیوں کا سدس جمع ہو جانے سے مسئلہ 24 سے ہی تشکیل پا سکتا ہے لیکن چوبیس میں سے ایک بچ جانے کے باعث مسئلہ "مسئلہ ردیہ" کی صورت اختیار کر جاتا ہے' لہٰذا من لایرد علیہ کے ادنیٰ مخرج 8 سے مسئلہ ردیہ تشکیل پائے گا' جس میں سے ثمن ایک بیویوں کو دے کر مابقی 7 کو 9 بیٹیوں اور 6 دادیوں کے مسئلہ 5 پر تقسیم کیا جائے گا' لیکن 7 مابقی مسئلہ 5 پر منقسم نہیں' لہٰذا

جمیع مسئلہ من یرد علیہ کو مخرج من لایرد علیہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے دونوں فریقوں کے حصص کو حاصل کیا جائے گا۔

جمیع مسئلہ من یرد علیہ = 5 x مخرج میں لایرد علیہ = 8 حاصل ضرب = 40

اب من لایرد علیہ کے حصہ = 1 کو مسئلہ من یرد علیہ میں ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا' لہٰذا 1 x 5 = 5 بیویوں کو ملیں گے اور مسئلہ من یرد علیہ کو مابقی مخرج من لایرد علیہ میں ضرب دے کر بیٹیوں اور دادیوں کا حصہ حاصل کر لیا جائے گا لہٰذا۔

مسئلہ من یرد علیہ = 5 x مابقی مخرج من لایرد علیہ = 7 حاصل ضرب 35

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ بیٹیوں اور دادیوں کا حصہ ہو گا' جس میں سے 28 بیٹیوں کے اور 7 دادیوں کے۔

اگر کہیں کسی فریق پر کسر لام آتی ہو تو سابقہ مذکورہ قاعدے کے مطابق مسائل کی تصحیح ہو گی۔ مثلاً: صورت مذکورۃ فی المتن میں 40 میں سے زوجات اربع کا حصہ 5 تھا جن کے رؤوس اور حصہ میں مباینت ہے۔ اور بنات تسع کا حصہ اس میں سے 28 ہے یہاں بھی رؤوس اور ان کے حصہ میں مبانیت ہے۔

جدات ستہ کا حصہ اس میں سے 7 ہے۔ ان کے رؤس اور حصہ میں بھی مبانیت ہے۔

اب تصحیح کے قاعدہ کے مطابق 4 زوجات' 6 جدات اور 9 بنات میں جب ہم نسبت کو دیکھتے ہیں تو 4 اور 6 میں توافق بالنصف پاتے ہیں لہٰذا 4 کے نصف کو 6 سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب 6 x 2 = 12 آئے گا۔ اب 12 اور 9 کے درمیان جب نسبت کو دیکھتے ہیں تو ان میں توافق بالثلث ملتا ہے۔ لہٰذا ان میں سے ایک کے ثلث کو جب جمیع ثانی میں ضرب دی جاتی ہے تو 36 حاصل ہوتے ہیں۔

اب 36 کو مسئلہ 40 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 36 x 40 = 1440 آئے گا اس سے تمام فریقوں کے حصص کی تصحیح ہو گی۔

چالیس میں سے زوجات اربعہ کو 5 ملے جسے مضروب 36 میں ضرب دینے سے اب 36 x 5 = 180 حصہ میں انہیں ملیں گے جس میں سے ہر ایک کو 45 ملیں گے۔ جدات ستہ کو 7 ملے تھے لہٰذا اب انہیں 36 x 7 = 252 ملیں گے۔ جس میں سے ہر ایک کو 42 حصہ میں آئیں گے۔ بنات تسع کو 28 حصہ میں آئے تھے لہٰذا اب انہیں 36 x 28 = 1008 حصہ میں ملیں گے جن میں سے ہر ایک بیٹی کو 112 حصہ میں آئیں گے۔ یوں تصحیح کے قواعد کے مطابق عمل ہو گا۔

"تنبیہ"

خیال رہے! قسم رابع میں "من لایرد علیہ" کے حصے کے مخرج سے مابقی اور "من یرد علیہ" کے مسئلہ کے درمیان موافقت کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی اسی لئے ماتنؒ نے اس میں موافقت کی کوئی مثال بیان نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم رابع میں مابقی من مخرج فرض من لایرد علیہ سے 1'3 اور 7 ہی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ان کا بیان پیچھے بھی گذر چکا ہے اور مسئلہ من یرد علیہ 2'3'4 اور یا پھر 5 سے ہو سکتا ہے۔ چونکہ ان اعداد مذکورہ کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موافقت کی کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا قسم رابع میں موافقہ کی کوئی صورت نہیں۔ بخلاف قسم ثالث کے اس میں موافقت کا امکان ہے۔ جیسے زوج دست بنات کی مثال سے واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماتن نے قسم ثالث میں موافقت کا ذکر کیا ہے لیکن رابع میں نہیں۔

"تصریح"

لغۃً رد کا معنی رجوع اور عود (لوٹانے) کا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے فرامین سے بھی ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے۔

(۱) ورد اللّٰہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرًا یعنی اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنے غیض وغضب میں مقہور اور ذلیل لوٹا دیا۔

(۲) فارتد علی آثارھما قصصًا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر واپس لوٹے۔

(۳) آپ کی دعا میں بھی آتا ہے اللّٰھمَّ رد کیدھم عنی یا اللہ دشمنوں کی تدبیر مجھ سے لوٹا دے۔

اصطلاحًا اس کا مفہوم اصل مسئلہ کے نقصان کے ساتھ سہام مفروضہ کی مقدار کی زیادتی ہے دوسرے الفاظ میں آپ یوں سمجھئے چونکہ "رد ضد العول" ہے اور عول میں سہام مخرج سے بڑھ جاتے ہیں لہٰذا رد میں مخرج سہام سے فاضل (زائد) ہوتا ہے۔ اور مخرج کے فاضل ہو جانے کا نتیجہ سہام مفروضہ کی زیادتی کی صورت میں ہی سامنے آتا ہے۔ لہٰذا فرائض میں اصحاب الفروض کے حصص سے بچ جانے والے ترکہ کو جبکہ عصبات میں سے کوئی نہ ہو دوبارہ ان کے حصص کے مطابق انہیں ہی دے دینے کا نام رد ہے۔

"شروط الرد"

کسی مسئلہ میں رد کے تحقق کے لئے ذیل کی تین شروط کا وجود ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کوئی شرط مفقود ہو گی تو مسئلہ رد کا وجود بھی مفقود ہو گا۔

(۱) اصحاب الفروض میں سے کسی صاحب فرض کا وجود۔

(۲) عصبات میں سے کسی عصبہ کا عدم وجود۔

(۳) اصحاب الفروض کے حصص سے ترکہ کا فاضل وجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ ورثاء جو رد کے مستحق ہیں:

* غیر نسبی ورثاء (زوجین) کے علاوہ اصحاب الفروض میں سے مندرجہ ذیل آٹھ اقسام قائلین کے نزدیک رد کا استحقاق رکھتی ہیں۔
* میاں بیوی کا رشتہ (رشتہ زوجیت) چونکہ نسبی نہیں جو احد الزوجین کی وفات سے ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ رد کے مستحق نہیں۔

| | |
|---|---|
| (۱) البنت | (۲) بنت الابن |
| (۳) الاخت الشقیقة | (۴) الاخت لاب |
| (۵) الاخ | (۶) الجدة الصحیحة |
| (۷) الاخت لام | (۸) الاخ لام |

"ملاحظہ"

خیال رہے! اب اور جد کی موجودگی میں مسئلہ ردیہ کا وجود ممکن نہیں کیونکہ اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد اگر ترکہ میں سے کچھ فاضل بچ جائے اور دیگر عصبات میں سے بھی باپ اور دادا کے علاوہ کوئی موجود نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں باپ اور دادا عصبہ ہونے کی حیثیت میں جمیع مابقی کے مالک ہوں گے۔ لہٰذا رد کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔

اقسام الرد

رد کی اقسام اربعہ میں سے ہر ایک قسم میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ اور حکم مخصوص ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے تاہم قسم ثالث اور رابع کا مزید وضاحت کے لئے ہم ذکر کرتے ہیں۔

"حکم القسم الثالث"

اس قسم میں مسئلہ کی تشکیل من مخرج فرض من لایرد علیہ سے ہو گی اور من لایرد علیہ کو اس کا حصہ دینے کے بعد مابقی کو من یرد علیہ کے فریق واحد کے رؤوس پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۱) جیسے کوئی انسان وفات پر اپنے پیچھے زوجہ' اخوین لام اور اخت لام چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل فرضاً وردا زوجہ کے ادنیٰ مخرج 4 سے ہو گی جس میں سے ایک اسے دینے کے بعد باقی 3 دو اخیافی بھائیوں اور ایک اخیافی بہن میں برابر برابر ہم شرکاء فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الثلث کے مطابق تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

(۲) یا کوئی عورت اپنے پیچھے زوج اور اربع بنات چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 4 سے ہو گی لیکن زوج کو ربع دینے کے بعد مابقی 3 اربع بنات پر مستقیم نہیں لہٰذا بنات کے رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دے کر مسئلہ کی تصحیح کی جائے گی۔

لہٰذا پہلے مسئلہ کی تشکیل اور تقسیم — دوسرے مسئلہ کی تشکیل اور تصحیح

| | 4 | | 4 | 16 |
|---|---|---|---|---|
| زوجہ | 1 | زوج | 1 | 4 |
| دو اخیافی بھائی<br>ایک اخیافی بہن | 3 | اربع بنات | 3 | 12 |

## حکم القسم الرابع

اس قسم اور حالت میں جبکہ اصحاب الرد میں متعدد فریق ہوں تو ضابطہ یہ ہے کہ:

اولاً: احد الزوجین کے اعتبار سے مسئلہ کی تشکیل ہو گی۔

ثانیاً: احد الزوجین کے بغیر۔

پھر دونوں مسئلوں کے حل کے بعد ان میں نسبت دیکھ کر سابقہ ضوابط کے مطابق اس کا حل ہو گا۔ مثلاً کوئی آدمی وفات پر زوجتین' ام اور بنت چھوڑ جاتا ہے۔ ان ورثاء کے ثمن' سدس اور نصف کے باعث مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہوگی ورثاء مذکورہ کو ان کے حصص دینے کے بعد چونکہ ترکہ میں سے $\frac{5}{24}$ فاضل رہ جاتا ہے جس سے اس مسئلہ کا مسئلہ ردیہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ضابطے کے مطابق من لایرد علیہ (زوجتان) کے ادنیٰ مخرج 8 سے انہیں ثمن $\frac{1}{8}$ دینے کے بعد مابقی $\frac{7}{8}$ کو ام اور بنت کے مسئلہ 4 پر تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن ان کے مسئلہ 4 اور ان کے حصہ $\frac{7}{8}$ میں مبانیت کے باعث اصل مسئلہ 8 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے جمیع ورثاء کے حصص کی تصحیح ہو گی۔

لہٰذا $4 \times 8 = 32$ میں سے

زوجتان کو $1 \times 4 = 4$ حصہ میں آئیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ام اور بنت کو 28 = 4 x 7 ملیں گے جن میں سے مسئلہ من یرد علیہ کے مطابق

ام کو 7 اور بنت کو 21 تقسیم میں آئیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## "مسئلة الرد وشكلها"

| | | | |
|---|---|---|---|
| اصلھا من ٦ | بالرد من 4 | مسئلہ من لایرد علیہ 8 | 32 |
| سدس ام | 1 | ثمن زوجتان 1 | 4 |
| نصف بنت | 3 | ام 7 | 7 |
| | | بنت | 21 |

تنبیہ

خیال رہے! مسئلہ ردیہ میں اگر اصحاب الفروض کے ساتھ کوئی ایسا عصبہ موجود ہو جو اصحاب الفروض کے حصص کے بعد جمیع مال کا مستحق ہے تو اسے مابقی تمام مال دے دیا جائے گا۔ لہٰذا رد نہ ہو گا۔ اور اگر وہ جمیع مابقی کا مستحق نہیں تو پھر جتنے مال کا وہ مستحق ہو گا اتنا اسے دے کر مابقی کو اصحاب الفروض پر رد کر دیا جائے گا۔ جیسے کوئی متوفی زوجہ' بنت اور معتق بالثلث چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 8 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ثمن 1' بنت کو نصف 4 + 2 اور معتق بالثلث کو مابقی کا ثلث 1 عصوبۃً اور جو دو باقی بچے وہ بھی رد میں بیٹی کو دے دیئے جائیں گے۔

لہٰذا 8 میں سے زوجہ کو ایک ملے گا اور بیٹی کو چھ جبکہ معتق بالثلث کو بھی ایک۔ اگر معتق' معتق بالثلث کی بجائے معتق بالکل ہوتا تو مابقی تمام عصوبۃً وہ ہی لے لیتا اور بیٹی کو رداً کچھ نہ ملتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## بَابُ مُقَاسَمَةِ الْجَد

قال ابو بكر الصديق رضى اللّٰه عنه ومن تابعه من الصحابة: بنو الاعيان وبنو العلات لايرثون مع الجد وهٰذا قول ابى حنيفة رحمه اللّٰه وبه يفتى

وقال زيد بن ثابت رضى اللّٰه عنه' يرثون مع الجد' وهو قولهما وقول مالك والشافعي وعند زيد بن ثابت' للجد مع بنى الاعيان وبنى العلات افضل الامرين من المقاسمة ومن ثلث جميع المال

---

مقاسمة الجد: مفاعلة من القسمة' وسيجى تعريفها

بہنوں' بھائیوں اور دادے کے درمیان ورثہ کی تقسیم میں اختلاف ہے۔ بعض اثبات اور بعض نفی کے قائل ہیں' جبکہ بعض دوسروں کو اثبات ونفی میں تردد ہے' لہٰذا اس باب میں مصنف اس اختلاف اور اس پر متفرع ہونے والے احکام کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم خیال صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن عباس' ابن زبیر' ابو سعید خدری اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی رائے' میں عینی اور علاتی بھائی دادے کی موجودگی میں وارث نہیں' جیسے باپ کی موجودگی میں بالاتفاق وہ وارث نہیں' امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احناف کا مفتی بہ فتویٰ بھی یہ ہے' لیکن حضرت زید بن ثابت' حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہاں وہ دادے کے ساتھ ساتھ وارث ہوں گے۔

حنفیہ میں سے صاحبین کا بھی یہی خیال ہے' علامہ سرخسی کے نزدیک مفتی بہ یہی امر ثانی ہے' امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی خیال ہے۔

خیال رہے! یہ اختلاف عینی اور علاتی بھائیوں کے بارے میں ہے کہ آیا وہ دادے کے ساتھ وارث ہوں گے یا نہیں۔ لیکن اخیافی بالاتفاق دادے کی موجودگی میں ساقط ہوں گے۔

دراصل جد صحیح کے بارے میں اختلاف اس بنیاد پر ہے کہ آیا جد صحیح باپ کے حکم میں ہے یا عینی بھائی کے حکم؟

چونکہ دادا من بعض الوجوہ باپ سے مشابہت رکھتا ہے اور بعض وجوہ سے بھائی کے ساتھ۔ لہٰذا جن اصحاب نے اسے باپ سے مشابہت کو ترجیح دی ہے۔ انہوں نے اسے باپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے حکم میں سمجھا ہے اور جنہوں نے اس کی بھائی سے مشابہت کو راجح سمجھا انہوں نے اسے بھائی کے حکم میں سمجھا۔

دادا کی باپ سے مندرجہ ذیل امور میں مشابہت ہے۔

(۱) دادا اولاد ام کے لئے ایسے ہی حاجب ہے جیسے باپ۔

(۲) دادا جب صغیر اور صغیرہ کا نکاح کر دے تو وہ ایسے ہی عند الاحناف لازم ہے جیسے باپ کا کیا ہوا۔ یعنی صغیر اور صغیرہ کو بلوغت پر فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں۔

(۳) ظاہر روایت کے مطابق (امام محمدؒ کی کتب ستہ میں سے کوئی روایت) جیسے باپ کی موجودگی میں بھائی کو بہن کے نکاح کی ولایت حاصل نہیں تیسے دادا کی موجودگی میں بھی اسے حاصل نہیں۔

(۴) دادا پوتے کے بدلے قصاصاً قتل نہیں کیا جا سکتا جیسے باپ بیٹے کے بدلے قصاصاً قتل نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) ان حلیلة کل واحد من الجانبین تحرم علی الاخر۔ اس بات میں بھی دادا باپ کے مشابہ ہے کہ جیسے باپ' بیٹے کی زوجات ایک دوسرے پر حرام ہیں تیسے دادا اور پوتے کی بھی۔

(۶) دادے کی شہادت پوتے کے حق میں ایسے ہی مردود ہے جیسے باپ کی بیٹے کے حق میں۔

(۷) پوتے کے مال سے زکوٰۃ کی وصولی کی حرمت میں بھی وہ باپ کے مشابہ ہے۔

(۸) پوتے کی جان ومال میں وہ ایسے ہی تصرف کا اختیار رکھتا ہے جیسے باپ بیٹے کی جان ومال میں۔

اور دادا بھائی سے ذیل کی امور میں مشابہت رکھتا ہے۔

(۱) جب کسی صغیر کے ورثاء میں سے باپ کی بجائے دادا اور ماں ہی ہوں تو اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری دادے اور ماں پر اسی تناسب سے ہو گی جس تناسب سے وہ اس کے وارث ہوں گے۔ یعنی اثلاثاً۔ ایک ثلث نفقہ کی ذمہ داری ماں پر ہو گی اور دو ثلث نفقہ کی ذمہ داری دادے پر۔ اگر دادا کی جگہ بھائی ہو تو وہ بھی دو ثلث نفقہ کا ذمہ دار ہو گا۔ لہٰذا دادا اس مسئلہ میں بھائی کے مشابہ ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) معسر دادے پر پوتے کا نفقہ فرض نہیں جیسے بڑے بھائی معسر پر چھوٹے بھائی کا فرض نہیں۔

(۳) صغیر کا صدقۃ الفطر دادے پر ایسے ہی واجب نہیں جیسے چھوٹے بھائی کا بڑے بھائی پر۔

(۴) دادا اس بات میں بھی بھائی سے مشابہت رکھتا ہے کہ پوتا دادے کے اسلام کے بالتبع مسلمان متصور نہیں ہوتا جیسے چھوٹا بھائی بڑے مسلمان بھائی کے بالتبع مسلمان متصور نہیں ہوتا۔

(۵) جب دادا کسی بچے کے بارے پوتا ہونے کا اقرار کرے اور اس کا بیٹا زندہ ہو تو محض دادے کے اقرار سے پوتے کا نسب بیٹے سے قائم نہیں ہو سکتا جب تک بیٹا اقرار نہ کرے اور یہی حال بھائی کا ہے۔ کسی انسان کے بھائی ہونے کا اقرار کرنے سے اس کا نسب مقر کے باپ سے قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ باپ اقرار نہ کرے۔

(۶) دادا اپنے معتق پوتے کی ولاء اپنے موالی کی طرف نہ کھینچ سکنے میں بھی بھائی کے مماثل ہے جو اپنے معتق بھائی کی ولاء اپنے موالی کی طرف نہیں کھینچ سکتا۔

ان مذکورہ احکام میں اختلاف کے باعث صحابہ' تابعین وغیرہم کا مسئلہ جد مع الاخوۃ میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔

(۱) بعض نے اخوۃ کو مع الجد وارث قرار نہیں دیا۔

(۲) بعض دوسرے اصحاب نے وارث قرار دیا ہے۔

(۳) اور بعض نے توقف اختیار کیا ہے۔

(۴) اہل علم کی ایک جماعت نے جد کے بارے میں فتوی ہی سے انکار کر دیا۔

(۵) محمد بن سلمہؒ کے ہاں اس کا حل عمل بالاصطلاح میں ہے۔ وہ یوں کہ اگر دادا معسر ہو تو تمام ترکہ اسے دے دیا جائے بشرطیکہ بھائی موسر ہوں۔ اور اگر بھائی معسر ہوں اور دادا موسر تو ترکہ بھائیوں کو دے دیا جائے۔ اور اگر برابر ہوں تو دونوں میں یعنی دادا کو بھی بھائی سمجھتے ہوئے سب پر برابر تقسیم کر دیا جائے۔

(۶) محمد بن فضل بخاریؒ کا کہنا ہے کہ دادا کو اس کا اجماعی حصہ سدس جس میں کوئی اختلاف ہی نہیں' دے کر باقی میں بالاصطلاح عمل ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جد کی موجودگی میں بنو الاعیان اور بنو العلات وارث ہی نہیں لہٰذا ان کے ہاں مسائل جد میں کوئی دقت نہیں۔ معاملہ واضح ہے۔ لیکن امام مالک' امام شافعی اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک الاخوۃ مع الجد وارث ہیں لہٰذا ان کے ہاں مسائل جد میں قدرے دقت ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حضرت علی' ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اس بات پر تو متفق ہیں کہ بھائی دادا کے ساتھ وارث ہیں۔ لیکن ترکہ کی تقسیم کی کیفیت میں انکا مندرجہ ذیل اختلاف ہے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں دادا کو بھائیوں کے ساتھ ترکہ میں سے مقاسمۃً حصہ ملے گا۔ یعنی اسے بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی فرض کر لینے پر جو کچھ حصہ میں آئے گا وہ ملے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دادا کا حصہ مقاسمہ میں جمیع ترکہ کے سدس سے کم نہ ہو۔

اگر کم ہو تو ایسی صورت میں اسے سدس سے کم نہیں بلکہ پورا سدس دیا جائے گا۔ کیونکہ باپ کا حصہ جب سدس سے کم نہیں تو دادا جو اس کے قائم مقام ہے اسے سدس سے کم کیسے دیا جا سکتا ہے؟

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں علاتی بھائی ترکہ کی تقسیم میں شمار نہ ہوں گے۔

مثلاً .... جب دادے کے ساتھ ایک عینی اور ایک علاتی بھائی ہوں تو ترکہ دادے اور عینی بھائی کے درمیان مقاسمۃً نصف ونصف تقسیم ہو گا اور علاتی بھائی کا تقسیم میں کوئی اعتبار نہ ہو گا۔ نیز دادا حضرت علی کے نزدیک اکیلی بہنوں کو عصبہ نہیں بناتا بلکہ بہن ان کے ہاں ایسی صورت میں صاحبۃ الفرض ہے۔

مثلاً .... جب دادے کے ساتھ ایک عینی اور ایک علاتی بہن ہو تو اس صورت میں عینی کو نصف' علاتی کو تکملۃ للثلثین سدس اور دادا کو مابقی 2 ملے گا۔

(۲) الف) .... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نظریئے میں دادے کو بھائیوں کے ساتھ مقاسمۃً حصہ ملے گا بشرطیکہ یہ حصہ جمیع ترکہ کے ثلث سے کم نہ ہو۔

ب) ..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمیع ترکہ کے ثلث سے کم نہ دینے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اتفاق رکھتے ہیں۔

ج) .... اور مقاسمہ میں عینی بھائیوں کے ساتھ علاتی بھائیوں کے نہ شمار کرنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متفق ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



د) ..... نیز اکیلی اخوات کو دادا کے ساتھ ذوات الفروض قرار دینے میں بھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اتفاق رکھتے ہیں۔

(۳) الف) .... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادے کو عینی اور علاتی بھائیوں کے ساتھ مقاسمہ اور جمیع ترکہ کے ثلث $\frac{1}{3}$ سے جو بھی حصہ بہتر ہو گا وہ دیا جائے گا۔

ماتنؒ کا رجحان بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف نظر آتا ہے۔ اسی لئے اس نے ان کے قول کو بیان فرمایا ہے۔

"ملاحظہ"

ب) ..... جب دادا کے ساتھ دو سے چار تک حقیقی بھائی موجود ہوں تو اس کے لئے مقاسمہ بہتر ہو گا۔

ج) ..... جب پانچ ہوں تو ایسی صورت میں جمیع مال کا سدس اور مقاسمہ برابر رہے گا۔

د) ..... اور اگر چھ ہوں تو پھر جمیع ترکہ کا سدس ہی بہتر ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتفسير المقاسمة: ان يجعل الجد في القسمة كاحد الاخوة وبنو العلات يدخلون في القسمة مع بني الاعيان اضرارًا للجد فاذا اخذ الجد نصيبهٗ فبنو العلات يخرجون من البين خائبين بغير شيئي والباقي لبني الاعيان الا اذا كانت من بني الاعيان اخت واحدة فانها اذا اخذت فرضها۔ نصف الكل ۔ بعد نصيب الجد فان بقي شيئي فلبني العلات والا فلا شيئي لهم كجد واخت لاب وام واختين لاب' فبقي للاختين لاب عشر المال وتصح من عشرين۔

---

"مقاسمة" کا مفہوم و تفسیر یہ ہے کہ .... دادے کو بھائیوں کی طرح ایک بھائی فرض کر کے مال کو تقسیم کر لیا جائے۔

خیال رہے! علاتی بھائی دادے کو حصہ میں نقصان پہنچانے کے لئے عینی بھائیوں کے ساتھ شریک تو ہوں گے لیکن انہیں وراثت سے کچھ نہیں ملے گا' وہ عینیوں کی موجودگی میں محروم رہیں گے اور دادے کے حصے کے بعد مابقی سب کا سب عینی بھائیوں کے لئے ہی ہو گا۔ جو ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ اس لئے کہ علاتی بھائی دادے کے ساتھ اس وقت وارث ہوتے ہیں جبکہ عینی معدوم ہوں۔ ان کی موجودگی میں وہ وارث نہیں۔

لہٰذا دادے کے مقابلہ میں تو وہ وارث ہیں لیکن عینی بھائیوں کے مقابلہ میں وہ ساقط ہیں۔ اسی لئے وہ ترکہ کی تقسیم میں دادے کے حصہ کو کم کرنے کے لئے شمار تو ہوتے ہیں لیکن عینی بھائیوں کی موجودگی میں وہ ترکہ میں سے کسی شئے کے وارث نہیں۔

اس اعتبار اور صورت مختلفہ کی نظیر آپ یوں سمجھئے کہ ایک متوفی ماں' عینی بھائی اور ایک علاتی بھائی چھوڑ جاتا ہے۔ ماں کو علاتی بھائی کے اعتبار سے ثلث کی بجائے سدس ملتا ہے اس لئے کہ وہ ماں کے ساتھ وارث ہے۔ حالانکہ وہ عینی بھائی کی موجودگی میں محجوب عن الوراثت ہے۔ جیسے یہاں علاتی بھائی ماں کے لحاظ سے وارث اور عینی بھائیوں کے لحاظ سے غیر وارث' ایسے ہی علاتی بھائی دادا کے لحاظ سے وارث اور عینی بھائیوں کے لحاظ سے محجوب غیر وارث۔

جب دادا کے ساتھ عینی بھائی اور علاتی بھائی بھی ہو' تو ایسی شکل میں دادا کے لئے مقاسمہ اور ثلث من جمیع المال برابر ہیں۔ لہٰذا دادا کو جمیع مال سے ثلث اور عینی بھائی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مابقی اور علاتی بھائی محجوب کیونکہ وہ عینی بھائی کی موجودگی میں محجوب عن الوراثت ہے۔ گو ترکہ کی تقسیم میں علاتی شامل ہیں۔ اور اگر علاتی بھائی کی جگہ سابق مثال میں علاتی بہن ہو تو پھر دادا کے لئے مقاسمۃ ہی بہتر ہے۔ لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 5 سے ہو گی جس میں سے دادا کو 2' عینی بھائی کو مابقی 3 اور علاتی بہن محجوب کیونکہ علاتی حساب میں تو آتے ہیں لیکن حصہ کی وصولی میں عینیوں کی موجودگی میں خائب اور خاسر رہتے ہیں۔

"الا اذا کانت من بنی الاعیان اخت واحدۃ" ہاں اگر بنو الاعیان میں صرف ایک بہن ہو تو دادے کے حصے کے بعد جمیع مال کا نصف اسے دینے پر اگر کچھ بچ جائے تو وہ بنو العلات کو دیا جائے گا نہیں تو پھر نہیں۔ جیسے کوئی متوفی دادے کے ساتھ ایک عینی بہن اور دو علاتی بہنیں چھوڑ جائے تو بوجہ دادے کے لئے مقاسمۃ بہتر ہونے کے اسے ایک بھائی فرض کرتے ہوئے' مسئلہ کی تشکیل 5 سے ہو گی جس میں سے

[عینی بہن کو نصف $2\frac{1}{2}$ ]' [دادا کو 2]' اور [مابقی $\frac{1}{2}$ علاتی دو بہنوں کو]

عینی بہن کے حصے میں دو کے ساتھ کسر بھی $\frac{1}{2}$ آئی' لہٰذا نصف کے مخرج دو کے ساتھ اصل مسئلہ کو ضرب دے کر حاصل ضرب $5 \times 2 = 10$ سے تصحیح کو دیکھا جائے گا' لہٰذا 10 میں سے دادا کو = 4 اور بہن کو = 5 اور علاتی دو بہنوں کو = 1 ملا' لیکن ایک دو پر صحیح تقسیم نہیں ہوتا بلکہ نصف نصف آتا ہے لہٰذا نصف کے مخرج 2 کو مزید 10 میں ضرب دے کر مسئلہ کو بسیط کر کے حصص کی تصحیح کی جائے گی' لہٰذا $10 \times 2 = 20$ سے تصحیح ہو گی۔

دادا کو اب = 8' عینی بہن کو = 10 اور علاتی بہنوں کو = 2 ملیں گے جو ان پر ایک ایک کی صورت میں پورے تقسیم ہوں گے۔

تو اس مذکورہ صورت میں علاتی بہنوں کے لئے جمیع مال کا عشر (دسواں) حصہ بچ گیا جو انہیں دیا گیا اور اگر نہ بچتا تو وہ محروم رہ جاتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ولو كانت فی هٰذه المسئلة اخت لاب لم يبق لها شئی' وان اختلط بهم ذوسهم فللجد هنا افضل الامور الثلاثة بعد فرض ذی سهم:

(ا) اما المقاسمة' كزوج وجد واخ۔

(۲) واما ثلث مابقی' كجد وجدة واخوين واخت

(۳) واما سدس جميع المال' كجد وجدة وبنت واخوين

واذا كان ثلث الباقی خيرًا للجد وليس للباقی ثلث صحيح' فاضرب مخرج الثلث فی اصل المسئلة

---

اگر مسئلہ مذکورہ میں دو علاتی بہنوں کی بجائے ایک ہوتی تو بوجہ مسئلہ کی تشکیل 4 سے اس کے لئے کچھ نہ بچتا' تو وہ محروم رہ جاتی' کیونکہ دادا کو بوجہ مقاسمت دو ملتے اور جمیع مال کا نصف یعنی 2 عینی بہن کو' باقی کچھ نہ بچتا' لہٰذا ایک علاتی بہن محروم رہ جاتی۔

"وان اختلط ...."

اور اگر دادے اور بھائیوں کے ساتھ کوئی اصحاب الفروض سے وارث موجود ہو تو پھر صاحب فرض کو اس کا حصہ دینے کے بعد مندرجہ ذیل تین امور میں سے جس امر کے مطابق دادا کو بہتر حصہ ملتا ہو گا اس کے مطابق دیا جائے گا۔

(ا) مقاسمہ ۔ یعنی ۔ دادے کو بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی فرض کر کے حصہ دینا۔

(۲) اصحاب الفروض کو دینے کے بعد مابقی کا ثلث۔

(۳) جمیع مال کا سدس۔

(ا) "اما المقاسمة ....."

* پہلی صورت میں جبکہ کوئی مرنے والی عورت/ زوج' جد اور بھائی اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل بوجہ زوج کے نصف کے دو سے ہو گی۔ 2 کا نصف ایک زوج کو ملا لیکن مابقی ایک مقاسمہ کی صورت میں جد اور اخ کے درمیان صحیح منقسم نہیں۔ لہٰذا جد اور اخ کے رؤوس کو مسئلہ میں ضرب دے کر مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی لہٰذا

[2 x 2 = 4 سے تصحیح ہو گی]

[زوج کو نصف = 2]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقاسمۃً = [جد اور اخ کو ایک ایک 1+1 = 2]

اس صورت میں دادے کے لئے ثلث مابقی اور جمیع کے سدس سے مقاسمہ بہتر ہے کیونکہ مقاسمۃ کی صورت میں اسے جمیع مال میں سے ایک یعنی ..... ربع مل رہا ہے جو مابقی کے ثلث اور جمیع کے سدس سے بہتر ہے۔

(۲) دوسری صورت میں جبکہ مابقی کا ثلث دادے کے لئے بہتر ہو تو اسے مابقی کا ثلث ہی دیا جائے گا' جیسے ..... کوئی متوفی اپنے پیچھے دادا' دادی' دو بھائی اور ایک بہن چھوڑ جائے تو مسئلہ کی بنیاد دادی کے سدس کے طفیل 6 سے ہوگی لیکن دادی کو سدس دینے کے بعد جو 5 بچے دادے کے لئے اس کا ثلث صحیح ممکن نہیں لہٰذا ثلث کے مخرج 3 کو اصل مسئلہ 6 سے ضرب دے کر مسئلہ کو بسیط کر لیا جائے گا۔ لہٰذا 6 x 3 = 18 سے حصص کی تصحیح درست ہو گی۔

دادی کو اصل مسئلہ سے = 1' مضروب = 3 میں ضرب دینے سے اسے 1 x 3 = 3 حاصل ہوں گے۔ مابقی 15 سے دادے کے لئے ثلث 5 ہوں گے۔ اور باقی 10 دو بھائیوں اور ایک بہن میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول کے مطابق 4 + 4 دونوں بھائیوں کو اور 2 بہن کو۔

ظاہر ہے کہ یہاں دادے کے لئے مابقی کا ثلث یعنی = 18 میں سے 5 بنسبت مقاسمہ اور جمیع مال کے سدس سے بہتر ہیں کیونکہ مقاسمہ کی صورت میں اسے دادی کے حصے کے بعد 15 میں سے $4\frac{2}{7}$ ملتا جو مابقی کے ثلث 5 سے کمتر ہے ایسے ہی جمیع مال کے سدس 3 سے بھی ثلث = 5 بہتر ہیں' لہٰذا اس صورت میں مابقی کا ثلث ہی دادا کو دیا جائے گا۔

(۳) تیسری صورت میں جبکہ جمیع مال کا سدس دادے کے لئے بہتر ہو تو اسے جمیع مال کا سدس $\frac{1}{6}$ ہی دیا جائے گا۔ جیسے ..... کوئی متوفی جد' جدۃ' دو بھائی اور ایک بیٹی چھوڑ جائے تو اصل مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہوگی' جس میں سے جدۃ کو فرضیت کی بناء پر سدس = 1 ملے گا' بیٹی کو بھی فرضیت کی بناء پر نصف = 3 ملیں گے۔ مابقی 2 کو دادے اور دو بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

پر یہاں دادے کے لئے جمیع مال کا سدس ۔ یعنی ۔ 1 مابقی کے ثلث اور مقاسمہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہتر ہے' لہٰذا اسے جمیع مال کا سدس ہی دیا جائے گا کیونکہ مابقی کا ثلث $\frac{2}{3}$ اور مقاسمہ کی صورت میں بھی $\frac{2}{3}$ جو دادے کے حصے میں آتا ہے وہ جمیع مال کے سدس یعنی مکمل ایک سے کم ہے۔

لہٰذا اس صورت میں دادے کو جمیع مال کا سدس $\frac{1}{6}$ ہی دینا بہتر ہو گا۔ جب مابقی کا ثلث دادے کے لئے بہتر تو ہو لیکن مابقی کا ثلث صحیح نہ ہو تو پھر ثلث کے مخرج 3 کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے حصص کی تصحیح کر لی جائے گی' جیسا کہ پیچھے دوسری صورت میں ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فان ترکت جدًا وزوجًا وبنتًا واما واختًا لاب وام او لاب فالسدس خیر للجد وتعول المسلة الی ثلثة عشر ولا شیئی للاخت

واعلم ان زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنه لایجعل الاخت لاب وام او لاب صاحبة فرض مع الجد' الا فی المسئلة الاکدریة' وهی زوج وام وجد واخت لاب وام او لاب فللزوج النصف' وللام الثلث وللجد السدس' وللاخت النصف ثم یضم الجد نصیبه الی نصیب الاخت' فیقسمان: للذکر مثل حظ الانثیین لان المقاسمة خیر للجد' اصلها من ستة وتعول الی تسعة وتصح من سبعة وعشرین وسمیت "اکدریة" لانها واقعة امراة من بنی اکدر' وقال بعضهم: سمیت اکدریة' لانها کدرت علٰی زید بن ثابت مذهبه' ولو کان مکان الاخت اخ اواختان فلا عول ولا اکدریة۔

---

اگر کوئی متوفاۃ جد' زوج' بنت' ام اور ایک عینی بہن یا علاتی چھوڑ جائے تو ایسی صورت میں دادے کے لئے جمیع مال کا سدس بنسبت ثلث مابقی اور مقاسمہ کے بہتر ہے لہٰذا اسے جمیع مال کا سدس ہی دیا جائے گا۔

مسئلہ مذکورہ کی تشکیل بوجہ/دادے کے سدس' زوج کے ربع' بیٹی کے نصف اور ماں کے سدس کے "12" سے ہوگی' لیکن حصص کے پورا نہ ہونے کے باعث 13 تک عول کر جائے گا' چونکہ مال سے کچھ بچا ہی نہیں لہٰذا بہن محروم رہے گی' کیونکہ وہ بیٹی کے ساتھ عصبہ ہونے کی صورت میں اصحاب الفروض سے بچا کھچا ہی لے سکتی تھی لیکن بچا ہی کچھ نہیں لہٰذا محروم رہے گی۔

یہاں دادے کے لئے جمیع مال کا سدس ہی بہتر ہے لہٰذا اسے سدس ہی دیا جائے گا کیونکہ 13 میں سے اسے 2 ملے اور اگر مابقی کا ثلث دیا جائے تو پھر اسے 13 میں سے جو ایک بچا اس کا $\frac{1}{3}$ ملے گا جو دو سے کم ہے۔ مقاسمہ کی صورت میں جو ایک بچا اس کا $\frac{2}{3}$ اسے ملے گا یہ بھی 2 سے کم ہے۔

واعلم ..... خیال رہے! حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عینی یا علاتی بہن کو دادے کے ساتھ اصحاب الفروض میں سے نہیں سمجھتے' ہاں "مسئلہ اکدریہ" میں اسے صاحب فرض قرار دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ جیسے ..... متوفاۃ زوج' ماں' دادا اور عینی یا علاتی بہن چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی' جس میں سے .....

| | | |
|---|---|---|
| زوج کو= | نصف = | 3 |
| ماں کو= | ثلث = | 2 |
| دادا کو= | سدس = | 1 |
| اور بہن کو= | نصف = | 3 ملیں گے۔ |

یہاں چونکہ دادے کے لئے مقاسمہ بہتر ہے' لہٰذا .... بہن اور دادے کے حصص ملا کر مجموعاً ان پر "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کئے جائیں گے۔ لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی اور عول 9 تک' لیکن تصحیح 27 سے ہوگی۔ کیونکہ دادے کا حصہ = 1 اور بہن کے = 3 جمع کرنے پر = 4 دادا اور بہن پر مقاسمۃً پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے' لہٰذا رؤوس کو مسئلہ کے عول 9 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 27 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح درست ہو گی۔

| خاوند کو | ماں کو | دادا کو | اور بہن کو |
|---|---|---|---|
| 9 | 6 | 3 | 9 |

حصص حاصل ہوں گے۔ پھر دادا اور بہن کو جو حصص حاصل ہونگے انہیں جمع کرنے کے بعد ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کئے جائیں گے۔ لہٰذا

دادا کے 3 بہن کے 9 12 میں سے اب
داد کو 8 اور بہن کو 4 ملیں گے۔

"تنبیہ"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں بہن کو ابتداءً ہی صاحبۃ الفرض اس لئے قرار دیا ہے کہ کہیں وہ میراث سے بالکلیہ محروم نہ ہو جائے۔ لیکن بالآخر دادے کے ساتھ ان کے حصص کو مقاسمۃً تقسیم کرتے وقت اسے عصبہ قرار دیا تاکہ اس کا حصہ دادے کے حصے سے بڑھنے نہ پائے۔ کیونکہ دادا یہاں بھائی کے قائم مقام ہے اور عینی' علاتی بھائی کا حصہ بہن سے دوگناہ ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی دادا کو بہن کے مقابلہ میں دو گناہ دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اعتراض"

یہاں بہن کو صاحبۃ الفرض قرار دے کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے محرومیت سے بچایا ہے لیکن اس سے قبل کی مثال میں بہن کو صاحبۃ الفرض قرار دے کر اسے محرومیت سے کیوں نہیں بچایا؟

"جواب"

اصل وجہ یہ ہے کہ پہلی مثال میں بہن کو صاحبۃ الفرض قرار دینے سے مانع موجود ہے اور وہ لڑکی کا وجود ہے کیونکہ لڑکی بہن کو "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة" اصول کے مطابق عصبۃً بناتی ہے نہ کہ صاحبۃ الفرض' اس لئے وہاں اس کو صاحبۃ الفرض قرار دے کر محرومیت سے نہیں بچایا جا سکتا۔ بخلاف مسئلہ اکدریہ کے یہاں وہ مانع موجود نہیں لہٰذا یہاں اسے صاحبۃ الفرض قرار دے کر محرومیت سے بچایا جا سکتا ہے۔

لیکن مسئلہ اکدریہ میں جب انہوں نے دیکھا کہ بہن کا حصہ دادے سے جو بمرتبہ بھائی کے ہے بڑھ گیا ہے تو انہوں نے مقاسمۃً ان کے حصص کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

"وجہ تسمیہ"

مسئلہ اکدریۃ کو "اکدریۃ" سے موسوم ذیل کی وجوہات پر کیا جاتا ہے۔

(۱) اس کا تعلق بنو اکدر کی کسی عورت سے ہے جو وفات پر اپنے پیچھے مذکورہ ورثاء چھوڑ گئی۔

(۲) اس مسئلہ کے حل میں چونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کا اپنا مذہب مکدر (مشتبہ) ہو کر رہ گیا اس لئے اسے "اکدریۃ" سے موسوم کر دیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ دادا بہن کو عصبۃ بناتا ہے نہ کہ صاحبۃ الفرض لہٰذا اسے صاحبۃ الفرض قرار دینے سے:

الف) ..... ایک تو ان کے اپنے مذہب سے مخالفت لازم آئی۔

ب) ..... دوسرے بہن کا حصہ دادا سے بڑھ گیا۔

ج) ..... تیسرے اگر اسے عصبۃ قرار دیا جائے تو وہ محرومۃ عن المیراث ہو گی جو عینی اور علاتی بہن بھائیوں کی توریث مع الجد کے خلاف ہے۔

(۳) یوں بھی کہا جاتا ہے کہ اس مسئلہ سے بوجہ عول کے اصحاب الفروض کے حصص میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تکدر (نقصان) پیدا ہوتا ہے لہٰذا اسے اس لئے اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۴) بعض کا خیال ہے کہ بنو اکدر سے تعلق رکھنے والے کسی انسان نے جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مسلک فی الفرائض پر عبور رکھتا تھا۔ عبد الملک بن مروان کے اس مسئلہ کے بارے سوال کے جواب میں غلطی کی تو اس مسئلہ کو اس کے قبیلہ اکدر کی طرف بوجہ غلطی کے منسوب کر دیا گیا۔

اہل عراق اس مسئلہ کی شہرت کی بنیاد پر اسے "مسئلۃ الغراء" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

"ملاحظہ"

"مسئلہ اکدریۃ" کے ورثاء میں سے اگر کسی ایک وارث کو بھی تبدیل کر دیا جائے تو پھر وہ اکدریۃ نہیں رہتا اس کے وجود کے لئے اس میں مذکورہ ورثاء کا وجود ضروری ہے اس لئے ماتنؒ فرماتے ہیں:

"ولو کان مکان الاخت اخ او اختان فلا عول ولا اکدریۃ" کیونکہ اگر اخت کی جگہ بھائی ہو تو پھر عول کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اس صورت میں جمیع ترکہ کا سدس دادا کے لئے بہتر ہو گا جو اسے دیا جائے گا۔ لہٰذا مسئلہ 6 سے تشکیل پائے گا جس میں سے زوج کو نصف 1/2 اور ماں کو ثلث 1/3 دینے کے بعد سدس ہی بچا جو دادے کو بلا نقصان بالفرضیت دے دیا جائے گا۔ اب بھائی کے لئے کچھ بچا ہی نہیں کہ اسے دیا جائے۔ لہٰذا وہ محروم رہے گا۔

اور اکدریۃ بھی نہیں رہ سکتا کیونکہ بھائی عصبۃ ہے اسے صاحب فرض بنانا ممکن نہیں لہٰذا وہ محجوب رہے گا۔ اور جب ایک اخت کی جگہ اختان ہوں تو بھی عول کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں ماں کا حصہ ثلث کی بجائے سدس ہو گا اور عول کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کیونکہ مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہوگی جس میں سے زوج کو نصف 3' ماں کو سدس 1' دادا کو بھی سدس 1' باقی دو بہنوں کے لئے ایک بچا جو ان پر مستقیم تقسیم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر 2 x 6 = 12 سے تصحیح کر لی جائے گی۔ اب 6 کی تصحیح سے جو کچھ کسی کو ملا اسے 2 مضروب میں ضرب دے کر 12 کی تصحیح سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دو بہنوں کو 6 کی تصحیح سے ایک ملا تھا لہٰذا اب انہیں 1 x 2 = 2 ملیں گے' جو وہ آپس میں ایک ایک تقسیم کر لیں گی۔

"تصریح"

"الجد مع الاخوۃ" بھائیوں کے ساتھ جد صحیح کی وراثت میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور آئمہ عظام میں اختلاف ہے۔ چونکہ اس کے بارے کتاب وسنت میں کوئی آیت اور حدیث موجود نہیں لہٰذا اکثر صحابہ کو جد کی میراث میں توقف رہا۔ اور اس کی توریث میں کسی قسم کے حکم سے خائف رہے۔ حتیٰ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(۱) "سلونا عن عضلکم واترکونا من الجدّ' لاحیاہ ولابیاہ" یعنی مشکل مسائل کے بارے دریافت کیجئے لیکن دادے کی وراثت کے بارے کچھ نہ پوچھئے اللہ تعالیٰ نہ اسے خوش رکھے اور نہ ہی اسے بلند مقام نصیب کرے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اجرؤکم علی قسمۃ الجد' اجرؤکم علی النار" یعنی دادے اور بھائیوں کی میراث کے بارے دلیری سے کام لینے والا ایسے ہی ہے جیسے کوئی جہنم کے حصول میں دلیری کرتا ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "من سرہ ان یقتحم جھنم' فلیقض بین الجد والاخوۃ" یعنی جس انسان کے لئے جہنم کا دخول خوش کن ہے وہ دادے اور بھائیوں کی میراث کے بارے فیصلہ دے سکتا ہے۔

ان تینوں اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ دادے کی میراث کے فیصلہ میں کس قدر خائف اور محتاط تھے اور یہ سب کچھ کسی نص کے نہ پائے جانے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دادے کی توریث مع الاخوۃ میں نص کے نہ ہوتے ہوئے اجتہاد ہی کا سہارا لینا پڑتا ہے اور اجتہاد میں خطاء کا امکان ہے جس میں مستحق کو غیر مستحق اور غیر مستحق کو مستحق قرار دیا جا سکتا ہے لہٰذا بعض صحابہ اس میں خوف محسوس کرتے رہے۔ خاص کر حقوق مالیہ (مسئلہ میراث) میں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سمجھتے ہوں کہ مسئلہ میراث کی اہمیت کے باعث جب اللہ تعالیٰ اور شریعت نے ہر ایک کا حصہ بیان فرما دیا ہے تو مسئلہ جد میں کیونکر مداخلت کی جائے جس سے ظلم وجور' غبن وقصور کا بھی ورثاء کے حق میں امکان ہے۔

لیکن ان کا یہ خطرہ سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کی اس بارے آراء اور بالادِلّہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مذاہب کے ظہور کے بعد دور ہو گیا۔ اب ان کی اس تحقیق کے بعد انسان کے لئے قابل اعتماد' ارجح' اقویٰ اور زیادہ صحیح مذہب کا اختیار کرنا اور اس کے مطابق فتویٰ دینا ممکن اور آسان ہو گیا۔ کیونکہ ہر فریق کی دلیل اب ہر ایک کے سامنے ہے۔

"تحقیق الآئمۃ"

میراث الجد مع الاخوۃ میں صحابہ کے اختلاف کے پیش نظر آئمہ کا بھی اختلاف ہے۔ ایک فریق کا یہ کہنا ہے کہ بھائی مطلقاً خواہ وہ عینی ہوں یا علاتی اور اخیافی' مذکر ہوں یا مونث دادے کی موجودگی میں محجوب عن الوراثت ہوں گے۔ انہیں وراثت سے کچھ نہ ملے گا۔ کیونکہ دادا باپ کے نہ ہونے کی صورت میں جمیع احوال میں باپ کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا باپ کی موجودگی میں اگر بھائی محجوب ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دادا کی موجودگی میں وہ محجوب نہ ہوں۔

نیز متعدد عصبات کی موجودگی میں جہت بنوت کو تمام جہات پر تقدم حاصل ہے اس کے بعد ابوت کو بعدہ اخوۃ کو پھر عمومۃ کو۔ تو پھر اس لحاظ سے بھی دادے کے ہوتے ہوئے بھائی کیسے وارث ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ دادا بھی ایک اب اعلیٰ ہے اور جہت ابوت جہت اخوت پر مقدم ہے۔

یہ قول صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر' ابن عباس' ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اور یہ ہی مذہب امام ابو حنیفہ صاحبؒ کا بھی ہے۔

فریق ثانی کا یہ خیال ہے۔

اولاً: بہن بھائی خواہ عینی ہوں یا علاتی "یرثون مع الجد" کہ وہ دادا کی موجودگی میں وارث ہوں گے اور دادے کا وجود ان کے لئے میراث سے حاجب نہ ہو گا۔ اس پر حجت ودلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ دادا اور بھائی کا بحیثیت اولاء الی المیت ایک ہی درجہ ہے۔ کیونکہ دادا بوساطت باپ میت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بھائی بھی بوساطت باپ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دادا باپ کا اصل ہے اور بھائی باپ کی فرع۔ لیکن فریقین کی نسبت الی المیت کے درجے میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا یہ کوئی معقول اور عدل وانصاف کی بات نہیں کہ دادا کو تو وارث بنایا جائے' بھائیوں' بہنوں کو محجوب رکھا جائے۔ نیز اس سے ترجیح بلا مرجح بھی لازم آئے گی۔ اور یہ ایسا ہو گا جیسے بھائیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں سے بعض کو تو کچھ وراثت میں دیا جائے اور بعض کو محجوب رکھا جائے حالانکہ ان کا درجہ وراثت میں برابر ہے۔

ثانیاً: فریق ثانی کا عقلاً یہ بھی کہنا ہے کہ:

الف) .....بھائیوں کو دادے کی بنسبت مال کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ دادا اکثر بڑھاپے اور شیخوخۃ کے مرحلہ میں ہوتا ہے جبکہ بھائی اکثر نوجوان۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر دادا جمیع ترکہ کا وارث ہو کر وفات پاجائے تو ترکہ اس کی اولاد کی طرف منتقل ہوجائے گا جو وفات پانے والے انسان اور اس کے بہن بھائیوں کے چچا اور پھوپھیاں ہوں گی۔ لیکن ان کے مقابلہ میں بہن اور بھائیوں کو ماسوائے بکاء اور تفجع کے کچھ نہ حاصل ہو گا۔

ب) ..... بکاء تو متوفی بھائی کی وفات کے سبب اور

ج) ..... تفجع مال مفقود پر جس میں سے انہیں کچھ نہ مل سکا۔

یہ مسلک جمہور صحابہ میں سے حضرت علی' ابن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم اور بعض تابعین کا ہے جن کے رئیس امام الفرائض حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ' اہل مدینہ اور آئمہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا' نیز امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا علامہ سجاوندیؒ کے قول کے مطابق احناف کا فتوی امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے جبکہ شمس الآئمۃ سرخسیؒ کے قول کے مطابق فتوی صاحبین کے قول پر۔

یہی دوسری رائے زیادہ راجح' قابل اعتماد' اقرب الی العدل' اقویٰ اور مصلحت عامہ کے زیادہ مطابق ہے۔ اسی لئے اکثر بلاد اسلامیہ میں اسی پر عمل ہے۔

"للجد مع الاخوة حالتان" جمہور کے مسلک کے مطابق دادے کی مع الاخوۃ دو حالتیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔

(ا) پہلی حالت یہ ہے کہ دادے کے ساتھ صرف بھائی اور بہنیں ہی ہوں۔ کوئی دوسرا وارث اصحاب الفروض میں سے موجود نہ ہو۔ مثلاً متوفی اپنے پیچھے دادا اور بہن بھائی تو چھوڑ جائے لیکن اصحاب الفروض میں سے بیوی' ماں اور بیٹی میں سے کوئی نہ چھوڑے۔ تو ایسی حالت میں دو صورتوں میں سے جونسی صورت دادے کے لئے بہتر ہو گی۔ یعنی جس صورت میں اس کا حصہ زیادہ ہو گا اسی کے مطابق عمل ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت اولیٰ: [مقاسمۃ] صورت ثانیہ: [جمیع مال کا ثلث]

اگر مقاسمہ بہتر ہو تو اس کے مطابق اسے حصہ دیا جائے گا اور اگر جمیع ترکہ کا ثلث بہتر ہو تو اس کے مطابق اسے حصہ دیا جائے گا۔

خیال رہے! حالت اولیٰ میں مندرجہ ذیل صورتوں میں دادے کے لئے مقاسمہ بہتر ہو گا۔

اولیٰ: ..... جبکہ دادا کے ساتھ ایک سے تین تک عینی بہنیں ہوں۔ تو ایک کی موجودگی میں $\frac{2}{3}$ دادا کو ملے گا۔ دو کی موجودگی میں نصف ونصف' تین کی موجودگی میں $\frac{2}{5}$ جمیع ترکہ سے مقاسمۃً دادا کو ملے گا۔

ثانیہ: ..... دادا کے ساتھ ایک عینی بھائی موجود ہو تو ترکہ ان میں نصف ونصف تقسیم ہو گا۔

ثالثہ: ..... دادا کے ساتھ ایک عینی بھائی اور ایک عینی بہن ہو تو دادا اور عینی بھائی کو $\frac{2}{5}-\frac{2}{5}$ اور بہن کو $\frac{1}{5}$ ملے گا۔

ان مذکورہ صورتوں میں مقاسمہ جمیع کے ثلث سے بہتر ہے لہٰذا دادا کو مقاسمۃً دینا ہی بہتر ہے اور ذیل کی صورتوں میں جمیع کا ثلث مقاسمہ کی بنسبت بہتر ہے لہٰذا دادا کو جمیع کا ثلث ہی دیا جائے گا۔

اولیٰ: ..... دادا اور تین یا زیادہ بھائی ہوں۔

ثانیہ: ..... دادا اور پانچ بہنیں یا زیادہ ہوں۔

ثالثہ: ..... دادا اور دو بھائی اور دو بہنیں ہوں۔

ان مذکورہ بالا صورتوں میں دادا کو جمیع ترکہ میں سے ثلث دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ بہن' بھائیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کیا جائے گا۔

اگر ان صورتوں میں دادا کو مقاسمۃً دیا جائے تو وہ جمیع کے ثلث سے کم ہو گا لہٰذا جمیع کا ثلث ہی اس کے حق میں بہتر ہو گا۔ کبھی مقاسمہ اور جمیع ترکہ کا ثلث برابر برابر ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں جس کے مطابق بھی عمل ہو درست ہے۔ جیسے ورثاء کی مندرجہ ذیل تین صورتوں میں:

اولیٰ: ..... دادا اور دو عینی بھائی ہوں۔

ثانیہ: ..... دادا اور چار عینی بہنیں ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثالثہ:..... دادا ایک عینی بھائی اور دو عینی بہنیں ہوں۔

ان تینوں صورتوں میں مقاسمہ اور جمیع کا ثلث برابر ہے۔ اور کبھی مقاسمہ اور جمیع کا سدس برابر برابر ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے دادا کے ساتھ پانچ عینی بھائیوں کی صورت میں۔

"مفہوم المقاسمۃ"

خیال رہے! جد کو ایک بھائی فرض کر کے اس کے ساتھ ترکہ کی تقسیم میں بھائی جیسا سلوک کرنے کا نام مقاسمہ ہے۔ یعنی اگر اس کے ساتھ متوفی کی ایک بہن ہو تو بھائی کی مانند اسے دو گنا ملے گا۔ اور اگر ایک بھائی ہو گا تو ان میں مال نصف ونصف تقسیم ہو گا۔ حالت اولیٰ میں اگر مقاسمہ دادے کے حق میں ثلث مال سے کم ہو تو اسے ثلث دیا جائے گا۔

(۲) دادا کی مع الاخوۃ دوسری حالت یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ اصحاب الفروض میں سے بھی کوئی ایک موجود ہو۔

مثلاً .... ماں' بیوی' خاوند' بیٹی اور پوتی میں سے کوئی ایک ہو تو ایسی صورت میں دادے کو ذیل کے تین امور میں سے جو بہتر ہو گا اس کے مطابق حصہ دیا جائے گا۔

اول:..... مقاسمہ کے مطابق۔

ثانی:..... مابقی ترکہ میں سے ثلث۔

ثالث:..... جمیع مال کا سدس۔

لیکن اس حالت ثانیہ میں شرط یہ ہے کہ دادے کا حصہ جمیع ترکہ کے سدس سے کم نہیں ہونا چاہئے اگر اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد سدس سے کم دادے کے لئے بچے تو دادے کو سدس پورا دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں مسئلہ عول کر جائے گا۔ لہٰذا بھائیوں کو کچھ نہ مل سکے گا کیونکہ ان کے لئے بچا ہی کچھ نہیں۔

جیسے کوئی متوفاۃ خاوند' 5 بیٹیاں' دادا اور 4 عینی بھائی چھوڑ جائے۔ تو مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہوگی۔ جس میں سے خاوند کو ربع 3' بیٹیوں کو ثلثان 8' دادا کو سدس 2 ملیں گے اور عینی بھائی ایسی صورت میں باتفاق آئمہ محجوب ہوں گے۔ کیونکہ مسئلہ کے 12 سے 13 تک عول کر جانے سے بھائیوں کے لئے کچھ نہ بچا۔ اگر اصحاب الفروض کو دینے کے بعد دادے کو مقاسمۃً دینا بہتر ہو تو اس کے مطابق اسے حصہ دیا جائے گا جیسے کوئی متوفاۃ خاوند' دادا اور ایک عینی بھائی چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 4 سے ہوگی۔ جس میں سے خاوند کو نصف $\frac{1}{2}$

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دادا اور بھائی کو مقاسمۃ مابقی نصف نصف ملے گا۔ لہٰذا یہاں مقاسمہ مابقی کے ثلث اور جمیع کے سدس سے بہتر ہو گا۔ اور اگر مابقی کا ثلث بہتر ہو تو اس کے مطابق دادا کو حصہ دیا جائے گا۔

جیسے کوئی متوفی ماں' دادا' دو عینی بھائی اور دو عینی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی جس میں سے ماں کو سدس $\frac{1}{6}$ دادا کو مابقی کا ثلث $1\frac{2}{3}$ ماں اور دادا کے حصص کے بعد مابقی $3\frac{1}{3}$ بہنوں اور بھائیوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" دیا جائے گا۔

مذکورہ صورت میں دادا کے لئے مابقی کا ثلث جمیع کے سدس اور مقاسمہ سے بہتر ہے لہٰذا اسے مابقی کا ثلث ہی دیا جائے گا۔ اگر مقاسمۃ اور مابقی کے ثلث سے جمیع کا سدس بہتر ہو تو دادا کو جمیع کا سدس ہی دیا جائے گا۔

جیسے کوئی متوفی ایک بیٹی' جدہ' جد اور تین عینی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی جس میں سے بیٹی کو نصف $\frac{1}{2}$ جدہ کو مُحمدس $\frac{1}{6}$ جد کو بھی سدس $\frac{1}{6}$ اور عینی بہنوں کو مابقی ملے گا۔

یہاں دادے کے لئے سدس مابقی کے ثلث اور مقاسمہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ جمیع کا سدس ایک مکمل ہے اور مابقی کا ثلث بیٹی اور جدۃ کو ان کے 6 میں سے 4 حصص دینے کے بعد $\frac{2}{3}$ سے زیادہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ $\frac{2}{3}$ ایک مکمل سے کم ہے۔ اور اگر مقاسمۃً دیا جائے تو اسے تین بہنوں کے ساتھ $\frac{2}{5}$ حصے میں آئے گا۔

ظاہر ہے کہ $\frac{2}{5}$ مابقی کے ثلث سے بھی کم ہے۔ لہٰذا یہاں جمیع ترکہ کا سدس ہی دادا کے لئے بہتر ہو گا اور وہ ہی اسے دیا جائے گا۔

اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد اگر دادا کے لئے سدس سے کم بچے تو اس کا سدس پورا کیا جائے گا خواہ مسئلہ عول کو ہی اختیار کر جائے۔ جیسے کسی متوفاۃ کے ورثاء میں خاوند' 5 بیٹیوں' دادا اور چار عینی بھائیوں کی صورت میں گزر چکا ہے۔ وہاں مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہوئی لیکن دادا کے حصہ سدس کو پورا کرنے کے لئے مسئلہ 12 سے 13 تک عول کر گیا۔

اور اگر دادا کے لئے اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد کچھ بھی نہ بچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو دادا کو سدس ضرور دیا جائے گا ظاہر ہے کہ اس صورت میں بھی مسئلہ عول کرے گا۔

جیسے کوئی متوفاۃ خاوند' 4 بیٹیاں' ماں' دادا' 3 عینی بھائی' اور 2 عینی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہو گی جس میں سے خاوند کو ربع 3' 4 بیٹیوں کو ثلثان 8' ماں کو سدس 2' دادا کو سدس 2 دیا جائے گا۔ عینی بہن بھائیوں کے لئے کچھ بچا ہی نہیں کہ انہیں دیا جائے لہٰذا وہ محجوب رہیں گے۔ یہاں مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہوئی لیکن عول 15 تک کر گیا۔

"تنبیہات"

(۱) خیال رہے! مسئلہ عولیہ میں بہنوں بھائیوں کے لئے کچھ نہیں بچتا لہٰذا وہ محجوب ہوں گے۔

(۲) اور دادا کو سدس اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ ایسی حالت میں صاحب فرض ہو جاتا ہے جس کا حصہ سدس سے کم نہیں خواہ مسئلہ عول ہی کیوں نہ اختیار کر جائے۔

(۳) نیز جد مع الاخوۃ کی دونوں سابقہ حالتوں میں اگر عینی بہن بھائیوں کی جگہ علاتی ہوں تو مسائل کے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ علاتی بہن بھائیوں کا معاملہ دادا کے ساتھ عینی بہن بھائیوں کی عدم موجودگی میں ایسا ہی ہے جیسے عینیوں کا دادا کے ساتھ۔

(۴) عینی اور علاتی بھائیوں کی اولاد بالاتفاق دادے کی معیت میں وارث نہیں بلکہ تمام ترکہ کا مالک دادا ہو گا۔

## "حکم الاخوۃ لاب وام' ولاب مع الجد"

دادے کے سابق احکام کا تعلق یا تو عینی بہن بھائیوں کے ساتھ ہے اور یا پھر علاتی بہن بھائیوں کے ساتھ۔

لیکن ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دادے کے ساتھ عینی اور علاتی بہن بھائی دونوں اقسام سے ہوں۔ ایسی صورت میں عینی اور علاتی تمام بہن بھائی یوں شمار ہوں گے جیسے وہ تمام کے تمام عینی ہیں۔ لیکن ان کا یہ شمار دادے کے حصے کو نقصان پہنچانے کی حد تک ہو گا جب دادا اپنا حصہ لے لے گا تو باقی ماندہ ترکہ تمام کا تمام عینی بہن بھائیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا اور علاتی محجوب رہ جائیں گے۔

الغرض! علاتی' عینی بہن بھائیوں کے ہوتے ہوئے میراث سے محجوب ہوں گے ہاں اگر

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عینی صرف ایک بہن ہو تو اس کو نصف مال دینے کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو وہ علاتیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔

جیسے کوئی انسان اپنے پیچھے:

(۱) ایک عینی بہن' دادا اور ایک علاتی بھائی اور دو علاتی بہنیں چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہوگی جس میں سے عینی بہن کو نصف 3' دادا کو ثلث 2 اور علاتی بہن بھائیوں کو مابقی ایک سدس حصے میں آئے گا۔ یہاں چونکہ ایک سدس بچ گیا لہٰذا علاتیوں کو مل گیا۔ اگر نہ بچتا تو وہ محجوب رہتے جیسے پیچھے گزر چکا ہے۔

یا جیسے کوئی متوفی۔

(۲) ماں' دادا' عینی بہن اور دو علاتی بھائی چھوڑ جائے تو مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہوگی لیکن تصحیح 36 سے جس میں سے ماں کو سدس 6' دادا کو مابقی کا ثلث 10' عینی بہن کو جمیع کا نصف 18' اور دو علاتی بھائیوں کو مابقی ملیں گے۔

24 سے تصحیح اس لئے درست نہیں کہ ماں کو سدس دینے کے بعد مابقی 20 کا ثلث بلاکسر صحیح نہیں آتا لہٰذا تصحیح 36 سے ہی ممکن ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بابُ المناسخة

ولو صار بعض الانصباء میراثًا قبل القسمة' کزوج وبنت وام' فمات الزوج قبل القسمة عن امراة وابوین' ثم ماتت البنت عن ابنین وبنت وجدة ثم ماتت الجدة عن زوج واخوین' فالاصل فیه ان تصحح مسئلة المیت الاول وتعطی سهام کل وارث من التصحیح' ثم تصحح مسئلة المیت الثانی' وتنظر بین ما فی یده من التصحیح الاول وبین التصحیح الثانی ثلٰثة احوال' فان استقام مافی یده من التصحیح الاول علی الثانی فلا حاجة الی الضرب' وان لم یستقم فانظر ان کان بینهما موافقة' فاضرب وفق التصحیح الثانی فی الاول۔

---

باب المناسخة "مناسخه" بروزن مفاعلة مشتق من النسخ جس کے لغۃً معنی "ازالة الشیئی" "تغییر" اور "نقل" کے ہوسکتے ہیں' جیسے علی الترتیب: نسخت الشمس الظل' نسخت الریح آثار الدیار' ونسخت الکتاب بمعنی نقلت ما فیه۔ کی امثلہ سے واضح ہے۔

لیکن اہل فن کی اصطلاح میں ..... "نقل نصیب بعض الورثة بموته قبل القسمة الی من یرث منه" کا نام مناسخہ ہے۔ یعنی کسی وارث کے حصے کو بوجہ اس کی موت کے جو تقسیم مال سے قبل واقع ہو گئی اس کے وارث کی طرف منتقل کر دینے کو مناسخہ کہتے ہیں۔

اور اس میں وارث کی موت سے کبھی پہلے مسئلہ کا ازالہ' قسمت کی تغییر اور ایک وارث سے دوسرے وارث کی طرف ملک کا انتقال پایا جاتا ہے۔

"ولو صار بعض الانصباء ....."

یعنی اگر کسی وارث کا حصہ مورث کے مال کی تقسیم سے قبل میراث بن جائے۔ یعنی وارث بھی فوت ہو جائے تو مال کی تقسیم کے لئے مندرجہ ذیل ضابطے کو عمل میں لایا جائے گا۔ سب سے پہلے میت اول کے مال کی تصحیح سابقہ قواعد کے مطابق عمل میں لاتے ہوئے ہر وارث کو اس کا حصہ دیا جائے گا' بعدہ میت ثانی کو میت اول کے مال سے جو کچھ ملا ہے اس کی تصحیح اپنے ورثاء میں عمل میں لائی جائے گی اور جو کچھ اسے تصحیح اول سے ملا اس کے اور تصحیح ثانی کے درمیان مندرجہ ذیل تین امور کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱) جو کچھ اسے تصحیح اول سے ملا ہے اگر وہ تصحیح ثانی پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو فبھا ونعمت ضرب وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

(۲) اگر صحیح تقسیم نہ ہو تو پھر دیکھا جائے گا آیا ان میں نسبت موافقت کی ہے یا نہیں' اگر نسبت موافقت کی ہو تو پھر تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وان كان بينهما مباينة' فاضرب كل التصحيح الثانی فی كل التصحيح الاول' فالمبلغ مخرج المسئلتين' فسام ورثة الميت الاول تضرب فی المضروب اعنی فی التصحيح الثانی او فی وفقه وسام ورثة الميت الثانی تضرب فی كل ما فی يده او فی وفقه۔

وان مات ثالث او رابع او خامس: فاجعل المبلغ مقام الاولٰی' والثالثة مقام الثانية فی العمل' ثم فی الرابعة والخامسة كذٰلک الٰی غير النهاية

---

(۳) مباینۃ کی صورت میں تمام تصحیح ثانی کو تمام تصحیح اول میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے دونوں مسئلوں کی تصحیح کرلی جائے گی۔

وہ یوں ..... کہ میت اول کے ورثاء کے حصوں کو مضروب --- یعنی --- تصحیح ثانی -- یا اس کے وفق میں ضرب دے کر علیحدہ کرلیا جائے گا۔ اور میت ثانی کے ورثاء کے حصوں کو مباینۃ کی صورت میں تمام مافی الید' یا اس کے وفق میں ضرب دے کر علیحدہ کرلیا جائے گا۔

ایسے ہی اگر کوئی تیسرا یا چوتھا یا پانچواں وارث بھی مال کی تقسیم سے قبل وفات پا جائے تو اس مبلغ کو۔ جس سے مسئلہ اولیٰ اور ثانیہ کی تصحیح ہوئی۔ مقام اول پر اور وہ مسئلہ جو میت ثالث سے متعلق ہو گا مقام ثانی پر عمل میں رکھا جائے گا۔ علی ہذا القیاس رابعۃ اور خامسۃ کو ---- الی غیر النہایۃ

"تصریح"

خیال رہے! مناسخۃ تین حالات سے خالی نہیں۔

(۱) اگر میت ثانی کے ورثاء بھی وہی ہوں جو میت اول کے ہیں۔ اور تقسیم ترکہ میں تغیر کا بھی امکان نہ ہو تو ایسی صورت میں ترکہ کی ایک بار موجود ورثاء میں تقسیم کر دی جائے گی اور تکرار تقسیم کی ضرورت نہ ہوگی۔ مثلاً:

کوئی متوفی کسی ایک بیوی سے بیٹے اور بیٹیاں چھوڑ جائے جن میں سے کوئی ایک بیٹا یا بیٹی متوفی کے ترکہ کی تقسیم سے قبل وفات پا جائے اور اس کا کوئی اور وارث بھی نہ ہو ماسوائے متوفی اول کے بیٹوں اور بیٹیوں کے جو اس کے حقیقی بھائی اور بہنیں ہیں۔

تو ایسی صورت میں متوفی اول کے ترکہ کو متوفی ثانی کو کالعدم سمجھتے ہوئے موجود بیٹوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور بیٹیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۲) اگر میت ثانی کے ورثاء وہی ہوں جو میت اول کے ہیں لیکن میت ثانی کے اعتبار سے ترکہ کی تقسیم میں تغیر واقعہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں عمل جدید یعنی تصحیح ثانی کی ضرورت ہو گی۔ جیسے متوفی ایک بیوی سے ایک بیٹا اور دوسری سے تین بیٹیاں چھوڑ جائے پھر متوفی کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی وفات پا جائے اور اپنے پیچھے یہی ورثاء جن میں سے ایک اس کا علاتی بھائی اور دو عینی بہنیں ہیں چھوڑ جائے تو ایسی صورت میں پہلی میت کی تصحیح علیحدہ اور دوسری کی علیحدہ ہو گی۔ لہٰذا

تصحیح اول:

| متوفی تاصیل مسئلہ 5 سے (کل ترکہ 105 روپیہ) | | |
|---|---|---|
| ورثاء | 1 بیٹا | دوسری بیوی سے 3 بیٹیاں |
| حصص | 42 | 63 |

مال کی تقسیم "للذکر مثل حظ الانثیین" ہو گی۔ اور ہر بیٹی کو 21 حصص ملیں گے۔

تصحیح ثانی:

| تصحیح ثانی سے ترکہ 21 روپیہ | | |
|---|---|---|
| ورثاء | 2 عینی بہنیں | ایک علاتی بھائی |
| حصص | 14 | 7 |

مال کی تقسیم 2/3 عینی بہنوں کو' ہر ایک کو 7 اور مابقی عصبۃً علاتی بھائی کو۔

تصحیح اول اور ثانی میں سے متوفی اول کے بیٹے کو 105 میں سے 42 + 7 = 49 ملیں گے۔ اور دو بیٹیوں کو 105 میں سے 42 + 14 = 56 ملیں گے۔

اگر ترکہ کی تقسیم میں تغیر واقعہ نہ ہوتی تو موجود ورثاء ایک بیٹے اور دو بیٹیوں میں ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہوتا تو بیٹے کو $52\frac{1}{2}$ اور دو بیٹیوں کو بھی $52\frac{1}{2}$ ملتے لہٰذا تصحیح ثانی کے باعث بیٹے کو ساڑھے تین $3\frac{1}{2}$ روپے کم ملے اور بیٹیوں کو ساڑھے تین $3\frac{1}{2}$ زیادہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) اگر میت ثانی کے ورثاء میت اول کے ورثاء سے غیر ہوں تو بھی علیحدہ تصحیح کی ضرورت ہو گی۔ جیسے ماتن کی بیان کردہ مثال سے واضح ہے۔

ایک عورت خالدہ وفات کے وقت اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ جاتی ہے۔

| زوج | بنت | ام |
|---|---|---|
| زید | کریمۃ | عظیمۃ |

تصحیح کے بارے میں جب ہم مذکورہ اصولوں کو پیش نظر رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ' مسئلہ ردیہ ہے۔ کیونکہ زوج' بنت اور ام کا علی الترتیب ربع' نصف اور سدس جمع ہو جانے سے مسئلہ کی تشکیل 12 سے ہو گی۔ جب ہم اس سے ربع نصف اور سدس کو اخذ کرتے ہیں۔ تو باقی ایک بچتا ہے جو اصول رد کے مطابق بنت اور ام کا حق ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں "مخرج من لایرد علیہ" سے "من لایرد علیہ زوج" کو دینے کے بعد جو بچے گا وہ مسئلہ من یرد علیہ پر تقسیم ہو گا جو یہاں بنت کے نصف اور ام کے سدس کے باعث 4 سے تشکیل پاتا ہے۔

لیکن مسئلہ من لایرد علیہ سے مابقی 3 مسئلہ من یرد علیہ 4 پر تقسیم نہیں ہوتا بلکہ ان کے درمیان نسبت تباین کی ہے لہٰذا مسئلہ من یرد علیہ کو اصل مسئلہ 4 سے ضرب دے کر مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی۔ 4 x 4 = 16 لہٰذا زوج کو جو مسئلہ من لایرد علیہ سے 1 ملتا تھا اسے مسئلہ من یرد علیہ میں ضرب دینے سے 4 ملیں گے اور بیٹی نیز ام کو مسئلہ من یرد علیہ کے تناسب سے علی الترتیب 9 اور 3 ملیں گے۔

اس لحاظ سے 16 کی تصحیح سے زوج کو 4' بیٹی کو 9 اور ام کو 3 ملیں گے۔ اب خالدۃ کے ترکہ کی تقسیم سے قبل اس کا خاوند زید وفات پاتے ہوئے اپنے پیچھے:

| زوجۃ | اب اور | ام |
|---|---|---|
| حلیمۃ | عمرو | رحیمۃ |

چھوڑ جاتا ہے۔ اب جبکہ میت ثانی زید کے ورثاء میت اول کے ورثاء سے غیر ہیں۔ تو ان کی تصحیح بھی خالدہ کے ورثاء کی تصحیح سے علیحدہ ہو گی۔ لہٰذا زید کے ورثاء میں زوجۃ' اب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ام کے باعث مسئلہ کی تشکیل ربع للزوجۃ اور ثلث مابقی للام کی وجہ سے 4 سے ہوگی۔ جس میں سے زوجۃ کو 1' ماں کو 1 اور مابقی عصبۃ ہونے کی حیثیت میں باپ کو 2' ملے گا۔ چونکہ مسئلہ اور مافی الید میں مماثلت ہے لہٰذا یہاں ترکہ کی تقسیم آسانی سے مکمل ہو گئی۔ کیونکہ مسئلہ کی تشکیل بھی 4 سے اور مافی الیہ بھی 4 اب خالدہ کی بیٹی کریمۃ بھی خالدۃ کے ترکہ کی تقسیم سے قبل وفات پاجاتی ہے جو اپنے پیچھے:

| بیٹی | بیٹا | دوسرا بیٹا | اور جدۃ |
|---|---|---|---|
| رقیۃ | خالد | عبد اللہ | عظیمۃ |

جو خالدۃ کی ماں ہے' چھوڑ جاتی ہے۔

یہاں بھی کریمۃ کے ورثاء سابق وفات پانے والے انسانوں کے ورثاء سے غیر ہیں لہٰذا ان کی تصحیح بھی علیحدہ ہوگی۔ مسئلہ کی تشکیل جدۃ کے سدس کے پیش نظر 6 سے ہوگی۔

مسئلہ اور مافی الید 9 میں چونکہ توافق بالثلث ہے لہٰذا مسئلہ کے ثلث کو سابقہ تصحیح میں ضرب دے کر توسیع کر لینے سے تقسیم صحیح ہوگی۔

سابقہ تصحیح 16 x 2 = 32 میں سے کریمہ کے ہر وارث کو 6 کے مسئلہ میں سے جو کچھ ملا ہے اسے مافی الید کے ثلث میں ضرب دینے سے اس کا حصہ سامنے آئے گا۔ لہٰذا رقیہ کو 3' خالد کو 6' عبد اللہ کو 6' اور جدۃ عظیمۃ کو 3 ملیں گے۔

جدۃ عظیمۃ کو 32 کے مسئلہ میں سے خالدۃ کی ماں ہونے کی حیثیت میں بھی 6 ملتے ہیں لہٰذا اس کے 32 میں سے کل حصص 9 ہو جائیں گے۔ اب خالدہ کی ماں اور کریمۃ کی جدۃ عظیمۃ بھی خالدۃ کے ترکہ کی تقسیم سے قبل وفات پاتے ہوئے اپنے پیچھے:

| زوج | اخ | اخ |
|---|---|---|
| عبد الرحمٰن | عبد الکریم | عبد الرحیم |

چھوڑ جاتی ہے۔ زوج کے ربع کے باعث مسئلہ کی تشکیل 4 سے ہی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کی تصحیح 4 اور مافی الید 9 میں مبانیت کے باعث مسئلہ 4 کو سابق تصحیح 32 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے سبھی مسائل کی تصحیح ہوگی۔ لہٰذا 32 x 4 = 128 کی تصحیح سے ترکہ کی تقسیم درست ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب جس کسی کو مسئلہ 32 میں سے جو کچھ ملا اسے جدۃ عظیمۃ کے مسئلہ 4 میں ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا اور جس کسی کو مسئلہ جدۃ عظیمۃ سے جو کچھ ملا اسے اس کے مافی الید سے ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ لہٰذا متوفاۃ خالدۃ کے ورثاء کو 128 کی تصحیح میں سے مندرجہ ذیل کے حساب سے حصص ملیں گے۔

ثانی: ..... مرنے والے زوج زید کی بیوی کو 32 کی تصحیح سے دو حصے ملے تھے جب اسے جدۃ عظیمۃ کے مسئلہ 4 میں ضرب دیں گے تو اسے 8 ملیں گے۔ اور اس کے باپ عمرو کو 4 ملے تھے مسئلہ 4 میں ضرب دینے سے اسے 16 ملیں گے۔ اور اس کی ماں رحیمۃ کو 2 ملے تھے لہٰذا اب اسے 8 ملیں گے۔

ثالثہ: ..... مرنے والی خالدۃ کی بیٹی کریمۃ کے دو بیٹوں کو مسئلہ 32 سے 6 ۔ 6 اور بیٹی کو 3 ملے تھے لہٰذا مسئلہ جدۃ 4 میں ضرب دینے سے انہیں علی الترتیب 24 ۔ 24 ۔ 12 ملیں گے۔

رابعہ : ..... مرنے والی جدۃ عظیمۃ کے زوج کو عظیمۃ کے مسئلہ 4 سے 2 ملے تھے لہٰذا اس کے مافی الید 9 میں ضرب دینے سے اسے 18 ملیں گے اور اس کے بھائیوں کو اس کے مسئلہ سے ایک ایک ملا تھا لہٰذا مافی الید میں ضرب دینے سے ہر ایک کو 9 ۔ 9 ملیں گے۔

نتیجۃً خالدہ کے ترکہ کی تقسیم کے وقت مندرجہ ذیل زندہ ورثاء کو 128 کی تصحیح سے ذیل کے حصص ملے۔

| زوجہ | اب | اُم |
|---|---|---|
| حلیمہ | عمرو | رحیمہ |
| 8 | 16 | 8 |

| بنت | ابن | ابن |
|---|---|---|
| رقیۃ | خالد | عبد اللہ |
| 12 | 24 | 24 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| زوج | اخ | اخ |
|---|---|---|
| عبد الرحمٰن | عبد الرحیم | عبد الکریم |
| 18 | 9 | 9 |

خیال رہے! مثال مذکورہ میں متوفی ثانی زید کے ورثاء کے مسئلہ اور اس کے مافی الید میں نسبت تماثل کی ہے اور متوفیہ' ثالثہ کریمۃ کے ورثاء کے مسئلہ اور اس کے مافی الید میں نسبت توافق بالثلث کی جب کہ متوفیہ رابعہ عظیمہ کے ورثاء اور اس کے مافی الیہ میں نسبت تباین کی۔ یعنی ایک ہی مثال میں تینوں نسبتیں موجود ہیں۔

اب ہم علیحدہ علیحدہ نسبت پر مبنی مثالوں سے مزید وضاحت کرتے ہیں۔

"مثال التماثل فی المناسخة"

متوفی اپنے پیچھے زوجۃ' اب' ام اور بنت ابن چھوڑ جاتا ہے پھر متوفی کے ترکہ کی تقسیم سے قبل بنت ابن وفات پاجاتی ہے اور اپنے پیچھے زوج' ام' بنات ثلثۃ اور ابنان چھوڑ جاتی ہے۔ ورثاء کے غیر ہونے کے باعث دونوں کی تصحیح علیحدہ علیحدہ ہو گی۔

متوفی اول کا مسئلہ 24 سے ہو گا۔

ورثاء

| زوجہ | ام | بنت ابن | اب |
|---|---|---|---|
| 1/8 | 1/6 | 1/2 | مابقی عصبۃً |
| 3 | 4 | 12 | 5 |

متوفاۃ ثانیہ کا مسئلہ 12 سے ہو گا۔ ومافی الید ایضاً 12

| زوج | ام | بنات ثلثۃ | ابنان |
|---|---|---|---|
| 1/4 | 1/6 | و مابقی للذکر مثل حظ الانثیٰن | |
| 3 | 2 | 3 | 4 |

ہر لڑکی کو ایک ایک اور ہر لڑکے کو دو دو۔

مسئلہ اور مافی الید میں چونکہ نسبت تماثل کی ہے لہٰذا ترکہ ورثاء کے سہام پر پورا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تقسیم ہو جانے سے مزید توسیع کی ضرورت نہیں۔

"مثال الموافقة فی المناسخة"

متوفاۃ جو اپنے بعد ذیل کے ورثاء چھوڑ گئی۔ زوج' بنت' بنت ابن' ابن ابن۔ پھر زوج متوفاۃ کے ترکہ کی تقسیم سے قبل وفات پاجانے پر اپنے پیچھے زوجۃ' ام' اختین لاب' اخ لام چھوڑ جاتا ہے۔

لہٰذا سابقہ اصولوں کے مطابق دونوں کی تصحیح علیحدہ علیحدہ ہو گی۔

متوفیہ اولیٰ اصل مسئلہ 12 سے

ورثاء

| زوج | بنت | بنت ابن | ابن ابن |
|---|---|---|---|
| 1/4 | 1/2 | مابقی علی سبیل العصوبة | |
| 3 | 6 | 1 | 2 |
| | 30 | 5 | 10 |

متوفی ثانی زوج اصل مسئلہ 12 عول الی 15 تصحیح من 60 وما فی الیہ 3

ورثاء

| زوجہ | ام | اختین لاب | اخ لام |
|---|---|---|---|
| 1/4 | 1/6 | 2/3 | 1/6 |
| 3 | 2 | 8 | 2 |

متوفی کے مافی الید 3 اور اس کے ورثاء کے سہام میں یعنی مسئلہ عول 15 میں توافق بالثلث کے باعث عول کے وفق 5 کو اصل مسئلہ 12 میں ضرب دینے سے حاصل ضرب ساٹھ 60 سے دونوں مسئلوں کی تصحیح ہو گی۔ پہلے مسئلہ سے ورثاء کو جو کچھ ملا اسے عول کے وفق میں ضرب دینے سے انکا حصہ برآمد ہو گا۔

[لہٰذا بیٹی کو 6 x 5 = 30 ملیں گے۔]

[بنت ابن کو 1 x 5 = 5 اور]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



[ابن ابن کو 2 x 5 = 10 ملیں گے۔]

متوفی ثانی زوج کو متوفاۃ اولیٰ سے 3 ملے تھے لہٰذا 3 x 5 = 15 کو اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

چونکہ متوفی ثانی کا مسئلہ 12 سے 15 کو عول کر گیا تھا لہٰذا اس کے ورثاء کو مسئلہ 12 میں سے جو کچھ ملتا تھا۔ اسی کے مطابق اس کے مافی الید 15 کو ان پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ لہٰذا انہیں علی الترتیب 60 میں سے وہی کچھ ملے گا جو انہیں پہلے مسئلہ عولیہ سے مل رہا تھا۔ یعنی 2۔8۔2۔3

"مثال المباینة فی المناسخة"

متوفاۃ اپنے بعد ذیل کے ورثاء چھوڑ گئی۔ زوج' ابوان' بنتان پھر زوج متوفاۃ کے ترکہ کی تقسیم سے قبل وفات پاگیا اور اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گیا۔ اخت عینی' ام' زوجہ' اخ لام

یہاں بھی سابقہ قانون کے مطابق دونوں کی تصحیح علیحدہ علیحدہ ہو گی۔

**متوفاۃ اولیٰ اصل مسئلہ 12 عول الی 15 سے**

ورثاء

| زوج | اب | ام | بنتان |
|---|---|---|---|
| 1/4 | 1/6 | 1/6 | 2/3 |
| 3 | 2 | 2 | 8 |
| | 26 | 26 | 104 |

**متوفی ثانی' زوج اصل مسئلہ 12 عول الی 13 تصحیح من 195 مافی الید 3**

ورثاء

| اخت حقیقی | ام | زوجہ | اخ لام |
|---|---|---|---|
| 1/2 | 1/6 | 1/4 | 1/6 |
| 6 | 2 | 3 | 2 |
| 18 | 6 | 9 | 6 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



متوفی ثانی زوج کے مافی الید 3 اور اس کے ورثاء کے سہام یعنی مسئلہ عولیہ 13 میں تباین کے باعث جمیع مسئلہ ثانیہ کو مسئلہ اولیٰ میں ضرب دینے سے حاصل ضرب 15 x 13 = 195 سے دونوں مسئلوں کی تصحیح ہو گی۔

پہلے مسئلہ سے ہر ایک وارث کو جو کچھ ملا اسے مسئلہ ثانیہ کے عول میں ضرب دینے سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ لہٰذا:

[باپ کو 2 x 13 = 26]

[ام کو بھی 2 x 13 = 26]

[دو بیٹیوں کو 8 x 13 = 104 حصص ملیں گے۔]

متوفی ثانی زوج کو متوفیہ اولیٰ کے مسئلہ سے 3 ملے تھے لہٰذا 3 x 13 = 39 اسے ملیں گے جو اس کے ورثاء میں یوں تقسیم ہوں گے۔

اس کے ورثاء کو اپنے مسئلہ سے جو کچھ ملا اسے متوفی کے مافی الید میں ضرب دینے سے ان کا حصہ نکل آئے گا۔ لہٰذا:

[اس کی عینی بہن کو 6 x 3 = 18]

[ماں کو 2 x 3 = 6]

[زوجہ کو 3 x 3 = 9]

اور اخ لام کو 2 x 3 = 6 کے حساب سے 195 میں سے حصص ملیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# بَابُ ذَوِی الْاَرْحَامِ

ذو الرحم: هو كل قريب ليس بذى سهم ولا عصبة' وكانت عامة الصحابة رضى الله عنهم. يرون توريث ذوى الارحام وبه قال اصحابنا رحمهم الله.

وقال زيد بن ثابت رضى الله عنه لاميراث لذوى الارحام' ويوضع المال فى بيت المال وبه قال مالك والشافعى. رحمهما الله.

وذووا الارحام اصناف اربعة:

الصنف الاول ينتمى الى الميت وهم: اولاد البنات' اولاد بنات الابن' والصنف الثانى ينتمى اليهم الميت' وهم: الاجداد انساقطون والجذات الساقطات والصنف الثالث ينتمى الى ابوى الميت وهم: اولاد الاخوات' وبنات الاخوة وبنو الاخوة لام.

---

"ذووا الارحام" "ارحام" رحم کی جمع ہے دراصل "وعاء الولد فی البطن" کا نام "رحم" ہے' "ذووا الارحام" مطلقاً قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔

لیکن علماء فن کی اصطلاح میں "ذووا الارحام" ان رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے جو اصحاب الفروض اور عصبات میں سے نہ ہوں' جیسے مصنف کی پیش کردہ عبارت "ذو الرحم' هو كل قريب ليس بذى سهم ولا عصبة" سے واضح ہے۔

ذووا الارحام کی توریث میں اختلاف ہے۔

* حضرت عمر' علی ابن مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم ۔ صحابہ میں سے ان کی توریث کے قائل ہیں' احناف بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

* حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ہاں وہ وارث نہیں' آئمہ میں سے امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی خیال ہے' ان کے ہاں اگر اصحاب الفروض اور عصبات میں سے کوئی وارث نہ ہو تو متوفی کا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

"ذووا الارحام کی چار اقسام ہیں"

(۱) قسم اول ان ذووا الارحام کی ہے جو میت کی طرف منسوب ہوں یعنی ..... بیٹیوں کی اولاد اور پوتیوں کی اولاد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والصنف الرابع ينتمی الی جدی المیت اوجدتیه' وهم: العمات والاعمام لام والاخوال والخالات' فهٰولاء وکل من یدلی بهم من ذوی الارحام۔

روی ابو سلیمان عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفة رحمهما اللّٰه تعالٰی ان اقرب الاصناف الصنف الثانی' وان علوا ثم الاول وان اسلفوا ثم الثالث' وان نزلوا ثم الرابع وان بعدوا۔

وروی ابو یوسف والحسن بن زیاد عن ابی حنیفة وابن سماعة عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفة ۔ رحمهم اللّٰه ۔ ان اقرب الاصناف' الصنف الاول' ثم الثانی' ثم الثالث' ثم الرابع' کترتیب العصبات' وهو الماخوذبه۔

وعندهما الصنف الثالث مقدم علی الجد ۔ اب الام ۔ لان عندهما کل واحد منهم اولٰی من فرعه وفرعه' وان سفل ۔ اولٰی من اصله۔

---

(۲) قسم ثانی میں وہ ذووا الارحام داخل ہیں جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے یعنی ..... نانے اور نانیاں' اجداد' ساقطوں' جدات ساقطات۔

(۳) قسم الثالث ان ذووا الارحام کو شامل ہے' جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یعنی ..... بہنوں کی اولاد' بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیافی بھائیوں کی اولاد۔

(۴) چوتھی قسم میں وہ ذووا الارحام آتے ہیں جو میت کے دادے اور نانے کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یعنی ..... اخیافی چچے' پھوپھیاں' ماموں اور خالات۔

یہ چاروں اقسام اور جو کوئی ان کی وساطت سے میت کے ساتھ متعلق ہو گا وہ ذووا الارحام میں سے شمار ہو گا۔

ابو سلیمان محمد بن حسن کی وساطت سے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اصناف سے مقدم صنف ثانی ہو گی بعدہ صنف اول اس کے بعد ثالث' پھر صنف رابع کا مقام ہو گا' لیکن امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد امام ابو حنیفہؒ سے نیز ابن سماعۃ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی وساطت سے امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ..... تمام ذووا الارحام کی اقسام میں سے اقرب فی المیراث قسم اول' بعدہ قسم ثانی' اس کے بعد ..... قسم ثالث اور پھر رابع ہو گی' احناف کے ہاں فتوی اسی آخری قول پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان دو مختلف روایات میں علامہ عبد اللہ بن فرائضی یوں تطبیق دیتے ہیں۔ کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی امام صاحب سے روایت یہ انکا قدیم قول ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ان کا جدید یعنی آخری قول ہے۔ اسی وجہ سے مفتی بہ بھی یہی قول ہے۔

پہلی روایت کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ نانا اب الام وراثت کی سببیت میں اولاد بنات سے اقوی ہے۔ کیونکہ نانے کے درجہ کی انثیٰ جسے نانی کہا جاتا ہے۔ وہ صاحبۃ الفرض ہے جبکہ ابن البنت کے درجہ کی انثیٰ بنت البنت صاحبۃ الفرض نہیں بلکہ وہ ذووا الارحام میں سے ہے۔

نیز نانا بوجہ اصل ہونے کے میت سے حکماً قرب زیادہ رکھتا ہے۔ جس کے باعث اس سے قصاص بھی نہیں لیا جاتا بخلاف اولاد البنت کے جن سے اس کا قصاص لیا جاتا ہے۔ لہٰذا نانا اولاد بنت پر مقدم ہو گا۔

اور مفتی بہ روایت کی وجہ یہ ہے کہ ذووا الارحام من وجہ علی سبیل التعصیب وارث ہوتے ہیں کیونکہ اقرب فالاقرب کا اعتبار ان کی توریث میں بھی ویسے ہی ہے جیسے عصبات کی توریث میں۔

لہٰذا من کل الوجوہ عصبات پر ان کی توریث کا اعتبار کرنا مناسب ہے۔ اور عصبات میں چونکہ ابناء المیت کی اولاد دادے ابو الاب اور تمام عصبات پر مقدم ہے۔ لہٰذا اولاد البنت نانے اب الام پر مقدم ہے۔ گو یہاں بھی دادے سے قصاص نہیں لیا جاتا اور اولاد ابن المیت سے لیا جاتا ہے۔

صاحبین کے ہاں قسم ثالث قسم ثانی اجداد ساقطون اور جدات ساقطات پر مقدم ہو گی۔ "لان عندھما کل واحد منھم اولٰی من فرعہ" الی آخرہ' یعنی .....صاحبین کے نزدیک قسم ثالث کی ثانی پر تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ .... ثالث کا اصل اپنی فرع سے اولیٰ فی المیراث ہے' بخلاف ثانی کے جس کی فرع اصل سے اولیٰ ہے' حالانکہ ضابطہ فی المیراث یہ ہے کہ اصل اپنی فرع سے بہتر ہے' لہٰذا اس ضابطہ پر جو بھی قسم پوری اترے گی وہی بہتر ہوگی اور وہ قسم ثالث ہے نہ کہ ثانی' لہٰذا ثالث مقدم علی الثانی عند الصاحبین ہو گی۔

جیسے قسم ثالث ابن الاخت لاب وام اولیٰ من ابن ابن الاخت لاب وام

اور قسم ثانی میں "ام ام ام المیت ھی فرع لاب ام ام ام المیت ومع ذٰلک ھی اولٰی من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الاصل" کیونکہ فرع ذووا الفروض سے ہے۔ جبکہ اصل ذووا الارحام سے۔ اور یہ مفہوم تب ثابت ہو گا جب ضمیر "مِنْهُمْ" کی اصحاب الصنف الثالث کی طرف راجع ہو اور "من فرعہ" کی کل واحد کی طرف اور آگے "وفرعہ" کی ضمیر صنف ثانی کی طرف اور "اصلہ" کی الی الفرع راجع ہو۔

محمود بن ابی بکر صاحب ضوء السراج فرماتے ہیں کہ بعض نسخہ جات میں یہ عبارت "لان عندهما كل واحد منهم اولى من فرعه" موجود نہیں کیونکہ اس کا کوئی صحیح مفہوم واضح نہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت ان کے کسی شاگرد کا اضافہ ہے اور اس کی دلیل بعض نسخوں میں اس کا عدم وجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصل فِی الصنف الاوّل

اولٰیھم بالمیراث اقربھم الی المیت' کبنت البنت' فانھا اولٰی من بنت بنت الابن وان استووا فی الدرجة فولد الوارث اولی من ولد ذوی الارحام کبنت بنت الابن فانھا اولٰی من ابن بنت البنت۔

وان استوت درجاتھم' ولم یکن فیھم ولد الوارث او کان کلھم یدلون بوارث فعند ابی یوسف -- رحمه اللّٰه تعالٰی -- والحسن بن زیاد یعتبر ابد ان الفروع' ویقسم المال علیھم سواءًا اتفقت صفة الاصول فی الذکورة والانوثة او اختلفت' ومحمد رحمه اللّٰه تعالٰی۔ یعتبر ابد ان الفروع۔ ان اتفقت صفة الاصول موافقالھما' ویعتبر الاصول ان اختلفت صفاتھم ویعطی الفروع میراث الاصول مخالفًا لھما کما اذا ترک ابن بنت وبنت بنت' عندھما یکون المال بینھما للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار الابدان وعند محمد رحمه اللّٰه۔کذالک لان صفة الاصول متفقة۔

ولو ترک بنت ابن بنت' وابن بنت بنت عندھما المال بین الفروع اثلاثًا باعتبار الابدان' ثلثاہ للذکر وثلثه لانثٰی

---

"فصل فی الصنف الاول"

اجمالاً ذووا الارحام کی چاروں اقسام کے ذکر کے بعد اب مصنف ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "ذووا الارحام" کی پہلی قسم "اولاد البنات واولاد بنات الابن" کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) "اولٰھم بالمیراث اقربھم الی المیت" یعنی ..... ان میں سے میراث میں بہتر وہ ہو گا جو اقرب الی المیت ہو گا' جیسے نواسی بنسبت پوتی کی بیٹی کے اقرب ہے' لہٰذا وارث بھی وہی ہے۔

(۲) "وان استووا فی الدرجة فولد الوارث اولٰی من ولد ذوی الارحام" اگر درجہ میں برابر ہوں' تو وارث کی اولاد ذووا الارحام کی اولاد سے بہتر ہو گی۔ جیسے ..... پوتی کی بیٹی نواسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی بیٹی سے بہتر ہو گی' کیونکہ وہ پوتی وارث کی بیٹی ہے' بخلاف نواسی کے بیٹی کے جو وارث کی بیٹی نہیں۔

وعند محمد ۔ رحمه الله ۔ المال بين الاصول' اعنى فى البطن الثانى اثلاثًا' ثلثاه لبنت ابن البنت نصيب ابيها' وثلثه لابن بنت البنت نصيب امه

وكذلك عند محمد ۔ رحمه الله ۔ اذا كان فى اولاد البنات بطون مختلفة يقسم المال على اول بطن اختلف فى الاصول ثم يجعل الذكور طائفة والاناث طائفة بعد القسمة فما اصاب الذكور يجمع ويقسم على اعلى الخلاف الذى وقع فى اولادهم' وكذلك ما اصاب الاناث' وهكذا يعمل الى ان ينتهى' بهذه الصورة:

| بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | ابن | ابن | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | ابن |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 36 | | | | | | | | | 24 | | | | | | | |

| بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 36 | | | | | | | | | 24 | | | | | | | |

| بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | ابن | ابن | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | ابن |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 18 | | | | 18 | | | | | | 12 | | 12 | |

| بنت | بنت | بنت | ابن | ابن | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 6 | | 12 | | | 9 | 9 | | 12 | | 12 | | |

| بنت | بنت | ابن | بنت | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | ابن | بنت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 | | 3 | 3 | 6 | 3 | 9 | | 9 | 4 | 8 | | 12 |

| بنت | ابن | بنت | ابن | بنت | بنت | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 | 3 | 6 | 3 | 6 | 3 | 9 | 4 | 8 | 12 |

(۳) "وان استوت درجاتهم' ولم يكن فيهم ولد الوارث" اگر درجہ میں برابر ہونے کے ساتھ ساتھ تمام غیر وارث کی اولاد ہوں۔

(۴) یا درجہ میں برابر ہونے کے ساتھ تمام وارث کی اولاد ہوں۔

ان دو آخری حالتوں میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے ہاں فروع کے ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے ان پر مال لڑکیاں یا لڑکے ہونے کی صورت میں برابر اور مخلوط ہونے کی صورت میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا' خواہ ان کے اصول کی صفت ذکورۃ اور انوثۃ متحد ہو یا مختلف۔

* اور امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں اصول کی صفت متحد ہونے کی صورت میں ایسے ہی تقسیم ہو گا جیسے امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے ہاں اور مختلف ہونے کی صورت میں مال اصول پر "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا' اصول کے حصے میں جو کچھ آئے گا وہی فروع کو ملے گا اس صورت میں امام محمد کا نظریہ امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے مخالف ہے۔ مثلاً ایک متوفی ایک بیٹی سے نواسہ اور دوسری سے نواسی چھوڑ جاتا ہے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے ہاں مال نواسے اور نواسی میں "للذکر مثل حظ الانثیین" باعتبار ان کے ابدان کے تقسیم ہو گا اور امام محمد کے ہاں بھی اس مذکورہ صورت میں ایسے ہی تقسیم ہو گا کیونکہ دونوں کے اصل کی صنف متحد اور متفق ہے۔ یعنی دونوں لڑکیوں کی ہی اولاد ہیں۔

اگر نواسے کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا چھوڑ جائے تو پھر مال کی تقسیم مختلف ہے۔ امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے ہاں تو مال فروع میں باعتبار ابدان "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا' لڑکے کو دو ثلث اور لڑکی کو ایک ثلث' لیکن امام محمد کے نزدیک مال اصول۔ یعنی بطن ثانی میں ۔ اثلاثاً تقسیم ہو گا' لہٰذا مال کا دو ثلث حصہ نواسے کی بیٹی کو۔ جو اس کے باپ کا حصہ ہے ملے گا' اور ایک ثلث نواسی کے بیٹے کو۔ جو اس کی ماں کا حصہ ہے اسے ملے گا۔

"کذلک عند محمدؒ ....." یعنی ایسے ہی امام محمد کے ہاں جب بیٹیوں کی اولاد میں بطون مختلفہ ہوں تو مال کی تقسیم اصول میں پہلے مختلف فیہ بطن میں ہو گی' پھر ذکور اور اناث کی علیحدہ علیحدہ گروپ بندی کے بعد جو کچھ ذکور اور اناث کے گروپوں کے حصے میں آئے گا' اسے ان کی اپنی اولاد میں جہاں ذکورۃ وانوثۃ کے اعتبار سے اختلاف ہو گا تقسیم کیا جائے گا۔ علی ہذا القیاس مال نیچے تک تقسیم ہوتا چلا جائے گا۔

"تصریح"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ مسئلہ ذووا الارحام میں بارہ اشخاص پر مشتمل ہے جن میں سے نو اناث اور تین ذکور جو تمام کے تمام بطن سادس میں ایک ہی درجہ پر ہیں اور ان میں کوئی بھی اولاد وارث سے نہیں۔

اس مسئلہ کی تصحیح امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے ہاں 15 سے ہو گی کیونکہ ہر لڑکا جب دو لڑکیوں کے برابر ہوگا تو تین لڑکے برابر چھ لڑکیوں کے ہوں گے لہٰذا کل رؤوس 9 + 6 = 15 ہوئے اور یہی تعداد رؤوس مسئلہ کی تصحیح ہے۔ ہر لڑکی کو ایک ایک حصہ اور ہر لڑکے کو دو دو حصے ملیں گے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ کی تصحیح 60 سے ہو گی۔ کیونکہ ان کے قاعدۃ مذکورۃ کے مطابق جب ہم بطن اول مختلف فیہ میں 9 لڑکیوں اور 3 لڑکوں میں ترکہ کو "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کرتے ہیں تو لڑکوں کو 6 اور لڑکیوں کو 9 ملتے ہیں۔

جب ہم لڑکوں کو ایک طائفہ قرار دے کر ان کے حصے کو نیچے ان کی اولاد میں تقسیم کرتے ہیں تو بطن ثانی کو غیر مختلف فیہ پاکر بطن ثالث میں ہم دو لڑکیاں اور ایک لڑکا پاتے ہیں۔ جب ان پر 6 کو "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کیا جائے تو لڑکے کو 3 اور دو لڑکیوں کو بھی 3 حصے میں آتے ہیں۔

لڑکے کا حصہ درمیانی بطون میں عدم اختلاف کے باعث ہم نیچے بطن سادس میں اس کی لڑکی کو دے دیں گے اور دو لڑکیوں کو ایک طائفہ قرار دے کر نیچے بطن خامس ان کی اولاد میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کریں گے تو لڑکے کو 2 اور لڑکی کو 1 ملے گا جو آگے بطن سادس میں ہر ایک کی لڑکی کو دے دیا جائے گا۔

تین لڑکوں کے طائفہ کا حصہ یوں بطن سادس میں ان کی اولاد کو ملے گا۔ اب اسی طریق پر 9 لڑکیوں کا حصہ بھی ان کی بطن سادس میں اولاد کو ملے گا۔

بطن اول میں لڑکیوں کا حصہ نیچے بطن ثانی میں عدم اختلاف کے باعث بطن ثالث میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا تو چھ لڑکیوں کے ساتھ تین لڑکے بھی بمرتبہ چھ لڑکیوں کے ہوں گے لہٰذا کل رؤوس 12 ہوئے اور ترکہ 9 حصص جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتا۔ لہٰذا رؤوس اور ترکہ میں مناسبت کو دیکھنے کے بعد اصل مسئلہ سے ضرب دے کر حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی۔ 12 اور 9 میں مناسبت توافق بالثلث کے باعث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رؤوس کے توافق بالثلث 4 کو اصل مسئلہ 15 میں ضرب دے کر 15 x 4 = 60 حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ 15 کے مسئلہ سے لڑکیوں کو 9 اور لڑکوں کو 6 آئے تھے لہٰذا مضروب 4 میں 9 کو ضرب دینے سے 4 x 9 = 36 لڑکیوں کا 4 x 6 = 24 لڑکوں کا حصہ سامنے آئے گا۔

تین لڑکوں کا حصہ تو 15 کے مسئلہ سے بطن سادس تک تقسیم ہو گیا ان میں سے ہر ایک کے حصے کو مضروب 4 میں ضرب دینے سے ساٹھ میں سے اس کا حصہ برآمد ہو جائے گا۔ باقی نو لڑکیوں کا حصہ 36 بطن ثالث میں چھ لڑکیوں اور تین لڑکوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق انصافاً تقسیم ہو گا جو 18 لڑکیوں کے طائفۃ کو اور 18 لڑکوں کے طائفۃ کے حصہ میں آئے گا۔

اب لڑکوں کے طائفہ کے 18 بطن رابع میں اختلاف کے باعث ایک لڑکے اور دو لڑکیوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کرنے سے لڑکے کو 9 اور لڑکیوں کو بھی 9 حصے میں آئیں گے لڑکے کا حصہ بطن خامس میں عدم اختلاف کے باعث بطن سادس میں اس کی لڑکی کو دے دیا جائے گا اور دو لڑکیوں کا بھی حصہ نیچے بطن سادس میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے حساب سے لڑکے کو 6 اور لڑکی کو 3 دیا جائے گا۔

بطن ثالث میں تین لڑکوں کے طائفہ کے مقابلہ میں چھ لڑکیوں کے طائفہ کا حصہ بھی 18 ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وكذلك محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ ياخذ الصفة من الاصل حال القسمة عليه' والعدد من الفروع كما اذا ترک: ابنی بنت بنت بنت وبنت ابن بنت بنت' وبنتی بنت ابن بنت بهٰذه الصورة

| میت | | |
|---|---|---|
| بنت | بنت | بنت |
| بنت | بنت | ابن |
| بنت | ابن | بنت |
| ابنی | بنت | بنتی |

عند ابی یوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ يقسم المال بين الفروع اسباعًا باعتبار ابدانهم وعند محمد رحمه اللّٰه تعالٰى يقسم المال على اعلى الخلاف اعنى فى البطن الثانى اسباعا باعتبار عدد الفروع فى الاصول' اربعة اسباعه لبنتى بنت ابن البنت نصيب جدهما وثلاثة اسباعه وهو نصيب البنتين۔ يقسم علٰى ولديهما۔ اعنى فى بطن الثالث۔ انصافًا' نصفهٗ لبنت ابن' بنت البنت۔ نصيبُ ابيها۔ والنصف الاخر لابنى بنت بنت البنت۔ نصيب امهما وتصح المسئلة من ثمانية وعشرين وقول محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ اشهر الروايتين عن ابى حنيفة ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ فى جميع ذوى الارحام وعليه الفتوٰى

---

جو ان کے نیچے بطن رابع میں اختلاف کے پیش نظر تین لڑکوں اور تین لڑکیوں میں لڑکوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اعتبار سے 12 اور لڑکیوں کو 6 ملیں گے۔ اب لڑکوں کا نیچے بطن خامس میں اختلاف کے باعث "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا تو لڑکے کو 6 اور دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کو 3 + 3 ملیں گے جو نیچے بطن سادس میں ان کے اپنے ورثاء کو منتقل کر دیئے جائیں گے۔

بطن رابع میں تین لڑکوں کے طائفہ کے مقابلہ میں تین لڑکیوں کے طائفہ کو لڑکوں سے نصف 6 ملے تھے جو نیچے ان کے بطن خامس میں بھی اختلاف کے باعث ایک لڑکے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دو لڑکیوں کو نصف نصف تقسیم ہوں گے۔ لڑکے کو بھی 3 اور دو لڑکیوں کو بھی 3 لڑکے کا حصہ نیچے باطن سادس میں اس کی لڑکی کو منتقل کر دیا جائے گا۔ اور دو لڑکیوں کا حصہ 3 نیچے ان کے بطن سادس میں لڑکے اور لڑکی کو "للذکر مثل حظ الانثیین" منتقل کر دیا جائے گا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ضابطہ کے مطابق بطن سادس میں ہر ایک کے حصہ کو اوپر نقشہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ خیال رہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ضابطہ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ضابطہ کی بنسبت مشکل ہے۔

ایسے ہی امام محمدؒ اصل پر مال کی تقسیم کے وقت صفت تو اصل کی مراد لیتے ہیں لیکن تعداد فروع کی جیسے ..... کوئی متوفی نواسی کے دو نواسے اور نواسی کی پوتی نیز نواسے کی دو نواسیاں چھوڑ جائے تو مال کی تقسیم یوں ہوگی۔

امام محمدؒ کے نزدیک اعلیٰ خلاف۔ یعنی .....بطن ثانی۔ میں صفت اصل اور تعداد فروع کو ملحوظ رکھتے ہوئے مال کو سات حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

4/7 حصہ مال نواسے کی دو نواسیوں کو۔ جو ان کے نانے کا حصہ ہے۔ دیا جائے گا اور 3/7 حصہ مال بطن ثالث میں نصف نصف امام محمد کے ضابطے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ نصف نواسی کی پوتی کو اس کے باپ کا حصہ اور نصف آخر نواسی کے دو نواسوں کو ان کی ماں کا حصہ۔

"تصریح"

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ابتداءً مسئلہ کی تشکیل 7 سے ہی ہو گی اور بوجہ ترکہ کے صحیح اور پورا پورا تقسیم نہ ہونے کے تصحیح 28 سے ہو گی۔ کیونکہ بطن ثانی میں اختلاف کے باعث امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اصل مسئلہ 7 سے تشکیل پائے گا جن میں سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصول کے مطابق وصف اصل کی اور تعداد فروع کی ملحوظ رکھنے سے ابن البنت کو 4 اور اس کے مقابلے پر دونوں لڑکیوں کو 3 ملیں گے۔ ابن البنت کا حصہ نیچے اس کی دونوں نواسیوں یعنی بنتی بنت الابن کو دیا جائے گا۔ اور اس کے مقابلے کی دونوں لڑکیاں جو بطن ثانی میں ہیں ایک طائفہ میں شامل ہونے کے باعث جو ان کا مجموعی حصہ 3 ہے ان کے نیچے بطن ثالث میں ایک لڑکے اور لڑکی پر تقسیم ہو گا۔

لیکن لڑکی فرع کی تعداد کے باعث دو کے قائم مقام ہو گی۔ لہٰذا بطن ثالث میں یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سمجھئے کہ بطن ثانی کی دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی دو لڑکیاں اور دوسری کا ایک لڑکا ہے۔ لڑکا چونکہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ لہٰذا ان پر جب بطن ثانی کی دو لڑکیوں کا حصہ 3 تقسیم کیا جائے گا تو انصافاً بلا کسر تقسیم نہ ہو گا کیونکہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں برابر 4 رؤوس کے ہوئے۔ جو نصف نصف کے حق دار ہیں۔ لیکن 3 کا نصف صحیح نہیں نکلتا لہٰذا نصف کے مخرج 2 کو اصل مسئلہ 7 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا 2 x 7 = 14 اس سے مسئلہ کی تصحیح دیکھی جائے گی۔ لہٰذا اب 14 کی تصحیح سے بنتی بنت ابن البنت کو یعنی میت کے نواسے کی دونوں نواسیوں کو 8 ملیں گے جو ان کے نانے کا حصہ ہے۔ اور بنت ابن بنت البنت یعنی نواسی کی پوتی کو 3 جو اس کے باپ کا حصہ ہے۔ اور ابنی بنت بنت البنت یعنی نواسی کے دو نواسوں کو بھی 3 جو ان کی والدہ کا حصہ ہے۔

لیکن 3 یہاں بھی دو نواسیوں پر انصافاً تقسیم نہیں ہوتے لہٰذا یہاں بھی نصف کے مخرج 2 کو 14 کی تصحیح میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 14 x 2 = 28 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح صحیح ہو گی۔ لہٰذا 14 کی تصحیح سے جو کچھ کسی کو ملا اسے مضروب 2 میں ضرب دے کر 28 کی تصحیح سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔

لہٰذا اب ابنی بنت بنت البنت کو 28 کی تصحیح سے 6 ملیں گے جن میں سے ہر ایک کو 3۔3 آئیں گے۔

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ترکہ کی تقسیم فروع میں باعتبار ابدان 7 حصوں میں ہو گی۔

"ملاحظہ"

احناف کے ہاں مفتیٰ بہ قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہی ذووا الارحام کے بارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور روایت ہے۔ بعض اہل علم کے خیال میں بخاریٰ کے مشائخ کا عمل ذووا الارحام کی میراث اور مسائل حیض میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ کیونکہ ان کے قول میں مفتی کے لئے آسانی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصلٌ

علماءنا رحمهم اللّٰه تعالٰی۔ یعتبرون الجهات فی التوریث' غیر ان ابا یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی یعتبر الجهات فی ابدان الفروع' ومحمد رحمه اللّٰه تعالٰی یعتبر الجهات فی الاصول کما اذا ترک بنتی بنت بنت' وهما ایضًا بنتا ابن بنت' وابن بنت بنت' بهٰذه الصورة:

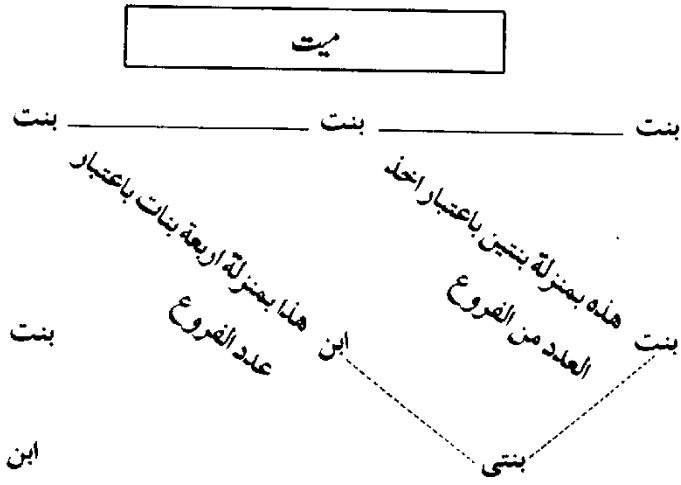


عند ابی یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی یکون المال بینهم اثلاثًا' وصار کانه ترک اربع بنات وابنا ثلثاه للبنتین وثلثه للابن۔

وعند محمد رحمه اللّٰه تعالٰی یقسم المال بینهم علٰی ثمانیة وعشرین سهمًا۔ للبنتین اثنان وعشرون سهمًا' ستة عشر سهمًا من قبل ابیها وستة اسهم من قبل امهما وللابن ستة اسهم من قبل امه۔

---

فصل ..... علماء احناف ذووا الارحام کی توریث میں جہات کا تو اعتبار کرتے ہیں لیکن امام ابو یوسف جہات کا اعتبار فروع میں کرتے ہیں' جبکہ امام محمد اصول میں' جیسے کوئی انسان نواسی کی دو بیٹیاں چھوڑ جائے جو کہ وہ اس کے کسی دوسرے نواسے کی بھی بیٹیاں ہوں اور کسی تیسری نواسی کا بیٹا' تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں "مال میت" تین حصوں میں تقسیم ہو گا۔ دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حصے دو بیٹیوں کو بوجہ ڈبل جہت کے۔ ایک جہت ماں کی جانب سے اور دوسری باپ کی طرف سے ملیں گے اور ایک حصہ تیسرے نواسی کے بیٹے کو' یوں سمجھئے جیسے مرنے والا دو نہیں بلکہ چار بیٹیاں چھوڑ گیا ہے لہٰذا دو حصے ان کو اور ایک حصہ تیسرے بیٹے کو۔

"تصریح"

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جب صنف اول میں ذووا الارحام کے فروع اور اصول پر ترکہ کو تقسیم کرنے کے بارے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا اختلاف بیان کیا تو مناسب سمجھا کہ ساتھ ہی ان کی توریث من الجہات کا بھی ذکر کر دیا جائے' لہٰذا اس بحث کو سابقہ بحث (صنف اول) کا تتمہ ہی سمجھنا چاہئے۔ فرماتے ہیں "علماءنا یعتبرون الجھات فی التوریث" یعنی آئمہ احناف ذووا الارحام کی توریث میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں۔

اگر کوئی ذو رحم دو جہتوں سے کسی متوفی کا وارث ہو گا تو اسے دونوں جہتوں کے لحاظ سے ترکہ میں سے حصہ ملے گا۔ لہٰذا یہاں تک تو بات اتفاقی ہوئی۔ لیکن صاحبین کا اختلاف اس بات میں ہے کہ جہات کا اعتبار ابدان فروع میں ہو گا یا اصول میں؟

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تو جہات کا اعتبار فروع میں کرتے ہیں کیونکہ جیسا کہ گزر چکا ہے وہ ترکہ کو ابتداءً ہی فروع میں تقسیم کرنے کو مناسب اور بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے اہل عراق اور خراسانی علماء کو اختلاف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں توریث میں جہات کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ ذوجہتیں ان کے نزدیک ایک جہت سے ہی وارث ہو گا۔ جیسا کہ جدات کی توریث میں بھی ان کی یہی رائے ہے۔

ماورائے النہر علماء کی تحقیق میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں توریث میں جہات کا اعتبار ہے۔ لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ذووا الارحام کی توریث میں جہات کا اعتبار اور جدات کی توریث میں عدم اعتبار میں فرق یہ ہے کہ جدات کی توریث میں استحقاق فرضیت کی بنیاد پر ہے۔ لہٰذا ان کا حصہ کسی دوسری وجہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور ذووا الارحام کا استحقاق عصوبت کی بنیاد پر ہے۔ جس میں تعدد جہات کا اعتبار دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) کبھی ترجیح کے لئے۔ جیسے اخوۃ لاب وام اور اخوۃ لاب میں ترجیح اخوۃ لاب وام کو اسی لئے ہے کہ ان کا تعلق متوفی سے دو جہات سے ہے جبکہ اخوۃ لاب کا ایک جہت سے۔

(۲) اور کبھی جہات کا اعتبار استحقاق وراثت کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے اخ لام میں جبکہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابن عم بھی ہو اور ابن الام میں جبکہ وہ خاوند بھی ہو۔

پہلی مثال میں ایک سبب اخیافی بھائی کا اخیافی ہونا اور دوسرا اس کا چچا زاد بھائی ہونا دوسری مثال میں کسی عورت کا چچا زاد بھائی ہونا اور اس کا خاوند بھی ہونا۔ جیسے یہاں استحقاق کی دونوں جہات معاً معتبر ہیں تیسے مسئلہ ذووا الارحام میں بھی دونوں جہات (اسباب) کا اعتبار ہے۔

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان کا اعتبار فروع میں ہو گا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اصول میں۔ کیونکہ وہ ترکہ کو اصول کے مختلف فیہ بطن اول میں فروع کی تعداد کو اخذ کرتے ہوئے تقسیم کرنے کے قائل ہیں۔ بعدہ ذکور واناث کو علیحدہ علیحدہ طائفہ قرار دیتے ہوئے جو کچھ ہر طائفہ کے حصہ میں آتا ہے آگے تقسیم کرتے ہیں۔

اعتبار جہات کی مذکور فی المتن صورت میں:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ بطن ثالث میں لڑکے اور دو لڑکیوں میں اثلاثاً تقسیم ہو گا کیونکہ لڑکیوں کی دو جہتوں کے باعث یوں سمجھئے جیسے وہ دو ماں کی جانب سے اور دو باپ کی جانب سے ہیں۔ لہٰذا چار لڑکیوں اور ایک لڑکے میں ترکہ کو اثلاثاً تقسیم کرتے ہوئے دو ثلث دو تہائی لڑکیوں کو اور ایک ثلث ایک تہائی لڑکے کو دیا جائے گا جو صرف ایک جہت رکھتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکہ اولاً بطن ثانی میں جہاں اختلاف واقعہ ہے تقسیم ہو گا ان کے سابقہ ضابطہ کے مطابق لڑکا قائم مقام دو لڑکوں کے اور دو لڑکیوں میں سے ایک قائم مقام دو لڑکیوں کے ہوگی۔ چونکہ دو لڑکے میراث میں برابر چار لڑکیوں کے ہوتے ہیں لہٰذا بطن ثانی میں کل 4 + 2 + 1 = 7 لڑکیاں جمع ہو گئیں۔ لہٰذا مسئلہ بھی 7 سے تشکیل پائے گا۔ جس میں سے لڑکے کو 4 حصے اور لڑکی کو 2 اور دوسری لڑکی کو 1 ملے گا۔

اب اس بطن ثانی میں ذکور کو ایک طائفہ اور اناث کو دوسرا طائفہ قرار دے کر لڑکے کا حصہ نیچے بطن ثالث میں دو لڑکیوں کو دیں گے تو ان میں سے ہر ایک کو دو دو حصے آئیں گے۔ اور طائفہ اناث کا حصہ جب ہم ان کے مقابلے پر نیچے بطن ثالث میں تقسیم کرتے ہیں تو وہ ان پر مستقیم تقسیم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کا حصہ 3 ہے اور رؤوس میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ چونکہ لڑکا دو لڑکیوں کے برابر ہوتا ہے لہٰذا یوں سمجھئے کہ رؤوس میں چار لڑکیاں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب ان کے حصے اور تعداد رؤوس میں یعنی 3 اور 4 میں چونکہ مبانیت ہے لہٰذا رؤوس 4 کو اصل مسئلہ 7 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 7 x 4 = 28 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

بطن ثانی میں ابن البنت کو 7 کے مسئلہ سے 4 ملے لہٰذا اب مضروب 4 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 4 x 4 = 16 آئے گا وہ ان کا 28 کی تصحیح سے حصہ ہو گا جن میں سے اس کی ہر ایک لڑکی کو 8 ۔ 8 حصہ میں آئیں گے۔ بطن ثانی میں دو لڑکیوں کو 7 کے مسئلہ سے 3 ملے تھے اب انہیں 4 x 3 = 12 حصہ میں آئیں گے۔ جن میں سے 6 ابن بنت البنت کو حصہ میں آئیں گے اور باقی 6 بنتی بنت البنت کو ملیں گے جن میں سے 3 ۔ 3 ہر ایک کے حصہ میں آئیں گے۔

اس تقسیم سے بطن ثالث میں ہر ایک لڑکی کو گیارہ گیارہ حصے آئے۔ آٹھ آٹھ باپ کی طرف سے اور تین تین ماں کی طرف سے اور لڑکے کو 6۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصل فِی الصنف الثانِیْ

اولٰهم بالمیراث اقربهم الی المیت من ای جهة کان' وعند الاستواء فمن کان یدلی بوارث' فهوا اولٰی کاب ام الام اولٰی من اب اب الام عند ابی سهیل الفرائضی۔ وابی فضل الخصاف' وعلی بن عیسٰی البصری۔

ولا تفضیل له عند ابی سلیمان الجرجانی وابی علی البستی' وان استوت منازلهم ولیس فیهم من یدلی بوارث او کان کلهم یدلون بوارث واتفقت صفة من یدلون بهم واتحدت قرابتهم' فالقسمة حینئِذ علٰی ابدانهم وان اختلف صفة من یدلون بهم یقسم المال علی اول بطن اختلف' کما فی الصنف الاول۔

وان اختلفت قرابتهم فالثلثان لقرابة الاب' وهو نصیب الاب والثلث لقرابة الام وهو نصیب الام ثم ما اصاب لکل فریق یقسم بینهم کما لو اتحدت قرابتهم۔

---

فصل فی الصنف الثانی.....

ذووا الارحام کی قسم ثانی جو اجداد ساقطون اور جدات ساقطات پر مشتمل ہے' ان میں سے اولیٰ بالمیراث وہ ہو گا جو اقرب الی المیت ہو گا۔ خواہ وہ کسی بھی جانب سے اقرب ہو ماں کی جانب سے خواہ باپ کی جانب سے۔

اور اگر وہ درجات قرب میں برابر ہوں تو پھر جو کسی وارث کی وساطت سے منسوب الی المیت ہو گا وہ اولیٰ بالوراثۃ ہو گا' جیسے نانی کا باپ' ابو سہیل فرائضی' ابو فضل خصاف اور علی بن عیسیٰ بصری کے ہاں وراثت میں نانے کے باپ سے بہتر اور اولیٰ ہے۔ کیونہ منسوب بالوارث ہے' جب کہ دوسرا جد فاسد کے پیش نظر منسوب بلا وارث ہے۔

ابو سلیمان جرجانی اور ابو علی البستی کے ہاں منسوب بالوارث کو منسوب بلاوارث پر کوئی ترجیح اور فضیلت حاصل نہیں' لہٰذا صورت مذکورہ میں مال کی تقسیم ان میں اثلاثاً ہو گی۔ دو ثلث نانے کے باپ کو اور ایک ثلث نانی کے باپ کو یعنی اپنے اپنے لڑکے اور لڑکی کا حصہ' کیونکہ مال کی تقسیم بطن ثانی میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طور پر ہو گی جہاں اختلاف واقع ہے' پھر ان کا حصہ آگے ان کے اپنے اپنے باپ کو دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر ان کے درجات قرب وبعد میں برابر ہوں اور کوئی بھی کسی وارث کی وساطت سے منسوب الی المیت نہ ہو' یا سبھی منسوب الی المیت بالوارث ہوں' اور جس وارث کی وساطت سے منسوب ہو رہے ہیں اس کی صفت ذکورہ وانوثہ میں متفق ہو' نیز ان کی قرابت بھی متحد ہو۔ یعنی سبھی میت کے باپ کی طرف سے ہوں' یا اس کی ماں کی طرف سے' ایسی صورت میں۔ یعنی مذکورہ شرائط کے پائے جانے کی صورت میں مال فروع کے ابدان پر "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔

اگر وہ وارث جس کی وساطت سے وہ منسوب الی المیت ہو رہے ہیں۔ مختلف فی الصفۃ ہوں تو مال "اول مختلف بطن" میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا' پھر مختلف فیہ بطن میں ورثاء کو جو کچھ ملے وہ آگے ان کے ورثاء کو ملے گا۔

اور اگر ان میں درجات کی مساوات ہو' لیکن قرابت مختلف ہو تو پھر دو "ثلث قرابت باپ" کو اور ایک ثلث "قرابت ماں" کو دیا جائے گا' پھر ہر فریق کے حصے میں جو کچھ آئے گا وہ اس کے اپنے ورثاء میں ایسے تقسیم ہو گا' جیسے متحدہ قرابت کی صورت میں۔

"تصریح"

"ذووا الارحام" کی صنف ثانی "الاجداد الساقطون والجدات الساقطات" میں ترکہ کے ورثاء مندرجہ ذیل ضابطہ کے مطابق درجہ بدرجہ وارث ہوں گے۔

(۱) ان میں سے جو بھی میت کے اقرب ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا خواہ وہ اقرب من جہۃ الاب ہو یا من جہۃ الام۔ جیسے اجداد میں سے اب الام (نانا) اب ام الام (نانی کے باپ) سے اولیٰ بالمیراث ہے۔ کیونکہ نانا بنسبت نانی کے باپ کے اقرب الی المیت ہے۔ ایسے ہی اب ام الاب (دادی کا باپ) بنسبت اب ام ام الاب دادی کے نانے سے اولیٰ بالمیراث ہے۔ کیونکہ دادی کا باپ اقرب الی المیت ہے۔ جدات میں سے ام اب الام (نانے کی ماں) بنسبت ام ام اب الام (نانے کی نانی) سے اولیٰ بالمیراث ہو گی۔ کیونکہ وہ بھی دوسری کی بنسبت اقرب الی المیت ہے۔

(۲) اگر درجات قرب میں برابر ہوں تو پھر ابو سہیل الفرائضی وغیرہم کے ہاں مدلی بالوارث غیر مدلی بالوارث سے اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ جیسے ..... اب ام الام بنسبت اب اب الام اولیٰ بالمیراث ہے۔ کیونکہ اول مدلی بالوارث ہے جو جدۃ صحیحۃ ہے اور ثانی مدلی بغیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الوارث ہے اور وہ جد فاسد (نانا) ہے۔ جدۃ صحیحۃ کی موجودگی میں وارث نہیں۔ لہٰذا نانی نانے کی بنسبت اقوی ہو گی۔ اسی لئے اس کا باپ بھی مثال مذکورہ میں اقوی بالمیراث ہو گا۔ لیکن جوزجانی اور ابو علی بستی کے ہاں مدلی بالوارث کو غیر مدلی بالوارث پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

لہٰذا مثال مذکورہ میں ترکہ دونوں کے درمیان اثلاثا تقسیم ہو گا۔ دو ثلث $\frac{2}{3}$ ترکہ لاب اب الام کو دیا جائے گا جو اس کے باپ کا حصہ ہے۔ اور ایک ثلث 1/3 لاب ام الام کو جو اس کی ماں کا حصہ ہے۔

عدم تفضیل کی علت غیر مفضلین کے نزدیک یہ ہے کہ اس طرح یعنی اجداد اور جدات فاسدات کو اولاء بالوارث کے ساتھ ترجیح دینے سے متبوع جد اور جدۃ کا اپنے تابع کے تابع ہو جانا لازم آتا ہے جو غیر صحیح اور خلاف عقل ہے۔ لہٰذا وراثت بالادلاء غیر معقول ہوگی۔ لیکن یہ غیر معقولیت صرف اجداد اور جدات فاسدات کی حد تک ہے۔ ورنہ صنف اول میں ادلاء مدلی بالوارث غیر مدلی بالوارث سے اولیٰ اور بہتر ہے۔ وہاں غیر معقولیت اس لئے لازم نہیں آتی کہ وہاں اولاد جو تابع ہے وہ تابع ہی رہتی ہے اور مدلیٰ بہ وارث جو متبوع ہے وہ متبوع ہی رہتا ہے۔

(۳) اگر ذووا الارحام کے منازل (درجات) قرب وبعد میں برابر ہوں اور ان میں مدلی بالوارث کوئی نہ ہو جیسے کاب اب ام الاب (دادی کا دادا) اور ام اب ام الاب (دادی کی دادی) میں دونوں مدلی بالوارث نہیں۔ کیونکہ ان کا مدلیٰ بہ غیر وارث ذووا الارحام میں سے ہے۔ یا تمام مدلی بالوارث ہوں جیسے کاب ام اب اب الاب اور اب ام ام ام الاب میں دونوں مدلی بالوارث ہیں کیونکہ ان کا مدلی بہ وارث ہے۔ اور ان کے مدلیٰ بہ کی صفت ذکورۃ وانوثت میں بھی متفق ہو جس کی صورت یہ ہے کہ درمیانی وسائط میں مونث کے مقابلہ پر مونث اور مذکر کے مقابلہ پر مذکر ہو۔ جیسے غیر مدلی بالوارث کی مثال میں اوپر موجود ہے۔ اس میں جد اور جدۃ دونوں کے مدلیٰ بہ کی صفت ذکورۃ وانوثت میں متحد ہے۔

نیز وہ قرابت میں بھی متحد ہوں یعنی تمام یا تو میت کے باپ کی جانب سے ہوں یا پھر ماں کی جانب سے جیسے مدلی بالوارث کی مثال میں دونوں فریق میت کے باپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرابت میں متحد ہیں۔

ان مذکورہ شرائط کے پائے جانے پر ترکہ کی تقسیم ابدان فروع پر "للذکر مثل حظ الانثیین" ہو گی۔ جیسے عدم الاولاء بالوارث کی مثال مذکورہ میں جو اب اب ام الاب اور ام اب ام الاب پر مشتمل ہے۔ اس میں چاروں شرائط موجود ہیں۔

اول .... دونوں ذورحم ورثاء کا درجہ میں برابر ہونا ثانی ..... عدم الاولا بالوارث۔

ثالث ..... مدلی بہ کی صفت میں اتفاق واتحاد رابع ..... اتحاد القرابہ ..... قرابت میں اتحاد

لہٰذا ترکہ اس مثال میں باعتبار ابدان الفروع "للذکر مثل حظ الانثیین" اثلاثا تقسیم ہو گا۔

دو ثلث $\frac{2}{3}$ لاب اب ام الاب کو اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ لام اب ام الاب کو چاروں شرائط کے پائے جانے پر ترکہ کی تقسیم کا حکم معلوم ہوا کہ وہ اثلاثا ہو گی۔ لیکن پہلی اور دوسری شرط کے نہ پائے جانے کا حکم علی الترتیب ماتنؒ نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ وھو ھٰذا

(۱) "اولٰھم بالمیراث اقربھم الی المیت"

(۲) "فمن کان یدلی بوارث فھو اولٰی"

اب تیسری شرط کے معدوم ہونے کا حکم ماتنؒ یوں بیان کرتے ہیں:

"وان اختلف صفة من یدلون بھم یقسم المال علی اول بطن اختلف کما فی الصنف الاول" یعنی اگر مدلی بہ کی صفت ذکورۃ وانوثت میں متحد نہ ہو بلکہ مختلف ہو خواہ وہ درجے میں برابر ہی ہوں۔ جیسے ادلاء الکل بوارث کی مثال میں مذکورہ ہے۔ وھو ھٰذا: "کاب ام اب اب الاب واب ام ام ام الاب" اس مثال میں درمیانی وسائط صفت ذکورۃ وانوثت میں متحد نہیں۔ ایسی صورت میں ترکہ کو مختلف فیہ بطن میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کرتے ہوئے ذکور واناث کے علیحدہ علیحدہ طائفے قائم کئے جائیں گے۔ جیسا صنف اول میں گزر چکا ہے۔

چوتھی شرط کے نہ پائے جانے کی صورت میں (یعنی جب قرابت میں اختلاف ہو خواہ آگے درجات برابر ہی کیوں نہ ہوں) جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے ام اب ام اب الاب اور ام اب اب اب الام چھوڑ جائے تو ایسی صورت میں بھی دو ثلث $\frac{2}{3}$

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ترکہ باپ کی قرابت کے لئے ہو گا جو ان کے باپ کا حصہ ہے۔ اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ ماں کی قرابت کے لئے جو ان کی ماں کا حصہ ہے۔ اس لئے کہ مدلی بالاب باپ کے قائم مقام ہوتا ہے اور مدلی بالام ماں کے قائم مقام۔

"خلاصہ"

"فیجعل الترکة اثلاثًا کانه ترک ابوین" پھر جو ہر فریق کے حصے میں آئے گا اسے ان میں ایسا ہی تقسیم کیا جائے گا جیسے متحد فی القرابت فریق میں مال کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

"ضابطہ"

صنف ثانی کے بارے ضابطہ یہ ہے:

ذووا الارحام درجہ میں برابر ہیں یا نہیں؟

اگر برابر نہیں تو جو اقرب الی المیت ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔

اور اگر برابر ہیں تو پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

قرابت متحد ہو گی یا نہیں۔

متحد نہ ہونے کی صورت میں ترکہ اثلاثا تقسیم ہو گا۔

پہلی صورت میں جبکہ قرابت متحد ہو گی تو اس کی بھی دو صورتیں ہوں گی۔

آیا صفت اصول متفق ہے یا نہیں؟

متفق نہ ہونے کی صورت میں ترکہ کو اعلی بطن مختلف فیہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

اور متفق ہونے کی صورت میں ترکہ کو ابدان فروع پر تقسیم کیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصل فِی الصنف الثالث

الحکم فیهم کالحکم فی الصنف الاول' اعنی' اولٰهم بالمیراث اقربهم الی المیت وان استووا فی القرب۔ فولد العصبة اولٰی من ولد ذوی الارحام کبنت ابن الاخ وابن بنت الاخت کلاهما لاب وام او لاب' او احدهما لاب وام والاخر لاب' المال کله لبنت ابن الاخ لانها ولد العصبة ولو کانا لام المال بینهما للذکر مثل حظ الانثیین عند ابی یوسف رحمه اللّٰه۔

---

ذووا الارحام کی قسم ثالث بہنوں کی اولاد' بھائیوں کی بیٹیوں اور اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد پر مشتمل دس کی تعداد میں منحصر ہے۔

| | |
|---|---|
| (۱) عینی بھائی کی بیٹی | (۲) علاتی بھائی کی بیٹی |
| (۳) عینی بہن کا بیٹا | (۴) عینی بہن کی بیٹی |
| (۵) علاتی بہن کا بیٹا | (۶) علاتی بہن کی بیٹی |
| (۷) اخیافی بھائی کا بیٹا | (۸) اخیافی بھائی کی بیٹی |
| (۹) اخیافی بہن کا بیٹا | (۱۰) اخیافی بہن کی بیٹی |

اور ان کی چھ حالتیں ہیں:

(۱) درجات میں مختلف ہونے کی صورت میں اقرب مقدم ہو گا' خواہ اقرب کوئی عورت ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) درجات اور عصوبت میں برابر ہونے کی صورت میں اقوی فی القرابت مقدم ہو گا۔

(۳) درجات میں تو برابر ہیں لیکن بعض عصبات کی اولاد میں سے اور بعض ذووا الارحام کی اولاد میں سے' ایسی صورت میں عصبات کی اولاد مقدم ہو گی۔

(۴) درجات میں تو برابر ہیں لیکن اصول میں اختلاف ہے ایسی صورت میں اول بطن مختلف فیہ میں "للذکر مثل حظ الانثیین" مال تقسیم ہو گا لیکن "فروع ام" میں مال برابر برابر تقسیم ہو گا۔ جیسے اخیافیوں میں برابر برابر تقسیم ہوتا ہے۔

(۵) اصول میں اختلاف کی بنیاد پر جب مال ان میں تقسیم ہو گا تو تعداد فروع کی معتبر ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گی۔

(۶) فروع کا تعلق اگر متعدد اصول کی جہات سے ہوگا' تو اصول کی جہات کا فروع میں اعتبار ہو گا لہٰذا مصنف کا یہ کہنا "الحکم فیھم کالحکم ...." کا یہی مفہوم مذکور ہے اگر قرب میں برابر ہوں تو "ولد العصبة" ذووا الارحام کی اولاد سے اولیٰ اور بہتر ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باعتبار الابدان' وعند محمد رحمه اللّٰه تعالٰی' المال بينهما انصافًا باعتبار الاصول بهٰذه الصورة:

میت

| الاخ لام | الاخت لام |
|---|---|
| ابن | بنت |
| بنت | ابن |

وان استووا فی القرب' وليس فيهم ولد عصبة او كان كلهم اولاد العصبات' او كان بعضهم اولاد العصبات وبعضهم اولاد اصحاب الفرائض' فابو يوسف رحمه اللّٰه تعالٰی يعتبر الاقوٰی ومحمد رحمه اللّٰه تعالٰی يقسم المال علی الاخوة والاخوات مع اعتبار عدد الفروع والجهات فی الاصول فما اصاب كل فريق يقسم بين فروعهم كما فی الصنف الاول۔

---

جیسے ابن الاخ کی بیٹی اور دوسری جانب بنت الاخت کا بیٹا' بھائی اور بہن خواہ عینی ہوں خواہ علاتی یا ایک علاتی اور ایک عینی مال بہرحال ابن الاخ کی بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد ہے۔

اگر بہن بھائی صرف ماں کی طرف سے۔ یعنی .....اخیافی ہوں تو پھر مال ان کی اولاد کے درمیان امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں "للذكر مثل حظ الانثيين" ہو گا' جبکہ .... امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصول کا اعتبار کرتے ہوئے نصف و نصف' کیونکہ اخیافی بہن بھائی تقسیم میں جب برابر ہیں تو ان کی اولاد بھی برابر ہو گی' لہٰذا صورت مذکورہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ 3 سے ہو گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک 2 سے۔

"تصریح"

مثال مذکور میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "للذكر مثل حظ الانثيين"

اولاً تو اس لئے تقسیم ہو گا کہ اصل قاعدہ میراث میں "تفضيل الذكر علی الانثٰی" ہے لیکن یہ قاعدہ اخیافی بہن بھائیوں میں اس لئے متروک ہے کہ نص صریح "فهم شركاء فی الثلث" اس اصل (قیاس) کے خلاف موجود ہے۔ اور جو چیز کسی اصل (قیاس) سے یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخصوص ہو اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز ملحق قرار نہیں دی جا سکتی جو من جمیع الوجوہ اس کے معنی میں نہ ہو لہٰذا'

اخیافی بہن' بھائیوں کی اولاد اخیافی بہن' بھائیوں کے معنی میں یعنی ان کے قائم مقام نہ ہوگی۔ کیونکہ اخیافیوں کی فروع (اولاد) توریث بالفرضیت میں اصول کے برابر نہیں۔ اصول بالفرضیت وارث ہیں جبکہ فروع بالرحم۔ لہٰذا'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



كما اذا ترک ثلث بنات اخوة متفرقين' وثلثة بنين' وثلث بنات اخوات متفرقات بهٰذه الصورة:

| میت |
|---|

| اخ لاب وام | اخ لاب | اخ لام | اخت لاب وام | اخت لاب | اخت لام |
|---|---|---|---|---|---|
| بنت | بنت | بنت | ابن بنت | ابن بنت | ابن بنت |

عند ابی یوسف ۔ رحمه اللّٰه ۔ یقسم کل المال بین فروع بنی الاعیان ثم بین فروع بنی العلات ثم بین فروع بنی الاخیاف للذکر مثل حظ الانثیین' ارباعًا باعتبار الابدان۔

وعند محمد ۔ رحمه اللّٰه ۔ یقسم ثلث المال بین فروع بنی الاخیاف علی السویة اثلاثًا' لاستواء اصولهم فی القسمة' والباقی بین فروع بنی الاعیان انصافًا باعتبار عدد الفروع فی الاصول' نصفه لبنت الاخ۔ نصیبُ ابیها والنصف الاخر بین ولدی الاخت: للذکر مثل حظ الانثیین' باعتبار الابدان' وتصح من تسعة

---

"تفضیل الذکر علی الانثٰی" کا قاعدہ اصول یعنی اخیافی بہن' بھائیوں میں تو ناقابل اعتبار ہے لیکن فروع میں قابل اعتبار۔

ثانیاً ..... اس لئے کہ ذووا الارحام کی توریث عصوبت کے معنی میں ہے تو پھر ان میں بھی مذکر کو مونث پر فضیلت حاصل ہو گی جیسے عصبات میں۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باعتبار الاصول انصافاً تقسیم ہو گا۔ اس لئے کہ ان کا استحقاق میراث ماں کی قرابت کی وجہ سے ہے اور اس قرابت میں مذکر کو مونث پر فضیلت حاصل نہیں۔ بلکہ کبھی انثیٰ مذکر پر فضیلت لے جاتی ہے۔ جیسے ام الام (نانی) اب الام (نانے) پر فضیلت رکھتی ہے۔

کیونکہ وہ جدۃ صحیحۃ ہونے کے باعث صاحبۃ الفرض حصہ دار ہے۔ جبکہ نانا جد فاسد ہونے کے باعث وراثت سے محروم ہے۔ لہٰذا

مدلیٰ بہ کے اعتبار سے اخیافیوں کی اولاد میں مال برابر برابر تقسیم ہو گا۔ جیسے مدلیٰ بہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اخیافی بہن' بھائی ثلث میں برابر تیسے ان کی اولاد بھی مال کی تقسیم میں برابر۔

اگر ذووا الارحام کی قسم ثالث قرب الی المیت میں برابر ہوں اور ان میں کوئی بھی اولاد عصبۃ میں سے نہ ہو یا تمام کے تمام اولاد عصبات میں سے ہوں یا بعض اولاد عصبات میں سے اور بعض اولاد اصحاب الفروض میں سے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مال کی تقسیم میں اقوی فی القرابۃ کا اعتبار ہو گا۔ لہٰذا اول حیثیت میں وہ ہو گا جس کا اصل "عینی" ہو گا۔ دوسری حیثیت میں وہ جس کا اصل "علاتی" اور تیسری میں وہ جس کا "اخیافی" ہو گا۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مال کی تقسیم فروع کی بجائے اصول میں ہو گی' لیکن تعداد فروع کی اور وصف اصل کی اصول میں معتبر ہو گی' پھر اصول میں سے جو کچھ کسی کو ملے گا وہ اس کے فروع میں "صنف اول" کی طرح تقسیم ہو گا۔ جیسے .....کوئی انسان تین متفرق بھائیوں کی تین بیٹیاں اور تین متفرق بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑ جائے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تمام مال "بنو الاعیان" کے فروع میں تقسیم ہوگا' وہ نہ ہوں تو "بنو العلات" کے فروع میں' نہیں تو پھر "بنو الاخیاف" کے فروع میں "للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی ..... ان کے ابدان کے اعتبار سے چار حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک $\frac{1}{3}$ حصہ مال بنو الاخیاف کے فروع میں برابر برابر تقسیم ہو گا کیونکہ ان کے اصول میں بھی مال برابر برابر ہی تقسیم ہوتا ہے۔

اور باقی $\frac{2}{3}$ حصہ مال بنو الاعیان کے فروع میں نصف نصف بوجہ فروع کی تعداد اصول میں معتبر ہونے کے لہٰذا $\frac{2}{3}$ کا نصف بنت الاخ کو اس کے باپ کا حصہ اور مابقی نصف اخت کے دونوں بچوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔

مسئلہ کی تشکیل 3 سے ہو گی اور تصحیح 9 سے۔

"تصریح"

یہ مسئلہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک 4 سے صحیح ہو گا لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک 9 سے کیونکہ ان کے ہاں اصل مسئلہ 3 سے تشکیل پاتا ہے جن میں سے 1 تینوں اخیافی بہن' بھائیوں کی اولاد کو اور باقی 2 حقیقی بہن' بھائیوں کی اولاد کو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ضابطہ "عدد الفروع ماخوذ فی الاصل" کے مطابق حقیقی بھائی کی بیٹی کو ایک اور حقیقی بہن کی بیٹی اور بیٹے دونوں کو ایک "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیٹا چونکہ قائم مقام دو بیٹیوں کے ہوتا ہے لہٰذا یوں سمجھئے جیسے بہن کی تین بیٹیاں ہیں۔ اور ایک جیسے تین اخیافی بہن' بھائیوں کی اولاد میں صحیح منقسم نہیں ہوتا تیسے ایک حقیقی بہن کی اولاد تین بیٹیوں میں بھی صحیح تقسیم نہیں ہوتا۔ لہٰذا اخیافی بہن' بھائیوں کی اولاد کے رؤوس 3 اور ان کے حصہ 1 نیز عینی بہن کی اولاد کے رؤوس 3 اور ان کے حصہ میں مماثلت کے باعث ایک کے رؤوس کی تعداد 3 کو اصل مسئلہ 3 میں ضرب دے کر مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی۔ لہٰذا

$3 \times 3 = 9$ سے تصحیح ہوگی۔

اصل مسئلہ سے اخیافی بہن' بھائیوں کو ایک ملا تھا مضروب 3 میں ضرب دینے سے حاصل ضرب 3 آئے گا جو ان میں ایک ایک کے حساب سے صحیح تقسیم ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ولو ترک ثلٰث بنات بنی اخوة متفرقین بهٰذه الصُّورَة:

| الاخ لاب وام | الاخ لاب | الاخ لام |
|---|---|---|
| ابن | ابن | ابن |
| بنت | بنت | بنت |

المال کلهٖ لبنت ابن الاخ لاب وام بالاتفاق لانها ولد العصبة ولها ایضًا قوة القرابة

---

عینی بھائی کی بیٹی کو بھی ایک ملا تھا مضروب میں ضرب دینے سے اب اسے 3 ملیں گے۔

عینی بہن کی بیٹی اور بیٹے کو بھی ایک ہی ملا تھا مضروب میں ضرب دینے سے اب انہیں 9 کی تصحیح سے 3 ملیں گے جو ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کی صورت میں تقسیم کرنے سے لڑکی کو 1 اور لڑکے کو 2 ملیں گے۔

اگر متوفی تین متفرق بھائیوں کے بیٹوں کی تین بیٹیاں چھوڑ جائے تو مال تمام کا تمام بالاتفاق عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی کو ملے گا' ایک تو اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد میں سے ہے' دوسرے اس لئے کہ اسے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قوت قرابت حاصل ہے' بخلاف بنت ابن الاخ لاب اور بنت ابن الاخ لام کے' جنھیں یہ قوت قرابت حاصل نہیں۔

"تصریح"

ماتنؒ نے صنف ثالث میں امام محمد رحمہ اللہ کے نظریہ کے مطابق جہات اور عدد فروع کے اصول میں اعتبار کئے جانے کی کوئی مثال بیان نہیں کی۔ لہٰذا بعض شارحین نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے۔ جیسے کوئی متوفی ترک

"ابن بنت الاخ لاب' وبنتی ابن اخت لاب' وهما ایضًا بنتا بنت لاب وام وایضًا ترک بنت ابن اخت لام' بهٰذه الصورة"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| اخ لاب | اخت لاب اخت لاب وام | اخت لام |
|---|---|---|
| بنت | ابن بنت | ابن |
| ابن | بنتی | بنت |

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تمام ترکہ حقیقی بہن کی دونوں نواسیوں کو بوجہ قوت قرابت ملے گا اور باقی ورثاء محجوب ہوں گے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اصول میں جہات اور عدد فروع کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم ہو گا اور جو کچھ اصول کے حصے میں آئے گا وہ آگے ان کے اپنے اپنے فروع کو ملے گا۔

لہٰذا صورت مذکورہ میں اصل مسئلہ بوجہ سدس کے پائے جانے کے 6 سے تشکیل پائے گا۔ جس میں سے اخیافی بہن کو سدس 1' حقیقی بہن کو بوجہ فروع کی تعداد کے اصل میں معتبر ہونے سے 4' ثلثان۔ علاتی بھائی اور بہن کو "مابقی للذکر مثل حظ الانثیین عصبۃً" "1"

لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے اصل کے مطابق فروع کی تعداد اصل میں ماخوذ ہونے سے علاتی بہن ایک کی بجائے دو متصور ہوں گی۔ لہٰذا علاتی بھائی اور بہن میں ان کا حصہ انصافاً تقسیم ہو گا۔ چونکہ ایک حصہ ان پر مستقیم بلاکسر تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا نصف کے مخرج دو کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر 6 x 2 = 12 سے تصحیح کی کوشش کی جائے گی۔

اب 6 کی تصحیح سے جو کچھ کسی کو ملا اسے مضروب 2 میں ضرب دے کر 12 کی تصحیح سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ لہٰذا اب اخیافی بہن کو 2' حقیقی بہن کو 8' علاتی بھائی اور بہن کو 2 ملیں گے جن میں سے علاتی بھائی کو ایک اور بہن کو بھی ایک حصہ میں آئے گا۔ لیکن بہن کا حصہ نیچے دو پوتیوں پر مستقیم تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا پھر نصف کے مخرج 2 کو تصحیح ثانی میں ضرب دے کر مسئلہ کی تصحیح کی جائے گی۔ تو اب 12 x 2 = 24 میں سے اخیافی بہن کو 4' حقیقی بہن کو 16 علاتی بھائی بہن کو 4 ملیں گے۔

علاتی بھائی' بہن کا حصہ ان میں نصف نصف تقسیم ہو گا۔ بہن کے دو حصے نیچے اس کی دو پوتیوں میں ایک ایک کے حساب سے پورا پورا تقسیم ہوں گے۔ اور حقیقی بہن کی دو نواسیوں کو جو علاتی بہن کی بھی پوتیاں ہیں۔ دونوں جہتوں سے اٹھارہ ملیں گے جن میں سے ہر ایک کو نو' نو حصہ میں آئیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصل فِیْ الصِّنف الرّابع

الحکم فیهم انه اذا انفرد واحد منهم استحق المال کله لعدم المزاحم وان اجتمعوا وکان حیز قرابتهم متحدًا کالعمات والاعمام لام والاخوال والخالات فالاقویٰ منهم اولٰی بالاجماع اعنی من کان لاب وام اولٰی ممن کان لاب ومن کان لاب اولٰی ممن کان لام ذکورًا کانوا او اناثًا وان کانوا ذکورًا واناثًا واستوت قرابتهم فللذکر مثل حظ الانثیین' کعم و عمة کلاهما لام او خال وخالة کلاهما لاب وام' او لاب' او لام۔

وان کان حیز قرابتهم مختلفًا' فلا اعتبار لقوة القرابة کعمة لاب وام' وخالة لام' او خالة لاب وام وعمة لام' فالثلثان لقرابة الاب وهو نصیب الاب والثلث لقرابة الام وهو نصیب الام' ثم ما اصاب کل فریق یقسم بینهم کما لواتحد حیز قرابتهم۔

---

"الصنف الرابع ....."

اس قسم میں وہ ذووا الارحام داخل ہیں۔ جو "ینتسبون الی جدی المیت او جدتیه" یعنی عمات' "اخوال وخالات علی الاطلاق واعمام لام" پھوپھیاں' ماموں اور خالائیں' حقیقی ہوں' خواہ علاتی یا پھر اخیافی' اور اخیافی چچے' نیز ان سب کی اولاد اور اولاد در اولاد۔

خیال رہے! اخیافی چچا' پھوپھی اور خالہ نیز ماموں دس اقسام میں منحصر ہیں۔ چار من جہۃ الاب اور چھ من' جہۃ الام۔ عینی' علاتی' اخیافی پھوپھیاں' نیز اخیافی چچا یہ تو چار باپ کی جانب سے ذووا الارحام ہوئے اور عینی' علاتی' اخیافی ماموں' اور ایسی ہی تین قسم کی خالائیں یہ چھ ماں کی طرف سے ہوئے۔

ان اعمام' اخوال' عمات' اور خالات میں تفاوت فی القرب تو نہیں ہاں ان کی اولادوں میں آگے چل کر ہو سکتا ہے' جہاں اقرب فالاقرب کا اعتبار ہو گا۔ ان مذکورہ دس ذووا الارحام کی دو حالتیں ہیں۔

(ا) اس میں سبھی کے سبھی حیز قرابت میں ماں کی جانب سے ہوں' یا باپ کی طرف سے' جو بھی ان میں اقویٰ فی القرابت ہو گا وہ مقدم فی المیراث ہو گا' خواہ کوئی لڑکی ہی کیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ ہو' یعنی ..... عینی علاتی پر اور علاتی اخیافی پر مقدم ہو گا۔

(۲) اس میں ان کی قرابت کا حیز مختلف ہو گا' یعنی ..... بعض کی قرابت باپ کی طرف سے اور بعض کی ماں کی طرف سے ہو گی' ایسی صورت میں باپ کی قرابت والوں کو دو ثلث $\frac{2}{3}$ اور ماں کی قرابت والوں کو ایک ثلث $\frac{1}{3}$ دیا جائے گا' مثلاً اگر کوئی متوفی پھوپھی اور خالہ چھوڑ جائے تو جمیع مال متروکہ کا دو ثلث پھوپھی کو اور ایک ثلث خالہ کو دیا جائے گا۔

ان مذکورہ دو حالتوں کو مد نظر رکھ کر مصنف فرماتے ہیں۔

(ا) "الحکم فیھم انه اذا انفرد واحد منھم" یعنی ..... جب ذووا الارحام کی صنف رابع میں ایک ہی انسان ہو تو وہ بوجہ کسی دوسرے حصہ دار کے نہ ہونے کے جمیع متروکہ مال کا مالک اور وارث ہو گا۔ "کما ترک عما واحدًا وخالاً واحدًا"

(۲) اور اگر کئی ایک انسان ہوں اور ان کا حیز قرابت بھی متحد ہو تو پھر جو ان میں اقویٰ فی القرابت ہو گا۔ خواہ کوئی عورت ہی کیوں نہ ہو۔ وہی اولی بالمیراث ہو گا' جیسے ..... پھوپھیاں اور اخیافی چچے یا ماموں اور خالات' جو بھی ان میں سے لاب وام ہو گا وہ وراثت میں ایسے انسان سے بہتر ہو گا جو صرف لاب ہو گا اور صرف باپ کی جانب سے جو ہو گا وہ بنسبت اس کے بہتر ہو گا جو صرف ماں کی طرف سے ہو گا اور یہ اس لئے کہ جانبین کی قرابت اقویٰ ہے اور ایسے ہی قرابت الاب ماں کی قرابت سے اقویٰ ہے لہٰذا حقیقی پھوپھی' علاتی پھوپھی اور اخیافی چچا اور پھوپھی سے اولیٰ بالمیراث ہو گی اور ایسے ہی ماموں اور خالہ بھی حیز قرابت کے متحد ہونے کی صورت میں اگر وہ قرابت میں بھی برابر ہیں تو پھر ان میں مال "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ جیسے چچا' پھوپھی' یا خال اور خالہ دونوں ماں باپ کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے۔

اور اگر ان کا حیز قرابت مختلف ہو تو پھر قوت قرابت کا کوئی اعتبار نہ ہو گا' بلکہ دو ثلث جمیع مال کا باپ کی جانب سے ذووا الارحام کے لئے ہو گا اور ایک ثلث ماں کی طرف سے ذووا الارحام کے لئے پھر جو ہر فریق کے حصے آئے گا اس کو ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کیا جائے گا۔ جیسے مذکور فی المتن مثال میں باپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرابت والوں کو دو ثلث $\frac{2}{3}$ اور ماں کی قرابت والوں کو ایک ثلث $\frac{1}{3}$ ملے گا۔ پھر جو کسی فریق کو ملے گا وہ اس میں یوں تقسیم ہو گا۔

اگر عمات ایک سے زیادہ ہیں تو ان کا حصہ دو ثلث $\frac{2}{3}$ ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ ایسے ہی خالات میں بھی اگر ایک سے زیادہ ہیں تو ان کا ایک ثلث $\frac{1}{3}$ ان میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی فریق میں مرد وزن دونوں موجود ہوں تو پھر "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ جیسے اخیافی چچا اور چچی میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فَصْلٌ فِیْ اَوْلَادِھِمْ

الحکم فیھم کالحکم فی الصنف الاول۔

---

ذووا الارحام کی صنف رابع کی اولاد کا حکم وراثت میں ذووا الارحام کی صنف اول ہی کے مماثل ہے' یعنی .....اولیٰ بالمیراث وہ ہو گا جو اقرب الی المیت ہو گا' خواہ کسی ہی جانب سے ہو' باپ کی طرف سے یا ماں کی جانب سے۔

خیال رہے! ان کی آٹھ حالتیں ہیں:

(۱) جب درجات میں وہ متفاوت ہوں تو اقرب الی المیت مقدم فی الوراثت ہو گا' لہٰذا پھوپھی اور خالہ کی اولاد' پھوپھی کی اولاد اور خالہ کی اولاد سے بوجہ قرب کے مقدم ہوگی۔

(۲) اس حالت میں جبکہ درجات اور حیز قرابت میں تو وہ متحد اور مساوی ہوں آگے خواہ وہ ماں کی جانب سے ہوں یا باپ کی طرف سے' عصبہ کی اولاد ہوں' یا ذو رحم کی' جو بھی اقوی فی القرابت ہو گا مقدم فی المیراث ہو گا۔ لہٰذا جو ذو رحم ماں باپ دونوں کی طرف سے ہو گا وہ ایسے ذو رحم سے جو صرف باپ کی طرف سے ہو گا بوجہ قوت قرابت کے مقدم ہو گا۔ اور اگر قوت قرابت میں برابر ہوں تو پھر وہ مساوی فی المیراث ہوں گے۔

(۳) درجات میں تو وہ برابر اور حیز قرابت میں بھی وہ متحد ہیں' لیکن بعض ان میں سے اولاد عصبہ ہیں' جبکہ بعض اولاد ذو رحم' ایسی صورت میں عصبہ کی اولاد مقدم فی المیراث ہو گی' جیسے حقیقی چچا کی بیٹی اور حقیقی پھوپھی کا بیٹا ہو تو وراثت چچے کی بیٹی کو ملے گی' کیونکہ وہ عصبہ کی بیٹی ہے۔

(۴) اور اگر حیز قرابت مختلف ہو لیکن بعض ولد العصبۃ اور بعض ولد ذی الرحم ہوں' جیسے ..... ایک طرف چچا کی بیٹی اور دوسری طرف ماموں کا بیٹا تو یہ صورت مختلف فیہ ہے' بعض فقہاء کے نزدیک ماموں کا بیٹا محروم رہے گا اور تمام تر مال چچا کی بیٹی کو ملے گا' لیکن بعض دوسروں کے نزدیک مال کی تقسیم یوں ہو گی۔

دو ثلث مال $\frac{2}{3}$ چچا کی بیٹی کو' اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ ماموں کے بیٹے کو'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ماتن اور صاحب ہدایہ کا یہی خیال ہے۔

(۵) اس حالت میں ان کی قرابت کا حیز تو مختلف ہے' لیکن ہیں تمام کے تمام اولاد ذو رحم میں سے' جیسے ایک طرف پھوپھی کی بیٹی اور دوسری طرف خالہ کی بیٹی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعنی: اولٰهم بالميراث اقربهم الى الميت' من اى جهة كان' وان استووا فى القرب' وكان حيز قرابتهم متحدا فمن كانت له قوة القرابة' فهو اولٰى بالاجماع۔

وان استووا فى القرب والقرابة وكان حيز قرابتهم متحدًا فولد العصبة اولٰى كبنت العم وابن العمة' كلامهما لاب وام او لاب المال كله لبنت العم لانها ولد العصبة۔

وان كان احدهما لاب وام' والاخر لاب: المال كله لمن كان له قوة القرابة فى ظاهر الرواية۔ قياسًا علٰى خالة لاب مع كونها ولد ذى رحم هى اولٰى بقوة القرابة من الخالة لام مع كونها ولد الوارثة' لان الترجيع لمعنى فيه۔وهو قوة القرابة اولٰى من الترجيع لمعنى فى غيره وهو الادلاء بالوارث۔

وقال بعضهم: المال كله لبنت العم لاب' لانها ولد العصبة' وان استووا فى القرب ولٰكن اختلف حيز قرابتهم فلا اعتبار لقوة القرابة' ولا لولد العصبة فى ظاهر الرواية: قياسًا علٰى عمة لاب وام مع كونها ذات القرابتين' وولد الوارث من الجهتين' هى ليست باولٰى من الخالة لاب او لام۔ لكن الثلثين لمن يدلى بقرابة الاب فتعتبر فيهم قوة القرابة ثم ولد العصبة والثلث لمن يدلى بقرابة الام وتعتبر فيهم قوة القرابة۔

---

ایسی صورت میں مال کا دو ثلث = $\frac{2}{3}$ قرابت باپ کو اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ قرابت ماں کو ملے گا' یعنی پھوپھی کی بیٹی کو $\frac{2}{3}$ اور خالہ کی بیٹی کو $\frac{1}{3}$

(۶) درجات میں تو وہ برابر ہیں لیکن ان کے اصول کی صفت ذکورۃ وانوثۃ میں مختلف ہونے کے ساتھ بطون میں تعدد ہے' ایسی حالت میں مال کو اولاً بطن اول میں تقسیم کیا جائے گا' جہاں ذکورۃ وانوثۃ میں اختلاف ہو گا۔

(۷) اس حالت میں جبکہ مال اصول میں تقسیم کیا جائے گا تعداد فروع کی اصول میں معتبر ہو گی۔

(۸) اس حالت میں جبکہ مال اصول کی بجائے فروع میں تقسیم ہو گا' جہات اصول کا اعتبار فروع میں معتبر ہو گا' جیسے صنف اول اور ثالث میں بیان ہو چکا ہے۔

لہٰذا ان مذکورہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ماتن پہلی حالت کے مطابق کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اولٰھم بالمیراث اقربھم الی المیت ....."

اور دوسری حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے:

"وان استووا فی القرب ....."

اور تیسری حالت کے متعلق کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم عند ابی یوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ ما اصاب کل فریق یقسم علٰی ابدان فروعهم مع اعتبار عدد الجهات فی الفروع۔

وعند محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ یقسم المال علی اول بطن اختلف مع اعتبار عدد الفروع والجهات فی الاصول کما فی الصنف الاول۔

ثم ینتقل هٰذا الحکم الی جهة عمومة ابویه وخوولتهما ثم الٰی اولادهم ثم الٰی جهة عمومة ابوی ابویه و خوولتهما ثم الٰی اولادهم' کما فی العصبات۔

---

"وان استووا فی القرب والقرابة ....."

جیسے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا۔ چچا اور پھوپھی دونوں عینی ہوں یا علاتی۔ مال تمام کا تمام عصبۃ کی اولاد ہونے کے باعث چچا کی بیٹی کو ملے گا۔

اور اگر چچا اور پھوپھی میں سے کوئی ایک ماں باپ دونوں کی طرف سے ہوں اور دوسرا صرف باپ کی طرف سے تو تمام مال ظاہر روایت کے مطابق اسے ملے گا جسے قوۃ قرابت نصیب ہو گی' جیسے ..... خالۃ لاب اور خالۃ لام میں سے قوۃ قرابت کے باعث مال تمام کا تمام خالۃ لاب کو ہی ملے گا۔ حالانکہ خالۃ لاب ذو رحم کی اولاد میں سے ہے' جبکہ خالۃ لام' وارث کی اولاد میں سے' لیکن ترجیح خالۃ لاب کو بوجہ قوت قرابت کے ہوگی' کیونکہ باپ کی طرف سے قرابت بنسبت ماں کی طرف سے قرابت سے قوی ہے۔

چوتھی اور پانچویں حالت کا بیان ماتن قدرے اجمال سے: "وان استووا فی القرب ولکن اختلف حیز قرابتهم فلا اعتبار لقوة القرابة ولا لولد العصبة" میں کرتے ہیں' نیز چھٹی کا ضمناً اور ساتویں' آٹھویں کا قدرے وضاحت سے بیان: "ثم عند ابی یوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ ما اصاب کل فریق یقسم علٰی ابدان فروعهم" میں کرتے ہیں۔

مثلاً کوئی انسان اپنی وفات پر ذیل کے ورثاء چھوڑ جاتا ہے۔

علاتی پھوپھی کے دو نواسے' علاتی پھوپھی کی دو پوتیاں جو علاتی چچا کی بھی نواسیاں ہیں۔

بهذه الصورة:

| عمۃ لاب | عمۃ لاب | عم لاب |
|---|---|---|
| بنت | ابن | بنت |
| ابنی | | بنتی |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز علاتی خالہ کی دو نواسیاں' علاتی خالہ کے دو پوتے جو علاتی ماموں کے نواسے بھی ہیں۔

بہذہ الصورۃ:

| خالۃ لاب | خالۃ لاب | خال لاب |
|---|---|---|
| بنت | ابن | بنت |
| بنتی | ابنی | |

اصل مسئلہ سابقہ ضابطہ کے مطابق 3 سے تشکیل پائے گا جس میں سے دو ثلث $\frac{2}{3}$ قرابت اب کے لئے اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ قرابت ام کے لئے ہو گا۔

لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فروع پر تقسیم کی تصحیح تیس سے ہو گی۔ اس لئے کہ فریق اب کو جو ثلثان کی صورت میں 2 ملے ہیں وہ ان کے رؤوس پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے جو تعداد میں 4 ہیں۔

دو علاتی پھوپھی کے نواسے اور باعتبار جہات کے علاتی پھوپھی اور علاتی چچا کی چار پوتیاں اور نواسیاں جو بالاختصار دو بیٹوں کے قائم مقام ہیں۔ تاہم ان کے رؤوس 4 اور ان کے حصہ 2 میں توافق بالنصف پایا جاتا ہے جس کے باعث ان کے رؤوس کی تعداد نصف شمار ہو گی۔ اور فریق ام کو ثلث کی صورت میں 1 ملا جو فروع میں جہات کے اعتبار سے ان کے رؤوس 5 پر صحیح منقسم نہیں۔ نیز ان کے حصے اور رؤوس میں مبانیت ہے۔

لہٰذا فریق اب کے رؤوس 2 کو فریق ام کے رؤوس 5 میں (جن کے درمیان نسبت تباین کی ہے) ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ 3 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

$2 \times 5 \times 3 = 30$ سے تصحیح ہو گی۔ جس میں سے دو ثلث 20 فریق اب کو ملیں گے جن میں سے 10 علاتی پھوپھی کے دو نواسوں کو اور 10 علاتی پھوپھی اور علاتی چچا کی پوتیوں اور نواسیوں کو۔ اور باقی ایک ثلث 10 فریق ام کو جن میں سے 8 علاتی خالہ اور علاتی ماموں کے دو پوتوں' نواسوں کو ملیں گے اور 2 علاتی خالہ کی دو نواسیوں کو۔

امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں مسئلہ کی تصحیح 36 سے ہو گی کیونکہ ان کے ضابطہ کے مطابق مال بطن اول مختلف فیہ میں جہات اور عدد فروع کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا فریق اب میں علاتی عم کو دو عم کے برابر تصور کیا جائے گا جو چار عمات کے برابر ہوں گے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہر ایک علاتی عمۃ دو دو کے برابر لہٰذا آٹھ عمات کے جمع ہو جانے پر جب ان میں اختصار کیا جائے گا تو وہ عم جو بمرتبہ چار عمات کے ہے برابر ایک کے اور باقی ماندہ چار برابر ایک کے شمار ہوں گے۔ جب ان کا حصہ دو ثلث $\frac{2}{3}$ ان میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کو حصہ میں ایک ایک آئے گا۔

ایسے ہی فریق ام میں بھی علاتی خال بمرتبہ دو خال کے ہو گا جو برابر چار خالات ہوں گے اور ہر ایک دو علاتی خالات میں سے جہات اور عدد فروع کا اصول میں اعتبار کرنے سے دو دو شمار ہوں گی۔ لہٰذا یہاں بھی مجموعۃً آٹھ خالات جمع ہو گئیں جب ان کا عدد رؤوس میں اختصار کیا جائے گا تو وہ خال جو بمرتبہ چار خالات کے تھا ایک خال شمار ہو گا اور باقی ماندہ چار خالات بمرتبہ ایک خال کے۔

اور جو انہیں اصل مسئلہ کے ثلث کے اعتبار سے ایک ملا تھا وہ ان دو اخوال پر مستقیم تقسیم نہیں ہوتا' لہٰذا ان کے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کر $2 \times 3 = 6$ حاصل ضرب سے تصحیح کی کوشش کی جائے گی۔ جس میں سے فریق اب کو 4 حصے میں آئیں گے جن میں سے 2 علاتی عم کو دیئے جائیں گے جو نیچے اس کے فروع میں بنتی بنت کو دے دیئے جائیں گے۔ جو آپس میں ایک ایک تقسیم کر لیں گی۔

اور فریق اب کے حصہ میں سے دوسرے 2 دو علاتی عمات کو دیئے جائیں گے اور انہیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ضابطہ کے مطابق ایک طائفہ قرار دیتے ہوئے نیچے بطن مختلف فیہ میں تقسیم کیا جائے گا جس میں فروع کی تعداد اصل میں اعتبار کرنے سے بیٹا بمرتبہ دو بیٹوں کے اور بیٹی بمرتبہ دو بیٹیوں کے متصور ہو گی۔

رؤوس میں اختصار سے دو بیٹیاں ایک بیٹے کے قائم مقام ہوں گی لہٰذا مجموعاً رؤوس کی تعداد 3 سامنے آئے گی۔ دونوں علاتی عمات کا حصہ 2 تھا جو رؤوس کی تعداد 3 پر مستقیم تقسیم نہیں ہوتا بلکہ ان کے درمیان مباینت ہے۔ لہٰذا 3 رؤوس اپنی جگہ بحال رہیں گے۔ اور فریق ام کو 6 کے مسئلہ سے 2 ملے جن میں سے 1 علاتی خال کو دیا جائے گا اور دوسرا دونوں علاتی خالات کو ایک طائفہ قرار دیتے ہوئے دیا جائے گا۔

جب علاتی خال کا حصہ 1 اس کے اپنی بنت کو منتقل ہو گا تو وہ ان پر مستقیم تقسیم نہ ہو گا لہٰذا ان کے عدد رؤوس 2 بھی اپنی جگہ بحال رہیں گے۔ پھر جب ہم علاتی خالات کے بطن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثانی میں نظر ڈالتے ہیں تو وہاں ایک بیٹا دو کے قائم مقام اور ایک بیٹی دو بیٹیوں کے قائم مقام تعداد الفروع فی الاصول کے اعتبار سے نظر آتے ہیں جو اختصاراً مجموعاً تین بیٹوں کے قائم مقام ہیں۔

جن پر دو علاتی خالات کا 1 حصہ مستقیم تقسیم نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کے عدد رؤوس کو بھی محفوظ رکھا جائے گا۔ اب ہم جب محفوظ رؤوس کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں تو وہ مندرجہ ذیل نظر آتے ہیں۔ 3۔2۔3

تین اور تین میں تو نسبت مماثلت ہے لہٰذا حسابی عمل میں ان میں سے ایک ہی تعداد کافی ہو گی اور دو اور تین کے درمیان نسبت تباین کی ہے لہٰذا ایک کو دوسرے میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 3 x 2 = 6 آئے گا اسے اصل مسئلہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب 6 x 6 = 36 سے مسئلہ کی تصحیح کر لی جائے گی۔ اصل مسئلہ 6 سے فریق اب کے لئے 4 تھے لہٰذا مضروب 6 میں ضرب دینے سے جو 4 x 6 = 24 حاصل ضرب آئے گا وہ 36 کی تصحیح سے ان کا حصہ ہو گا۔ جس میں سے بنت العم کی دو بیٹیوں کے حصہ 2 کو مضروب 6 میں ضرب دے کر 2 x 6 = 12 ان کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا جو آپس میں انصافاً تقسیم کر لیں گی۔ نیز ان کے حصہ جو عمۃ علاتی سے ملا وہ ایک ہے مضروب مذکور میں ضرب دینے سے مزید انہیں 6 ملیں گے لہٰذا 24 میں سے ان کے کل حصص 12 + 6 = 18 ہوئے جو ہر ایک کو 9۔9 کی تعداد میں نصیب ہوں گے۔ اور جو علاتی عمۃ کے دو نواسوں کو حصہ میں ملا تھا اسے مضروب میں ضرب دے کر ان کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔

انہیں مسئلہ 6 سے ایک ملا تھا لہٰذا 1 x 6 = 6 انہیں دیئے جائیں گے۔ یوں 24 حصص فریق اب میں تقسیم ہوں گے۔ ایسے ہی فریق ام کے لئے اصل مسئلہ 6 سے 2 حصے تھے جن کو مضروب 6 میں ضرب دے کر 36 کی تصحیح سے ان کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ لہٰذا 2 x 6 = 12 ان کا حصہ ہو گا جن میں سے علاتی خال کے دو نواسوں کو 6 کی تصحیح سے ملنے والے 1 حصہ کو مضروب 6 میں ضرب دینے سے ان کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا جسے دونوں میں انصافاً تقسیم کرنے سے ہر ایک کو تین تین حصہ میں آئیں گے۔

ایسے ہی جب ہم علاتی خالات کے فروع کے حصہ کو مضروب میں ضرب دیں گے تو 6 حصے ہی برآمد ہوں گے کیونکہ ان کا حصہ بھی 6 کی تصحیح سے 1 ہی تھا لہٰذا 1 x 6 = 6 میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علاتی خالۃ کے دو پوتوں کو 4 ملے جو ان میں 2 ۔ 2 برابر تقسیم ہوں گے۔ اس لحاظ سے علاتی خال اور خالۃ کے بطن ثالث میں مشترکہ دو نواسوں اور پوتوں کو 5 ۔ 5 حصے نصیب ہوئے جن میں سے 3 ۔ 3 من جہۃ الخال اور 2 ۔ 2 من جہۃ الخالۃ۔ اور علاتی خالۃ کی دو نواسیوں کو 2 جن میں سے ہر ایک کو ایک ایک نصیب ہو گا یوں فریق ام کے 12 حصص ان میں تقسیم ہوں گے۔

پھر یہی مذکور حکم مفصل میت کے اعمام لام' عمات اور اخوال وخالات اور ان کی اولاد کے نہ ہونے پر میت کے باپ کے اخیافی چچا' پھوپھی' خالہ اور خال کی طرف نیز میت کی ماں کی پھوپھی' خالۃ' خال اور چچا کی طرف منتقل ہو گا۔

اگر ان میں سے کوئی منفرد ہو گا تو عدم مزاحم کے باعث وہ جمیع ترکہ کا مالک ہو گا اگر کئی ایک جمع ہو جائیں بشرطیکہ جیز قرابت متحد ہو تو پھر ان میں سے جو بھی اقویٰ ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ خواہ وہ مذکر ہو یا مونث۔

اگر قرابت میں بھی مساوی ہوں تو پھر ان میں ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ اور اگر ان کا جیز قرابت مختلف ہے تو پھر ثلثان $\frac{2}{3}$ قرابت اب کے لئے اور ایک ثلث $\frac{1}{3}$ قرابت ام کے لئے ہو گا۔

اگر میت کے باپ کے اعمام اخوال' عمات وخالات میں سے بھی کوئی موجود نہ ہو تو پھر ان کی اولاد کی طرف ترکہ منتقل ہو گا۔ جیسے صنف رابع کی اولاد کی طرف ہوتا ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کے باپ کے اعمام لام' عمات اور اخوال وخالات کی طرف منتقل ہو گا۔ پھر ان کی اولاد کی طرف علی ہذا القیاس۔

"دفع دخل مقدر"

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صنف رابع کی اولاد کو علیحدہ فصل میں تتمہ کے طور پر اس لئے بیان کیا ہے کہ فصل اول میں اولاد البنات اور اولاد بنات الابن نیز فصل ثالث میں اولاد الاخوات وبنات الاخوۃ اور بنو الاخوۃ لام کے الفاظ عام ہیں جو بلاواسطہ اور بالواسطہ نیچے تک کی اولاد کو شامل ہیں۔

ایسے ہی فصل ثانی میں *اجداد الساقطون اور جدات الساقطات* کے الفاظ عام ہیں جو اوپر کے اجداد اور جدات کو بھی شامل ہیں۔ لہٰذا ان کو علیحدہ علیحدہ فصول میں بیان کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضرورت نہ تھی۔ بخلاف صنف رابع کے جس میں اعمام وعمات اور اخوال وخالات کی تعبیر خواہ کسی بھی عبارت سے کی جائے ان کی اولاد کو شامل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس صنف کی اولاد کے لئے علیحدہ فصل ہی مناسب تھی جو مصنف رحمہ اللہ نے ذکر کر دی۔

"التصریح علی الاقسام الاربعة ....."

ذووا الارحام مطلقاً قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے خواہ وہ باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی جانب سے کیونکہ کلمۃ "ارحام" کا اطلاق واستعمال لغتاً وشرعاً اقارب پر بالعموم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے فرامین سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

(۱) واتقوا اللّٰه الذی تسائلون به والارحام۔

(۲) فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم

وقال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم: "من احب ان یبسط له فی رزقه' وینسئاله فی اجله فلیصل رحمه"

"ذووا الارحام کی توریث کے دلائل"

ذووا الارحام کی توریث کے قائل حضرت عمر' علی وغیرہم رضی اللہ عنہم ' حنفیہ اور حنابلہ کا استدلال تین چیزوں سے ہے۔

کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور استدلال بالمعقول

(۱) "استدلال بالکتاب" اللہ تعالیٰ کے فرمان: "واولو الارحام بعضهم اولٰی ببعض فی کتاب اللّٰه" سے ان کا استدلال یوں ہے کہ "اولو الارحام" عام ہے جو جمیع اقارب کو شامل ہے خواہ وہ اصحاب الفروض سے ہوں یا اصحاب العصبات سے یا پھر ان دونوں کے غیر سے۔ جب یہ جمیع اقارب کو بلا تفریق شامل ہو گا تو آیت کریمۃ کا مفہوم یہ ہو گا۔ "الاقارب ایامن کانوا فهم احق بمیراث بعضهم بسبب القرابة" یعنی قریبی رشتہ دار خواہ وہ کسی قسم کے ہوں قرابت کی بنیاد پر وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ خواہ وہ ذووا الارحام ہی کیوں نہ ہوں۔

آیت کا تقاضا یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار غیر کی بنسبت اپنے قریبی کا زیادہ حق دار ہے لہٰذا ذووا الارحام اپنے رشتہ دار کے بنسبت بیت المال کے زیادہ حق دار ہوں گے۔

ثانیاً: ان کا استدلال اللہ تعالیٰ کے فرمان: "للرجال نصیب مما ترک الوالدان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



والاقربون وللنساء نصيب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر نصيبًا مفروضًا" سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو اپنے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ برابر کا حصہ دار بنایا ہے۔

یعنی آیت سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ ترکہ میں اقرباء بھی شریک ہیں۔ اور ذووا الارحام بالاتفاق اقرباء میں داخل ہیں۔ لہٰذا وہ متوفی کے ترکہ کے کیونکر مالک نہ ہوں گے۔

نیز یہ آیت کریمہ شروع اسلام کے توارث بالموالات کو منسوخ قرار دیتے ہوئے بلا تفریق اقرباء کی توریث کو مشروع قرار دے رہی ہے۔ لہٰذا آیت توریث ذووا الارحام میں صراحۃ واضحۃ الدلالت ہے۔

(۲) استدلال بالسنة

اولاً: حضرت ثابت بن وحداح کی وفات پر حضرت قیس بن عاصم سے آپ کے فرمان "هل تعرفون له نسبًا فيكم' فقال انه كان فينا غريبًا ولا نعرف له الا ابن اخته هو (ابو لبابة بن عبد المنذر) فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ميراثه له" سے ہے۔

یعنی آپ نے اس کے اصحاب الفروض اور عصبات میں سے کسی وارث کے نہ ہونے پر اس کا ترکہ ابن اخت (بھانجے) کو دے دیا اور یہ بات قطعی ہے کہ ابن اخت (بھانجا) ذووا الارحام ہی سے ہے کیونکہ وہ نہ ہی تو اصحاب الفروض سے ہے اور نہ ہی عصبات میں سے نیز نبی کریم ﷺ کے اسے وارث بنا دینے سے معلوم ہوا کہ اقارب من ذوی الارحام وارث ہیں جبکہ اصحاب الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو۔

ثانیاً: اس اثر سے ہے: "روى ان رجلاً رمى سهل بن حنيف بسهم فقتله' ولم يكن له وارث الاخالهٗ فكتب ابو عبيدة بن الجراح الى عمر بن الخطاب يسئاله فى ذٰلك' فاجابه عمر بان النبى صلى الله عليه وسلم: قال الخال وارث من لا وارث له"

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ تیر لگنے سے وفات پاجاتے ہیں جن کا ماموں کے علاوہ کوئی وارث نہ تھا حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو انہوں نے جواباً لکھا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث ماموں ہے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ذووا الارحام وارث ہیں کیونکہ خال بالاتفاق نہ اصحاب الفروض سے ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور نہ ہی عصبات میں سے۔

بعض اصحاب کے ہاں "الخال وارث من لا وارث له" سے مقصود توریث کی نفی ہے نہ کہ اثبات جیسے "الصبر حیلة من لا حیلة له" میں مقصود صبر کے حیلہ ہونے کی نفی ہے نہ کہ اثبات' کیونکہ حیلہ تو کہتے ہیں "مایدفع المکروہ" کو اور صبر کی یہ کیفیت نہیں' لہٰذا آپ کا یہ فرمان ذووا الارحام کی توریث پر دال نہ ہوگا۔

لیکن یہ تشبیہہ اس لئے مخدوش ہے کہ حدیث کا ابتدائی حصہ اس کا موید نہیں۔ بلکہ اس کے مخالف ہے۔ مکمل حدیث یوں ہے:

"ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اللّٰہ ورسولہٗ مولٰی من لا مولٰی لہٗ' والخال وارث من لا وارث لہٗ"

جب حدیث کا ابتدائی حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی موالات کی نفی نہیں کرتا تو دوسرا حصہ خال کی وراثت کی نفی کیسے کر سکتا ہے؟ بلکہ حکم شرعی کلام مثبت میں ہے اس سے نفی کا ارادہ تو مخاطبین میں التباس کو دعوت دیتا ہے جو صاحب شریعت کی حیثیت اور شان کے خلاف ہے۔ لہٰذا "الخال وارث من لا وارث له" سے خال کی وراثت ثابت ہوگی۔

(۳) استدلال بالمعقول:

توریث کے قائل اصحاب عقلاً بھی ذووا الارحام کو بیت المال سے زیادہ متوفی کے ترکہ کا حق دار سمجھتے ہیں کیونکہ بیت المال متوفی سے صرف ایک رابطہ (رابطہ اسلام) رکھتا ہے اور ذووا الارحام میت سے دو رابطے (رابطہ اسلام اور رابطہ رحم) رکھتے ہیں۔ لہٰذا جس کی قرابت دو جہتوں سے ہوگی وہ یقیناً ایک جہت سے قرابت رکھنے والے سے اقوی ہوگا۔

جیسے حقیقی بھائی اور علاتی میں سے حقیقی بوجہ قوت قرابت کے متوفی کے جمیع مال کا مالک ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی بھائی کی قرابت دو جہتوں سے ہوتی ہے۔ (جہۃ الاب اور جہۃ الام سے) جبکہ علاتی کی صرف ایک جہت (جہت الاب) ہے۔

بس یہی قوت قرابت ذووا الارحام میں بھی موجود ہے تو پھر وہ کیونکر بیت المال سے اولیٰ بالوراثت نہ ہوں گے؟

## "ذووا الارحام کی عدم توریث"

عدم توریث کے قائلین میں سے حضرت زید بن ثابت' عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم (شافعیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور مالکیہ) کی حجت مندرجہ ذیل وجوہات پر مبنی ہے۔

اول: اصل ضابطہ اور قانون توریث میں یہ ہے کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ سے نص شرعی موجود ہو۔ چونکہ ان دونوں میں ذووا الارحام کی توریث کے بارے نص شرعی موجود نہیں لہٰذا ان کی توریث' توریث بلا دلیل ہے جو کہ باطل ہے' لہٰذا ذووا الارحام وارث نہ ہوں گے۔

ثانی: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد سئل عن میراث العمة والخالة' فقال اخبرنی جبریل ان لا شیئی لھما "یعنی آپ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں۔"

ہر ایک انسان جانتا ہے کہ پھوپھی اور خالہ ذووا الارحام میں سے ہیں جب ان کے لئے میراث میں حق نہیں تو پھر دوسرے ذووا الارحام کے لئے کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ ہو نہیں سکتا کہ پھوپھی اور خالہ کو تو نہ دیا جائے اور باقی ماندہ ذووا الارحام کو دیا جائے ایسے ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو باطل ہے۔ لہٰذا ذووا الارحام کی توریث باطل ہے۔

ثالث: یہ اصحاب' عقلی نقطہ نگاہ کے اعتبار سے بھی توریث کی نفی کرتے ہیں کہ جب ہم کسی کا ترکہ اصحاب الفروض اور عصبات کے نہ ہونے پر بیت المال کو دے دیں گے تو اس سے جمیع مسلمانوں کو کافی منافع اور فوائد حاصل ہوں گے۔ بخلاف ذووا الاحارم کو ترکہ دے دینے کے۔ اس میں ذووا الارحام کو تو فائدہ ضرور ہو گا لیکن دوسرے مسلمان بھائی اس میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ جبکہ قاعدہ فقہیہ یہ ہے: "ان تقدم المصلحة العامة علی المصلحة الخاصة" یعنی مصالح عامۃ کو خاصہ پر فوقیت حاصل ہے لہٰذا بیت المال ذووا الارحام پر مقدم ہو گا۔

"مذاہب مختلفہ میں ترجیح"

ادلۃ کے تقابل سے حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک بلحاظ دلیل اقوی اور واضح ہے۔

اولاً: ..... کیونکہ عدم توریث کے قائلین کا یہ کہنا کہ اس بارے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں صراحۃً اس کا ذکر موجود نہیں کافی حد تک کمزور ہے۔ کیونکہ "واولوا الارحام بعضھم اولٰی ببعض" اور "للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون .... الخ" سے جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیچھے گزر چکا ہے ذووا الارحام کی توریث کا ذکر ملتا ہے۔

ثانیاً: ..... ان کا یہ کہنا کہ "پھوپھی اور خالہ کے بارے آپ کے فرمان "اخبرنی جبریل ان لاشئی لھما" سے ذووا الارحام کی عدم توریث ثابت ہوتی ہے" کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث نزول آیت سے پہلے کی ہے۔ یا یہ روایت اس مفہوم پر محمول ہے کہ جب اصحاب الفروض من الرد اور عصبات موجود ہوں تو پھوپھی اور خالہ کو کچھ نہیں ملے گا۔

اور واقعہ ہی اصحاب الفروض من الرد اور عصبات کی موجودگی میں ذووا الارحام کو کچھ نہیں ملتا اور ظاہر بات اس روایت کے بارے یوں معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے صرف ذووا الارحام کی توریث کے بارے سوال نہیں کیا گیا تھا بلکہ سوال میں ذووا الفروض' عصبات اور ذووا الارحام سبھی تھے جن کے بارے سوال کیا گیا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ پھوپھی اور خالہ کے لئے کچھ نہیں۔ یعنی اصحاب الفروض الذین یرد علیھم اور عصبات کی موجودگی میں ان کے لئے کچھ نہیں۔

یہ تاویل اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ نے دوسری روایت میں یوں بھی فرمایا ہے: "الخال وارث من لا وارث لہ" اس تاویل کو تسلیم کیا جائے تو پھر دونوں روایات میں تطبیق ممکن ہو گی۔

ثالثاً: ..... عقلی اعتبار سے ان کا بیت المال کو ذووا الارحام سے بہتر ثابت کرنا خود عقلی نقطہ نگاہ کے اعتبار سے بھی راجح نہیں۔ کیونکہ ذووا الارحام کا رابطہ متوفی کے ترکہ سے دو طرح کا ہے جبکہ بیت المال کا ایک طرح کا۔ خصوصاً جبکہ قائلین کی رائے جمہور صحابہ' تابعین اور اکثریت کی رائے ہے۔

نیز قائلین کی رائے قوت دلیل کے ساتھ ساتھ اعدل' اسلم' اور اقرب الی الواقع بھی ہے کیونکہ جو ذووا الارحام کی بجائے بیت المال کو دینے کے قائل ہیں وہ یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ بیت المال کا نظم ونسق بھی ہونا چاہئے اور اس کا عادل منتظم بھی ہونا چاہئے جو حق دار کو اس کا حق دے سکے اور بیت المال کے مال کو صحیح مصارف میں صرف کر سکے۔

ظاہر ہے کہ ایسا بیت المال اور اس کا ایسا نظم ونسق فی زمانہ کہاں ہے؟ ایسا تو خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہی تھا۔ اب تو اہل اسلام کا ویسا نظم ونسق منتشر ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں منتشر اور متنافر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بار پھر مسلمانوں کو خلافت راشدہ کی سی خلافت کے تحت جمع کر دے لیکن اس کے لئے جمیع مسلمانوں کی عملی کوشش ضروری ہے۔)

اسی لئے متاخرین مالکیہ اور شافعیہ نے تیسری صدی ہجری میں جب دیکھا کہ بیت المال کا نظم ونسق فساد کا شکار ہو گیا ہے تو انہوں نے بیت المال پر ذووا الارحام کی توریث کی تقدیم کا فتوی دے دیا اور یہ ہی رائے ان کے ہاں بھی مفتٰی بہ قرارپائی۔

اس لحاظ سے اب یوں سمجھئے کہ تمام فقہاء کا تیسری صدی ہجری سے اب تک ذووا الارحام کی توریث پر اتفاق ہو گیا۔

"کیفیة توریث ذوی الارحام"

جمہور اہل علم ذووا الارحام کی توریث کے تو قائل ہیں لیکن وہ ان کی توریث کے طریقہ اور کیفیت میں تین مذاہب پر منقسم ہیں۔

(۱) مذہب اہل الرحم (۲) مذہب اہل التنزیل

(۳) مذہب اہل القرابت

(۱) اہل الرحم: تو ذووا الارحام میں ترکہ کو برابر تقسیم کرنے کے قائل ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ ان میں کوئی قریب ہو یا بعید' مذکر ہو یا مونث۔ ہر ایک ذو رحم ان کے ہاں بوجہ ذو رحم ہونے کے وارث ہو گا۔ لہٰذا "فیکون الترکة لهم علی السواء"۔ مثلاً کوئی انسان وفات کے وقت: پوتی' بھانجی' پھوپھی' خالہ اور اخیافی بھتیجا چھوڑ جائے تو ان تمام ذووا الارحام میں متوفی کا ترکہ برابر برابر تقسیم ہو گا۔ لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 5 سے ہو گی جس میں سے پوتی کو 1' بھانجی کو1' پھوپھی کو 1' خالہ کو 1' اور اخیافی بھتیجے کو بھی ایک دیا جائے گا۔

"وجہ تسمیہ"

اس مذہب کے حامیوں کو "اہل الرحم" سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ وہ ترکہ کی تقسیم میں ذووا الارحام کے درمیان کسی قسم کی تفریق کے قائل نہیں اور نہ ہی وہ قوت قرابت اور ضعف قرابت کا اعتبار کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اعتبار صرف قرابت رحم کا ہے جو مطلقاً جمیع ذووا الارحام کو جامع ہے۔ نوح بن دراج' حبیش بن مبشر اور ان کے متبعین اسی مسلک کے حامی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"ملاحظہ"

یہ مذہب غیر مشہور، ضعیف، اور مہجور قرار پایا، کیونکہ اس کی بنیاد قابل اعتماد علمی قواعد پر نہ رکھی گئی۔ اسی لئے آئمہ مجتہدین اور فقہاء نے اسے قابل اعتماد نہ سمجھا۔

(۲) اہل التنزیل ووجہ تسمیتھم:

انہیں اس نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کہ وہ ذووا الارحام میں سے فرع وارث کو اصل کے قائم مقام اتار کر ترکہ کو تقسیم کرنے کے قائل ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی وارث کے استحقاق وراثت کے لئے کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثبوت ضروری ہے۔

چونکہ یہاں ذووا الارحام کی وراثت کے لئے کوئی دلیل اور ثبوت نہیں لہٰذا وہ مدلی کو مدلیٰ بہ کے قائم مقام اتار کر وراثت کا استحقاق ثابت کرتے ہیں۔ اور اسے ترکہ میں سے وہ کچھ دیتے ہیں جو مدلیٰ بہ کا شرعاً حق ہے اس کی تائید میں ان کا کہنا ہے کہ ذووا الارحام میں سے جو کوئی اصحاب الفروض اور عصبات کی اولاد میں سے ہوتا ہے وہ دوسروں کی بنسبت اولیٰ بالمیراث ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مدلیٰ بہ مدلی کی وراثت میں موثر ہے۔ لیکن یہ دلیل اس لئے مخدوش ہے کہ اس سے مدلیٰ بہ کے غلام اور کافر ہونے کی صورت میں حرمان میراث بمعنی فی غیرہ لازم آتا ہے جو کہ غلط ہے لہٰذا ذووا الارحام کا استحقاق کسی ایسی وصف پر ہونا چاہئے جس کا تعلق رحم سے ہو اور وہ وصف قرابت ہی ہے۔ لہٰذا مدلیٰ بہ کی وساطت سے ذو رحم کا استحقاق غیر مناسب اور مخدوش ہو گا۔

الغرض وہ موجود ورثاء کو ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ ان اصل ورثاء کو ملحوظ رکھتے ہیں جن کی وساطت سے موجود ورثاء میت سے انتساب رکھتے ہیں اور موجود ورثاء کو وہی کچھ دیتے ہیں جو ان کے اصل (مدلیٰ بہم) ورثاء کو ملتا ہے۔

یہ مذہب امام احمد بن حنبل اور فقہاء شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ میں سے متاخرین کا ہے۔ حضرت علقمہ، شعبی، مسروق، ابو عبیدہ، قاسم بن سلام اور حسن بن زیاد وغیرہم رحمہم اللہ کا تعلق بھی اسی مذہب سے ہے۔

اب بعض امثلہ سے اس مذہب کی وضاحت ملاحظہ فرمایئے۔ مثلاً:

(ا) ..... "مات انسان عن بنت بنت، ابن اخت شقیقة وبنت اخ لاب"

اصحاب التنزیل چونکہ فروع میں ترکہ کی تقسیم کے وقت اصول کو ملحوظ رکھتے ہیں لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت مذکورہ میں یوں سمجھئے کہ متوفی بنت' اخت شقیقہ اور اخ لاب کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ لہٰذا ..... بنت البنت کو نصف اس کی ماں کا حصہ' ابن الاخت الشقیقۃ کو نصف اس کی ماں کا حصہ' دیا جائے گا او بنت الاخ لاب کو کچھ نہیں مل سکے گا کیونکہ عینی بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ بن جانے سے مابقی نصف کو وہ لے لے گی اور علاتی بھائی کے لئے کچھ نہ بچا جو اس کی بیٹی کو مل سکے۔ نیز علاتی بھائی عینی بہن کی موجودگی میں محجوب عن الوراثت ہوا کرتا ہے اس لئے یہاں جو کچھ اصول کے حصہ میں آیا وہی آگے ان کے فروع کو ملا۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں مسئلہ کی تشکیل 2 سے ہو گی جس میں سے بنت البنت کو نصف 1' ابن الاخت الشقیقۃ کو بھی نصف 1' اور بنت الاخ لاب محجوب۔

(۲) ..... "ماتت المراۃ عن

بنت الاخت الشقیقۃ' بنت الاخت لاب' ابن الاخت لام' وبنت العم الشقیق" ایسی صورت میں باعتبار الاصل

بنت الاخت الشقیقۃ کو نصف بنت الاخت لاب کو سدس تکملۃ للثلثین

ابن الاخت لام کو سدس' بنت العم الشقیق کو مابقی تعصیباً

لہٰذا مسئلہ کی تشکیل

www.KitaboSunnat.com

6 سے ہو گی۔ جس میں سے

بنت الاخت الشقیقۃ کو 3 بنت الاخت لاب کو 1

ابن الاخت لام کو 1 اور بنت العم الشقیق کو مابقی 1 ملے گا۔

استدلال الترجیح

اولاً: ..... اپنے مذہب کی ترجیح پر اصحاب التنزیل کا استدلال اس روایت سے ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے متوفی کے دوسرے ورثاء کے نہ ہونے پر اس کے ترکہ کو عمۃ اور خالۃ میں تقسیم کرتے ہوئے عمۃ کو $\frac{2}{3}$ اور خالۃ کو $\frac{1}{3}$ دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مذکورہ تقسیم اصول ہی کے اعتبار سے تھی۔ جس میں عمۃ کو مدلیٰ بہ باپ کا حصہ $\frac{2}{3}$ اور خالۃ کو مدلیٰ بہا ماں کا حصہ $\frac{1}{3}$ ملا۔

ثانیاً: ..... اصحاب التنزیل اپنے مسلک کی ترجیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے کسی متوفی کے ورثاء بنت البنت اور بنت الاخت الشقیقۃ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ترکہ کو نصفا نصفا تقسیم کیا۔ اور یہ تقسیم بھی اصول ہی کے اعتبار سے ہے۔

ثالثاً: ..... ان کا یہ کہنا ہے کہ ذووا الارحام کی توریث کا اعتبار نصوص عامہ پر ہے جن میں نہ تو مقادیر (حصص) کا ذکر ہے اور نہ ہی ذووا الارحام میں ترجیح کا۔ لہٰذا ان کے اصول کو جن کی وساطت سے وہ میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے اصول یا تو اصحاب الفروض سے ہو سکتے ہیں یا پھر عصبات سے اور ان کے حصص واضح طور پر مبین ہیں۔ لہٰذا ان کے اصول کی طرف رجوع کئے بغیر ذووا الارحام کے حصص کو معلوم کرنے کا کوئی دوسرا طریق نہیں۔

(۳) ..... "اهل القرابة"

تیسرا مذہب اہل القرابۃ کا ہے جو ذووا الارحام کی توریث میں عصبات پر قیاس کرتے ہوئے قرب درجہ اور قوت قرابت کا اعتبار کرتے ہیں۔ جیسے عصبات میں جو اقرب الی المیت ہوتا ہے وہی اولیٰ بالمیراث ہوتا ہے۔ ایسے ہی ذووا الارحام میں جو اقرب الی المیت ہو گا وہی اولیٰ بالمیراث ہو گا۔

اس مذہب کے اصحاب کے ہاں ذووا الارحام کی چار اقسام ہیں۔ جن میں قرب درجہ اور اس کے بعد قوۃ قرابت کی ترجیح کو پیش نظر رکھ کر ترکہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اور مذکر کو انثیٰ کے مقابلے میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق حصہ دیا جاتا ہے۔ اس مسلک کے اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آئمہ احناف امام ابو حنیفہ' صاحبین' زفر اور عیسیٰ بن ابان رحمہم اللہ ہیں۔

"وجہ تسمیہ"

اس مذہب کے اصحاب کو اهل القرابة کے نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ ان کا اعتماد ذووا الارحام کی توریث میں درجہ قرابت اور قوت قرابت پر ہے قرابت ہی ان کے نزدیک قابل اعتماد اور قابل اعتبار شئے ہے لہٰذا وہ موسوم باہل القرابۃ ہیں۔

"الفرق بين اهل التنزيل واهل القرابة"

اہل التنزیل اور اہل القرابۃ میں فرق مندرجہ ذیل امور سے واضح ہے:

(۱) اہل التنزیل ذووا الارحام کی اصناف اربعہ میں نہ ہی تو ترتیب کے قائل ہیں اور نہ ہی کسی ایک صنف کو دوسری پر اہل القرابۃ کی طرح مقدم سمجھتے ہیں۔

(۲) اہل التنزیل کے ہاں ذووا الارحام کی تقدیم وتاخیر قرب اولاء پر مبنی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی جس ذو رحم کا مدلی بہ متوفی کے اقرب ہو گا وہ وراثت میں مقدم ہو گا' اگر کسی ذو رحم کا مدلیٰ بہ صاحب فرض ہے تو وہ صاحب عصوبۃ سے مقدم ہو گا۔

(۱) اہل القرابۃ ذووا الارحام کی چاروں اقسام میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں جیسے کتاب کے متن سے ظاہر ہے۔

(۲) اہل القرابۃ تقدیم وتاخیر میں قرب الدرجہ بعدہ قوت القرابت کا اعتبار کرتے ہیں نیز اہل القرابۃ ذووا الارحام میں ترکہ کی تقسیم میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قائل ہیں جیسے عصبات میں "للذکر مثل حظ الانثیین" پر عمل ہوتا ہے۔ بخلاف اہل الرحم کے جو ذووا الارحام میں ترکہ کی تقسیم میں برابری کے قائل ہیں۔

"من ھو احق واولٰی بالمیراث"

اہل القرابۃ کے ہاں ذووا الارحام کی اقسام اربعہ میں سے اولیٰ بالمیراث جزء المیت یعنی اس کی فرع ہو گی۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر ثانیاً اصل المیت' اگر وہ بھی نہ ہو تو پھر ثالثاً' فرع الاخوۃ' اگر یہ بھی مفقود ہوں تو پھر رابعاً فرع العمومۃ والخئولۃ۔ اگر یہ چاروں اقسام موجود نہ ہوں تو پھر ان کی اولاد ترتیب مذکورہ کے مطابق وارث ہوگی۔

"ملاحظہ"

ان چاروں اقسام میں سے ہر ایک ماقبل مابعد کے لئے حاجب ہو گی۔ یعنی فرع المیت اصول میت کے لئے حاجب اور اصول میت فرع الاخوۃ والاخوات کے لئے اور فرع الاخوۃ والاخوات فروع اجداد اور جدات کے لئے حاجب ہو گی۔

"شروط التوریث"

ذووا الارحام کی توریث میں ذیل کی شروط مشروط ہیں۔

اول ..... الا یوجد صاحب فرض' اصحاب الفروض النسبیۃ میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ان میں سے کوئی موجود ہو گا تو ذوالرحم محجوب ہو گا۔ کیونکہ صاحب فرض مقرر حصہ لینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ بھی بالرد لے لے گا۔ اس لئے کہ اصحاب الفروض النسبیۃ کا مرتبہ میراث میں ذووا الارحام سے مقدم ہے۔

ثانی ..... الا یوجد عاصب ایضاً' کیونکہ متوفی کے عصبات میں سے اگر کوئی موجود ہو گا تو وہ اصحاب الفروض النسبیۃ کے حصص کے بعد باقی ماندہ مال کا اور اصحاب الفروض میں سے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے نہ ہونے کی صورت میں جمیع ترکہ کا وارث ہو گا۔

"ملاحظہ"

خیال رہے! جب اصناف اربعہ میں سے کوئی ذو رحم منفرد (اکیلا) ہو گا تو وہ تمام ترکہ کا مالک ہو گا خواہ وہ مذکر ہو یا مونث اور اگر احد الزوجین میں سے کوئی موجود ہو گا تو اس کے حصہ کے بعد مابقی کا مالک ہو گا۔

"الاقسام المتعددۃ"

الف) .....اگر ذووا الارحام کی اقسام میں سے متعدد انسان ہوں تو پھر ان میں ترجیح اور تقدیم وتاخر حسب ذیل ہو گا۔

تقدیم بقرب الدرجہ۔ ان میں سے جو کوئی ذو رحم درجہ میں متوفی سے اقرب ہو گا۔

ب) ..... وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ مثال: ..... جیسے کسی متوفی کے ذووا الاحارم میں بنت البنت اور بنت بنت البنت ہوں تو بنت البنت درجہ میں اقرب ہونے کے باعث میراث میں اولیٰ بالمیراث ہو گی۔

ج) ..... اگر ان کے درجہ میں اتحاد ہو تو پھر ان میں سے جو مدلی بالوارث ہو گا وہ اولیٰ بالمیراث ہو گا۔ مثال ..... جیسے کوئی متوفی ذووا الارحام میں سے بنت بنت ابن اور ابن ابن بنت چھوڑ جائے تو اس صورت میں گو دونوں ذووا الارحام کا درجہ برابر ہے۔ لیکن ترکہ بنت بنت الابن کو ملے گا اور ابن ابن البنت محجوب رہے گا۔ کیونکہ پوتی کی بیٹی وارث (پوتی) کی بیٹی ہے جبکہ نواسے کا بیٹا ذو رحم کا بیٹا ہے۔

د) ..... اور اگر ذووا الارحام درجہ اور اولاء میں برابر ہوں تو پھر ان میں ترجیح قوت قرابت کی بنیاد پر ہو گی۔ مثال: .....اگر کوئی انسان اپنے پیچھے بنت اخ الشقیق اور بنت اخ لاب چھوڑ جائے تو تمام ترکہ قوت قرابت کی بنیاد پر عینی بھائی کی لڑکی کو ملے گا اور علاتی بھائی کی لڑکی محجوب رہے گی کیونکہ اس کی قرابت ضعیف ہے۔

س) ..... اگر تمام ذووا الارحام قوت قرابت میں بھی برابر ہوں تو پھر وہ تمام ترکہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ مثال ..... جیسے کوئی متوفی بنت ابن العم الشقیق' وبنت ابن العم الشقیق الاخر' بنت ابن العم الشقیق الاخر چھوڑ جائے تو تمام ترکہ بنات ثلثہ میں برابر تقسیم ہو گا کیونکہ وہ تینوں درجہ اور قرابت میں برابر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"خاتمہ"

خیال رہے! اہل القرابۃ کا مذہب جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اور آئمہ احناف کا بھی مذہب ہے۔

بعض بلاد عربیہ اور اسلامیہ میں رائج ہے۔ جس میں ذووا الارحام کی اقسام اربعہ کی ہر ایک قسم کی توریث میں کئی ایک فروعات ہیں۔ اور توریث کی بعض صورتوں میں صاحبین کا بھی آپس میں اختلاف موجود ہے۔ اور اہل التنزیل کا مذہب جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور متاخرین فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے۔ یہ بلاد حجازیۃ میں رائج ہے جو عمل میں آسان اور سہل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصلٌ فی الخُنثٰی

للخنثٰی المشکل اقل النصیبین۔ اعنی: اسواء الحالین عند ابی حنیفة ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ واصحابه وهو قول عامة الصحابه ۔ رضی اللّٰه تعالٰی عنهم ۔ وعلیه الفتوٰی کما اذا ترک ابنا وبنتًا وخنثٰی للخنثٰی نصیب بنت لانه متیقن وعند الشعبی ۔ رضی اللّٰه عنه ۔ وهو قول ابن عباس ۔ رضی اللّٰه عنهما ۔ للخنثٰی نصف نصیبین بالمنازعة۔

---

"فصل فی الخنثٰی....." خُنثٰی بروزن فعلٰی مشتق من "الخنث" جس کا لغۃً معنی "لین و تکسر" یعنی ۔ نرمی ۔ ہے۔

اور اصطلاحًا اس کا معنی "من له اُلتان" اور "من لیس له منهما شیئٌی" وفی هٰذه الحالة یلتبس امره' هل هو ذکر ام انثٰی؟ ویسمٰی" (الخنثٰی المشکل)

اور وہ مشکل اس لئے ہے کہ اصل انسان میں یا تو اس کا مذکر ہونا ہے یا پھر مونث اور ہر ایک کے احکام بھی اپنی اپنی جگہ مخصوص ہیں۔ نیز مذکر بوجہ "عضو الذکورة" مونث سے ممیّز ہے اور مونث بوجہ "فرج" مذکر سے ممیزۃ ہے۔

اب اگر کسی میں دونوں آلات موجود ہوں یا دونوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو اشکال والتباس کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ ہاں کبھی یہ اشکال خنثٰی کے بچپن کے وقت غور کرنے سے زائل ہو سکتا ہے اور کبھی اس کی بلوغت کے بعد۔

(۱) بچپن میں یوں کہ اگر وہ ذکر سے پیشاب کرتا ہے تو اسے مذکر تسلیم کیا جائے گا اور وراثت میں اس کے حقوق بھی مذکر جیسے ہوں گے اور اگر وہ پیشاب فرج سے کرتا ہے تو پھر وہ انثٰی تسلیم ہو گا جس کے حقوق بھی انثٰی جیسے ہوں گے۔

اور اگر وہ ذکر وفرج دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو پھر دیکھا جائے گا پہلے اور زیادہ کس مقام سے آتا ہے جس مقام سے اسبق ہو گا اسی کے اعتبار سے اس کے مرد وزن ہونے کا اعتبار ہو گا اور پھر یہ حکم مسابقت کسی دوسری دلیل سے تبدیل نہ ہو گا جیسے کوئی انسان کسی عورت سے نکاح بالبیّنۃ ثابت کر دے اور قاضی اس کے حق میں فیصلہ صادر فرما دے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرا کوئی انسان اسی عورت سے نکاح بالبیّنۃ ثابت کرنے کے باوجود اپنے حق میں فیصلہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی قاضی کا پہلا فیصلہ تبدیل ہو سکتا ہے۔

یا جیسے کسی انسان کے کسی مولود پر اپنے حق میں بالبیّنۃ قاضی سے فیصلہ حاصل کر لینے کے بعد دوسرے کسی مدعی کی طرف التفات نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دونوں مقامات سے برابر نکلتا ہے تو صاحبین "لا علم لنا بذالک" کہہ کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں اور یہی دراصل خنثیٰ مشکل ہے۔ اور یہ صورت حال اس کی بلوغت تک برابر جاری رہے گی۔

(۲) بلوغت کے بعد اس میں امتیاز مندرجہ ذیل اشیاء سے ممکن ہو گا۔ اگر اس میں:

* مردوں جیسی احتلام کی صورت
* عورتوں کی طرف میلان
* یا داڑھی نکل آئے تو پھر وہ مرد ہو گا۔ اور

اور اگر اس میں:

* پستان ابھر آئیں۔
* حیض آجائے۔
* یا حمل متحقق ہو جائے' تو پھر وہ عورت

اور اگر بلوغت کے بعد مذکورہ علامات سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو تو پھر وہ اب بھی خنثیٰ مشکل ہی ہو گا۔

کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں عرب حکماء میں سے عامر بن ظرب کے پاس اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے ایک ایسی عورت کی اطلاع دی جس نے ایک ایسا بچہ جنا جس کے دونوں اعضاء یعنی ذکر و فرج موجود تھے۔ عامر حیران ہو کر کہنے لگا کہ وہ مذکر بھی ہے اور مونث بھی۔ لیکن اس کی قوم کے افراد اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے۔ عامر گھر چلے جانے کے بعد آرام کی غرض سے چارپائی پر لیٹ گئے لیکن ذہنی خلش اور بے چینی سے نیند نہ آئی۔ کبھی دائیں کروٹ لیتے اور کبھی بائیں۔ ساتھ ہی اس کی ایک سمجھدار فہمیدہ جاریۃ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو عامر سے کہنے لگی بے چینی کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے جب اسے درپیش صورت حال سے آگاہ کیا تو جاریۃ نے بالفور کہا۔ "دع الحال' وحکم المبال" "یعنی درپیش مسئلہ میں جائے پیشاب کے مطابق فیصلہ دیجئے۔ عامر نے اس کی رائے کو نہایت مستحسن سمجھتے ہوئے قوم سے کہا: "انظروا ان کان یبول من الذکر فھو غلام' وان کان یبول من الفرج فھو انثیٰ" فاستحسنوا ذٰلک الرای وبقی ذٰلک حکمًا جاھلیًا یعنی اگر وہ ذکر سے پیشاب کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے تو وہ مذکر اور اگر فرج سے کرتا ہے تو وہ مونث عامر کی قوم نے بھی اس رائے کو مستحسن سمجھا اور زمانہ جاہلیت میں اس پر عمل رہا۔ اسلام نے بھی اس حکم کو برقرار رکھا۔

فقد رُوی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما سئل کیف یورث مولود لہٗ ھٰذہ الصفۃ فقال علیہ الصلٰوۃ والسلام من حیث یبول.

(شریفیہ)

"جب آپ سے ایسے خنثیٰ کی توریث کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے مذکر ومونث ہونے کا اعتبار پیشاب کے مقام سے ہوگا"

امام عبد الرزاق نے "مصنف عبد الرزاق" کے فرائض میں ایسے ہی حضرت علی، جابر، قتادۃ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم سے بھی نقل کیا ہے۔

اختلف العلماء فی توریث الخنثٰی:

(۱) "مذھب الشافعۃ: ان کلا من الورثۃ والخنثٰی یعطی نصیبہ الاقل، لانہ المتیقن بالنسبۃ لکل واحد، ویوقف الباقی الٰی ظھور الحال، وھٰذا القول ھو المعتمد عند الشافعیۃ" شافعیہ کے نزدیک قابل اعتماد قول یہ ہے کہ خنثیٰ اور ہر ایک وارث کو اقل حصہ دیا جائے گا کیونکہ ہر ایک وارث کے لئے یہ ایک یقینی حصہ ہے۔ اور باقی ماندہ خنثیٰ کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف رہے گا۔

(۲) "مذھب المالکیۃ: انہ یعطی للخنثٰی متوسط النصیبین، فتحل المسئالۃ حلتین، ثم یجمع نصیب فی الحلتین، ویقسم علی اثنین، فیکون نصیب الخنثٰی" مالکیہ کے نزدیک خنثیٰ کو مذکر اور مونث فرض کرنے کی صورت میں جو جو حصہ آئے گا اس کا نصف دیا جائے گا۔

(۳) "مذھب الاحناف: ان لہ اقل النصیبین علی فرض انہ ذکر، او علی فرض انہ انثٰی فای النصیبین کان اقل لہ اعطیہ، وھو احد قولی الشافعی ۔ رحمہ اللّٰہ تعالٰی ۔ وقول عامۃ الصحابۃ ۔ رضوان اللّٰہ علیھم اجمعین ۔" حنفیہ کے نزدیک خنثیٰ کو مذکر اور مونث فرض کرنے کی صورت میں جونسا حصہ کم ہو گا وہ دیا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

احناف کے ہاں خنثیٰ مشکل کی وراثت میں اس کی تذکیر وتانیث کی دونوں حالتوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے جس حالت میں کم ملتا ہو گا' یا بالکلیہ محروم رہتا ہو گا اس کے مطابق اس سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ' اور ان کے اصحاب کے نزدیک سلوک ہو گا۔

مثلاً: ..... جب کوئی متوفی ایک بیٹا اور خنثیٰ چھوڑ جائے تو خنثیٰ کو انثیٰ ہی کا حصہ دیا جائے گا کیونکہ یہ بنسبت مذکر کے کم ہے۔

اور اگر کوئی متوفاۃ زوج' ام' اخت لام اور خنثیٰ چھوڑ جائے تو خنثیٰ کو مذکر کا حصہ دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واختلفا فی تخریج قول الشعبی' قال ابو یوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ للابن سهم' وللبنت نصف سهم وللخنثٰی ثلاثة ارباع سهم لان الخنثٰی یستحق سهمًا۔ ان کان ذکرًا ونصف سهم ان کان انثٰی وهٰذا متیقن' فیاخذ نصف النصیبین او النصف المتیقن مع نصف النصف المتنازع فیه' فصارت له ثلاثة ارباع سهم ومجموع الانصباء سهمان وربع سهم' لانه یعتبر السهام والعول وتصح من تسعة۔

او نقول: للابن سهمان وللبنت سهم وللخنثٰی نصف النصیبین وهو سهم ونصف سهم وقال محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ یاخذ الخنثٰی خمسی المال۔ ان کان ذکرا او ربع المال۔ ان کان انثٰی۔ فیاخذ نصف النصیبین وذٰلک خمس وثمن باعتبار الحالین۔

---

کیونکہ مذکر کا حصہ انثیٰ فرض کئے جانے سے کم ہے کیونکہ مذکورہ صورت میں انثیٰ فرض کرنے سے جمیع مال کا نصف ملے گا جبکہ مذکر فرض کرنے پر عصبۃ ہونے کی حیثیت میں اصحاب الفروض کے حصص کے بعد مابقی کا حقدار ہو گا اور وہ یقیناً کم ہے۔ مصنف کی رائے میں مفتیٰ بہ یہی رائے ہے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں خنثیٰ کو دونوں حالتوں کا نصف نصف دیا جائے گا۔ یعنی ..... حالت تذکیر اور تانیث میں سے ہر ایک کا نصف۔ ماتن کہتے ہیں: ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہ نظریہ ہے۔ لیکن صاحبین کا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تخریج میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تو یوں فرماتے ہیں: لڑکے کو مکمل اور لڑکی کو اس کا نصف حصہ ملتا ہے' لہٰذا خنثیٰ کو ان دونوں کا نصف۔ یعنی ..... تین ارباع ملیں گے' کیونکہ لڑکا ہونے کی صورت میں اسے ایک مکمل حصہ ملتا اور لڑکی کی صورت میں اس کا نصف لہٰذا اسے ان دونوں حالتوں کا نصف۔ یعنی ..... تین ارباع دے دیا جائے گا۔

بیٹے' بیٹی اور خنثیٰ کے تمام حصص سوا دو $2\frac{1}{4}$ ہوں گے لیکن مسئلہ کی تصحیح ربع کے مخرج 4 میں ضرب دینے سے 9 سے ہو گی۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تخریج یوں بھی ہو سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لڑکے کو دو حصے، لڑکی کو ایک اور خنثیٰ کو نصف النصیبین یعنی ..... ڈیڑھ $1\frac{1}{2}$ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تخریج امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یوں ہے۔ خنثیٰ کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں جمیع مال سے دو خمس $\frac{2}{5}$ ملنا چاہئے اور انثیٰ فرض کرنے کی صورت میں ایک ربع $\frac{1}{4}$ لہٰذا دونوں صورتوں کی دونوں حالتوں کا نصف نصف اسے دے دیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتصح من اربعين۔ وهو المجتمع من ضرب احدى المسئالتين ۔ وهي اربعة ۔ في الاخرٰى وهي خمسة ثم في المحالين' فمن كان له شيئٌ من الخمسة فمضروب في الاربعة' ومن كان له شيئٌ من الاربعة فمضروب في الخمسة۔

فصارت للخنثٰى من الضربين ثلاثة عشر سهمًا وللابن ثمانية عشر سهمًا وللبنت تسعة اسهم۔

---

دو خمس۔ یعنی ..... $\frac{2}{5}$ کا نصف = $\frac{1}{5}$

اور ایک ربع ۔ یعنی 1/4 کا نصف = $\frac{1}{8}$

امام محمد رحمہ اللہ کی تخریج پر مسئلہ کی تصحیح چالیس سے درست ہو گی' جو ایک مسئلہ کو دوسرے میں ضرب دینے سے حاصل ضرب کو دو حالتوں میں ضرب دینے سے حاصل ہو گی۔

یعنی ..... $40 = 2 \times 20 = 4 \times 5$

اب مسئلہ 5 سے جو کچھ کسی کو مل رہا ہو گا اسے مسئلہ 4 میں اور مسئلہ 4 سے جو کچھ مل رہا ہو گا اسے مسئلہ 5 میں ضرب دے کر ہر ایک وارث کا حصہ حاصل کر لیا جائے گا۔ مثلاً:

..... خنثٰی کو مسئلہ 5 میں سے دو مل رہے تھے اسے مسئلہ چار میں ضرب دینے سے 8 حاصل ہوں گے اور مسئلہ 4 میں سے ایک اسے مسئلہ 5 میں ضرب دینے سے پانچ حاصل ہوں گے۔ لہٰذا خنثٰی کا حصہ 40 میں سے $8 + 5 = 13$ ہوں گے۔

لڑکی کو ہر دو مسئلوں میں سے ایک ایک۔ لہٰذا اسے مسئلہ 5 میں ضرب دینے سے 5 اور مسئلہ 4 میں ضرب دینے سے 4 حاصل ہوں گے۔ لہٰذا $5 + 4 = 9$ چالیس میں سے لڑکی کو ملیں گے۔

لڑکے کو مسئلہ 5 میں سے دو اور مسئلہ 4 میں سے بھی دو۔ لہٰذا دو کو مسئلہ 5 اور 4 میں ضرب دینے سے دس اور آٹھ یعنی کل 18 حاصل ہوں گے۔

یوں امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں وراثت کی تقسیم اور مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

"تنبیہات"

(I) خیال رہے! امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں "عول" یہاں عبارت ہے مکمل حصص کو کسر کی صورت میں تبدیل کرنے کے بعد کسر کو اس میں جمع کر دینے سے اسی کا دوسرا نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"مضاربۃ" بھی ہے۔ جیسے یہاں $2\frac{1}{4}$ میں مکمل 2 حصے اور ایک ربع کی کسر موجود ہے۔ جب اسے ربع کی کسر میں تبدیل کریں گے تو 8 ارباع حاصل ہوں گے اس میں کسر کو جمع کرنے سے 8 + 1 = 9 کی تعداد حاصل ہو گی۔ بس اسی عمل کا نام یہاں پر عول ہے نہ کہ اس کا مشہور مفہوم جو پیچھے گزر چکا ہے۔

(۲) نیز امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی تخریج میں جو اختلاف ہے وہ صرف اس کے طریق میں ہے نہ کہ اصل مقصد میں کیونکہ اصل مقصد تو دونوں کا ایک ہی ہے۔ یعنی خنثیٰ کے لئے نصف النصیبین۔

(۳) ایسے ہی دو مسئلوں میں سے ایک کو جمیع ثانی میں اور ایک وارث کے حصہ کو جمیع مسئلہ ثانی میں ضرب اس وقت دی جائے گی جبکہ دونوں مسائل میں نسبت تباین کی ہو گی اور اگر نسبت توافق کی ہو گی تو پھر ایک کے وفق کو جمیع ثانی میں دی جائے گی۔

"تصریح بالامثلۃ"

(۱) کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' ام' اخ شقیق خنثیٰ چھوڑ جائے تو ترکہ کی تقسیم اصول مذکورہ کے مطابق یوں ہو گی۔ خنثیٰ کو مونث فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو کر 8 تک عول کرے گی جس میں سے زوج کو نصف 3' ام کو ثلث 2' خنثیٰ کو حقیقی بہن فرض کرنے کی صورت میں نصف 3 اور مذکر فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ کی تشکیل 6 سے بلا عول ہو گی۔ لہٰذا زوج کو نصف 3' ام کو ثلث 2' اور خنثیٰ بھائی کو مابقی عصوبۃً 1۔

پہلے مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو کر عول 8 تک ہوا اور دوسرے مسئلہ کی بلاعول تشکیل 6 سے ہوئی 8 اور 6 میں چونکہ نسبت توافق بالنصف کی ہے لہٰذا ایک مسئلہ کے وفق کو جمیع ثانی میں ضرب دے کر 8 x 3 یا 6 x 4 = 24 سے تصحیح کر لی جائے گی۔

خنثیٰ کو انثیٰ فرض کرنے کی صورت میں:

زوج کو 3 ملے' جب انہیں مسئلہ ذکورۃ کے وفق میں ضرب دیں گے تو اسے 24 میں سے 9

ام کو 2 ملے مسئلہ ذکورۃ کے وفق میں ضرب دینے سے اسے ..... 24 میں سے 6

خنثیٰ کو 3 ملے تھے لہٰذا اسے وفق میں ضرب دینے سے ..... 24 میں سے 9 ملیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور خنثیٰ کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں بھی:

زوج کو 3 ملے جب انہیں مسئلہ انوثت کے وفق 4 میں ضرب دیں گے تو اسے 24 سے 12

ام کو 2 ملے لہٰذا اب اسے انوثت کے وفق 4 میں ضرب دینے سے 24 سے 8

خنثیٰ کو 1 ملا تھا لہٰذا انوثت کے وفق 4 میں ضرب دینے سے اسے 24 سے 4 ملیں گے۔

خنثیٰ کو مسئلہ انوثت سے 9 ملے اور اسے مسئلہ ذکورۃ سے 4 ملے لہٰذا ضابطہ کے مطابق اسے کم سے کم حصہ دیا جائے گا جو مسئلہ ذکورۃ کے مطابق 24 میں سے 4 ہے اور مسئلہ انوثت سے مابقی 5 موقوف کر لئے جائیں گے جب تک کہ اس کا معاملہ واضح نہیں ہو جاتا۔

(۲) متوفاۃ اپنے پیچھے زوج' اخت شقیقہ' اخ لاب خنثیٰ چھوڑ گئی۔ مسئلہ کی تشکیل خنثیٰ کے مذکر ہونے کی صورت میں 2 سے ہو گی۔ اور مونث ہونے کی صورت میں 7 سے لیکن تصحیح 14 سے ہو گی' کیونکہ دونوں مسائل میں نسبت تباین کی ہے۔ لہٰذا زوج کو 14 میں سے 6 اخت شقیقہ کو بھی 6 ملیں گے۔ اور خنثیٰ کے 2 حصے موقوف رہیں گے کیونکہ مذکر ہونے کی صورت میں وہ وراثت سے محجوب ہے اور محجوب ہونے کی صورت میں ضابطہ کے مطابق اس کا حصہ وضاحت تک موقوف رہتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فَصْلٌ فِی الْحَمْل

اکثر مدة الحمل سنتان ۔ عند ابی حنیفة ... رحمه اللّٰه تعالٰی ... وعند لیث بن سعد: ثلث سنین' وعند الشافعی .... رحمه اللّٰه تعالٰی .... اربع سنین' وعند الزهری: سبع سنین واقلها ستة اشهر

---

"فصل فی مدة الحمل ....." یہاں تک مصنف رحمہ اللہ نے بلا حمل ورثاء کی وراثت کا بیان فرمایا' مناسب تھا کہ باحمل ورثاء کی وراثت کا بھی ذکر کر دیا جائے' لہٰذا مدت حمل کے بیان کے ساتھ ساتھ متوفی کی حاملہ عورت کے حمل کا خیال رکھتے ہوئے ورثاء میں متروکہ مال کے تقسیم کا بیان فرماتے ہیں۔

"اکثر مدة الحمل سنتان ....." یعنی ..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں وضع حمل کی اکثر مدت دو سال ہے' جبکہ امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کے ہاں تین سال اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں چار سال اور امام زہری رحمہ اللہ کے نزدیک سات سال ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ضحاک کے بارے میں مشہور ہے۔ "ان ضحاکا ولد لاربع سنین وقد نبتت ثناياه وهو يضحک فسمی ضحاکا" یعنی حضرت ضحاک کی ولادت چار سال بعد ہوئی جبکہ ان کے سامنے کے دانت بھی نکل آئے تھے اور وہ ہنستے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اسی مناسبت سے ان کا نام ضحاک مشہور ہوا۔

ایسے ہی عبد العزیز ماجشونی رحمہ اللہ کے بارے کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت بھی چار سال بعد ہوئی بلکہ قبیلہ ماجشون کی عام عورتوں کے بارے یہی مشہور ہے کہ ان کے ہاں بچے کی ولادت چار سال بعد ہوتی ہے۔

ایک روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے بھی منقول ہے:

"روی ان رجلاً غاب عن امراته سنتين ثم قدم وهی حامل فهم عمر ان يرجمها فقال له معاذ وان كان لک سبيل عليها فلا سبيل لک علٰی ما فی بطنها فتركها حتّٰی ولدت ولدًا وقد نبتت ثناياه وشبه اباء' فقال الرجل هٰذا ابنی ورب الكعبة فاثبت عمر نسبه منه مع انه ولد لاكثر من سنتين" (شریفیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"کوئی انسان دو سال کی غیبوبت کے بعد واپس گھر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ عورت حاملہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کیس پہنچا تو انہوں نے اس بنیاد پر کہ حمل ناجائز ہے رجم کا ارادہ کر لیا اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ عورت کو رجم کریں گے تو ساتھ ہی حمل بھی مرجوم ہو جائے گا حالانکہ اس کا کوئی جرم نہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے رجم کو بچے کی ولادت تک موخر کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ویوقف للحمل ۔ عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ نصیب اربعة بنین' او اربع بنات' ایهما اکثر ویعطی لبقیة الورثة اقل الانصباء۔

وعند محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ یوقف نصیب ثلاثة بنین او ثلاث بنات ایهما اکثر رواه عنه لیث بن سعد۔ وفی روایة اخری نصیب ابنین۔

---

جب بچہ پیدا ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے دانت نکلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے باپ کے مشابہ ہے باپ نے بھی مشابہت کو محسوس کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کے نسب کو باپ سے ثابت قرار دے دیا"

یقیناً یہ بچہ دو سال سے زیادہ مدت میں پیدا ہوا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں بات نہ آتی تو عمر غلط فیصلہ کر بیٹھتا۔

امام ابو حنیفہ صاحب کے ہاں چونکہ اکثر مدت حمل دو سال سے زیادہ نہیں لہٰذا احناف کے ہاں حضرت ضحاک اور عبد العزیز ماجشونی کا معاملہ شاذ ونادر ہے جو کسی بیماری کے باعث فم رحم کے بند ہو جانے کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا ان کے ہاں ان نادر واقعات کا اعتبار نہیں ہو گا۔

تیسرے واقعہ کے بارے وہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ دو سال ہی کے قریب کا ہے جو اکثر مدت حمل کی احناف کے ہاں ہے۔

اور اثبات نسب باپ کے اقرار کی بنیاد پر ہے لہٰذا اس واقعہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیر شاذ بچے کی ولادت دو سال بعد بھی ہو سکتی ہے۔

لہٰذا ان اقوال مختلفہ کے مطابق اتنی مدت تک وضع حمل کا انتظار کیا جائے گا اور حمل کا حصہ وراثت میں سے آگے آنے والے ضابطہ کے مطابق موقوف رکھا جائے گا۔ چونکہ حمل میں ایک سے لے کر چار بچے/ بچیوں کے وضع کا امکان ہے' لہٰذا حمل میں سے 4 بچے یا 4 بچیوں کو فرض کرتے ہوئے دونوں صورتوں میں جس صورت کے مطابق حمل کا حصہ زیادہ ہو گا وہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موقوف رکھا جائے گا اور اس کے حصے کو سابقہ مختلف فیہ مدت تک موقوف رکھ لینے کے بعد مال کو ورثاء میں بالفور تقسیم کیا جائے گا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک روایت کے مطابق تین بچے یا تین بچیوں کی صورت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کا بھی حصہ زیادہ ہو گا حمل کے لئے موقوف رکھا جائے گا اور دوسری روایت میں دو بچے/بچیوں کا جو بھی حصہ زیادہ ہو گا' رکھا جائے گا۔

امام محمد رحمہ اللہ سے لیث کی روایت (جس میں تین بچے یا تین بچیوں میں سے جن کا حصہ زیادہ ہو گا حمل کے لئے رکھا جائے گا) احناف کے ہاں نہ ہی تو وہ امام محمد کی کتاب "المبسوط" کی شروحات میں موجود ہے اور نہ عام روایات میں لہٰذا اس کی کوئی وقعت نہ ہو گی۔

اور امام محمد رحمہ اللہ سے دوسری ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف بھی ان سے متفق ہیں دو بچوں یا دو بچیوں میں سے جس کا بھی حصہ زیادہ ہو گا حمل کے لئے موقوف رکھا جائے گا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ اس لئے کہ تین یا چار بچوں کی پیدائش بیک وقت ایک نادر سی صورت ہے جس پر حکم کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ ہاں دو کی ولادت بیک وقت ان کے ہاں قدرے معتاد ہے۔ لہٰذا حکم کی بنیاد اس پر ہو گی۔ یعنی حمل کے لئے دو بچوں یا بچیوں میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو گا' رکھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وهو قول الحسن واحدى الروايتين عن ابى يوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ رواه عنه هشام۔

وروى الخصاف عن ابى يوسف ۔ رحمه اللّٰه تعالٰى ۔ انه يوقف نصيب ابن واحد او بنت واحدة وعليه الفتوٰى ويوخذ الكفيل على قوله

---

خصاف کی روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ صرف ایک بیٹے یا بیٹی کا حصہ موقوف رکھنے کے حق میں ہیں اور مفتی بہ احناف کے ہاں یہی قول ہے لیکن اس قول کے مطابق ورثاء سے کفیل لیا جائے گا تاکہ اگر حمل میں سے ایک سے زیادہ بچے وضع ہوں تو ان کا حصہ ورثاء سے وصول کیا جا سکے۔

خیال رہے! اقل مدت حمل چھ ماہ ہے۔

"وعليه الفتوٰى' وذٰلک لان المعتاد الغالب ان لا تلد المراة فى بطن واحد الا ولدًا واحدًا فيبتنٰى عليه الحكم مالم يعلم خلافه" احناف کے ہاں اس کے مفتی بہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کی غالب عادت میں ایک بطن سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا وراثت کے احکام کا مدار جب تک اس کے خلاف کا علم نہ ہو جائے یہی ہو گا۔

علماء سمرقند کے ہاں اگر حمل کی ولادت قریب ہو تو متوفیٰ کے ترکہ کو ولادت تک تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں اور فائدہ بھی اسی میں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ حمل کا ظہور تقدیر (تقسیم) کے خلاف ہو۔ یعنی ممکن ہے کہ حمل کو مذکر فرض کرتے ہوئے ترکہ کی تقسیم کی گئی ہو لیکن وضع حمل کے بعد پیدا مونث ہو' لہٰذا ترکہ دوبارہ تقسیم کرنا پڑے گا۔

قرب ولادت اور بعد ولادت کے لئے شرعاً تو کوئی حد مقرر نہیں۔ ہاں یہ لوگوں کی اپنی عادت پر منحصر ہے کہ قرب وبعد کے لئے ان کے ہاں کیا حد مقرر ہے؟ بعض اہل علم کے خیال میں ایک ماہ سے کم کی مدت قرب میں داخل ہے۔ اور زیادہ بعد میں' لہٰذا اگر ایک ماہ سے کم میں ولادت کا امکان ہو تو پھر ولادت کا انتظار کر لینا چاہئے تاکہ ایک ہی بار ترکہ کی تقسیم ہو۔ اور اگر وقت زیادہ ہو تو پھر انتظار کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں دوسرے ورثاء کے لئے ترکہ کو تقسیم نہ کرنے میں ضرر کا امکان ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک حمل کا حصہ رکھے بغیر ترکہ کو موجود ورثاء میں تقسیم کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جائے کیونکہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا عورت کو حمل ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو مذکر ومونث کا کچھ علم نہیں۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں آیا حمل میں ایک بچہ ہے یا زیادہ؟ لہٰذا جب حمل وضع ہو گا تو اس کے مطابق دوبارہ ترکہ کو تقسیم کر لیا جائے گا۔

لیکن یہ صورت غیر مناسب ہے کیونکہ دوبارہ تقسیم کے وقت ورثاء کے حصص میں جو کمی بیشی آئے گی اس کے مطابق ورثاء سے زائد رقم کی واپسی مشکل اور دشوار ہو گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں ترکہ میں سے صرف ایسے وارث کو اس کا حصہ دیا جائے گا جس کا حصہ تعدد حمل اور عدم تعدد سے تبدیل نہ ہوتا ہو۔

اور وہ بھی عول کی ممکنہ صورت کو مد نظر رکھ کر اور باقی ماندہ ورثاء کو کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ حمل کے انکشاف تک باقی ترکہ موقوف رہے گا کیونکہ حمل میں کم اور زیادہ بچوں کا امکان ہے۔ کما روی عن شعبة رضی اللہ عنہ انه کان له عشرون ولدًا' کل خمسة منهم فی بطن واحدٍ "امام شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے ہاں بیس بچے تھے جو پانچ پانچ کی تعداد میں ہر بار پیدا ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فان كان الحمل من الميت وجائت بالولد لتمام اكثر مدة الحمل او اقل منها' ولم تكن اقرت بانقضاء العدة' يرث ويورث عنه

وان جاءت بالولد لاكثر من اكثر مدة الحمل' لايرث

وان كان من غيره' وجاءت بالولد لستة اشهر' او اقل منها يرث

وان جاءت به لاكثر من اقل مدة الحمل' لايرث

---

اب مصنف رحمہ اللہ حمل کے وارث ہونے یا نہ ہونے کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فان كان الحمل من الميت ....." یعنی ..... اگر متوفی کی بیوی اکثر مدت حمل کے پورا ہونے پر' یا اس سے کم میں بچہ جنے بشرطیکہ اس نے عدت کے ختم ہونے کا اقرار نہیں کر رکھا تو ایسا مولود بچہ متوفی کا وارث ہو گا۔

اور اگر اکثر مدت حمل سے بھی زیادہ مدت میں بچہ جنے تو وہ وارث نہیں ہو گا کیونکہ زیادہ امکان یہی ہے کہ خاوند کی وفات کے وقت بیوی کے بطن میں علوق موجود نہ تھا بلکہ یہ بعد کی ناجائز صورت کا ہے۔ وراثت کے لئے بوقت وفات خاوند کا عورت کے بطن میں علوق کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر عورت خاوند کی وفات سے چھ ماہ پر یا اس سے پہلے بچہ جنے تو وہ وارث ہو گا' خواہ نفس الامر میں علوق غیر ہی کا ہو کیونکہ خاوند کی وفات کے وقت عورت کے بطن میں جو علوق موجود ہے' وہ خاوند ہی کا متصور ہو گا۔

صاحب شریفیہ نے "وان كان من غيره" کی یوں توضیح فرمائی ہے:

وان كان الحمل من غيره بان ترك امراة حاملاً من ابيه او جده او غيرهما من ورثة وجاءت تلك المراة بالولد لستة اشهر او اقل من زمان الموت۔ يرث ذلك الولد من الميت لانه قد تحقق وجوده في البطن حال الموت

یعنی اگر میت کے علاوہ کسی دوسرے انسان کا حمل ہو اور وہ بھی کسی ایسی عورت کو جس کا خاوند میت کے ورثاء میں سے ہو جیسے:

میت کے باپ دادا کی حاملہ عورت تو ایسی عورت اگر میت کی وفات سے چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ جنے تو وہ متوفی (میت) کے ترکہ سے اس بنیاد پر وارث ہو گا کہ اس کا علوق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



متوفی کی موت کے وقت بطن ام میں موجود تھا۔

اور اگر اقل مدت حمل سے زیادہ میں بچہ جنے تو وہ وارث نہیں ہو گا' کیونکہ علوق کا غیر کی طرف سے ہونے کا امکان ہے۔ وعند الشریفیه لامکان عدم العلوق عند وفات المتوفی

حمل کے مسائل کے بیان میں حمل کے مردہ وضع ہونے کا بھی امکان ہے' لہٰذا ماتن اس کی وضاحت اور حد بندی کرتے ہیں کہ کس صورت میں وضع حمل زندہ متصور ہو گا اور کس صورت میں مردہ لہٰذا کہتے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فان خرج اقل الولد ثم مات' لايرث' وان خرج اكثره ثم مات يرث' فان خرج الولد مستقيمًا فالمعتبر صدرہٗ' يعنى اذا خرج الصدر كله يرث' وان خرج منكوسًا فالمعتبر سرته' الاصل فى تصحيح مسائل الحمل' ان تصحح المسئالة على تقديرين' اعنى' على تقدير ان الحمل ذكر وعلى تقدير انه انثٰى

---

"وان خرج اقل الولد ثم مات لايرث ....." یعنی ..... اگر ولادت میں بچے کا خروج کم ہو اور مرجائے تو وہ مردہ ہی متصور ہو گا لہٰذا اس کا موقوف حصہ وراثت دوسرے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

اور اگر زیادہ خروج کے بعد وفات پا جائے تو وہ للاکثر حکم الکل کے ضابطے کے مطابق زندہ متصور ہو گا لہٰذا' اس کے حق میں اس کا موقوف حصہ اسی کا متصور ہو کر اس کے اپنے ورثاء میں تقسیم ہو گا۔

اب ماتن خروج اکثر اور اقل کا ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فان خرج الولد مستقيما فالمعتبر صدرہٗ" یعنی ..... اگر بچے کی ولادت مستقیماً ہو' یعنی ..... سر کی جانب سے اس کی ولادت ہو تو پھر سینے کے خروج تک اگر بچہ زندہ ہے تو وہ زندہ ہی متصور ہو گا اور وراثت کا حقدار ہو گا' بصورت دیگر وراثت کا حقدار بھی نہ ہو گا۔

اور اگر معکوس' یعنی ..... پاؤں کی طرف سے بچے کی ولادت ہو تو پھر اعتبار سرۃ کا ہو گا یعنی ..... اگر سرۃ کے خروج کے وقت وہ زندہ ہے تو زندہ متصور ہو گا وگرنہ مردہ اور غیر وارث۔ نیز ماتن مسائل حمل کی تصحیح کا ایک ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"الاصل فى تصحيه المسائل ....." یعنی ..... مسائل حمل کی تصحیہ میں ضابطہ یہ ہے کہ ..... مسئلہ حمل کی دو تقدیروں پر تصحیح کی جائے۔

(۱) ..... اولاً: اس تقدیر پر کہ حمل مذکر ہے۔

(۲) ..... ثانیاً: اس تقدیر پر کہ حمل مونث ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثم ننظر بين تصحيح المسئلتين فان توافقا بجزء فاضرب وفق احدهما فی جميع الاخر وان تباينا فاضرب كل واحد منهما فی جميع الاخر فالحاصل تصحيح المسئالة' ثم اضرب نصيب من كان له شيئ من مسئالة ذكورته فی مسئالة انوثته' او فی وفقها' ومن كان له شيئ من مسئلة انوثته فی مسئلة ذكورته او فی وفقها كما فی الخنثٰی ثم انظر فی الحاصلين من الضرب ايهما اقل يعطی لذٰلک الوارث والفضل الذی بينهما موقوف من نصيب ذٰلک الوارث' فاذا ظهر الحمل' فان كان مستحقا لجميع الموقوف فبها' وان كان مستحقًا للبعض' فياخذ ذالک والباقی مقسوم بين الورثة' فيعطی لكل واحد من الورثة ما كان موقوفًا من نصيبه

كما اذا ترک بنتًا وابوين وامراة حاملاً فالمسئلة من اربعة وعشرين علی تقدير ان الحمل ذكر' ومن سبعة وعشرين علٰی تقدير انهٗ انثٰی

---

بعدہ دونوں تصحیحوں کو وفقا وتبایناً دیکھا جائے گا اگر دونوں میں نسبت توافق کی ہو گی تو ایک کے وفق کو جمیع ثانی میں اور تباین کی صورت میں جمیع اول کو جمیع ثانی میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے گا اس سے مسئلہ حمل کی تصحیح ہو گی' وہ یوں ..... کہ جس کسی وارث کے لئے مسئلہ ذکورۃ سے جو کچھ حصہ ہو گا اسے مسئلہ انوثۃ میں' یا اس کے وفق میں ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔ اور جس کسی وارث کے لئے مسئلہ انوثۃ سے جو کچھ حصہ ہو گا اسے مسئلہ ذکورۃ' یا اس کے وفق میں ضرب دے کر اس کا حصہ برآمد کر لیا جائے گا۔

بعدہ دونوں حاصل ضرب کو دیکھا جائے گا' جونسا حاصل ضرب کم ہو گا اس کے مطابق ہر وارث کا حصہ دیا جائے گا' ادنیٰ حاصل ضرب اور اعلیٰ کے درمیان جو فرق ہو گا اسے موقوف رکھا جائے گا تاوقتیکہ "حمل" کی وضع حمل سے وضاحت ہو جائے' اگر وضاحت کے بعد ہر وارث کے موقوف حصے کا حمل مستحق ہو گا تو وہ اسے دے دیا جائے گا اور اگر مستحق نہ ہوا تو ہر وارث کا موقوف حصہ اسے دے دیا جائے گا۔ جیسے ..... کوئی متوفی حاملہ عورت' بیٹی اور والدین چھوڑ جائے تو مسئلہ کی بنیاد

حمل کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں 24 سے ہو گی اور مونث فرض کرنے کی صورت میں 27 سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فاذا ضرب وفق احدهما فی جمیع الاخر صار الحاصل مائتین وستة عشر اذ علی تقدیر ذکورته للمراة سبعة وعشرون' وللربوین لکل واحد منهما ستة وثلاثون' وعلٰی تقدیر انوثته للمراة اربعة وعشرون' ولکل واحد من الابوین اثنان وثلاثون' فتعطی للمراة اربعة وعشرون وتوقف من نصیبها ثلثة اسهم ومن نصیب کل واحد من الابوین اربعة اسهم وتعطی للبنت ثلٰثة عشر سهمًا لان الموقوف فی حقها نصیب اربعة بنین عند ابی حنیفة ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ واذا کان البنون اربعة فنصیبها سهم واربعة اتساع سهم من اربعة وعشرین مضروب فی تسعة فصار ثلاثة عشر سهمًا وهی لها' والباقی موقوف' وهو مائة وخمسة عشر سهمًا

---

جب ایک مسئلہ کے وفق کو جمیع ثانی میں ضرب دی جائے گی تو حاصل ضرب 216 سے ورثاء کے حصص کی تصحیح ہو گی۔

حمل کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ کی صورت 24 سے ہو گی تو عورت کو 3 ملیں گے' مسئلہ ثانی کے وفق 9 میں ضرب دینے سے عورت کو 27 ملے' اور والدین میں سے ہر ایک کو مسئلہ 24 میں سے 4' 4 ملے' مسئلہ ثانی کے وفق میں ضرب دینے سے 36' 36 ملے اور مسئلہ 27 میں سے عورت کو 3 جب مسئلہ 24 کے وفق میں ضرب دی جائے گی تو اسے 24 ملیں گے' ایسے ہی والدین میں سے ہر ایک کو 32' 32

اب دونوں مسئلوں میں سے جو حصہ کسی وارث کا کم ہو گا وہ اسے دے دیا جائے گا اور مابقی حمل کے وضع ہونے تک موقوف رکھا جائے گا' لہٰذا عورت کو کم حصہ 24 دینے سے 3 بچ جائیں گے اور والدین میں سے ہر ایک کو 32' 32 دینے سے 4' 4 بچ جائیں گے' جو عورت اور والدین کے زیادہ حصے سے موقوف رہیں گے۔

اب چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حمل میں 4 بچوں کے وضع ہونے کا امکان ہے' لہٰذا لڑکی کے حق میں 4 بیٹوں کا حصہ موقوف ہو گا تو لڑکی کو 216 میں سے صرف 13 کا حصہ ملے گا' لہٰذا

[عورت کو = 24]

[والدین کو 32 + 32 = 64]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



[اور لڑکی کو = 13]

مجموع الحصص = 101

ورثاء کو حصص دینے کے بعد مابقی = 115 حصص حمل کے لئے موقوف ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فان ولدت بنتًا واحدة او اکثر' فجمیع الموقوف للبنات

وان ولدت ابنًا واحدًا او اکثر' فیعطی للمراۃ والابوین ماکان موقوفًا من نصیبھم فما بقی تضم الیه ثلاثة عشر' ویقسم بین الاولاد۔

وان ولدت ولدًا میتًا فیعطی للمراۃ والابوین ماکان موقوفًا من نصیبھم' وللبنت الٰی تمام النصف' وھو خمسة وتسعون سھمًا والباقی للاب۔ وھو تسعة اسھم لانه عصبة

---

اب وضع حمل تین صورتوں سے خالی نہیں ہے۔

(۱) اگر وضع حمل میں ایک یا اکثر بیٹیاں پیدا ہوں تو جمیع موقوف مال بمع لڑکی کے حصہ کے لڑکیوں میں برابر تقسیم ہو گا۔

یعنی موقوف مال = 115

اور لڑکی کا حصہ جمع = 13

مجموع الحصص = 128

ان میں تقسیم کر دیا جائے گا' کیونکہ لڑکیوں کے وضع حمل پر 27 کے مسئلہ کے مطابق ہر ایک کو حصہ پورا پورا مل چکا ہے' لہٰذا موقوف 115 + 13 = 128' 27 کے مسئلہ کے مطابق ہی لڑکیوں کا حصہ بنتا ہے' کیونکہ 27 کے مسئلہ میں سے دو یا زیادہ لڑکیوں کا حصہ دو ثلث = 16 ہے' جسے مسئلہ چوبیس کے وفق 8 میں ضرب دینے سے = 128 کا حصہ برآمد ہوتا ہے' لہٰذا موقوف جمیع مال بمع 13 جو 128 ہی ہے' لڑکیوں ہی کا حصہ ہے۔

(۲) اگر وضع حمل میں ایک یا زیادہ لڑکے پیدا ہوں تو عورت اور والدین کے حصہ سے موقوف مال۔ یعنی ..... 3 + 4 + 4 علی الترتیب ان کو واپس کیا جائے گا اور مابقی = 104 بمع لڑکی کے حصہ 13 کے ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ یعنی ..... 104 + 13 = 117 لڑکی اور لڑکوں میں تقسیم ہو گا۔

(۳) اور اگر وضع حمل میں مردہ بچہ پیدا ہو تو عورت اور والدین کے حصوں میں سے ان کا موقوف حصہ انہیں واپس دینے کے ساتھ ساتھ بیٹی کو اس کا نصف علی سبیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الفرضیۃ پورا کرنے کے لئے مزید "95" دیئے جائیں گے۔ لہٰذا 13 + 95 = 108 جو کل مال "216" کا نصف ہیں لڑکی کو ملیں گے اور باقی جو 9 بچتے ہیں وہ باپ کو عصبہ ہونے کی حیثیت میں دے دیئے جائیں گے۔ لہٰذا جمیع مال = 216 کی تقسیم یوں ہو گی۔

| | | |
|---|---|---|
| زوجۃ = | | 27 |
| والدۃ = | | 36 |
| والد = | 9 + 36 = | 45 |
| بنت = | | 108 |
| مجموع الحصص = | | 216 |

"تصریح"

کسی بھی متوفی کے ترکہ کو تقسیم کرتے وقت وارث کی زندگی کا تحقق ضروری ہے اگر موّرث کی وفات کے وقت وارث زندہ نہیں تو وہ اس کے ترکہ سے کسی قسم کے حصہ کا بھی وارث نہیں۔

اسی ضابطے کے مطابق جب حمل کو دیکھا جاتا ہے تو وہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے مجہول الوصف والحال ہوتا ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مذکر ہو گا یا مونث' زندہ یا مردہ' ایک بچہ ہو گا یا زیادہ۔ ایسی صورت میں اس کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی جزماً بات اس کی ولادت سے پہلے کہی جا سکتی ہے۔

جب وہ زندہ پیدا ہو گا تو اس کی زندگی کا اعتبار موّرث کی وفات کے وقت سے ہو گا اور وہ اس کے ترکہ سے اپنے حصے کے مطابق وارث ہو گا۔ اور اگر وہ مردہ پیدا ہو گا تو اسے مورث کی وفات کے وقت سے معدوم سمجھا جائے گا اور وہ وارث نہ ہو گا۔ جیسے حمل کی زندگی کا یقین ولادت سے قبل محال ہے تیسے اس کے مذکر یا مونث ہونے کا یقین بھی مشکل ہے لہٰذا اس کی اس وصف وحال کی جہالت میں مورث کے ترکہ کی تقسیم بھی مشکل اور متعذّر ہے۔

لیکن بعض امور اضطراریہ' باقی ماندہ ورثاء کی مصلحت کے لئے ترکہ کی تقسیم کو ضروری قرار دیتے ہیں جن کی بنیاد پر ترکہ کو تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ لیکن آخری تقسیم حمل کی ولادت کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے اہل علم نے حمل کے احکام اور ترکہ کی تقسیم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسائل کو نہایت احتیاط سے بیان کیا ہے۔

فی زمانہ سائنس کی نئی نئی ایجادات کے باعث اگر حمل کی معرفت' اس کی زندگی اور اس کی تذکیر وتانیث نیز بچوں کی تعداد سے واقفیت اور علم ہو جائے تو اس کے مطابق حمل کا حصہ موقوف رکھ لینے پر باقی ماندہ ترکہ کو ورثاء میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس ضمانت پر کہ اگر آلات سے حاصل کردہ معلومات کے خلاف حمل وضع ہو تو دوبارہ ترکہ کی تقسیم ہو گی اور ورثاء کو اپنے حصص میں کمی بیشی قبول کرنی ہو گی۔

"لارث الحمل شرطان"

شرط اول ..... "ان یکون موجودًا فی بطن امه وقت وفاة مورّثه" یقیناً پہلی شرط یہ ہے کہ حمل مورث کی وفات کے وقت ماں کے بطن میں یقینی طور پر موجود ہو' جس کا تحقق دو سال کے اندر اندر اس کی زندہ ولادت سے ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ حمل متوفی کا ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"لایبقی الولد فی رحم امه اکثر من سنتین ولو بغلکة مغزل"

"یعنی حمل دو سال سے زیادہ ماں کے پیٹ میں نہیں رہ سکتا"

یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں جیسا کہ گزر چکا ہے حمل چار سال بعد بھی وضع ہو سکتا ہے۔ یہی قول مالکیہ کا اور اصح قول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے۔

شرط ثانی ..... "ان ینفصل من بطن امه حیًا' وذٰلک لیکون اهلاً للملک" دوسری شرط یہ ہے کہ حمل زندہ پیدا ہو کیونکہ اسی صورت میں وہ وراثت کا اہل ہو سکتا ہے۔

اور اس کی زندگی کا علم ومعرفت مندرجہ ذیل سے ہو سکتا ہے:

(۱) ولادت کے بعد بچے کا چیخنا۔
(۲) ماں کے پستان سے دودھ پینا۔
(۳) بچے کا رونا۔
(۴) دیر تک سانس لینا۔
(۵) چھینک لگانا۔
(۶) احناف کے ہاں بچے کی مطلق حرکت جو اس کی زندگی پر دال ہو۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک بچے کی مطلق حرکت اس کی زندگی کے لئے کافی نہیں بلکہ اتنی طویل حرکت ہونی چاہئے جو اس کی مستقر زندگی پر دال ہو۔ جس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ فرمان ہے:

"اذا استهل الصبی صلی علیه وورث" (نسائی' ترمذی)

اور اگر مردہ پیدا ہو' یا بعض مردہ اور بعض زندہ' یا زندہ پیدا ہو لیکن اس کی زندگی مستقر نہ ہو' تو وہ وارث نہیں ہو گا' بلکہ اس کا وجود کالعدم ہو گا۔

" احوال الجنین خمسة"

اول: کسی بھی حالت میں وہ متوفی کے ترکہ کا وارث نہ ہو خواہ حمل مذکر متصور ہو خواہ مونث۔

ثانی: تمام حالتوں میں وہ وارث ہو خواہ مذکر متصور ہو خواہ مونث۔

ثالث: تذکیر وتانیث کی دونوں حالتوں میں سے ایک حالت پر وارث ہو اور دوسری پر وارث نہ ہو۔

رابع: دونوں حالتوں میں سے کسی پر بھی اس کی وراثت میں اختلاف نہ پڑتا ہو خواہ مذکر ہو یا مونث۔

خامس: اس کے ساتھ کوئی دوسرا وارث نہ ہو۔ یا ہو لیکن اس کے باعث محجوب ہو۔

اب ان احوال خمسہ میں سے ہر ایک کا علی الترتیب تفصیلی حکم ملاحظہ فرمایئے:

پہلی حالت ..... میں ترکہ کو مستحقین میں حمل کا انتظار کئے بغیر تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثالہ ..... متوفی اپنے پیچھے زوجہ' اب' ام حامل من اب غیر ابیه (سوتیلے باپ) سے چھوڑ جاتا ہے۔ اس صورت میں حمل اگر زندہ بھی پیدا ہو جائے تو وہ ایک متوفی کا اخیافی بھائی ہو گا جو متوفی کے حقیقی باپ کی موجودگی میں ہر حالت میں محجوب ہو گا۔ لہٰذا ترکہ زوجہ اور ابوین میں تقسیم ہو گا۔

اصل مسئلہ 4 سے تشکیل پائے گا۔

[زوجہ کو ربع 1]'

[ام کو مابقی کا ثلث 1]'

[اب کو مابقی عصوبۃً 2]

حالت ثانیہ ..... میں جبکہ حمل جمیع احوال میں وارث ہو لیکن اس کا حصہ ذکورۃ وانوثت کی دونوں حالتوں میں مختلف ہو تو ایسی صورت میں دونوں حالتوں کے مطابق مسائل کی تقدیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وتشکیل ہو گی اور جس تقدیر میں اس کا حصہ زیادہ ہو گا وہ اس کے لئے موقوف رکھا جائے گا۔

الغرض مسئلہ کو دونوں تقدیروں پر حل کیا جائے گا اور حمل کو جس تقدیر پر زیادہ حصہ ملتا ہو گا وہ موقوف رکھتے ہوئے اقل انصباء باقی ماندہ ورثاء کو دیئے جائیں گے۔ اور ان کے اقل اور اوفر حصص میں جو فرق ہو گا وہ بھی حمل کی وضاحت تک موقوف رہے گا۔

مثالہ ..... متوفی اپنے پیچھے زوجۃ جبلیٰ' اب' ام چھوڑ جائے تو اس صورت میں اگر حمل کو مذکر فرض کیا جائے تو وہ متوفی کا بیٹا ہو گا اس لحاظ سے مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی تو [زوجہ کو ثمن 3]' [ماں کو سدس 4]' [باپ کو سدس 4]' اور [بیٹے کو مابقی عصوبۃً 13] ملے گا اور اگر حمل کو انثیٰ فرض کیا جائے تو مسئلہ کی تشکیل پھر بھی 24 سے ہی ہو گی' لہٰذا [زوجہ کو ثمن 3]' [ماں کو سدس 4]' [بیٹی کو نصف 12]' اور [باپ کو مابقی عصوبۃً 5] دیا جائے گا۔

پہلی صورت میں حمل کو 13 اور دوسری صورت میں 12' لہٰذا حمل کے لئے پہلی صورت کا زیادہ حصہ یعنی 13 موقوف رہے گا اور باپ کا 1 حصہ موقوف رہے گا۔ حمل کی وضاحت کے بعد اگر وہ تمام موقوف مال کا حق دار ہوا تو وہ اسے دے دیا جائے گا۔ ورنہ باقی ماندہ موقوف مال اس وارث کو دیا جائے گا جس کے حصہ سے وہ موقوف رکھا گیا ہو گا۔

صورت مذکورہ میں باپ کا 1 حصہ موقوف رکھا گیا حمل کے بیٹی ہونے کی صورت میں یہ اسے واپس کر دیا جائے گا۔

حالت ثالثہ ..... میں ترکہ کو مستحقین میں حمل کو وارث سمجھتے ہوئے تقسیم کر دیا جائے گا اور جنین (حمل) کا حصہ ولادت تک موقوف رکھا جائے گا۔ ولادت کے بعد اگر وہ وارث ثابت ہوا تو موقوف حصہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر وہ وارث ثابت نہ ہوا تو اس کا موقوف حصہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثالہ الاول: ..... متوفی اپنے پیچھے زوجہ' عم' زوجہ اخ شقیق حامل کو چھوڑ جائے تو اس صورت میں مسئلہ کی تشکیل 4 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ربع 1 ملے گا اور مابقی $\frac{3}{4}$ حمل کی ولادت تک موقوف رہے گا۔

اگر حمل لڑکے کی صورت میں ظاہر ہوا تو مابقی $\frac{3}{4}$ موقوف مال بھتیجا ہونے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجہ سے لڑکا وصول کر لے گا اور چچا محجوب ہو گا کیونکہ بھتیجا وراثت میں چچا سے مقدم ہے اور اگر حمل لڑکی کی صورت میں ظاہر ہو تو پھر چچا موقوف مال کا وارث ہو گا کیونکہ لڑکی اس صورت میں بھتیجی ہو گی جو ذووا الارحام میں سے ہے اور چچا اس سے مقدم ہے۔

مثالہ الثانی ..... اگر متوفاۃ زوج' ام' 3 اخوات لام' زوجہ حامل لاب چھوڑ جائے تو اس صورت میں مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی' تو زوج کو نصف 3' ام کو سدس 1' اخوات لام کو ثلث 2 ملیں گے۔

اگر زوجہ حامل لاب کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو وہ متوفاۃ کا علاتی بھائی ہو گا جسے کچھ بھی نہیں ملے گا کیونکہ اصحاب الفروض نے تمام ترکہ سمیٹ لیا اور علاتی بھائی کے لئے کچھ نہ بچا جو عصبۃ ہے لہٰذا وہ محجوب رہے گا۔

اور اگر وہ انثیٰ "لڑکی" جنے تو وہ متوفاۃ کی علاتی بہن ہو گی جو نصف کی مالک ہو گی۔ اس صورت میں مسئلہ کی تشکیل تو 6 سے ہو گی لیکن عول 9 تک کرے گا۔ لہٰذا زوج کو نصف 3' ام کو سدس 1' اخوات لام کو ثلث 2' اخت لاب (حمل) کو نصف 3۔

اس صورت میں حمل کے لئے 9 میں سے 3 حمل کی وضاحت تک موقوف رہیں گے اگر وضاحت کے بعد حمل اس کا مستحق ہوا تو وہ اسے دے دیئے جائیں گے۔ نہیں تو ورثاء میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

حالت رابعہ ..... میں جبکہ حمل کا حصہ تذکیر وتانیث کی دونوں حالتوں میں متغیر نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں ترکہ سے حمل کا حصہ محفوظ کرتے ہوئے باقی ماندہ ترکہ باقی ورثاء میں مکمل تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثالہ ..... اگر متوفی اخت شقیقہ' اخت لاب' ام حامل من زوج آخر چھوڑ جائے تو حمل کی تذکیر وتانیث کی دونوں حالتوں میں بوجہ اخیافی بھائی یا بہن ہونے کے اسے سدس $\frac{1}{6}$ ہی ملے گا لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہو گی جس میں سے اخت شقیقہ کو نصف 3' اخت لاب کو سدس تکملۃ للثلثین 1' ام کو سدس 1' اور حمل کو سدس 1 خواہ حمل اخیافی بھائی کی صورت میں ظاہر ہو یا اخیافی بہن کی صورت میں۔

حالت خامسہ ..... میں جب حمل کے ساتھ دوسرا کوئی انسان وارث نہ ہو یا ہونے کی صورت میں وہ حمل کے باعث محجوب ہو تو ایسی حالت میں تمام ترکہ حمل کی ولادت تک موقوف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محفوظ رہے گا۔ اب اگر حمل زندہ پیدا ہو تو تمام موقوف ترکہ اس کا ہو گا اور اگر وہ مردہ پیدا ہوتا ہے تو پھر جو بھی ورثاء میں سے اس کا مستحق ہو گا اسے دے دیا جائے گا۔

مثالہ ..... متوفی اپنے پیچھے زوجہ ابن لہ حامل' اخ من ام چھوڑ جاتا ہے تو حمل کا ظہور تذکیر وتانیث میں سے خواہ کسی بھی صورت میں ہو اخیافی بھائی کے لئے حاجب ہو گا کیونکہ وہ میت کی فرع ہے اور فرع اخیافی بہن بھائیوں کے لئے حاجب ہے۔

اب اگر حمل کا ظہور تذکیر کی صورت میں ہو تو وہ متوفی کا پوتا ہو گا' لہٰذا تمام ترکہ کا وہ مالک ہو گا اور اگر اس کا ظہور تانیث کی صورت میں ہو تو پھر وہ پوتی ہونے کی صورت میں نصف ترکہ کی مالک ہو گی اور باقی نصف بھی عصبہ کے نہ ہونے کے باعث بالرد اسی کو دیا جائے گا۔

مثالہ الآخر ..... اگر کوئی انسان وفات کے وقت زوجہ حامل' اور اخ شقیق چھوڑ جائے تو زوجہ کو ثمن دیا جائے گا لیکن حقیقی بھائی کو حمل کی وضاحت تک کچھ نہیں دیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حمل لڑکے کی صورت میں ظاہر ہو تو ایسی صورت میں حقیقی بھائی وارث نہیں ہو سکتا' لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 8 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ثمن 1' لڑکے کو مابقی عصبۃً اور اگر لڑکی کی صورت میں ظاہر ہو تو پھر لڑکی کو نصف علی سبیل الفرض اور مابقی حقیقی بھائی کو تعصیباً دیا جائے گا۔

لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو ثمن 3' لڑکی کو نصف 12' حقیقی بھائی کو مابقی تعصیباً 9

"ملاحظہ"

"الوارث مع الحمل لایخلوا من ثلاث حالات"

حالت اولیٰ ..... حمل ہو نہ ہو' مذکر ہو یا مونث' کم افراد پر مشتمل ہو یا زیادہ لیکن وارث کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں وارث کو فورا مکمل اس کا حصہ دے دیا جائے گا۔ جیسے کوئی انسان اپنے پیچھے سوتیلی والدہ حامل' اخیافی بھائی چھوڑ جائے تو اخیافی بھائی کو ہر حالت میں چھٹا حصہ ملے گا' لہٰذا اسے بلا انتظار اس کا حصہ دے دیا جائے گا۔

حالت ثانیہ ..... "ان یرث فی حال دون حال فھذا لا یعطی شیئا" یعنی وارث ایک حالت میں تو وارث ہو اور دوسری حالت میں محجوب ہو تو ایسی صورت میں حمل کی وضاحت تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسے کچھ نہیں دیا جائے گا۔

مثلاً..... متوفی اپنے پیچھے زوجہ حامل' اخ عینی یا علاتی چھوڑ جائے تو زوجہ کو ثمن دینے کے بعد مابقی $\frac{7}{8}$ موقوف رکھا جائے گا اور بھائی کو کچھ نہیں دیا جائے گا کیونکہ حمل اگر مذکر پیدا ہوا تو بھائی محجوب اور اگر مونث ہو تو مابقی کا وارث لہٰذا مسئلہ کی تشکیل پہلی صورت میں 8 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو "1" لڑکے کو مابابقی عصوبۃً $\frac{7}{8}$، اخ عینی محجوب' دوسری صورت میں مسئلہ کی تشکیل 24 سے ہو گی جس میں سے زوجہ کو 3' لڑکی کو نصف 12' عینی یا علاتی بھائی کو مابقی 9۔

حالت ثالثہ..... "ان یختلف میراثہ بحسب التقادیر فھٰذا یعامل بالاضر" اگر حمل کی میراث مختلف تقادیر پر مختلف ہو تو عمل بالاضر ہو گا وضع حمل کے بعد اگر وہ جمیع موقوف مال کا حقدار ہو گا تو جمیع مال اسے دے دیا جائے گا۔

اگر مال موقوف زیادہ ہو گا تو حمل کے حصے کے بعد مابقی مستحقین کو دے دیا جائے گا۔ اور اگر موقوف مال کم ہو تو بقدر نقصان ورثاء سے واپس لے کر اسے پورا کیا جائے گا جیسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے خصاف کی روایت کے مطابق حمل میں جب ایک بچی کا حصہ موقوف رکھا جائے جو نصف کی حقدار ہے لیکن وضع حمل پر ایک کی بجائے دو بچیاں پیدا ہوں جو دو ثلث $\frac{2}{3}$ کی حقدار ہیں۔ تو دو ثلث $\frac{2}{3}$ کو پورا کرنے کے لئے ورثاء سے سدس $\frac{1}{6}$ واپس لیا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصل فِی المفقُود

المفقود حی فی مالهٖ حتی لایرث منه احد' ومیت فی مال غیرهٖ حتی لایرث من احد ویوقف ماله حتی یصح موته او تمضی علیه مدة

واختلف الروایات فی تلک المدّة' ففی ظاهر الروایة: انه اذا لم یبق من اقرانه احد حکم بموته وروی الحسن بن زیاده عن ابی حنیفة ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ ان تلک المدّة' مائة وعشرون سنة من یوم ولد فیه المفقود

وقال محمد ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ مائة وعشر سنین۔ وقال بعضهم: تسعون سنة' وعلیه الفتوٰی۔

وقال بعضهم: مال المفقود موقوف الی اجتهاد الامام' وموقوف الحکم فی حق غیرهٖ حتی یوقف نصیبه من مال مورثه کما فی الحمل فاذا مضت المدة فماله لورثته الموجودین عند الحکم بموته' وما کان موقوفًا لاجله یرد الٰی وارث مورثه الذی وقف ماله

---

"فصل فی المفقود ....." فقہاء کی اصطلاح میں مفقود ایسے غائب کو کہا جاتا ہے' جس کے بارے میں کوئی ایسی خبر معلوم نہ ہو جس سے اس کی موت وحیات کا علم ہو سکے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ مفقود کا حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "المفقود حی فی مالهٖ ....." یعنی .... مفقود اپنے مال مملوکہ میں زندہ متصور ہوتا ہے جس کے باعث کوئی بھی اس کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا اور کسی دوسرے انسان کے مال کے حق میں مردہ' حتی کہ یہ اس کا وارث نہیں ہو سکتا۔

چونکہ مفقود کی موت وحیات کا کوئی علم نہیں' لہٰذا اس کا مال اس وقت تک ورثاء میں تقسیم سے موقوف رہے گا جب تک کہ اس کی موت کا علم نہ ہو جائے۔ یا اس پر اتنی مدت گزر جائے جس پر اس کی موت کا فیصلہ ممکن ہو۔ اس مدت میں فقہاء حنفیہ کا اختلاف ہے۔

(۱) ظاہر روایت کے مطابق جب اس کے علاقہ کے ہمعصر نہ رہیں تو اسے بھی مردہ تصور کیا جائے گا۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں یہ مدت "120" سال پر مشتمل ہو گی۔ یعنی یوم ولادت سے تا "120" سال۔

(۳) امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں "110" سال تک۔

(۴) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک "105" سال تک۔

(۵) بعض فقہاء کے ہاں "90" سال تک' احناف کے ہاں مفتیٰ بہ یہی مدت ہے۔

(۶) بعض دوسرے اہل علم کے ہاں مفقود کی وفات کا حکم صاحب علم امام کے اجتہاد پر موقوف ہے وہ اپنے اجتہاد کے مطابق جتنی مدت بعد اس کی وفات کا حکم اور فیصلہ دے دے وہ درست ہو گا اور اس کا مال موقوف اس کے موجود ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

اور وہ غیر سے اپنے حق اور حصہ میں موقوف الحکم ہو گا' یعنی ..... اس کے مورث کے مال سے اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا' جیسے حمل کا حصہ موقوف رکھا جاتا ہے۔ اور جب امام کا اجتہاد اس کی موت کی تصدیق کر دے تو اس کا اپنا مال اس کے موجود ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا اور اس کے لئے اس کا موقوف حصہ اس کے مورث کے ورثاء کو واپس کر دیا جائے گا۔

"تصریح"

اہل علم نے مفقود الخبر کے متعلق ذیل کے احکام بیان کئے ہیں۔

(۱) چونکہ مفقود الخبر "حی فی مالہ" متصور ہوتا ہے لہٰذا اس کی بیوی کسی سے نکاح نہیں کر سکتی۔

(۲) اس کا مال ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کی موت وحیاۃ کا معاملہ ظاہر نہیں ہو جاتا۔ یا اتنی مدت گذر جائے جس سے اس کی موت کا ظن غالب حاصل ہو جائے یا پھر قاضی اپنے اجتہاد اور وسائل سے اس کی موت کا فیصلہ صادر فرما دے۔

خیال رہے! اہل علم نے یہاں اس کی زندگی کو استصحاباً تسلیم کیا ہے کیونکہ مفقود الخبر ہونے سے قبل وہ زندہ تھا لہٰذا اب بھی وہ زندہ ہی ہو گا۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے مفقود کی بیوی کے بارے میں فرمایا: "ھی المراۃ ابتلیت فلتصبر' لاتنکح حتی یاتیھا یقین موتہ" یعنی ایسی عورت کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے جب تک کہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خاوند کی موت کا یقین ہو جائے۔ موت کے یقین کے بعد اس کا مال ورثاء میں تقسیم ہو سکے گا اور اس کی بیوی کو عقد ثانی کا حق بھی حاصل ہو گا۔

ایسے انسان کی وفات کا حکم صادر کرنے کی مدت میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

(۱) الاحناف: یعتبرون موت اقرانه الذین فی بلدهٖ فاذا لم یوجد احد من اقرانه عند ذٰلک یحکم بموته

حنفیہ نے جیسا کہ ماتن نے ان کے مسلک کی وضاحت کی ہے۔ مفقود الخبر کے علاقہ کے ہمعصروں کا اعتبار کیا ہے جب اس کے علاقہ کے اقران میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے تو اس کی موت کا حکم صادر کر دیا جائے گا۔ پیچھے گزر چکا ہے۔ احناف کے ہاں اس بارے میں ایک روایت 90 سال کی بھی مروی ہے۔

(۲) "المالکیة: ویری الامام المالک ان المدة هی سبعون سنة استفادا لما روی فی الحدیث المشهور اعمار امتی ما بین الستین والسبعین"

امام مالک مفقود الخبر کی موت کا حکم اس کی عمر 70 سال کو پہنچ جانے پر لگاتے ہیں کیونکہ مشہور روایت سے ایسے ہی معلوم ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہو گی۔

امام مالک سے ایک روایت یوں بھی منقول ہے:

ویروىٰ عنه ان من فقد فی دار الاسلام وانقطع خبرهٗ کان لزوجته ان ترفع امرها الی الحاکم' فیبحث عنه فی مظنات وجوده بکل الوسائل التی یمکن بها معرفة حاله فان عجز ضرب للزوجة اجلاً وهو اربع سنوات' فاذا انتهت اعتدت الزوجة عدة الوفات وحل لها بعد ذٰلک الزواج بغیره

یعنی دار الاسلام میں کسی کے مفقود ہو جانے پر اس کی بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا معاملہ عدالت میں پیش کرے اور حاکم کا یہ فرض ہے کہ مفقود الخبر کے بارے میں تمام وسائل کو عمل میں لاتے ہوئے اس کی موت وحیات کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔

اگر حاکم معرفت سے عاجز آ جائے تو پھر اس کی بیوی کے لئے چار سال کی مدت مقرر کرے اگر اس کا خاوند اس دوران نہ آئے تو بیوی کو عدت الوفات گزارنے کے بعد عقد ثانی کی اجازت دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) "الشافعية: ويرى الشافعي رحمه الله ان المدة هي تسعون سنة' وهي مدة موت اقرانه. الذين هم في بلده والرای الصحيح عنده ان المدة لاتقدر بزمن المعين' بل اذا ثبت لدى القاضي موته فانه يجتهد ويحكم بموته بعد انقضاء المدة التي لا يعيش فوقها غالبًا" امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ خیال ہے کہ مفقود الخبر کی موت کا حکم صادر کرنے کے لئے اس کی 90 سال کی عمر ضروری ہے اور یہ وہ مدت ہے جس میں غالبًا اس کے اقران سے کوئی بھی باقی نہیں رہ سکتا لہٰذا اس کا بھی زندہ ہونا ناممکن ہو گا۔

لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کی صحیح رائے یہ ہے کہ اس کی موت کا حکم لگانے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ قاضی کی رائے اور اجتہاد پر منحصر ہے وہ اپنے اجتہاد سے اس کی موت کا فیصلہ دے۔ لیکن اتنی مدت کے ختم ہونے پر جس سے زیادہ وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

(۴) "الحنابلة: ويرى الامام احمد انه اذا فقد في حالة يغلب فيها الهلاك كمن فقد بين صفين متلاحمين حال نشوب المعركة واشتداد القتال او غرق مركب كان فيها فسلم فيه جماعة وغرق اخرون بحث عنه مدة اربع سنوات' فان لم يعثر له على اثر قسم ماله علٰى ورثته بعدها' واعتدت زوجته عدة الوفاة' وحل لها بعدها الزواج' وان فقد في حالة لا يغلب فيها الهلاك كمن خرج لتجارة او سياحة او طلب علم فله رايان:

* انتظار الى مضى تسعين من مولده' لان الغالب انه لايعيش اكثر من ذالک
* تفويض امره الٰى اجتهاد الحاكم' ومتى وقع اجتهاده على شيئي حكم به

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہاں جب انسان ایسی حالت میں مفقود ہو جائے جس میں غالب ظن اس کی ہلاکت کا ہو جیسے دشمن کے ساتھ قتال میں یا سمندر کے سفر میں کشتی کے غرق ہو جانے سے جس میں بعض انسان ہلاک ہو گئے ہوں اور بعض زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہوں تو ایسی صورت میں 4 سال تک اس کی تلاش اور جستجو کی جائے گی اگر اس دوران اس کا کوئی پتہ نہ چل سکے تو اس کا مال اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے اور اس کی بیوی کو عدۃ الوفاۃ گزارنے کے بعد عقد ثانی کا حق دیا جائے۔

اور اگر ایسی حالت میں مفقود ہو جائے جس میں اس کی ہلاکت کا ظن غالب حاصل نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو جیسے تجارت کی غرض سے یا سیاحت اور طلب علم کے لئے گھر سے اس کا نکلنا تو اس میں امام احمد رحمہ اللہ کی دو رائیں ہیں:

(۱) اس کی پیدائش سے 90 سال تک اس کا انتظار کرنا کیونکہ ظن غالب میں اتنی مدت کے بعد اس کا زندہ ہونا ممکن نہیں۔

(۲) اس کا معاملہ حاکم کے اجتہاد پر منحصر ہو گا جب بھی اس کی موت کا حکم صادر کر دے اس کے مطابق عمل ہو گا۔

صاحب المواریث کے خیال میں حنابلہ کی یہ رائے وزنی ہے۔

فقہاء حنفیہ میں سے علامہ زیلعی نے بھی اسی رائے کو پسند فرمایا ہے اور اکثر اہل علم نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے کیونکہ مفقود الخبر کے حالات مختلفہ کا یہی تقاضا ہے کبھی وہ دشمن سے مقابلہ میں مشغول ہوتا ہے' کبھی ڈاکوؤں سے مبتلا' کبھی تجارت میں اور کبھی سیاحت وتعلیم میں تو ان حالات مختلفہ میں اس کی موت کا فیصلہ حاکم کی رائے پر چھوڑ دینا زیادہ مناسب اور قرین قیاس ہے۔ تاکہ وہ قرائن اور وسائل کے مطابق مناسب فیصلہ کر سکے۔

خیال رہے! مفقود کی توریث میں ذیل کی دو حالتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:۔

(۱) اما ان یکون المفقود یحجب من معه حجب حرمان

(۲) واما الا یحجب من معه بل یشارکهم فی المیراث

یا تو مفقود الخبر دوسرے ورثاء کے لئے حاجب حرمان ہو گا۔ یا پھر حاجب نہیں ہو گا بلکہ دوسرے ورثاء بھی اس کے ساتھ وارث ہوں گے۔ پہلی حالت میں میت کا تمام ترکہ موقوف رہے گا جب تک پتہ نہ چل جائے آیا وہ زندہ ہے یا مردہ۔

اگر اس کی زندگی کا پتہ چل جائے تو وہ تمام مال میت کا وارث ہو گا کیونکہ وہ دوسرے ورثاء کے لئے حاجب حرمان ہے۔ انہیں اس کی موجودگی میں کچھ نہیں مل سکتا۔

اور اگر اس کی موت کا علم ہو جائے یا قاضی اس کی موت کا فیصلہ صادر کر دے تو مال کو ورثاء میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۱) مثالہ ..... جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے عینی بھائی' عینی بہن اور مفقود بیٹا چھوڑ جائے تو مفقود بیٹا زندہ ہونے کی صورت میں دوسرے ورثاء کے لئے حاجب حرمان ہے۔ لہٰذا متوفی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جمیع ترکہ بیٹے کی زندگی یا موت معلوم ہونے تک موقوف رہے گا۔

(۲) مثالہ الثانی ..... یا جیسے کوئی متوفی اپنے پیچھے عینی مفقود بھائی' علاتی بھائی اور دو علاتی بہنیں چھوڑ جائے تو عینی بھائی چونکہ زندہ ہونے کی صورت میں علاتی بھائیوں' بہنوں کے لئے حاجب حرمان ہے۔ لہٰذا تمام ترکہ میت عینی بھائی کی موت وحیات ظاہر ہونے تک موقوف رہے گا۔

مفقود کی دوسری حالت جس میں اس کے ساتھ دوسرے ورثاء بھی وراثت میں شریک ہوتے ہیں انہیں اس کی زندگی اور موت کی دونوں حالتوں میں سے جس حالت میں کم حصہ ملتا ہو گا وہ دیا جائے گا یعنی اقل النصیبین جیسے خنثیٰ کو اقل النصیبین دیا جاتا ہے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ مفقود الخبر کے ساتھ دوسرے ورثاء تین حالتوں سے خالی نہیں:۔

(۱) اگر کوئی وارث ایسا ہے جو مفقود الخبر کی زندگی اور موت کی دونوں حالتوں میں وارث بنتا ہے اور اس کے حصے میں بھی دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو ایسے وارث کو متوفی کے ترکہ سے اس کا مکمل حصہ دے دیا جائے گا۔

(۲) اور اگر کسی وارث کو مفقود کی دونوں حالتوں میں ترکہ میت سے مختلف حصص ملتے ہیں تو ایسے وارث کو اقل النصیبین دیا جائے گا۔

(۳) اگر کوئی وارث مفقود کی کسی ایک حالت میں ترکہ میت سے وارث نہیں بنتا تو ایسی صورت میں اسے کچھ نہیں دیا جائے گا تاوقتیکہ مفقود کی زندگی یا موت کا علم ہو جائے مثلاً کوئی آدمی وفات کے وقت بیوی' والدہ' علاتی بھائی اور عینی مفقود بھائی چھوڑ جاتا ہے تو اس کی بیوی کو $\frac{1}{4}$ ' والدہ کو $\frac{1}{6}$ دیا جائے گا اور والدہ کا ثلث میں سے $\frac{1}{6}$ موقوف کر لیا جائے گا۔

اور علاتی بھائی کو کچھ نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ عینی بھائی کی موجودگی میں محجوب ہوتا ہے والدہ کا موقوف حصہ اور مابقی ترکہ اس وقت تک موقوف اور محفوظ رہے گا جب تک کہ مفقود کی موت وحیات کا علم نہیں ہو جاتا۔ اس کی موت کی صورت میں والدہ کا $\frac{1}{6}$ موقوف حصہ والدہ کو اور مابقی موقوف حصہ علاتی بھائی کو عصبۃ ہونے کی صورت میں دے دیا جائے گا۔ لہٰذا مسئلہ کی صورت یوں ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسئلہ از 12

| ورثاء | بیوی | والدہ | علاتی بھائی | عینی مفقود بھائی | والدہ کا موقوف حصہ |
|---|---|---|---|---|---|
| | $\frac{1}{4}$ | $\frac{1}{6}$ | مابقی عصوبۃ | x | $\frac{1}{6}$ |
| | 3 | 2 | 5 | | 2 |

عینی مفقود بھائی کی وفاۃ کا علم ہو جانے پر والدۃ کا موقوف 1/6 اسے دے دینے سے اس کا ثلث پورا ہو جائے گا اور بیوی نیز والدۃ کے حصص کے بعد جو 5 حصے بچیں گے وہ علاتی بھائی کو عصوبۃً دے دیئے جائیں گے۔

اس مثال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ورثاء کی تینوں اقسام مذکورہ موجود ہیں بیوی ایسی وارث ہے جس کا مثال مذکور میں حصہ مفقود کی موت وحیات کی دونوں حالتوں میں برابر رہتا ہے اور والدہ کا مفقود کی دونوں حالتوں میں مختلف اور علاتی بھائی ایسا وارث ہے جو عینی مفقود بھائی کی زندگی میں وارث نہیں' لہٰذا اسے کچھ نہیں ملے گا۔ جب تک کہ مفقود کی وفات کا علم نہ ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**والاصل فی تصحیح مسائل المفقود: ان تصحح المسئلة علی تقدیر حیاتہٖ ثم تصحح علی تقدیر وفاتہ وباقی العمل ماذکرنا فی الحمل**

---

اب مصنف رحمہ اللہ مذکورہ تفصیل کے بعد مفقود الخبر کے مسائل کے حل کا ایک ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"الاصل فی تصحیح مسائل المفقود ....الخ" یعنی

اولاً: علی تقدیر الحیاۃ اس کے مسائل کی تصحیح کی جائے گی۔

ثانیاً: علی تقدیر الوفاۃ اس کی تصحیح کی جائے گی۔

بعدہ حیاۃ ووفات کے مسائل میں نسبت کو دیکھا جائے گا اگر ان کے درمیان نسبت توافق کی ہو گی تو ایک مسئلہ کے وفق کو جمیع مسئلہ ثانی میں ضرب دی جائے گی اور اگر ان میں نسبت تباین کی ہو گی تو جمیع اول کو جمیع مسئلہ ثانی میں ضرب دینے سے دونوں صورتوں میں جو حاصل ضرب آئے گا اس سے دونوں تقدیروں کے مطابق مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

جس کسی وارث کو مسئلہ وفاۃ سے جو کچھ حصہ ملتا ہو گا اسے مسئلہ حیاۃ میں یا اس کے وفق میں ضرب دینے سے اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔

اور جس کو مسئلہ حیاۃ سے جو کچھ مل رہا ہو گا اسے مسئلہ وفاۃ یا اس کے وفق سے ضرب دے کر اس کا حصہ علیحدہ کر لیا جائے گا۔

پھر ان دونوں صورتوں میں حاصل ضرب کو دیکھا جائے گا جونسا اقل' کم ہو گا وہ حاضر وارث کو دیا جائے گا اور جو اقل سے زائد ہو گا وہ اس وارث کے لئے اس وقت تک موقوف اور محفوظ رہے گا جب تک کہ مفقود الخبر کا حال موت وحیات کی صورت میں واضح نہ ہو جائے گا۔

مثلاً: ..... ایک متوفاۃ اپنے پیچھے خاوند' 2 حقیقی بہنیں' 1 حقیقی مفقود بھائی چھوڑ جاتی ہے۔

مفقود کو میت فرض کرنے کی صورت میں خاوند کو نصف' اور دو بہنوں کو ثلثان (دو تہائی) ترکہ سے ملے گا۔ لہٰذا مسئلہ 6 سے تشکیل پاکر 7 تک عول کر جائے گا۔

اور مفقود کو زندہ فرض کرنے کی صورت میں خاوند کو نصف اور دو بہنوں کو ربع ملے گا کیونکہ اصل مسئلہ 2 سے تشکیل پائے گا' جس میں سے نصف یعنی ایک خاوند کو اور باقی ماندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دو بہنوں اور ایک بھائی میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔

لیکن ایک دو بہنوں اور ایک بھائی میں مستقیم تقسیم نہیں ہوتا لہٰذا ایک بھائی اور دو بہنیں جو بمنزلہ چار بہنوں کے ہیں' کے رؤوس اربعہ کو اصل مسئلہ 2 میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 8 آئے گا اس سے ترکہ کی تقسیم صحیح ہو گی۔ لہٰذا

خاوند کو نصف 4' دو بہنوں کو 2' اور بھائی کو مابقی "للذکر مثل حظ الانثیین" 2

اب جبکہ مفقود کو زندہ فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ کی تشکیل 2 سے ہو کر تصحیح 8 سے ہوتی ہے اور اسے میت فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ 6 سے تشکیل پاکر 7 تک عول کرتا ہے تو سابقہ اصولوں کے مطابق 8 اور 7 میں تباین کے پیش نظر جمیع اول کو جمیع ثانی میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب 8 x 7 = 56 آئے گا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔

لہٰذا خاوند کو مسئلہ حیاۃ سے 4 ملتے تھے جب انہیں مسئلہ وفات 7 سے ضرب دی جائے گی تو اسے 56 سے 4 x 7 = 28 ملیں گے۔ اور اسے مسئلہ وفاۃ سے 3 ملتے تھے لہٰذا انہیں جب مسئلہ حیاۃ 8 میں ضرب دیں گے تو اسے 56 میں سے 3 x 8 = 24 ملیں گے۔

لہٰذا قاعدہ کے مطابق: خاوند کو اقل النصیبین 24 دیئے جائیں گے اور زائد 4 موقوف محفوظ کر لئے جائیں گے۔

بہنوں کو مسئلہ حیاۃ سے 2 ملتے تھے لہٰذا مسئلہ وفاۃ 7 میں ضرب دینے سے 2 x 7 = 14 انہیں ملیں گے۔

اور انہیں مسئلہ وفاۃ سے 4 ملتے تھے لہٰذا مسئلہ حیاۃ 8 میں ضرب دینے سے انہیں 4 x 8 = 32 ملیں گے۔ لہٰذا انہیں اقل النصیبین 14 دینے کے بعد زائد جو 18 بچیں گے وہ موقوف قرار دیئے جائیں گے۔

خاوند اور دونوں بہنوں کو 56 کی تصحیح سے اقل النصیبین کے اعتبار سے 24 + 14 = 38 دیئے گئے اور مابقی 18 موقوف رکھ لئے گئے۔

اب اگر مفقود کی زندگی کا علم ہو جاتا ہے تو خاوند کا موقوف حصہ اسے دے دیا جائے گا' لہٰذا اب خاوند کے 24 + 4 = 28 حصص جو 56 کا نصف ہیں مکمل ہو جائیں گے اور باقی موقوف حصص میں سے 14 مفقود الخبر بھائی کو جس کی زندگی کا علم ہو چکا ہے دیئے جائیں گے اور یہ 14 حصص دو بہنوں کو دیئے گئے حصص کے برابر ہیں۔ جو "للذکر مثل حظ الانثیین"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے اصول کے مطابق ہیں۔

اور اگر مفقود الخبر کی وفاۃ ظاہر ہو تو بہنوں کے حصے میں سے 18 موقوف انہیں دیئے جائیں گے' لہٰذا اب ان کے 14 + 18 = 32 حصص مکمل ہو جائیں گے جو مسئلہ عولیہ کے باعث 56 کا $\frac{4}{7}$ ہیں اور یہی مفقود الخبر کی وفات کی صورت میں ان کا مکمل حصہ ہے۔

## مسئلہ کی وضاحتی اشکال وصور پر ایک نظر

علی تقدیر الحیوۃ مسئلہ کی تشکیل 2 سے بالآخر 8 سے'

ورثاء

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| خاوند کو نصف | $\frac{1}{2}$ | بالفرضیت' | 1 | 4 |
| عینی بہن | | | | 1 |
| عینی بہن | | مابقی بالعصوبۃ' | 1 | 1 |
| عینی مفقود بھائی | | | | 2 |

علی تقدیر المماۃ تشکیل 6 سے بالعول' 7 سے'

56 کی تصحیح سے

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| خاوند کو نصف | $\frac{1}{2}$ | بالفرضیت' | 3 | 24 | موقوف 4 |
| عینی بہن | | | | 7 | موقوف 9 |
| عینی بہن | | بالفرضیت' | 4 | 7 | موقوف 9 |
| عینی مفقود بھائی میت | | | x | x | |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فصل فی المرتد

اذا مات المرتد علٰی ارتدادہٖ او قتل او لحق بدار الحرب وحکم القاضی بلحاقه فما اکتسبه فی حال اسلامہٖ فهو لورثته المسلمین وما اکتسبه فی حال ردته یوضع فی بیت المال عند ابی حنیفة ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی وعندهما الکسبان جمیعًا لورثته المسلمین وعند الشافعی ۔ رحمه اللّٰه تعالٰی ۔ الکسبان جمیعًا یوضعان فی بیت المال۔

---

"فصل فی المرتد اذا مات المرتد علی ارتدادہٖ ....."

ماتن اس فصل میں اسلام سے منحرف ہو جانے والے انسان کا حکم بیان کرتے ہیں۔ اگر منحرف انسان انحراف ہی کی حالت میں مرجائے، قتل ہو جائے یا پھر دار الحرب یعنی دار الکفر میں چلا جائے اور قاضی وقت اس کے چلے جانے کی تصدیق کر دے تو اس کے کمائے ہوئے مال کی وراثت میں مندرجہ ذیل پوزیشن ہو گی۔

(۱) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اسلام کی حالت میں کمایا ہوا مال اس کے مسلمان ورثاء کی وراثت ہو گا۔

(۲) حالت ارتداد کی حالت میں کمایا ہوا بیت المال کو دیا جائے گا۔

اور صاحبان کے نزدیک دونوں حالتوں کا مکسوب اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گا۔

لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دونوں حالتوں کا مال بیت المال کو دیا جائے گا۔ اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک لحاظ سے اسے مال فیٔ تصور کرتے ہیں اور دوسرے لحاظ سے ضائع شدہ مال لہٰذا دونوں اعتبار سے ان کے نزدیک اس پر حق بیت المال کا ہو گا۔

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مرتد کی حالت اسلام اور حالت ارتداد کے کسبوں میں فرق ہے کیونکہ ارتداد سے قبل کا کسب بہرحال حالت اسلام کا کسب ہے جو اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم ہونا چاہئے اور حالت ارتداد کا کسب حالت کفر کا کسب ہے جس کا ایک مسلمان وارث نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ بیت المال کو دیا جانا چاہئے۔

صاحبین کے نزدیک چونکہ مرتد پر دوبارہ اسلام لانے کے لئے جبر ضروری ہے لہٰذا اس پر اسلام کے احکام ہی کا نفاذ جاری رہے گا، نیز وہ دونوں حالتوں کے کسب کا مالک ہے، اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے تو اس کے دونوں قسم کے مکسوب سے اس کے قرضے کی ادائیگی درست ہے۔ لہٰذا اس کے دونوں مکسوب اس کے مسلمان ورثاء کے لئے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وما اکتسبه بعد اللحوق بدار الحرب فهو فئی بالاجماع وکسب المرتدة جمیعًا لورثتها المسلمین بلا خلاف بین اصحابنا واما المرتد' فلا یرث من احد لامن مسلم' ولا من مرتد مثله وکذلک المرتدة الا اذا ارتد اهل ناحیة باجمعهم' فحینئذ یتوارثون۔

---

اور دار الحرب میں چلے جانے کے بعد اس کا مال مکسوب اگر مسلمانوں کے ہاتھ لگے تو وہ بالاتفاق تمام آئمہ کے ہاں مال فئی ہو گا۔

یہ مذکورہ حکم تو ہوا مرتد کے مال مکسوب کے بارے میں لیکن عورت مرتدۃ کا مال مکسوب آئمہ احناف کے نزدیک ہر حالت میں اس کے مسلمان ورثاء ہی کو ملے گا۔

"واما المرتد فلا یرث ....." مرتد اور مرتدہ کسی بھی انسان کے' خواہ وہ مسلمان ہو یا ان جیسا مرتد وارث نہیں بن سکتے' خواہ اس کی وجہ عدم اہلیت ہو' یا جنایت اور ارتداد۔

ہاں اگر تمام اہل محلّہ ہی مرتد ہو جائیں تو پھر وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں مرتدۃ کا مال مکسوب ہر حالت میں احناف کے ہاں اس کے مسلمان ورثاء کو اس لئے ملتا ہے کہ مرتدۃ کو ان کے ہاں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ "لانه علیه الصلوٰة والسلام نهٰی عن قتل النساء"

نیز ارتداد ایک ایسی جنایت ہے جس کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہے۔ لہٰذا اس کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ ہی قیامت کو دے گا۔ ہاں اسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے یا قید ہی میں وفات پا جائے۔

لیکن مرد مرتد کو تائب نہ ہونے کی صورت میں دنیا میں بھی سزا دی جا سکتی ہے کیونکہ اس کی زندگی شر اور کئی قسم کے مفاسد خاص کر کفار سے مل کر مسلمانوں کے خلاف حرب وقتال کا خطرہ بھی پیدا کر سکتی ہے۔ بخلاف عورت جس سے اس کی کم توقع ہو سکتی ہے۔ ہاں ملکہ اور صاحب رائے ہونے کی صورت میں اسے بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نیز امام زہری' نخعی' اوزاعی اور امام حماد رحمہم اللہ کے ہاں مرتدۃ کو بھی نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق "من بدل دینه فاقتلوه" کے عموم کے باعث توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کر دیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک چونکہ مرتدۃ کے ارتداد سے اس کے نفس کی عصمت میں کوئی فرق نہیں

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑتا بلکہ وہ محفوظ رہتی ہے لہٰذا اس کے مال کی عصمت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا' لہٰذا اس کی دونوں حالتوں کا مکسوب مال اس کے مسلمان ورثاء کے لئے ہو گا۔

ہاں ارتداد سے مطلقہ بائنہ ہو جانے کے باعث خاوند کو اس کے ترکہ سے کچھ نہ ملے گا۔

امام سرخسی "سیر الصغیر" میں فرماتے ہیں:۔

اگر مرتدۃ دار الحرب میں منتقل ہو جائے تو پھر نہ اس کے نفس کی عصمت باقی رہتی ہے اور نہ ہی اس کے مال کی لہٰذا استرقاق کی صورت میں وہ لونڈی اور اس کا مال فئ یا مال غنیمت ہوگا۔ یہ تو ہوا حکم مرتد اور مرتدۃ کے مال مکسوب کا لیکن خود مرتد اور مرتدۃ کسی کے ترکہ کے وارث نہیں ہو سکتے۔

ایک تو اس لئے کہ وہ "ارث" جیسے صلہ شرعیۃ کے قاتل کی طرح مستحق نہیں ہو سکتے۔

دوسرے وہ ارتداد سے حنفیہ کے ہاں کسی قابل اعتماد ملت پر نہیں رہتے جو وراثت میں ضروری ہے۔ ہاں اگر تمام علاقہ مرتد ہو جائے تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

مرتد اور مرتدۃ کی وفات کے بعد ان کے مال مکسوب (ترکہ) کے ورثاء میں احناف کے ہاں اختلاف ہے:۔

(۱) امام صاحب سے حسن رحمہ اللہ کی روایت میں ان کے ورثاء وہ لوگ ہوں گے جو ان کے ارتداد کے وقت ان کے وارث ہوں اور ان کی وفات کے وقت وہ زندہ بھی ہوں حتی کہ اگر کوئی انسان ان کی قرابت میں سے ان کے ارتداد کے بعد پیدا ہو یا اسلام لائے تو وہ ان کے ترکہ میں سے وارث نہ ہو گا۔

(۲) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی روایت میں مرتد کے ارتداد کے وقت کے ورثاء کا اعتبار ہو گا۔ خواہ مرتد کی موت سے قبل ہی ان میں سے کوئی وفات پا جائے۔

بہرحال وارث کی وفات سے اس کے استحقاق وراثت میں کوئی فرق نہ آئے گا اور ایسی صورت میں اس کی وراثت آگے اس کے ورثاء کو ملے گی۔

(۳) امام محمد رحمہ اللہ کی روایت میں ان ورثاء کا حق ہو گا جو مرتد کے قتل یا وفات کے وقت موجود ہوں گے۔ خواہ اس کے ارتداد کے وقت وہ زندہ ہوں یا بعد میں پیدا ہوئے ہوں۔

احناف کے ہاں صحیح مسلک یہی ہے جو امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فَصْلٌ فِی الْاَسِیْر

حکم الاسیر کحکم سائر المسلمین فی المیراث مالم یفارق دینه' فان فارق دینه فحکمه حکم المرتد فان لم تعلم ردته ولا حیاته ولا موته فحکمه حکم المفقود۔

---

"فصل فی الاسیر..." (اسیر) بروزن فعیل مفعول کے معنی میں ہے۔ ھو من اسرہ العدو مسلمًا کان او کافرًا والمراد به ھٰھنا المسلم الذی صار فی ایدی الکفار یعنی وہ انسان جسے دشمن گرفتار کرلے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر لیکن یہاں مراد ایک مسلمان انسان ہے۔

"حکم الاسیر"

اسیر اگر اپنے دین پر قائم رہے تو وراثت میں اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے اور اگر دین سے ارتداد اختیار کرلے تو پھر اس کا حکم وراثت میں مرتد جیسا ہے۔ اگر اس کے ارتداد' زندگی اور موت کا پتہ نہ چل سکے تو پھر وہ مفقود الخبر کے حکم میں ہے۔ یعنی جیسے مرتد اور مفقود الخبر کے احکام کا ذکر ہو چکا ہے اس کے مطابق اس کی وراثت میں عمل ہو گا۔

"فحکمه حکم المفقود' فیکون حیا فی مالہٖ حتی لایرث منه احد' ویوقف ماله حتی یمضی مدة لا یعیش مثله الیھا ویکون موقوف الحکم فی حق غیرہٖ حتی یوقف نصیبه من مال مورثه" یعنی اپنے مال میں وہ زندہ متصور ہو گا حتی کہ کوئی بھی اس کے مال کا وارث نہیں بن سکتا۔ اور اس کا مال اس وقت تک موقوف رہے گا جب تک کہ اس کی وفات کا یقین نہیں ہو جاتا۔ اور غیر سے اپنے حق کی وصولی میں موقوف الحکم ہو گا حتی کہ اس کا حصہ مورث کے مال سے موقوف رکھ لیا جائے گا۔

جیسے کوئی متوفاۃ اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ جائے۔

زوج' ام' بنت' اخت عینی' اخ اسیر۔ تو مسئلہ علی تقدیر حیاۃ الاسیر 12 سے تشکیل پائے گا۔ ربع زوج کو 3' سدس ام کو 2' نصف بنت کو 6' مابقی اخت عینی اور اسیر بھائی کو 1' عینی بہن اور اسیر بھائی کو جو 1 ملا ہے۔ وہ آپس میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کریں گے یعنی ثلث عینی بہن کو اور دو ثلث اسیر بھائی کو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور قیدی بھائی کی وفات کی صورت میں بھی

مسئلہ 12 سے تشکیل پائے گا۔ لیکن عینی بہن اور اسیر بھائی کو جو ایک ملتا تھا وہ اب تمام عینی بہن کو ملے گا۔

خیال رہے اسیر مفقود الخبر کے حکم میں ہونے کے باعث نہ ہی تو اس کا مال ورثاء میں تقسیم ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی بیوی کسی سے نکاح کر سکتی ہے۔ جب تک کہ اس کی صحیح صورت (وفات کی شکل میں) سامنے نہ آجائے۔

اگر اس کے ورثاء مال کے لالچ میں اس کے ارتداد کا دعوی کریں کہ وہ دار الحرب میں مرتد ہو چکا ہے تو ان کی بات قابل تسلیم نہ ہوگی جب تک کہ دو عادل مسلمان اس کے ارتداد پر شہادت نہ دے دیں۔

شہادت پر قاضی اس کے ارتداد کا فیصلہ صادر فرماتے ہوئے اس میں اور اس کی بیوی میں علیحدگی نیز اس کے مال کو ورثاء میں تقسیم کرنے کا فیصلہ بھی دے گا۔ کیونکہ قاضی کے فیصلہ سے وہ حکماً میت متصور ہو گا۔

اگر اسیر قاضی کے فیصلہ بالارتداد کے بعد گھر پہنچ جائے اور ارتداد سے بھی انکار کرے تو بھی قاضی اپنے فیصلہ کو بدل نہیں سکتا۔ لہٰذا نہ ہی تو اس کو اس کی بیوی ملے گی اور نہ ہی مال' ہاں وہ مال جو کسی وارث کے پاس بعینہٖ موجود ہو گا وہ اسے مل سکے گا۔

اگر قاضی دو عادل انسانوں کی شہادت سن لینے کے بعد اسیر کے ارتداد کا حکم دے لیکن وہ مال کی تقسیم سے قبل تائب ہو کر گھر پہنچ جائے اور ارتداد سے بھی انکاری ہو تو وہ اپنے مال کا مالک ہو گا۔ اس کا مال ورثاء میں تقسیم نہ ہوگا۔ لیکن ایسی صورت میں قاضی شاہدوں کے تزکیہ کی تحقیق کرے گا۔ اگر وہ عادل ثابت ہو جائیں تو قاضی اس کی بیوی کو اس سے علیحدہ کر دے گا کیونکہ بیوی کی علیحدگی کا حکم نفس ارتداد سے ثابت ہو جاتا ہے۔ خواہ قاضی اس کا فیصلہ نہ بھی دے۔

لیکن اس کی مدبرۃ اور ام ولدہ آزاد نہ ہوں گی کیونکہ ان کی آزادی کا تعلق آقا کی موت سے ہے اور آقا کی موت نفس ارتداد سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ آقا نفس الامر میں نہ وفات پا جائے یا قاضی اس کی موت کا فیصلہ نہ دے دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فصلٌ فی الغرقی وَالحرقی وَالهَدمٰی

اذا ماتت جماعة' ولا یدری ایهم مات او لا'جعلوا کانهم ماتوا معًا' فمال کل واحد منهم لورثته الاحیاء۔ ولایرث بعض الاموات من بعض' هٰذا هو المختار۔ وقال علی وابن مسعود ۔ رضی اللّٰه عنهما ۔ یرث بعضهم عن بعض' الا فی ما ورث کل واحد منهم من صاحبهٖ

واللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّواب ..... وَالیه المَرْجِعُ وَالمَآب

---

"فصل فی الغرقی ....."

جب بیک وقت انسانوں کی ایک جماعت پانی میں غرق ہو جائے یا آگ میں جل جائے' یا دیوار اور مکان کے نیچے آکر دب جائے اور مرنے میں ان کا تقدم وتاخر معلوم نہ ہو سکے تو حنفیہ کے نزدیک مختار مذہب میں مرنے والوں میں سے کوئی بھی کسی کا وارث نہ ہو گا' بلکہ ہر ایک مرنے والے کے زندہ ورثاء اس کے وارث ہوں گے۔

لیکن حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ہاں بعض' بعض کے وارث تو ہوں گے' لیکن ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے' تاکہ وراثت کی صورت میں اپنے ہی مال کا استرداد لازم نہ آجائے۔

ذرا غور کیجئے دنیا کے حوادث کی کس قدر کثرت اور دوسری جانب عبرت حاصل کرنے والوں کی کس قدر قلت' دنیا مصائب سے دوچار ہے حوادث کا مسلسل شکار ہے جن کے دفاع سے انسان اگر بالکلیہ عاجز نہیں تو بعض سے اسے عجز کا اعتراف ہے۔ لیکن مومن ہے جو اپنے ایمان کے سہارے تقدیر کو تسلیم کرتا ہے اور ہر مصیبت پر صبر کرتے ہوئے "اِنَّا لِلّٰه وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن" کا وظیفہ زبان پر جاری رکھتا ہے۔

دنیا کی کیفیت کیا ہے کم ہنساتی اور مدت رولاتی ہے۔ انسان گاڑیوں' کاروں' سمندری جہازوں' اور ہوائی جہاز میں سفر کرتا ہے۔ جس کے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں ہوتا کہ ہم کس حادثے کا شکار ہو جائیں گے۔ لیکن آناً فاناً گاڑیاں' کاریں ٹکرا جاتی ہیں' سمندری جہاز غرق ہو جاتے ہیں اور ہوائی جہاز پہاڑوں اور زمین سے ٹکرا کر چور چور ہوجاتے ہیں' جن میں ایک انسان نہیں بلکہ سینکڑوں لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ کبھی کنبے اور بھائیوں' بہنوں کے اکثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



افراد موت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں اور کبھی مکان کے گر جانے سے گھر کے اکثر افراد اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا انسانی خواہش کے مطابق ایسی مذکورہ صورت میں اس کی میراث کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ ضروری تھا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اور اس کی مزید وضاحت یہ ہے:۔

(۱) اگر وفات پانے والوں کی ترتیب معلوم ہوجائے تو ہر متاخر وفات پانے والا اپنے سے مقدم متوفی کے ترکہ کا اپنے حصہ کے مطابق وارث ہوگا۔

(۲) اگر تمام کے معا وفات پاجانے کا قطعی علم ہو یا متقدم اور متاخر کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہو سکیں گے اور یہی فقہاء کا کہنا ہے۔ "لاتوارث بین الغرقٰی والهدمٰی ولا بین الهالکین بحادث" ہاں ایسی صورت میں ہر متوفی کا ترکہ اس کے اپنے ورثاء میں تقسیم ہو گا۔ جیسے ذیل کی دو مثالوں سے واضح ہے۔

(۱) ایک ہی وقت میں وفات پا جانے والے دو بھائیوں میں سے ایک اپنے پیچھے زوجہ' ام اور عم حقیقی چھوڑ جاتا ہے۔ اور دوسرا ایک لڑکی' پوتی اور ابن عم حقیقی چھوڑ جاتا ہے۔ تو ایسی شکل میں پہلے کی زوجہ کو ربع' ماں کو مابقی کا ثلث اور مابقی چچا کو عصوبۃً ملے گا۔ لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 4 سے ہوگی اور ذیل کے حساب سے ترکہ کی تقسیم ہو گی

ورثاء

| زوجہ | ام | عم حقیقی |
|---|---|---|
| 1 | 1 | 2 |

دوسرے کی لڑکی کو نصف' پوتی کو سدس تکملۃ للثلثین اور ابن عم کو مابقی عصوبۃً ملے گا۔ لہٰذا مسئلہ کی تشکیل 6 سے ہوگی اور اس کا ترکہ ذیل کے حساب سے تقسیم ہو گا۔

ورثاء

| لڑکی | پوتی | ابن عم |
|---|---|---|
| $\frac{1}{2}$ | $\frac{1}{6}$ | مابقی |
| 3 | 1 | 2 |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) زوج، زوجۃ اور ان کے دو بیٹے بیک وقت پانی میں غرق ہو کر وفات پاجاتے ہیں زوج کی ایک دوسری زوجۃ اور اس سے ایک لڑکا زندہ موجود ہیں جبکہ زوجۃ کا ایک بیٹا پہلے زوج سے موجود ہے۔

تمام بیک وقت ہلاک ہونے والے اصحاب الاموال ہیں۔ جن کے مال کی تقسیم قاعدہ کے مطابق اپنے اپنے زندہ ورثاء میں یوں ہوگی۔

| متوفی زوج مسئلہ من 8 |
|---|

ورثاء

| دوسری زوجہ | ابن منہا |
|---|---|
| ثمن | مابقی عصبۃً |
| $\frac{1}{8}$ | $\frac{7}{8}$ |

متوفیۃ زوجۃ

ورثاء

ابن من غیر الزوج الغریق یہ ہی بیٹا عصبۃ ہونے کی وجہ سے تمام ترکہ کا وارث ہو گا۔

| دو ہلاک ہونے والے بیٹیوں کے ترکہ کی تقسیم مسئلہ من 6 |
|---|

ورثاء

| اخ لام | اخ لابیہم |
|---|---|
| سدس | مابقی عصبۃً |
| $\frac{1}{6}$ | $\frac{5}{6}$ |

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## "تجزیۃ الوراثت"

کسی بھی وفات پا جانے والے انسان کے خواہ وہ مرد ہو یا عورت عام طور پر اس کے ذووا الفروض اور عصبات میں سے مندرجہ ذیل ورثاء ہو سکتے ہیں۔ جن کا انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے' نیز مختلف ورثاء کی معیت میں مختلف حصہ ہوتا ہے۔

## "اصحاب الفروض"

(۱) ام (ماں)

(۲) دادی اور نانی جس کے انتساب الی المیت میں جد فاسد (نانا) نہ آئے۔

(۳) بیٹی ایک یا زیادہ۔ (۴) پوتی ایک یا زیادہ۔

(۵) عینی بہن ایک یا زیادہ۔ (۶) علاتی بہن ایک یا زیادہ۔

(۷) اخیافی بہن بھائی ایک یا زیادہ۔ (۸) زوج (خاوند)

(۹) زوجۃ (بیوی)

## "العصبات"

(۱) بیٹا ایک یا زیادہ۔

(۲) پوتا ایک یا زیادہ خواہ اس سے بھی نیچے کا کوئی فرد ہو۔

(۳) باپ (۴) دادا خواہ اس سے بھی اوپر کا کوئی فرد ہو۔

(۵) عینی بھائی خواہ ایک ہو یا زیادہ۔ (۶) علاتی بھائی ایک یا زیادہ۔

(۷) حقیقی بھائی کا لڑکا ایک یا زیادہ۔ (۸) علاتی بھائی کا لڑکا ایک یا زیادہ۔

(۹) حقیقی چچا (۱۰) علاتی چچا

(۱۱) حقیقی چچا کا بیٹا (۱۲) علاتی چچا کا بیٹا

(۱۳) معتِق (آزاد کرنیوالا) (۱۴) عصبۃ المعتِق (آزاد کرنے وا لے کا اپنا عصبۃ

خیال رہے! اصحاب الفروض وہ ہیں جن کا حصہ قرآن نے متعین کر دیا ہے۔ اور عصبات وہ جو اصحاب الفروض کے نہ ہونے پر یا ہونے کی صورت میں ان کے حصہ کے بعد مابقی کے وارث ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اصطلاحات"

عینی ..... حقیقی بہن' بھائی
علاتی ..... باپ کی طرف سے بہن' بھائی
اخیافی ..... ماں کی جانب سے بہن' بھائی

"ذووا الارحام"

ذووا الارحام کی توریث میں صحابہ اور آئمہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ان کے بیان میں گزر چکا ہے۔

"ذووا الارحام کی اقسام"

(۱) پہلی قسم ان ذووا الارحام کی ہے جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں' ان میں بیٹیوں کی اولاد' پوتیوں کی اولاد اور آگے ان کی اولاد داخل ہے۔

(۲) دوسری قسم ان ذووا الارحام کی ہے جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے۔ ان میں جد ساقط' ماں کا باپ (نانا) اور اس کے آباء اجداد' نیز نانا کی ماں اور اس سے اوپر کی مائیں داخل ہیں۔

(۳) الف) ..... تیسری قسم ان ذووا الارحام کی ہے جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

ب) ..... ان میں بہنوں کی اولاد' خواہ بہنیں عینی ہوں یا علاتی یا پھر اخیافی' داخل ہے۔

ج) ..... اور ہر قسم کے بھائیوں کی بیٹیاں۔

د) ..... نیز اخیافی بھائیوں کے بیٹے۔

ط) ..... تیسری قسم کے اجزاء کی اولاد جو ان کی وساطت سے میت سے ملتی ہو۔

(۴) اس قسم میں وہ ذووا الارحام داخل ہیں' جو میت کے اجداد اور جدات کی طرف منسوب ہوتے ہیں' ان میں ماں کی طرف کے چچے' پھوپھیاں' اخیافی چچوں کی بیٹیاں اور بیٹے اور ماموں نیز خالائیں' اور ان سب کی اولاد داخل ہے۔

ذووا الارحام کی توریث کے قائلین کی دلیل:

۱۔ "واولوا الارحام بعضهم اولٰی ببعض فی کتاب اللّٰہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ "للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون ..... الخ"

نیز آپ کا ایک فرمان "الخال وارث من لا وارث له" (المواریث صفحہ ۱۷۲) لہٰذا' امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر ذووا الارحام کی توریث علی سبیل القرابۃ ترتیب مذکور کے مطابق ہو گی۔ یعنی پہلی قسم دوسری پر راجح اور دوسری تیسری پر' اور تیسری چوتھی پر' توریث کے قائلین کا مذہب' مذکورہ ادلہ کے علاوہ اس لئے بھی قابل ترجیح ہے کہ

بیت المال کو مال دینے والوں کے نزدیک "بیت المال" کے بارے یہ شرط ہے کہ وہ منظم ہو اور اس میں عدل وانصاف کو پیش نظر رکھا جاتا ہو' اور اس کا کوئی عادل مشرف' ناظم ہو' ظاہر ہے کہ ایسا بیت المال دنیا میں کہاں؟

اسی لئے متاخرین مالکیہ اور فقہاء شافعیہ نے تیسری صدی ہجری میں یہ فتوی صادر کیا کہ بیت المال سے بہتر متوفیٰ کے ذووا الارحام ہیں۔ اور یہی نظریہ ان کے ہاں بھی آج مفتیٰ بہ ٹھہرا۔

نیز اس لئے بھی ذووا الارحام بیت المال سے بہتر ہیں کہ وہ بیت المال میں دوسروں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لیکن دوسرے لوگ' ذووا الارحام کہ وارث بنائے جانے کی صورت میں' ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذووا الارحام وراثت میں' بیت المال میں شریک ہونے والے دوسرے لوگوں سے اقوی ہیں' لہٰذا ان کی موجودگی میں بیت المال کو مال کیسے دیا جا سکتا ہے؟

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ذووا الارحام' ذووا الفروض اور عصبات کے نہ ہونے پر وارث ہیں' لیکن علی سبیل التنزیل' یعنی جو کچھ ان کے آباء واجداد کے حصہ میں آئے گا وہ انہیں ملے گا خواہ درجہ میں کوئی اقرب ہو یا ابعد۔

ذووا الارحام کی توریث کی نفی کرنے والوں کی بھی کچھ دلیلیں ہیں لیکن کمزور لہٰذا راجح صورت ان کی توریث ہی کی ہے۔

"فائدہ"

ذووا الارحام کی چاروں اقسام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ عورتیں ہیں یا وہ مرد جو عورتوں کی وساطت سے میت تک ملتے یا منسوب ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## "حصص اصحاب الفروض"

(۱) ماں کو بیٹیوں' پوتیوں' عینی بہنوں بھائیوں' علاتی بہنوں بھائیوں اور ماں کی طرف سے بہنوں بھائیوں نیز بیٹیوں اور پوتوں کی موجودگی میں جمیع مال کا سدس (چھٹا) حصہ ملتا ہے۔ باقی کسی بھی وارث کی موجودگی میں خواہ وہ اصحاب الفروض سے ہو یا عصبات میں سے اسے ثلث (ایک تہائی) مال سے کم نہ ملے گا۔ ہاں باپ اور زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ اُسے مابقی کا ایک تہائی مال ملے گا۔

(۲) جدۃ صحیحۃ کو خواہ وہ نانی ہو یا دادای سدس (چھٹا) حصہ جمیع مال میت سے ملے گا۔ اور اگر اس کے ساتھ دوسری جدۃ صحیحۃ بھی ہو تو دونوں کو سدس مشترکہ طور پر ملے گا۔ اور ماں کی موجودگی میں دونوں قسم کی جدۃ صحیحۃ حصے سے محروم ہوں گی۔ اور دادیاں باپ دادا کی موجودگی میں بھی محروم ہو جائیں گی۔ مگر وہ دادی جو دادا کی وساطت سے میت کی طرف انتساب نہ رکھتی ہو وہ وارث ہو گی۔ جیسے دادا کی بیوی۔ باقی تمام ورثاء میں سے کسی کی موجودگی میں وہ جمیع مال کے سدس سے کم کی حصہ دار نہ ہو گی۔

(۳) بیٹی کا جمیع مال متوفی سے نصف حصہ ہے اور اگر بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو دو تہائی مال ان میں مشترکہ ہو گا اور اگر ساتھ کوئی بیٹا بھی ہو تو پھر ان میں اصحاب الفروض کے حصص کے بعد مابقی "للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی لڑکی سے لڑکے کو دوگناہ ملے گا اور لڑکی کو اس سے نصف۔ باقی تمام ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں ایک بیٹی کو نصف اور اگر دو یا زیادہ ہوں تو دو تہائی مال انہیں ملے گا۔

(۴) بیٹی کی عدم موجودگی میں ایک پوتی کو جمیع مال متوفی سے نصف اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو دو تہائی اور اگر ساتھ پوتا بھی ہو تو پھر بیٹے بیٹیوں کی طرح "للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی لڑکے کو لڑکی سے دوگناہ اور اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو پھر پوتی کو ایک ہو یا زیادہ سدس تکملۃ للثلثین ملے گا۔ اگر بیٹیاں دو یا زیادہ ہوں یا ایک بیٹا تو پھر وہ محجوب ومحروم ہوں گی۔ باقی تمام ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں ایک پوتی کو ایک بیٹی کی مانند نصف اور دو کو دو تہائی مال ملے گا۔

(۵) اگر متوفی کی صرف ایک یا ایک سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو ایک کو جمیع مال سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصف اور ایک سے زیادہ کو دو تہائی مال ملے گا۔ اگر میت کی ایک یا زیادہ بیٹیاں اور پوتیاں بھی ہوں تو پھر انہیں حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ بہنوں کو "اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة" کے اصول کے مطابق عصبۃ کی حیثیت میں ملے گا۔

ماں اور جدۃ صحیحہ کی موجودگی میں ایک بہن کو نصف اور دو یا زیادہ کو ثلثان یعنی دو تہائی مال حاصل ہو گا۔ عینی بھائی کی موجودگی میں "للذکر مثل حظ الانثیین" یعنی بھائی کو بہن سے دوگناہ ملے گا۔ بیٹے' پوتے اور باپ کی موجودگی میں بہنیں محجوب عن الوراثۃ ہوں گی۔ یعنی انہیں کچھ نہ ملے گا۔ دادے کی موجودگی میں ان کی وراثت میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ انہیں کیا کچھ ملے گا۔ باقی ماندہ ورثاء میں سے کسی کی موجودگی میں اگر ایک بہن ہو گی تو اسے نصف اور اگر زیادہ ہوں گی تو انہیں تمام مال سے دو تہائی ملے گا۔

(۶) علاتی بہنوں کی وراثت اور عدم وراثت میں کیفیت وہی ہے جو حقیقی بہنوں کی' فرق صرف اتنا ہے کہ ایک عینی بہن کی موجودگی میں انہیں سدس (چھٹا) حصہ ملے گا جبکہ دو حقیقی بہنوں یا ایک حقیقی بھائی کی موجودگی میں وہ وراثت سے محجوب یعنی محروم ہوں گی۔

(۷) اخیافی بہن بھائی۔ ایک ہو تو چھٹا' زیادہ ہوں تو ایک ثلث کے جمیع مال میت سے وارث ہوں گے۔ ایک یا زیادہ بیٹیوں' بیٹوں' پوتیوں' پوتوں' باپ اور دادا کی موجودگی میں یہ محجوب عن الوراثۃ یعنی حصہ سے محروم ہوں گے۔

باقی اصحاب الفروض اور عصبات میں سے کسی کی بھی موجودگی میں اگر اخیافی بہن بھائی ایک ہو تو اسے چھٹا حصہ اور اگر زیادہ ہوں تو جمیع مال متوفی سے انہیں ایک تہائی ملے گا۔ جو بہنوں' بھائیوں میں برابر تقسیم ہو گا۔

(۸) خاوند کو میت کی اولاد بیٹوں' بیٹیوں' پوتوں اور پوتیوں کی موجودگی میں ربع $\frac{1}{4}$ جمیع مال میت سے ملے گا اور اگر یہ نہ ہوں تو نصف مال ملے گا۔ باقی ورثاء میں سے کسی بھی موجودگی میں اسے نصف سے کم نہ ملے گا۔

(۹) بیوی ایک ہو یا زیادہ بیٹوں' بیٹیوں' پوتوں اور پوتیوں کے ساتھ اسے ثمن $\frac{1}{8}$ جمیع مال سے ملے گا اور اگر یہ نہ ہوں تو ربع $\frac{1}{4}$ ملے گا۔ اگر بیویاں زیادہ ہوں تو یہی حصہ ثمن یا ربع ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ باقی ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں بیوی کو ربع $\frac{1}{4}$ ضرور ملے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## "حصص العصبات"

(۱) عصبات میں سے اگر ایک بیٹا یا زیادہ ہوں تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے ساتھ متوفی کی ماں' جدۃ صحیحۃ یا اس کی بیوی اور اگر متوفاۃ عورت ہو تو اس کا خاوند یا باپ دادا میں سے اگر کوئی موجود ہو تو ان کو اپنا اپنا حصہ دینے کے بعد جو بچے گا وہ تمام کا تمام ایک لڑکے کا اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سبھی کا ہو گا اور اگر ان کے ساتھ لڑکیاں بھی ہوں تو پھر مابقی ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ باقی ورثاء میں سے کوئی وارث بیٹے کی موجودگی میں وارث نہ ہو گا۔

(۲) حقیقی پوتا ایک ہو یا زیادہ۔ اگر اس کے ساتھ متوفی کی ایک بیٹی یا زیادہ اس کی ماں یا جدۃ صحیحۃ یا میاں بیوی سے کوئی یا باپ دادا موجود ہوں تو اسے ان مذکورہ ورثاء کو دینے کے بعد جو بچے گا دیا جائے گا۔ اگر پوتے کے ساتھ پوتی بھی ہو تو وہ آپس میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم کریں گے۔ اور بیٹے کی موجودگی میں پوتے محروم ہوں گے۔ باقی ماندہ ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں پوتے پوتوں کو جمیع مال ملے گا۔

(۳) باپ۔ اگر اس کے ساتھ متوفی کی بیٹی ایک یا زیادہ یا پوتی ایک یا زیادہ ہوں تو اسے جمیع مال کا چھٹا حصہ اور اس کے علاوہ ورثاء سے جو کچھ بچے گا دیا جائے گا۔

ماں اور احد الزوجین کی موجودگی میں ان کو اپنا اپنا حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ تمام کا تمام باپ کو ملے گا۔ بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں صرف چھٹا حصہ مال سے ملے گا' باقی کسی بھی وارث کی موجودگی میں باپ کو کل مال ملے گا۔

(۴) دادا۔ پردادا۔ بیٹی' بیٹیوں' پوتی پوتیوں کی موجودگی میں جمیع مال کا چھٹا حصہ اور ورثاء کو دینے کے بعد جو کچھ بچے گا دیا جائے گا۔ ماں اور احد الزوجین کے ساتھ ان کو اپنا اپنا حصہ دینے کے بعد جو کچھ بھی بچے گا اسے دیا جائے گا۔ بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں باپ کی طرح اسے چھٹا حصہ ملے گا۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا پر دادا محروم عن الوراثۃ رہے گا۔

عینی بہن بھائیوں اور علاتی بہن بھائیوں کی موجودگی میں دادا پر دادا کی وراثت میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ اسے کیا کچھ ملنا چاہئے۔ باقی کسی بھی وارث کی موجودگی میں خواہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصحاب الفرائض سے ہو یا عصبات میں سے دادا کو جمیع مال ملے گا۔

(۵) عینی بھائی ۔ متوفی کی بیٹی' بیٹیوں' پوتی پوتیوں' ماں' جدۃ صحیحۃ اخیافی بہن بھائیوں اور احد الزوجین کے ساتھ ان کو اپنا اپنا حصہ دینے کے بعد جو بچے گا وہ اسے ملے گا۔ اگر اس کے ساتھ بہنیں بھی ہوں تو مابقی ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم ہو گا۔ اور اگر دادا ہو تو پھر مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ اسے کیا کچھ ملنا چاہئے؟

بیٹے' پوتے اور باپ کی موجودگی میں حقیقی بھائی وراثت سے محروم ہوں گے۔ باقی کسی بھی وارث کے ہوتے ہوئے وہ جمیع مال میت کے وارث ہوں گے۔

(۶) باپ کی طرف سے بھائی ۔ اسے بیٹیوں' پوتیوں' ماں' جدۃ صحیحۃ' حقیقی بہنوں' اخیافی یعنی ماں کی طرف سے بہن بھائیوں اور احد الزوجین کی موجودگی میں مابقی یعنی باقی ماندہ مال ملے گا۔ اور اگر ساتھ بہنیں بھی ہوں تو باقی ماندہ مال ان میں "للذکر مثل حظ الانثیین" تقسیم ہو گا۔ دادے کے ساتھ ان کی وراثت میں اختلاف ہے۔ متوفی کے بیٹے' پوتے' باپ اور حقیقی بھائی کی موجودگی میں اسے کچھ نہ ملے گا' وہ محروم رہے گا۔ خواہ علاتی بھائی ایک ہو یا زیادہ۔ باقی ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں اسے تمام تر مال متروکہ ملے گا۔

(۷) حقیقی بھائی کا بیٹا ۔ متوفی کی بیٹی بیٹیوں' پوتی پوتیوں' ماں' جدۃ صحیحۃ' حقیقی بہن' بہنوں' باپ کی طرف سے بہن بہنوں' ماں کی طرف سے بہن بھائی ایک یا زیادہ اور زوجین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں اسے ان مذکورہ ورثاء کے حصص سے بچا کھچا ملے گا۔ متوفی کے بیٹے' پوتے' باپ' دادا' حقیقی باپ یا باپ کی طرف سے بھائی کی موجودگی میں وہ وراثت سے محجوب یعنی محروم ہو گا۔ باقی ماندہ ورثاء میں سے کسی کی بھی موجودگی میں وہ جمیع مال متروکہ کا مالک ہو گا۔

(۸) باپ کی طرف سے بھائی کا بیٹا ۔ اس کی بھی وراثت میں وہی کیفیت ہے جو حقیقی بھائی کے بیٹے کی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ حقیقی بھائی کے بیٹے کی موجودگی میں بھی وراثت سے محروم ہو گا۔ کیونکہ حقیقی بھائی کا بیٹا اس سے قرابت میں قوی تر ہے۔

(۹) حقیقی چچا ۔ اس کی بھی وراثت میں وہی کیفیت ہے جو حقیقی بھائی کے بیٹے کی فرق صرف اتنا ہے کہ یہ حقیقی بھائی اور باپ کی طرف سے بھائی کی موجودگی میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وراثت سے محروم ہو گا اور باپ کی طرف سے بھائی کے بیٹے سے اس کا فرق یہ ہے کہ چچا اس کی موجودگی میں بھی وارث نہیں۔

(۱۰) باپ کی طرف سے چچا۔ اس کی وراثت کی کیفیت حقیقی چچا کی وراثت کی مانند ہے' فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ حقیقی چچا کی موجودگی میں بھی وارث نہیں ہوتا۔

(۱۱) حقیقی چچا کا بیٹا۔ اس کی وراثت باپ کی طرف سے چچا کی مانند ہے فرق یہ ہے کہ باپ کی طرف سے چچا کی موجودگی میں بھی یہ وارث نہیں۔

(۱۲) باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا۔ وراثت میں اس کی کیفیت حقیقی چچا کے بیٹے کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہ حقیقی چچا کے بیٹے کی موجودگی میں بھی وارث نہیں۔

(۱۳) المعتِق۔ وراثت میں اس کی بھی کیفیت وہی ہے جو علاتی یعنی باپ کی طرف سے چچا کے بیٹے کی فرق صرف اتنا ہے کہ علاتی چچا کے بیٹے کی موجودگی میں یہ متوفی کا وارث نہیں۔

(۱۴) عصبۃ المعتِق۔ اس کی وراثت میں پوزیشن وہ ہے جو معتِق کی لیکن معتِق کی موجودگی میں بھی یہ وارث نہیں۔

تم التصریح بتوفیقہٖ تعالٰی واٰخر دعوٰنا اَن الحمد للّٰہ رب العٰلمین
وصَلی اللّٰہ عَلٰی خیر خلقہٖ محمد وعلٰی اٰلِہٖ واصحابہٖ اجمعین

سلیم الفرائضی

www.KitaboSunnat.com

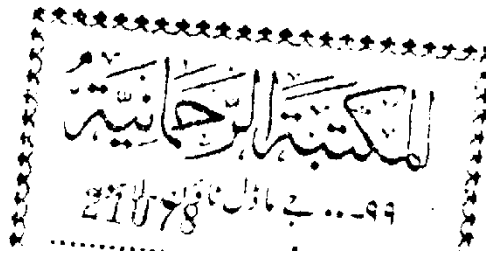


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## اطلاع عام

- زیر نظر کتاب مسائل وراثت میں ایک مفصل، عام فہم اور آسان کتاب ہے، جس میں، متوفیٰ کے ترکہ میں سے اس کے کفن و دفن، قرضے کی ادائیگی، وصیت پر عمل سے لیکر، اصحاب الفروض (جن کے حصص کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے) اور ان کے حصص، عصبات کی اقسام اور ان کے حصص نیز انکی علی الترتیب متوفیٰ کے ترکہ (مال) میں وراثت کی تقسیم کا ذکر وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔
- اور ان دونوں میں سے کسی وارث کے نہ ہونے پر، جن ائمہ کے نزدیک ذووالارحام وارث ہیں، ان کی بالترتیب اصناف اور انکی وراثت کے ذکر سے بھی یہ کتاب خالی نہیں ہے۔
- بچے کو بچی سے دوگنا کیوں ملتا ہے؟ جہات مختلفہ سے ایک انسان کی وراثت، مسئلہ عول، تصحیح کے قواعد، مفقود الخبر، ارتداد نیز دیگر اہم مسائل کا بیان بھی اس میں مذکور ہے۔
- اس کی تصریحات سے صرف اسلامی جامعات کے طلباء ہی مستفید نہ ہونگے بلکہ بفضلہ، یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں کے پروفیسر حضرات اور طلباء نیز دیگر تعلیم یافتہ طبقہ بھی برابر مستفیض ہوگا۔
- تھوڑی سی توجہ رکھنے والا انسان، معمولی سی توجہ کے ساتھ اس کے مطالعہ سے وراثت کے بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل کرسکتا ہے۔
- قدرتی طور پر کبھی عمر رسیدہ انسان سوچتا ہے کہ میری وفات کے بعد میرے ترکہ (مال) کا کون کون وارث ہوگا؟ تو کبھی نوجوان کہ مجھے متوفیٰ کے ترکہ سے کیا کچھ ملے گا؟
- الغرض، یہ کتاب ہر طبقہ کے اہل علم کے لئے ایک مفید کتاب ہے، جو وراثت کے مسائل کو سمجھنے کے لئے اس سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔
- کتاب کے آخر میں "تجزیۃ الوراثت" کے عنوان سے کسی بھی متوفیٰ کے اصحاب الفروض، عصبات اور ذووالارحام کا ذکر، نیز ان کے حصص کی ایک مختصر فہرست دے دی گئی ہے، جس سے ورثاء اور ان کے حصص کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی۔